اے بشر دل سے محمدؐ کی غلامی کر لے
ملت احمدؐ مرسل کو دوامی کر لے

قرآنی تعزیرات

بجواب

پرویزی خرافات

مصنفہ

خادم دین متین
منور حسین سیف اسلام دہلوی

ادارہ فلاح دارین پیر کی بازار
لاہور

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO ....

BOOK NO ....

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

فہرست مضامین قرآنی تعزیرات بجواب پرویزی خرافات

صفحہ	مضمون
۲	اوّلین فرض
۳	پرویزی خرافات
۴	پرویز نے قرآن کی مخالفت کی اور نبیوں کی شان میں بدترین گستاخی کی
۵	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی سیدھا راستہ ہے
۶	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پرویز کی گستاخی
۷	قرآن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ عالی۔
۱۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے متعلق قرآنی احکام
۱۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایمان کی شرط ہے۔
۱۴	قرآن پاک اور بزرگان دین کی پرویز نے توہین کی
۱۶	پرویز نے قرآن کے اصلی معنی اور احکام دین سے انکار کیا۔
۱۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہیں
۱۸	اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے معنی سمجھائے۔
۱۹	پرویز نے خدائے تعالیٰ کے بتائے ہوئے معنی سے انکار کیا۔
۲۱	پرویز کفر کی مشین ہے اور کافروں کا آلۂ کار
۲۲	پرویز نے قرآن پاک میں تحریف اور اس کی توہین کی
۲۵	صحابہ و اہل بیت کی پیروی کے قرآنی احکام
۲۶	قرآن میں اسلاف کی اطاعت کا حکم
۲۸	پرویز نے فرشتوں اور نبیوں کی سخت توہین کی
۳۰	پرویز نے اسلاف انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین کی سخت توہین کی
۳۱	اسلاف کی پیروی فرض عین ہے
۳۲	پرویز نے تمام مسلمانوں کو مشرک اور

صفحہ	مضمون
	انبیاء علیہم السلام کو میت بنا دیا
۳۳	پرویز کا خدائے قدوس اور قرآن سے انکار
۳۴	سب سے پہلے اسلاف انبیاء علیہم السلام ہیں
۳۶	پرویز علم لدنی اور اولیائے کرام کا منکر ہے
۳۸	قرآن میں انبیاء اولیاءؓ کی تعریفیں
۳۹	پرویز نے اولیاء اللہ کا مطلق انکار کیا
۴۱	اولیاء اللہ کی فضیلت قرآن شریف میں
۴۳	علم لدنی اور اولیاء اللہ کی اطاعت کا قرآن پاک سے ثبوت
۵۵	تنقید
۵۶	پرویز کی حدیثوں سے دشمنی
۵۹	حدیثوں کی عظمت اور ان کی حفاظت اللہ پاک کی طرف سے
۶۱	رسول کریمؐ اور صحابہؓ کا بہترین زمانہ
۶۳	روایت حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے میں ہوئی۔
۶۵	حدیث شریف نبی کریمؐ کے علوم ہیں
۶۵	خدا نے نبی کو حدیث بیان کرنے کا حکم دیا
۶۷	رسول اللہ پر صرف کتاب ہی نہیں اتری
۶۹	خدائے تعالیٰ نے نبیوں پر کتاب کے ساتھ دوسری چیزیں بھی اتاریں
۷۰	منکرین حدیث کی سزائیں
۷۳	اسلاف و بزرگان دین کی پیروی نجات کا سبب ہے۔
۷۸	پرویز نے حدیثوں کی توہین کی ہے۔
۸۰	پرویز نے سنی اور شیعہ کو مشرک بنا دیا
۸۳	خدائے تعالیٰ ہی نے فرقے بنائے۔
۸۴	آسمانی کتابوں کے ماننے والوں نے بھی آپس میں اختلاف کیا
۸۵	نبیوں کے طریقوں میں بھی خدائے تعالیٰ نے فرق رکھا۔
۸۶	حدیثوں پر عمل کرنے والے ہی رسول اللہ کے طریق پر ہیں۔
۸۸	مہاجرینؓ و انصارؓ کے مرتبے
۸۹	قرآن کے ماننے کا دعوے کرنے والوں میں فرقہ بندی۔
۹۱	محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے خدائے تعالیٰ کی پہچان اور قرآن پاک کی حقیقت معلوم ہوئی۔

صفحہ	مضمون
۹۳	اہل قرآن کہلانے والوں میں فرقہ سازی
۹۴	مجھ نعیم، حدیث کی بصیرت
۹۶	عبداللہ چکڑالوی اور پرویز کی مخالفت اہل قرآن کہلانے والوں میں
۹۹	چکڑالوی اور پرویز اسلام اور حکومت اسلامی کے دشمن ہیں۔
۱۰۱	پرویز اور چکڑالوی قرآن پاک کو بدنام کر رہے ہیں۔
۱۰۳	پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل بیت اور صحابہ کرام کو بد اخلاق بتایا۔
۱۰۴	حدیثیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائیں۔
۱۰۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں لکھنے کا حکم دیا۔
۱۰۶	پرویز کا حامیان دین اور راس کا ازالہ
۱۰۷	حدیثیں خدائے تعالیٰ اور قرآن کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔
۱۰۹	پرویز کے حدیثوں پر اعتراضات
۱۱۴	حدیث منکرین حدیث کے نزدیک دین نہیں ہے۔
۱۲۱	قرآن مجید حدیث کے یقینی ہونے کا گواہ ہے۔
۱۲۴	پرویز نے قرآن پاک اور حضور کی رسالت کا انکار کر دیا۔
۱۲۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی اور مرشد ہیں۔
۱۲۸	حدیث شریف قرآن کریم کی طرح یقینی ہے
۱۳۰	حدیث شریف کے یقینی ہونے پر شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحبان کی شہادتیں۔
۱۳۱	پرویز نے بخاری شریف پر جھوٹی تہمت لگائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا کہا۔
۱۳۵	پرویز کا بخاری شریف پر بدترین اعتراض اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین
۱۳۷	تقاضائے نظام حکومت۔
۱۴۰	منافقوں کا سچ بھی خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ ہے۔

صفحہ	مضمون
۱۳۱	منکرین حدیث کا حدیث امام بخاری پر اتہام
۱۳۲	قرآن شریف میں اماموں، مجتہدوں اور عالموں کی تعریف اور منکرین حدیث کی مذمت۔
۱۴۵	اماموں اور عالموں کی تعریف قرآن پاک سے
۱۴۷	قرآن پاک میں وحی کے اقسام
۱۵۰	قرآن میں وحی کی دوسری قسمیں اور حدیث بھی وحی ہے۔
۱۵۲	حدیث قرآنی وحی ہے۔
۱۵۳	حدیث قرآن میں ہے۔
۱۵۴	قرآن میں وحی کی خفیہ قسم بھی ہے
۱۵۷	قرآن میں دو قسم کی وحی کی آیتیں۔
۱۵۹	عبداللہ چکڑالوی اور پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چٹھی رساں کہا ہے۔
۱۶۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مراتب نبوت
۱۶۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص ملکات
۱۶۵	پرویز نے قرآنی وحی سے انکار کیا اور اس کی توہین کی۔
۱۶۷	قرآن پاک میں وحی کی کتنی قسمیں ہیں۔
۱۶۸	وحی متلو اور غیر متلو کی حقیقت۔
۱۶۹	قرآن میں اور عقل کی رو سے وحی غیر متلو خفیہ و آیات قرآنی سے مقدم ہے۔
۱۷۲	وحی کی قرآن میں چند قسمیں ہیں۔
۱۷۵	نبیوں کی دو وحی کی آیتیں۔
۱۷۷	منکرین حدیث کا دوسرا شکوہ و جواب۔
۱۷۸	نبی کی خاص وحی کی عقلی دلیل۔
۱۷۹	پرویز کا حدیثوں سے انکار بخاری شریف پر صحت اعتراض۔
۱۸۳	منکرین حدیث نے اللہ تعالیٰ اور قرآن پر طعن کیا
۱۸۴	ایک حدیث بھی قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی
۱۸۷	فرض نماز ہی حقیقی ہے جو ادا نہیں ہوتی
۱۸۹	ہر گناہ جرم سے بنتا ہے۔
۱۹۱	سجدہ سے جدا نہیں
۱۹۳	اجماع اور قیاس کی حقیقت
۱۹۴	ائمہ مجتہدین اور علماء کی قرآنی فضیلت
۱۹۶	علمائے دین کی عزت واجب اور توہین حرام ہے۔
۱۹۷	علمائے دین ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں
۱۹۸	قرآن میں محدثین اور فقہا کی تعریفیں

صفحہ	مضمون
۲۰۰	تفسیر حدیث قرآن میں غور وخوض کرنے والوں کی برائی قرآن میں ہے۔
۲۰۳	اللہ تعالے نے قرآن میں حدیث نازل کرنیکا اقرار کیا اور حدیث نازل کی
۲۰۵	منکرین حدیث کی قرآنی سخت ترین سزائیں۔
۲۰۶	حدیثوں کے قرآنی آیات ہونے کا اور بھی ثبوت لیجئے۔
۲۰۷	قرآن کی رُو سے حدیثوں کی سند خدائے تعالے تک جا پہنچی۔
۲۰۹	قرآن کی رُو سے حدیث گھڑی نہیں جا سکتی۔
۲۱۲	قرآن میں حدیث اترنے کا دوسرا ثبوت۔
۲۱۳	پرویز نے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی توہین کی۔
۲۱۴	حضرت امام ابوحنیفہ رح کے متعلق چند جملے اسی عبارت کے
۲۱۵	قانون کی صحیح پوزیشن۔
۲۱۷	قانون کی قسمیں۔
۲۱۸	قانون کی اصلی صورت۔
۲۱۹	پرویز نے تینوں بزرگوں پر غلط تہمت لگادی۔
۲۱۹	قرآن میں فقہاء یعنی دینی مسئلے نکالنے والوں کی تعریفیں ہیں۔
۲۲۰	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل۔
۲۲۴	حضرت علی ابن عثمان جلالی رحمۃ اللہ علیہ وکشف المحجوب
۲۲۵	حضرت امام ابوحنیفہ رح کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے ہیں
۲۲۶	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رح کے متعلق فرماتے ہیں۔
۲۲۸	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رح اور حدیثوں کے متعلق فرماتے ہیں۔
۲۳۰	حضرت امام ابوحنیفہ رح حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کی نظر میں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۰	حضرت امام اعظمؒ اور دوسرے امام بھی حدیثوں کے خلاف نہیں۔	۲۴۹	موجودہ حدیثوں کے یقینی ہونے کی عقلی دلیل یہ ہے۔
۲۳۲	تقلید شخصی کے وجوہات۔	۲۴۹	چکڑالوی اور منکرین حدیث قرآن شریف کے بدترین دشمن ہیں۔
۲۳۴	حدیث کے خلاف کسی کا قول بھی مقبول نہیں ہے۔	۲۵۱	قرآن میں منکرین حدیث کی مذمت۔
۲۳۶	پرویز کے استاد اسلم جیراجپوری نے حضرت امام ابوحنیفہ رح اور امام بخاری رح کی توہین کی۔	۲۵۱	حدیث وفقہ کے ماننے والے مسلمانوں کا مبارک طریقہ۔
۲۳۸	منکرین حدیث کا کفر و نادانی۔	۲۵۱	سنی اور شیعہ دونوں پر پرویز کے اتہام لگائے۔
۲۴۰	نبیوں کے معجزات۔	۲۵۳	مسلمانوں میں فرقہ بندی اور دشمنی پھیلانا خلاف قرآن ہے۔
۲۴۴	ملک الموت کو تھپڑ مارنا۔	۲۵۴	اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مومنو [illegible] صلح کراؤ۔
[illegible]	حضرت آدم علیہ السلام کے ساٹھ گز قد کی حقیقت۔	۲۵۵	سنی اور شیعہ کی اخوت کی تازہ مثال۔
۲۴۶	تحقیق سے حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز ثابت ہے۔	۲۵۶	حدیثوں کو متضاد اور مخالف بتانا بے دینی ہے۔
۲۴۷	منکرین حدیث کے شدید ترین فریب۔	۲۵۶	منکرین حدیث یہودی اور عیسائی ہیں۔
۲۴۹	تمام حدیثوں اور ان کے راویوں اور علمائے دین کی صداقت کی قرآنی شہادتیں۔	۲۵۸	منکرین حدیث کا بدترین فریب۔
		۲۵۸	حدیث مذکور کی حقیقت۔
		۲۵۹	اختلافات کی معقول وجوہات۔

صفحہ	مضمون
۲۶۱	حدیثوں کے دین ہونے کا ثبوت
۲۶۳	سُنّی اور شیعہ دونوں کی حدیثوں پر منکرین حدیث کا نیا اعتراض
۲۶۴	سُنّی شیعوں کی حدیثیں آپس میں متضاد اور مخالف نہیں ہیں۔
۲۶۴	سُنّی شیعہ کی حدیثوں میں موافقت
۲۶۷	شیعوں کی حدیثیں
۲۷۱	بخاری شریف کی روایتوں پر اعتراضات اور ان کے جوابات
۲۷۳	بخاری شریف پر دوسرا اعتراض
۲۷۳	بخاری شریف پر تیسرا اعتراض۔
۲۷۴	قرآن شریف سے جوابات۔
۲۷۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔
۲۷۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ پر منکرین حدیث کے اعتراضات۔
۲۷۷	قرآن کریم سے اُن کے مدلل جوابات
۲۷۸	حضرت آدم علیہ السلام۔
۲۸۰	دوسری اور تیسری آیت کا مطلب
۲۸۱	تیسری آیت۔

صفحہ	مضمون
۲۸۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکرین حدیث کے اعتراضات و اُن کے جوابات۔
۲۸۴	عذاب قبر کا قرآن سے ثبوت۔
۲۸۵	چند مسائل حدیثی پر منکرین حدیث کی حیرانی۔
۲۸۸	قرآن شریف میں رسول اللہ کی بصیرت کا بیان۔
۲۹۱	پرویز نے رسول اللہ پر غلط کاری کا الزام لگایا۔
۲۹۲	اس کا جواب باصواب۔
۲۹۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر پرویز کے دوسرے اعتراضات
۲۹۴	اور ان کے قرآن سے جوابات۔
۲۹۷	قرآن میں فدیہ لے کر قیدیوں کے چھوڑنے کا حکم۔
۲۹۹	منکرین حدیث کے حضور اکرم پر مخالفانہ اعتراضات۔
۳۰۰	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکرین حدیث کی بڑی بھاری تہمت اور اس کا جواب

صفحہ	مضمون
۳۰۴	روایت مذکورہ کی حقیقت۔
۳۰۴	پرویز کی دہوکا دہی کا ثبوت۔
۳۰۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گندگی کا الزام لگا دیا۔
۳۰۶	حضور اکرمؐ سے مشورہ لینے کو کیوں فرمایا گیا۔
۳۰۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے
۳۱۰	پرویز نے خدائے تعالےٰ اور قرآن کو جھوٹا ٹھہرایا۔
۳۱۱	حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کی تہمت اور اس کا قرآن سے جواب۔
۳۱۴	مشوروں اور فیصلوں کی عقلی، مثالی دلیلیں۔
۳۱۵	حکومت کے اختیارات۔
۳۱۷	پرویز کے نزدیک حضور اکرمؐ کی حیثیت۔
۳۱۷	اللہ تعالےٰ کے نزدیک رسول اللہ کی حیثیت۔
۳۱۹	نبیؐ کے احکام کی تعمیل فرض ہے
۳۲۰	پرویز نے ظاہری طور سے قرآن کریم کا انکار کیا۔
۳۲۱	حضرت زیدؓ و حضرت زینبؓ کا اصلی واقعہ۔
۳۲۳	حضور اکرمؐ کی شان میں گستاخی اور اس کا جواب۔
۳۲۵	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم۔ اور مشوروں کی حقیقت۔
۳۲۶	حدیثوں سے انکار کا بدترین طریقہ
۳۲۸	حضرت آدم علیہ السلام کے قد سے انکار کی وجہ۔
۳۲۹	پرویز نے آنحضرتؐ کی شریعت اور ان کے معجزات سے انکار کیا۔
۳۳۰	قرآن سے آنحضرتؐ کی بصیرت اور معجزات اور پیغمبری کا نہایت مدلل ثبوت
۳۳۱	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزات
۳۳۲	قرآن مجید سے حضورؐ کے معجزوں کی تفصیل۔
۳۳۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا طریقہ صراط مستقیم ہے۔

صفحہ	مضمون
۳۴۰	حضورؐ کی خدمت میں جنوں کی حاضری اور ان کا طریق موعودباشہ
۳۴۱	پرویز نے کتے۔ بچھو اور گدھ وغیرہ حرام بھی حلال کر دئے۔
۳۴۳	حدیثوں کی روایت پر اعتراض اور اس کا جواب
۳۴۴	جواب روایتِ مذکورہ
۳۴۴	حدیثوں پر قرآن کی مخالفت کا الزام۔
۳۴۷	حدیث پر اعتراضوں کے قرآن پاک سے مدلل جوابات
۳۴۹	جواب دوم۔
۳۵۰	نکاحوں کا بیان۔
۳۵۲	لونڈیوں کے ساتھ خاص رعایت۔
۳۵۳	حدیث شریف میں قیدیوں غلاموں اور لونڈیوں کے احکام۔
۳۵۴	جواب سوم مرتدین کا بیان۔
۳۵۵	خدا کے نافرمانوں سے جہاد۔
۳۵۶	جواب چہارم وصیت کے متعلق۔
۳۵۸	پانچواں جواب یتیموں کے متعلق۔
۳۶۱	حدیثوں میں یتیموں کی قدر۔
۳۶۲	حدیث میں یتیم بچے کا حق
۳۶۴	چھٹا جواب حرام چیزوں کا قرآن سے بیان

صفحہ	مضمون
۳۶۴	پرویز نے خدا کے حرام وحلال سے انکار کر دیا
۳۶۴	اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور حلال کرنے کا پورا اختیار دیدیا
۳۶۷	پرویز کا حضور اکرمؐ کی پیروی سے انکار
۳۶۸	میاں پرویز پر حضور اکرمؐ کی توہین کا مقدمہ اور پرویز کا دھوکا دیکر بچ جانا۔
۳۷۱	ساتواں جواب۔
۳۷۲	آٹھواں جواب۔
۳۷۲	حدیث شریف سے انکار کی وجہ
۳۷۳	اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو کیا کیا دیا۔
۳۷۱	نہر کوثر اور نعمتوں کی زیادتی دی۔
۳۷۵	حضور اکرمؐ کے علوم اور رموز نکات۔
۳۷۶	معراج شریف۔
۳۷۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے۔
۳۷۹	اللہ تعالیٰ نے چاند کو حضورؐ کا فرمانبردار بنا دیا
۳۸۰	اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اپنے ہی ساتھ رکھا۔
۳۸۱	قرآن میں دین سے پھرنے والے مرتدوں کی سزائیں۔

صفو	مضمون
۳۸۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عذاب نہیں آتا۔
۳۸۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کی سزا۔
۳۸۶	اللہ تعالےٰ اعمال کا جائزہ بھی حضور اکرمؐ کے ساتھ فرماتا ہے۔
۳۸۶	حضور اکرمؐ کی خدمت میں ہدیہ اور نذرانہ پیش کرنا نجات کا سبب ہے۔
۳۸۷	حضور اکرمؐ پر ایمان لانے والے بھی مخلوق کے اعمال کا جائزہ لیں گے
۳۸۸	رسول اللہ کی اطاعت ہی ایمان کی اصل ہے۔
۳۸۹	حضورؐ کی اطاعت ہی رحمت اور ہدایت ہے
۳۹۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش بغیر نجات ناممکن اور محال ہے۔
۳۹۱	تنبیہہ شدید۔
۳۹۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کا مرتبہ قرآن پاک میں
۳۹۴	حضور اکرمؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے یقیناً گمراہ ہیں۔
۳۹۵	حضور اکرمؐ کے فرمانبرداروں کی تعریف۔
۳۹۵	حضورؐ کے خواب سچے ہوتے تھے۔
۳۹۶	حضورؐ کے طریقوں کی پابندی۔ فہرست کتاب ہذا ختم شد

اعلانِ عام

جن حضرات کو اسلامی مسائل۔ قرآنی احکام۔ حدیثی روایات یا بزرگان دین کی عملی زندگی پر کسی قسم کا بھی شک و شبہ ہو۔ یا آیات و احادیث میں کسی قسم کا تضاد یا تعارض معلوم ہوتا ہو۔ یا کوئی مسئلہ کوئی کسی اعتبار سے بھی عقل سے بعید ہو۔ مفید اور پر مغز جوابوں سے ساری یا دور ازکار ہو۔ تو وہ بڑے شوق سے لکھ کر بھیج دیں انشاء اللہ تعالےٰ ان کی دل تسلی اور تشفی کر دی جائیگی۔ صرف جواب کے لئے ڈیڑھ آنے کا ٹکٹ روانہ فرمائیں۔ اور گھر بیٹھے ہر مشکل سے مشکل مسئلہ کا فقہ اور رموز و نکات معلوم کر لیں۔ دعا گو منور حسین سیف الاسلام لاہور

57

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ

یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی عبادت رسول اللہ کے طریق پر کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو

شعر: محمد سے خدائے پاک کے اُلفت نرالی ہے ٭ عبادت میں بھی اُنکی پیروی کی شق نکالی ہے

فارسی: قبول مے نشود سعیت بر دربار ی ٭ عبادتیکہ دران اتباع احمد نیست

قرآنی تعزیرت

بجواب

پرویزی خرافات

ذخیرہ

جسمیں

قرآن پاک انبیاء علیہم السلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کبار۔ اہلبیت اطہار و ائمۂ نامدار اور اولیائے ذیوقار کی محبت اور اُن کی فرمانبرداری قرآن کریم سے ضروری ثابت کی گئی ہے اور غلام احمد پرویز کی وہ تمام تحریریں بحوالۂ کتب و صفحات ہیں جن میں قرآن و حدیث اسلام و بانیانِ اسلام کی شان میں بدترین گستاخیاں مذکور ہیں نیز اُن کے جوابات قرآن کریم اور عقل سلیم سے ایسے مدلل دیئے گئے ہیں جن کو تسلیم کرنا۔ ہر مومن و دانا پر فرض ہو جاتا ہے ٭

مُصنّفہ

ادنیٰ خادمِ دین۔ منور حسین سیف الاسلام دہلوی
(ناظم ادارۂ فلاح دارین شیش محل روڈ پیر گلی ۲۳ بازار لاہور سابق گرونانک بازار)

۷۸۶

اَوّلین فرض

59799

ہر مسلمان اور مومن کا اوّلین فرض ہے کہ کلمہ حق کو دُنیا میں بُلند کرے یعنی قرآن پاک انبیاء علیہم السّلام اور خاتم الانبیاء سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ وسلم و صحابۂ کبار ۔ اہلبیت اطہار ۔ ائمۂ نامدار اور اولیائے ذیوقار ۔ بانیان و ناشرانِ دینِ اسلام علیہم التحیۃ و السّلام کی خداداد عزّت و حرمت کو دُنیا میں پھیلائے تاکہ بندگانِ خدائے تعالےٰ ان کے مبارک طریقوں پر گامزن ہو کر دونوں جہان کی فلاح و بہبود سے سرفراز ہوتے رہیں مادر اسلام اور بانیانِ اسلام کی بے عزّتی اور توہین کے تمام طریقوں کے مٹانے میں ہمہ تن جدوجہد کرے کیونکہ توہینِ بزرگانِ دین اسلام سے جُدا کر کے گمراہی اور جرائم کے معزترین غار میں دھکیلنے والی ہے اس بنا پر میں برادرانِ اسلام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مسٹر پرویز اور ان کے ساتھیوں کے خلافِ اسلام و بانیانِ اسلام مشن کو نیست و نابود کرنے میں پُرامن طریق پر متحد ہو کر قانونی جدوجہد اور نہایت مؤثر احتجاج کریں کیونکہ مسٹر پرویز اپنی دریدہ دہنی اور قرآن پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بزرگانِ دین کی توہین اور بے عزّتی کرنے میں مشہور و معروف ہیں جیسا کہ پرویز صاحب اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں کہ مسلمان لوگ مجھ کو یُوں کہتے ہیں :۔

{ چاروں طرف سے غل مچا دو کہ (پرویز) کافر بیدین ۔ گمراہ ملحد ۔ خدا رسُول کا دُشمن ۔ اسلاف (بزرگانِ دین) کی عزّت پر حملہ کرنیوالا کسی نئے دین کا مدعی ہے غل مچاؤ اور ایسے زور سے مچاؤ کہ اسکی آواز کسی کے کان تک پہنچنے پائے }

میاں پرویز اپنے جن جرائم کا اقرار کر رہے ہیں اُن کی تفصیل اور قرآن پاک کی مقرر فرمودہ سزائیں آپ اس کتاب میں پڑھیئے جو آپکے ہاتھ میں ہے اور دُنیا کو پرویزی فتنے سے بچا کر اپنی حمیّت اور جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیجئے

آپ کا دُعاگو مُنور حسین سیف الاسلام دہلوی ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنی تعزیرات

بجواب

پرویزی خرافات

برادرانِ اسلام! تمام دُنیا کے مسلمانوں کا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے یہ عقیدہ رہا ہے۔ کہ قرآن پاک قیامت تک آنے والوں کے لئے ہدایت اور پرہیزگاری کا راستہ بتانے والی خدا کی آخری کتاب ہے۔ اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم خدا پاک کے آخری اور تمام جہان کے واسطے ہادی و رسُول ہیں۔ جب تک دُنیا باقی ہے اس وقت تک محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک طریقے زندگی کے ہر شعبے۔ ہر معاملے میں مشعلِ راہ لائحہ عمل ہیں۔ آپ کے بعد دین اور قرآن کے ماننے والوں کے لئے آپ کے اُسوہ حسنہ۔ یعنی مُبارک ارشادات اور اعمالِ گرامی قرآن پاک اور منشائے خدائے پاک پر چلنے کے بہترین نمونے۔ سید ھا رستہ ہیں اسلام وہ مبارک اور خدائے پاک کا پسند کیا ہُوا دین ہے جس کا ماننا ہمیشہ ہمیشہ لوگوں پر لازم رہے گا اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کامل ہو گیا ہے اس میں گھٹانے بڑھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم۔ اہلبیت اطہار صحابۂ کبار نے کامل طور سے قرآن پاک کے صحیح معانی اور مطالب اور باریکیوں کو سمجھا اور ان پر پُورا پُورا عمل کیا۔ اِس لئے اِن کے طور طریقے سچا اِسلام ہے اور اسی

اسلام کی پیروی کو قیامت تک کے آنے والوں پر فرض کیا گیا ہے۔ علمائے اسلام یعنی ائمہ کرام اور علمائے عظام وہ مبارک ہستیاں تھیں۔ ہیں اور قیامت تک ہونگی جو مسلمانوں کو صحیح دین کی۔ سچے اسلام پر عمل کرنے کی تلقین و ترغیب کرتی رہیں گی سگرہی بے دینی۔ شرک اور کفر سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی رہی ہیں اور کرتی رہتی ہیں اور قیامت تک کرتی رہیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قرآن کی مخالفت اور نبیوں کی شان میں گستاخیاں

ہم پہلے پرویز کی وہ خرافات اور خلاف قرآن تحریریں پیش کرتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کی ہیں۔ ہر عقلمند سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا جاننا۔ اور اس کے ارشادات اور احکامات کا آنا۔ یعنی خدائے قدوس اور اس کی رضامندی کا راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اس سبب سے انبیاء علیہم السلام کا سچا ماننا اور اُن کے ارشادات گرامی پر عمل کرنا تمام ضروریات دین پر مقدم ہے لیکن

پرویز مقام حدیث جلد اوّل کے صہ۲ پر لکھتے ہیں۔ کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے۔

حالانکہ نبیوں کی اطاعت قرآن شریف میں فرض بتائی ہے

اب قرآن پاک کے ارشادات گرامی جو انبیاء علیہم السلام کی اطاعت اور پیروی کے متعلق ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔ پ۳ رکوع ۱۳۔ یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اپنے خداداد معجزات کا بیان کرتے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ کے حکم سے مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مار کر اللہ پاک کے حکم سے زندہ کر دیتا ہوں۔ مادر زاد اندھوں کو۔ کوڑھیوں کو اچھا کر دیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے اور گھروں میں جمع کرتے ہو میں تم کو بتا دیتا ہوں اور میں اپنی نبوت کی بہت

سی نشانیاں رکھتا ہوں فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ یعنی پس تم اللہ پاک سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ فرمایا اللہ تعالٰے نے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ پ۵ رکوع ۶۔ ہم نے رسولوں کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ ہمارے حکم کے مطابق ان کی اطاعت کی جائے۔ پھر پ۱۹ ۱۰ میں حضرت نوح علیہ السّلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ یعنی اللہ پاک سے ڈرو اور میری تابعداری کرو۔ اس کے بعد یہ آیت کریمہ ہے۔ اسی پارہ ۱۹ کے رکوع ۱۱ میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ۔ یعنی اَے انسانوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ پھر پ۱۹ رکوع ۱۲ میں ہے کہ حضرت صالح علیہ السّلام نے اپنی قوم سے کہا۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ۔ یعنی پس اللہ تعالٰے سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ یہاں بھی دو بار ہے اور پ۱۹ ۱۳ پر ہے کہ اپنی قوم سے حضرت لوط علیہ السّلام نے فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔ پھر اسی پ۱۹ رکوع ۱۴ میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السّلام نے اپنی قوم سے فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی سیدھا راستہ ہے

اور پ۲۵ کے رکوع ۱۲ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ کہدیجئے فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ یعنی اَے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انسانوں سے فرمادیجئے کہ تم قیامت کے آنے میں شک نہ کرو۔ اور میری پیروی کرو یہی سیدھا راستہ ہے اور اسی پ۲۵ رکوع ۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا یہ ارشاد ہے فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ یعنی پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ حضرت ہارون علیہ السّلام نے اپنی قوم سے کہا فَاتَّبِعُوْنِیْ وَ اَطِیْعُوْٓا اَمْرِیْ۔

پ ۱۶ ع ۱۴ ۔ اے قوم میری پیروی کرو اور میری اطاعت کرو۔ پھر پ ۲۹ کے رکوع ۹ میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انسانوں سے فرمایا۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَ اَطِیْعُوْنِ یعنی اے انسانو! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور جب لوگوں نے ان کی نافرمانی کی تو فرمایا۔ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ ۔ پ ۲۹ ع ۹ ترجمہ۔ حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے رب انہوں نے میری نافرمانی کی۔ ناظرین آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن پاک میں نبیوں کی اطاعت اور پیروی کی کس قدر تاکید ہے اور نبیوں نے اپنی اطاعت کا انسانوں کو حکم دیا ہے چونکہ خدائے پاک کی پہچان اور اس کی عبادت کا صحیح طریقہ انبیاء علیہم السلام ہی بتا سکتے ہیں اس واسطے تمام انسانوں پر انبیاء علیہم السلام کی اطاعت اور پیروی فرض عین ہے۔ مگر غلام احمد پرویز قرآن کی ان تمام آیتوں کا انکار کر کے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کو منع کرتا ہے اور نبیوں سے ان کا حق غصب کرتا ہے کہ وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائیں۔ غلام احمد پرویز قرآن پاک کا منکر اور نبیوں کی شان میں سخت گستاخ ہے۔ جو قرآن کی مخالفت اور نبیوں کی اطاعت سے ہٹانے کے دو بڑے گناہ کر رہا ہے یہ گناہ ہی شریعت میں کفر کہلاتے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون سے کہا اَلَّا تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِیْ پ ۱۶ ع ۱۴ ۔ آیا تو میری تابعداری نہیں کرتا۔ اور کیا تو نے میری نافرمانی کی۔

محمد صلی اللہ علیہ کی شان میں پرویز کی گستاخی

مذکورہ عبارت تو آپ نے پڑھ لی اور ان آیتوں کو بھی پڑھ لیا جن کا پرویز منکر ہے۔ ان مذکورہ آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی آیت کریمہ بھی پڑھ لی اور یہ بھی پڑھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی صراط مستقیم ہے پرویز نے مقام حدیث جلد اول کے صـ۲ پر لکھا ہے کہ:۔

ہم اس وقت صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسلام جو انسان کو ہر قسم کی انسانی

اطاعت سے آزاد کرانے آیا تھا۔ اسی اسلام کے نام پر کس طرح انسانی
غلامی کی شدید اور بدترین اقسام کو عینِ دین بنا لیا گیا ہے ؏

اس عبارت سے اور جو غلام احمد پرویز نے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے
وہ (انبیاء) ہوتے انسان ہی ہیں بشریت کی حدود سے خارج نہیں ہوتے
ہیں آتے اس لئے نہیں کہ انسانوں کو غلامی اور عبدیت سکھائیں

یہ عام نبیوں کے متعلق عقیدہ ہے۔ نبیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔ اب پرویز کی یہ عبارت بھی دیکھیے جو مقام حدیث جلد اول کے صفحہ ۱۵ پر ہے
حضور کی عمر بھر یہی تعلیم و تلقین رہی کہ اپنے آپ کو عام انسانوں سے بلند
حیثیت نہ دیں۔

ظاہر ہے۔ کہ پرویز کا مطلب ان تحریروں سے یہ ہے کہ تمام انبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں ان کی اطاعت کرنا اتنا ہی گناہ ہے۔ جتنا دوسرے انسانوں کی اطاعت ہے۔ حالانکہ اور لوگوں کیلئے احکام اطاعت کا بھی قرآن پاک میں حکم موجود ہے۔ جس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور خصوصیت جو عام انسانوں سے بالاترین ہے اور آپ کی اطاعت کے احکامات قرآنی آپ کے سامنے موجود ہیں پڑھ کر غور سے سمجھئے اور یقین کیجیے کہ پرویز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا بدترین دشمن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ عالی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط پ ۲۶ س ۱۳۔ حجرات۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بڑھ چڑھ کے باتیں نہ کیا کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو
اس آیت میں ظاہر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہو تو ایسا

دوسرا طرف مسلمانوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اطاعت کرنا لازم ہے۔

تصور کرو کہ خدا کے سامنے بیٹھے ہوئے ہو اور گفتگو میں ہرگز سبقت نہ کرو۔ کیونکہ یہ
خدائے قدوس کی جس کے آپ رسول ہیں بے ادبی ہے اور آپ کی شان میں
بھی گستاخی ہے کیونکہ آپ منصب رسالت پر فائز ہیں لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ
بَیْنَکُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا پ ۱۸ ۱۵۔ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار
یا بلاوے کو تم اپنی پکار یا بلاوے کی طرح نہ بناؤ۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ
پ ۲۶ ۱۳۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو تم اپنی آواز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے
اونچا نہ کرو۔ اور اُن کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے
ہو۔ کہیں اس بے ادبی سے تمہارے نیک کام ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو معلوم بھی
نہ ہو۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ خدا کے
نزدیک عام انسانوں بلکہ خاص مومنوں سے بھی کس قدر اونچا۔ بلند ہے کہ ان کے
سامنے زور سے بولنا۔ اور گفتگو میں بھی ان کی برابری کا دم بھرنا ایمان اور اعمال
ضائع ہونے کا باعث ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مومنوں سے
افضل اور خدائے قدوس کا برگزیدہ رسول جان کر ان کی تعظیم و تکریم کرنا خدا کو
کتنا پیارا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ پ ۲۶ ۱۳۔ ترجمہ۔ بیشک جو لوگ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ملحوظ رکھ کر اُن کی خدمت میں آواز پست کرتے ہیں
یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدائے تعالیٰ نے پرہیزگاری کا مرکز بنا دیا ہے اور
انہی لوگوں کے لئے نجات اور اجر عظیم ہے۔ پھر اللہ پاک اپنے پیارے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی طرف سے معذرت کرتا ہے جو آپ کو آپ کے دولت خانہ پر پکارتے تھے۔ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ٥ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پ۲۶ ع۱۴۔ ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیک وسلم جو لوگ آپ کو آپ کے کمروں کے باہر سے پکارتے ہیں یقیناً اُن میں بہت سے لوگ بے عقل ہیں۔ اگر وہ لوگ آپ کے مکان سے باہر آنے تک صبر کرتے (نہ پکارتے) تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ناظرین ان آیات بیّنات سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام لوگوں کی طرح مکان پر جاکر پکارنا بھی خدا کے نزدیک گناہِ کبیرہ تھا اور خدا نے اپنے حبیب سے ان لوگوں کے بیوقوف ہونے کا عذر پیش فرما کر معاف کرنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیا ان آیات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں کے برابر ماننا قرآن کی مخالفت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں گستاخی نہیں ہے یقیناً ہے۔ اور یہ کھلا ہوا کفر ہے۔ اب دوسری آیات بھی ملاحظہ فرمائیے۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ پ۲۲ رکوع ۱۔ ترجمہ۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتو! تم دوسری عام عورتوں کی مثل نہیں ہو۔ ناظرین، اس آیت سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کا بھی دنیا کی تمام عورتوں سے ممتاز اور اعلیٰ ہونا ثابت ہے۔ تو بتائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے انسانوں کی مثل کس طرح ہو سکتے ہیں یقیناً آپ تمام انسانوں میں افضل اور برتر ہیں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط پ۲۲ ع۲۔ ترجمہ۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالےٰ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اگرچہ باپ کا مرتبہ بھی بہت بڑا ہے مگر اس میں دوسرے انسانوں کی کچھ نہ کچھ مماثلت پائی جاتی ہے خدا تعالےٰ نے اس کی بھی نفی کر دی۔ ان کی رسالت اور ختم نبوت کی شان سب پر فوقیت رکھتی ہے۔ ان کی برابری عام انسانوں سے ممکن نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں کے برابر بتانا بدترین گستاخی ہے۔ آپ کے معجزات اور انوکھی باتیں دیکھ کر بہت سے عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن یا فرشتہ سمجھنے لگے تھے تو اللہ تعالےٰ نے اُن کا شبہ دُور کرنے کو فرما دیا۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ پ ۲۱ سورۃ احزاب۔ ترجمہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جانوں سے افضل ہیں اور نبی کریم کی بیبیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ پھر فرمایا اللہ پاک نے وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔ پ ۲۲ ع ۴۔ ترجمہ۔ اے مسلمانوں تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دو۔ اور ہرگز نہ نکاح کرو ان کی بیبیوں سے ان کے بعد کبھی بھی بیشک اللہ پاک کے نزدیک بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا پ ۲۲ ع ۴۔ ترجمہ۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دیتے ہیں ان پر اللہ تعالےٰ دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے واسطے دردناک عذاب مقرر ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا

عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ پ ۱۱ رکوع ۵۔
ترجمہ۔ اے ایمان والو یقیناً آگیا تمہارے پاس تمہارے نفوس سے ایک بڑے مرتبے والا رسول جس پر تمہاری تکلیف شاق ہے۔ اور تمہارے لئے نعمتیں حاصل کرنے پر بہت ہی حریص ہے۔ اور سب ایمان والوں پر شفقت اور محبت رکھنے والا ہے۔
پھر فرمایا اللہ پاک نے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ پ ۹ ع ۱۶۔
ترجمہ۔ اے محمدؐ جب آپ نے کفار پر مٹی یا کنکری پھینکی تو آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ پھر فرمایا۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ پ ۲۶ ع ۹۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں؎ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ پھر فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ پ ۲۶ ع ۱۱۔ ترجمہ اے محمدؐ یقیناً اللہ تعالیٰ ایمانداروں سے خوش ہوا جب انہوں نے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی۔ ناظرین آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور خصوصیت ان آیاتِ بینات سے خوب ثابت ہو گئی اور یہ معلوم ہو گیا کہ خدائے تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور ان کی بیعت کو اپنی بیعت اور ان کی رمی (خاک پھینکنے) کو اپنی رمی فرمایا ہے۔ اور فرمایا مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ ایسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں کی برابر سمجھنا قرآن پاک کی مذکورہ آیات کی مخالفت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت گستاخی اور توہین ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے قرآنی احکام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

؎ وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں۔

پ۳ ۱۲ - آلِ عمران - ترجمہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مخلوق سے کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا تعالےٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ پاک تمہارے گناہ معاف کر دیگا۔ اور فرمایا قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ پ۳ ۱۲ - ترجمہ اے نبی کہہ دیجئے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو یقیناً اللہ تعالےٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ پ۵ ۸ - جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے یقیناً خدائے تعالےٰ کی اطاعت کی۔ فرمایا۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط پ۲ ۱ - ترجمہ اور ہم نے اے محمدؐ آپ کو پہلے قبلے سے خانہ کعبہ کی طرف اس لئے پھیرا ہے تاکہ ہم معلوم کرلیں کہ کون شخص آپ کی پیروی کرتا ہے۔ فرمایا۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ہ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ پ۱۹ ۱۵ - ترجمہ - اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ ان ایمانداروں پر شفقت کیجئے جو آپ کی پیروی کریں اور جو آپ کی نافرمانی کریں کہدیجئے میں تمہارے عمل سے بیزار ہوں۔ ناظرین - قبلہ کا بدلنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں کی پہچان کے لئے تھا۔ فرمایا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا - اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ - پ۱۰ ۲ - ترجمہ - اے بندو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو - اور آپس میں مت لڑو ایسا کروگے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ تم اللہ تعالےٰ اور رسول کی طاعت پر صبر کرو - اللہ تعالےٰ صابروں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایمان کی شرط ہے

اگر دو لوگ اعراض کریں -

کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ
فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ
يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پ۵ رکوع ۶ سورۂ نساء۔ ترجمہ۔ اے محمدؐ ہم کو تمہارے
پروردگار۔ یعنی اپنی ہی قسم کہ لوگ اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتے جب تک
اپنے جھگڑوں میں آپ کے فیصلوں پر بے چون وچرا عمل نہ کریں اور آپ کے حکم
کو نہایت خوشی سے نہ مان لیں وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت کرو
کہ فلاح پاؤ۔ ناظرین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فیصلے ایسے درست
اور منصفانہ ہوتے تھے کہ مدینہ شریف کے یہودی بھی آپ کی خدمت میں فیصلے کرانے
آتے تھے۔ حالانکہ ان کے پاس آسمانی کتاب توریت بھی موجود تھی دیکھیے خدائے تعالیٰ
نے خود اس بات کی شہادت دی وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ پ۶
ترجمہ۔ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح یہودی لوگ آپ سے فیصلے طلب
کرتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس تورات بھی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَمَا
كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ
الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا
مُّبِيْنًا پ۲۲ رکوع ۲ سورۂ احزاب۔ ترجمہ۔ مومن مرد اور ایماندار عورت کو
خدائے تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے کسی قسم کا اختیار نہیں
یعنی بے چون وچرا ماننا ضروری ہے اور جو اللہ تعالےٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی نافرمانی کرتا ہے وہ بہت بڑا گمراہ ہے۔ ناظرین آپ کو ان مختصر آیات کریمہ سے
معلوم ہوگیا کہ خدائے قدوس نے اپنے تمام نبیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اطاعت اور پیروی کا بہت سی جگہ قرآن پاک میں حکم فرمایا۔ پرویز کا یہ قول

کہ نبیوں کی اطاعت ضروری نہیں ہے قرآنِ پاک کی مخالفت اور انبیاء علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت ترین گستاخی ہے۔ فرمایا فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً پ۲۹ ۵۔ ترجمہ پس لوگوں نے اپنے رب کے رسول کا گناہ کیا تو خدا نے بھی رسول کے نافرمانوں کو سخت عذاب دیا حقیقت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی قرآن پر عمل کرنے کی نشانی ہے۔

قرآن پاک کی توہین اور اس کی آیتوں کا اِنکار اور بزرگان دِین کی توہین

غلام احمد پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے ص۶۸ پر لکھا ہے کہ ماضی کے متعلق یہ سمجھ لینا کہ ہر ایک فن عہدِ ماضی میں اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور ایسا مکمل ہوگیا کہ اس میں کوئی نقص کوئی کمی باقی نہیں رہی نہ اس پر اضافہ ہو سکتا ہے نہ ترمیم۔ یہ ہے ماضی پرستی اور اسی مقام حدیث کے ص۶۷ پر ہے کہ وہ ماضی پرستی ہے جو تمام غلط عقائد کی اصل ہے ص۸ پر ہے اسی اعتبار سے ہم کہتے ہیں کہ قرآن کسی خاص ماحول میں مقید نہیں ہو سکتا لیکن ماضی پرستی ہمیں ایسا سمجھنے پر مجبور کرتی ہے۔ ص۶۶ پر ہے۔ مسلمانوں کی نگاہوں سے قرآنی نظامِ زندگی اوجھل ہو چکا ہے۔ مرکز کی صحیح پوزیشن بھی اُن کے سامنے نہیں اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کا صحیح مفہوم بھی سمجھ میں نہیں آتا۔

پھر پرویز کو قرآن فہمی کا دعویٰ کس طرح ہے؟

برادرانِ اسلام! قرآنِ پاک میں اللہ پاک فرماتا ہے اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا پ۶ سورۂ مائدہ

ترجمہ۔ آج کے دن اے مسلمانو۔ تمہارے دین سے کافر نااُمید ہوگئے (یعنی وہ جان گئے کہ اسلام کفر کے بالکل خلاف ہے) پس ان کی مخالفت سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر تمام نعمتیں ختم کر دیں اور تمہارے لئے دینِ اسلام ہی کو پسند کیا۔

ناظرین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام صحابہ۔ اہلِ بیت اور تمام چودہ سو سال کے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ دین کا فن۔ اسلام کی نعمت کامل ہو چکی کیونکہ خدائے قدوس نے فیصلہ فرما دیا۔ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ پ۳ ۱۷۔ اور جو آدمی اسلام کے سوا دوسرا دین پسند کریگا وہ قبول نہیں ہوگا اور وہ آدمی نقصان پانے والا ہوگا۔ قرآن کریم کا نزول بھی کامل ہو گیا۔ اور فرمایا اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ پ۳ ۱۰۔ ترجمہ اللہ پاک کے نزدیک اسلام ہی دین ہے۔ اور فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا پ۲۲ ۱۰۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم ہم نے تمام انسانوں کے لئے آپ کو بشیر بنایا ہے اور اسی طرح قرآنِ پاک کے متعلق فرمایا لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا کہ تمام عالموں کے واسطے قرآن پاک ہدایت تام ہے لیکن پرویز کے نزدیک ایسا سمجھنا گمراہی اور غلط عقیدہ ہے۔ اور دین کے کامل ہونے کی یہ دلیل بھی ہے کہ اس پر چلنے والوں کو خدائے تعالےٰ نے اپنی رضامندی کی سندیں عطا فرمائیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ پ۳۰۔ یعنی ان مسلمانوں سے (اسلاف سے) خدائے تعالےٰ راضی ہو گیا اور وہ خدائے تعالےٰ سے راضی ہو گئے۔ ناقص اور اُدھورے کام پر کسی کو کمال فرمانبرداری کی سند نہیں مل سکتی۔ بلکہ خود خدائے پاک نے فرمایا۔ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ترجمہ۔ بیشک ہم نے قرآن پاک کو نازل کیا اور ہم ہی اس

کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔ ناظرین ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک، تمام دُنیا کے مومنوں اور مسلمانوں کا عقیدہ چلا آتا ہے کہ قرآن پاک کامل ہے اس میں کمی بیشی ممکن نہیں ۔ ایک زبر ۔ زیر ۔ پیش بھی گھٹایا بڑھایا نہیں جا سکتا افسوس اِس دشمنِ دین پرویز پر کہ اس نے اس میں بھی کمی بیشی ضروری مان لی اور لوگوں میں اپنی اس گمراہی کو پھیلانے کی انتہائی کوشش کر رہا ہے۔ حالانکہ قرآن اور دین کا ناقص ماننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ۔ اہلِ بیت اور تمام بزرگانِ دین کے دین میں نقص ثابت کرنا ہے اور بہت ہی ڈبل کفر ہے ۔

قرآن پاک کے معنی اصلی اور اسکے احکامات سے انکار اور آنحضرت کی شان میں گستاخی

پرویز کی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صـ۲۲ پر ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کو واضح مفصّل ۔ اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا ۔ کہ اس کے سمجھنے کے لئے برہمنوں کی کوئی خاص جماعت ہی مختص نہ ہو جائے ۔

پھر مقام حدیث کے اِسی صـ۲۲ پر ہے ۔ دین کا تقاضا ہے کہ ہر زمانے کے مسلمان قرآن کریم کی روشنی کے ماتحت عقل صحیح سے کام لے کر صراطِ مستقیم پر چلتے جائیں خود بخود منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں گے ۔

پھر مقامِ حدیث جلد اوّل کے صـ۵ خدا تک پہنچنے کے لئے اِنسانی توسّل خالص شرک ہے ۔ پھر صـ۵ پر ہے ۔ قرآن خدا اور بندے کے درمیان کسی حاجب اور دربان کو جائز قرار نہیں دیتا ۔

ناظرین ! پرویز کی اِن عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے سمجھانے اور انسانوں تک پہنچانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالےٰ کی پہچان اور قرآن کی تعریف

کے معنی کا ذریعہ۔ واسطہ اور وسیلہ سمجھنا شرک ہے (نعوذ باللہ العظیم)۔ حالانکہ تمام جہان کے ایمانداروں کا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی پہچان کرانے اور قرآن پاک کے معنی بیان فرمانے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معلمِ قرآن اور وسیلہ ہیں

فرمایا اللہ تعالےٰ نے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ پ ۴ ۸ - ترجمہ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ اُن میں اُنہیں کی جنس۔ انسانوں میں سے بڑے مرتبے والا رسول بھیجا جو اُن کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں سُناتا ہے اور اُن کو (جہالت بے دینی) سے پاک کرتا ہے اور ان کو قرآن شریف پڑھاتا ہے اور قرآن کی حکمتیں اور مسائل سمجھاتا ہے۔ ناظرین کرام۔ پارہ اوّل کے پندرہویں رکوع اور پارۂ دوم کے دوسرے رکوع کی آیتوں میں بھی یہی ہے ان کہ قرآن پاک پڑھاتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ہے بلکہ دوسرے سپارہ کے رکوع ۲ والی آیت میں اتنا اور بھی ہے کہ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اے بندو ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام باتیں بھی بتاتے ہیں جو تم کو قرآنی الفاظ سے معلوم نہیں ہوتی تھیں وہ مسائل ہیں۔ اور شرعی احکام ہیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ پ ۱۴ ۱۱۔ سورۂ نحل۔ ترجمہ۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر قرآن پاک اُتارا تاکہ آپ تمام انسانوں سے قرآن شریف کا مطلب بیان فرما دیا۔ ناظرین! اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ قیامت تک آنے والوں کے لئے قرآن شریف

کا وہی مطلب مانتے رہنا فرض ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان و عمل سے ظاہر فرمایا۔ اور چونکہ دین کے مسائل اور قرآن کا مطلب بیان کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے تھا اس واسطے اللہ تعالےٰ نے تمام مسائل اور مطالب آپ سے بیان فرما دیئے تاکہ آپ اس کے مطابق لوگوں کو بتائیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمادیا۔ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا۔ یعنی لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ہم قرآن شریف کے متعلق آپ کے دل کو مطمئن کر دیں۔ اور اُتارا ہم نے قرآن کو ٹھہرا ٹھہرا کر۔ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا پ ۱۹ ا۔ یعنی اے محمدؐ یہ لوگ کیسی ہی انوکھی اور عجیب باتیں بھی لائیں پروا نہ کیجئے ہم صحیح جواب اور قرآن پاک کی بہترین تفسیر آپ کو سمجھا دیتے ہیں۔ پھر فرمایا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ پ ۱۹ ۱۵ شعرا۔ ترجمہ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے قرآن پاک اے محمدؐ آپ کے دِل پر اُترا تاکہ آپ لوگوں کو ڈرائیں۔ ناظرین! قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک پر اُتارا گیا تاکہ آپ اس کے احکامات بیان فرمائیں اور نافرمانی سے ڈرائیں۔

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کے معانی و مسائل سمجھائے

اللہ پاک نے فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اے محمدؐ ہم نے آپ پر کتاب (قرآن) اُتاری تاکہ لوگوں میں آپ اس کے مطابق حکم کریں جو آپ کو دکھایا اور بتایا گیا ہے۔ پھر فرمایا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ پ ۱۳ سورۃ النساء۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک نے آپ پر کتاب اور حکمت اُتاری اور وہ باتیں بتائیں جو آپ کو

معلوم نہ تھیں۔ ناظرین کرام۔ تمام دُنیا کے مسلمان عُلماء۔ ائمہ اَولیاء بلکہ صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین نے اِن آیتوں کی یہ تفسیریں سمجھی ہیں کہ حکمت سے مُراد۔ قرآن پاک کے مسائل کی شکلیں اور تفسیریں۔ وہ رموز و نکات ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالیٰ کے بتانے سے سمجھے۔ اور پھر آپ نے بیان فرمائے تاکہ قرآن پاک کا صحیح مفہوم قیامت تک کے آنے والوں کے لئے مقرر ہو جائے۔ اور پھر کسی کو یہود و نصاریٰ کی طرح من مانے مطلب سمجھ کر گمراہ ہونے کا خطرہ نہ رہے مگر افسوس پرویز جیسے منشاء و اِرشاداتِ خدائے قدوس کے مخالفوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور خطرے کا شکار ہو گئے۔ اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ دوزخ میں لئے جا رہے ہیں۔ بقول شخصے ؎

ہم تو ڈوبیں گے مگر یار کو لے ڈوبیں گے۔

پرویز نے اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ احکامات و مسائل کی توہین کی

پرویز نے مقام حدیث جلد اوّل کے صد۲۶ پر لکھا ہے۔ کہ دین خدا کی کتاب کے اندر ہے یا اُن جزویات کے اندر جو کتاب اللہ کے اُصولوں کے تحت ہر زمانے میں قرآنی احکام نافذ کرنے والی حکومت وضع و نافذ کرے۔ لہٰذا اگر یہ کسی طرح ثابت بھی کر دیا جائے کہ فلاں روایت سچی ہے تو بھی اُس سے یہ مفہوم ہوگا کہ حضور کے زمانہ مبارک میں دین کے فلاں گوشے پر کس طرح عمل کیا گیا تھا۔ مگر ہمارے زمانے کا مرکزِ حکومتِ قرآنی سمجھے کہ اس میں کسی ردّ و بدل کی ضرورت نہیں، تو اُسے علیٰ حالہٖ رائج کر دے اور اگر سمجھے کہ ہمارے زمانے کے اقتضاآت اُس میں رَدّ و بدل چاہتے ہیں تو اُس میں ردّ و بدل کر دے۔ پھر معارف القرآن جلد دوم صد۳۱۵ میں لکھتے ہیں ؎

اللہ کی اطاعت اور اُس کے رسُول کی اطاعت دو مستقل اور الگ الگ اطاعتیں نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد قانونِ خداوندی کی اطاعت بذریعہ اس مرکزِ حکومت کے ہے جو اس قانون کو نافذ کرتا ہے اور مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۷۶ پر یہ لکھا ہے۔ ملت کیلئے خدا و رسُول کی اطاعت مرکز کے ان فیصلوں کا نام ہوگا۔ چونکہ مسلمانوں کی نگاہوں سے یہ قرآنی نظامِ زندگی اوجھل ہو چکا ہے۔ اس لئے مرکز کی صحیح پوزیشن بھی ان کے سامنے نہیں رہی۔ اور اسی لئے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا صحیح مفہوم بھی بآسانی سمجھ میں نہیں آتا۔
یہ قرآن کی توہین اور خدا کے کلام کو تحریف کرنا ہے۔ قرآن میں مرکزِ ملت اور نظامِ قرآنی والی جماعت کا ذکر نہیں ہے۔ اور بھی دیکھئے :۔

پرویز اپنی بے دینی کی مایۂ ناز کتاب معارف القرآن کی جلد دوم کے صفحہ ۴۲۸ پر لکھتے ہیں کہ حکومتِ الٰہیہ کے اُصولی قوانین، قرآن کریم کے اندر منضبط ہیں۔ ان قوانین کی روشنی میں ملتِ اسلامیہ باہمی مشاورت سے ایک اجتماعی دستور وضع کرتی ہے۔

ناظرین کرام۔ مسٹر پرویز صاحب کی غرض مذکورہ بالا عبارتوں سے ہر دانا معمولی پڑھے لکھے آدمی سے بھی چھپ نہیں سکتی۔ وہ صرف مسلمانوں کو بالکل کافر اور بے دین بنانا چاہتے ہیں۔ پرویز صاحب کو معلوم ہے کہ مسلمان قرآن شریف کے الفاظ اور اُس کے معانی مقرر کردہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے تشریحی اور تشریعی احکام و اعمال کو بھی کامل۔ اٹل اور غیر مبدل قیامت تک واجب العمل سمجھتے ہیں تمام زمانوں کے لوگوں پر ان کی تعمیل فرض ہے۔ اُن میں کسی طرح کا نقص سمجھنا یا ترمیم تنسیخ کرنا حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ

کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے۔ قرآن شریف کی عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام اور دین اسلام کی تڑپ اور بزرگانِ دین۔ صحابۂ کبار۔ اہلِ بیتِ اطہار۔ ائمۂ نامدار۔ و اولیائے ذی وقار کا خالص جذبۂ محبت ہے وہ کافروں اور مشرکوں کی طرح صاف و صاف الفاظ میں اُن کی توہین کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ مسلمان کے دین میں قرآن پاک کی آیتوں کے ذریعے اُن کو کفر کے سانچے میں ڈھال ڈھال کر گمراہی اور بے دینی کا جال پھیلا رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ اُن کافروں سے بدرجہا بدتر اور مضر ترین ہیں۔ کیونکہ ان کافروں کی کافرانہ عبارتوں سے مجبور سے مجبور مسلمان بھی اسلامی جذبات میں بھر جاتا ہے اور اس کی ناپاک عبارتوں کے خلاف جان مال۔ اور کسی بھی دولت کی پرواہ کئے بغیر سخت احتجاج کرتا ہے۔ آپ نے ابھی دیکھ لیا مذہبی رہنما کتاب کی مخالفت میں ہندوستان کے فرزندانِ اسلام نے کیا کچھ کر دکھایا۔ لیکن پرویز اسلامی صورت۔ اور قرآنی آیات کا جامہ پہن کر مشرکوں سے زیادہ تخریب کر رہے ہیں۔ کراچی جیسے بڑے شہر میں بھی اسلامی حکومت کے پایۂ تخت میں ان کے خلاف آج تک کوئی احتجاج نہیں ہوا۔ بلکہ سینکڑوں فرزندانِ توحید ان کے دامِ فریب میں پھنس کر اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم کی رحمت اور شفقت سے محروم ہو کر پرویز کے ساتھ جہنمی ہوتے چلے جا رہے ہیں

پرویز کافر بنانے کی مشین ہے اور دشمنانِ دین کا آلۂ کار ہے

مگر جن کے دل میں ذرہ بھر ایمان باقی ہے وہ کہتے ہیں سب پڑھ کے کہ خواہ ہزار پڑھیں من اندازِ قدرت را مے شناسم برادرانِ اسلام!

مسلمانوں کو کافر بے دین بنانے والی پارٹیاں بھی بڑی شاطر اور چالاک ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافر بنانے کا یہ آلہ ایجاد کر لیا۔ اور زرہ دولتِ ایمانی بس

کو بڑے بڑے حکمراں ڈاکو بھی چھین نہیں سکتے تھے۔ اس پرویز کے ذریعے سے ہڑپ کرتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں اور حکومتِ اسلامیہ پاکستان کا فرض ہے کہ اس ایمان اور اسلام کے بڑے ڈاکو سے مسلمانوں کی حفاظت کر کے اپنی قوتِ ایمان کا ثبوت دیں اور بہادری ظاہر کریں۔ پرویز اور اُن کے گروہ کی تمام تصانیف ضبط کی جائیں اور اُن کے کافرانہ مشن کو ممنوع قرار دیا جائے۔ اور ان سب کو عبرتناک سزا دینی چاہیئے کہ آئندہ کسی کو ایسے مشرکانہ اقدام اور کافرانہ عزم کا حوصلہ نہ ہو۔

پرویز نے قرآن میں تحریف کی اور قرآن کی سخت توہین کی

آمدم برسرِ مطلب۔ حضرات میں نے آپ کے سامنے وہ آیات بیّنات پیش کر دی ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کو خدائے تعالےٰ نے ہر مسلمان ایماندار کے لئے لازم اور ضروری قرار دیا ہے۔ پرویز نے مقامِ حدیث جلد اوّل کے اندر کئی جگہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا مطلب مرکزِ ملّت یا حکومت قرآنی نظام لیا ہے حالانکہ قرآن اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کہتا ہے جس کے معنی ہیں اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔ پرویز خود قرآن کا منکر اور خدا کے ارشاد کو مٹانے والا ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ قرآن پاک کا صحیح مطلب اور مقصد وہ ہے جس کو خدائے تعالیٰ کے حکم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمالِ حسنہ اور اقوال مبارکہ سے ظاہر کیا۔ اسی طریقے پر تمام صحابہ کبار۔ اہلبیت اطہار۔ ائمۂ نامدار اور اولیائے ذی وقار چلتے رہے۔ اور چودہ سو برس سے جمہور اسلام کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ کہ دین کا قانون اصلی وہی ہے جس پر آنحضرت اور ان کے ساتھی چلتے رہے۔ اور وہ اٹل ہے قیامت تک ہونے والوں کی رہنمائی کا واحد بلکہ بہترین ذریعہ

59799

ہے۔ لیکن پرویز کی مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ خدائے تعالےٰ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کو غلط سمجھتے ہیں۔ ان کے بیان کئے ہوئے معانی کو باطل اور ناقابلِ عمل سمجھتے ہیں۔ اور ہر زمانے کے لوگوں کے خیالات و افکار کو اور اُن کے مقرر کئے ہوئے مطالب اور معانی کو خدائے تعالیٰ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کئے معانی اور رموز اور مطالب سے افضل بہتر اور قابلِ عمل بتاتے ہیں۔ پرویز کے نزدیک (نعوذ باللہ) قرآن ایک گیند یا بال ہے جدھر کوئی چاہے لے جائے۔ گویا قرآن شریف۔ خدائے قدوس۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حاکم اور فیصلہ کرنے والے نہیں بلکہ ہر زمانے کے لوگ ان کے حاکم ہیں کہ چاہیں تو ان کے فیصلوں کو رہنے دیں اور چاہیں تو مٹا دیں۔ رد کر دیں۔ اللہ اکبر۔ مسلمان ہمیشہ فخر کرتے چلے آتے ہیں کہ ہمارا دین اسلام قیامت تک کے ہونے والوں کے لئے باعثِ نجات۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک آنے والوں کے لئے رہنما۔ پیشوا۔ اور ہمارے اسلاف رہتی دُنیا تک باعثِ فخر ہیں۔ پرویز اس پُرانے مبارک عقیدے کو کس مکر سے مٹا رہے ہیں۔ اور اپنی اور اپنے یارانِ طریقت کو منصبِ خدائی۔ مرتبۂ نبوت دینے میں کوشاں ہیں۔ کیونکہ حکومتِ مرکزی کراچی میں ہے اور مسٹر پرویز کا مرکز بھی کراچی ہے اور میں نے سُنا ہے کہ چند صاحبانِ اقتدار بھی پرویز کے حلقۂ ارادت میں خوشہ چین ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اگر ہو سکے تو مسلمانوں کے ذہنوں سے خدا تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کے پُرانے راسخ اور اٹل عقیدوں کو نکال کر اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کو ان کی اطاعت سے بہتر بتا کر اپنی فرمانبرداری میں لے آئیں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں
شاعرِ اسلام ڈاکٹر اقبالؒ بھی ان الوقتوں سے بچنے کا اسلامی سبق پڑھا گئے

ہیں۔ بعض لوگ تو کہتے تھے۔ اگر زمانہ بتو نہ سازد تو بہ زمانہ بساز۔ یعنی اگر زمانہ تیرے موافق نہ ہو تو ہی زمانہ کے موافق ہو جا۔ مگر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔ اگر زمانہ بتو نسازد تو بزمانہ بباز۔ یعنی اگر زمانہ تیرے مطابق نہیں بنتا تو زمانہ سے جہاد کر۔ ابلہ فریبی تو دیکھئے۔ کہ پرویز اور ان کے ساتھی۔ پابند شرع جماعت کو مُلّا۔ یا مُلّا پرست۔ پیر پرست۔ اسلاف پرست۔ ائمہ پرست۔ مُردہ پرست بلکہ رسُول پرست کہہ کر بُرا بنا چکے ہیں۔ مُشرک اور بے دین کہہ چکے ہیں اب ان کے خیال میں قرآنی حکومت قائم کرنے والی جماعت کون سی ہوگی؟ ظاہر ہے کہ یہ جماعت مجموعہ ہوگی پرویز جیسے انگریزی زدہ۔ لندن نحو۔ پیرس طراز امریکہ شعار۔ رُوس دِثار بد اطوار افراد کا۔ جن کے نزدیک نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ رعایا پروری۔ عدل و انصاف۔ رحم و کرم۔ بلکہ خدا رسُول۔ اسلام۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سب اپنی حکومت اور اقتدار کے قیام کے لئے پَولیسی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ بے پردگی۔ ناچ گانے۔ سینما۔ دُنیوی زیب و زینت۔ بناؤ سنگار۔ نفس پرستی۔ اور اپنی زندگی عیش و آرام میں گزارنے کے سوا کسی خیال و گمان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ اب برادران اسلام خود قیاس فرمائیں کہ ان کا نظامِ حکومت کبھی قرآنی نظام ممکن ہے جن افراد کی زندگی۔ قرآن پاک اور اسلام کے بالکل خلاف ہو۔ کیا ان کا مجموعہ مرکب کبھی نظامِ قرآنی بن سکیگا۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ بقول حافظ

؎ بطوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند ٭ تو بروں درچہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

گو ہمیں مکتب ہمیں مُلّا است ٭ کارِ طفلاں تمام خواہد شُد

بلکہ پرویز اور اس کے ہمنوا نفسانی خواہشوں کو پُورا کرنے کے واسطے قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف سے نفرت اور بیزاری پھیلاتے ہیں؟

حکومتِ اسلامیہ کے ارکان خوب جانتے ہیں کہ حکومت عالیہ اسلامیہ صرف اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صدقے میں ملی ہے۔ اور ان کے مبارک توسّل و توسّطہی کی برکت سے بفضلہ تعالےٰ قائم رہے گی وہ بھلا پرویز جیسوں کی ہمنوائی کب کر سکتے ہیں؟ مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی حکومت ہونے کی وجہ سے جو محبت اور انقیاد کے جذبات ہیں وہ بھی اسلام کی مبارک تعلیم و احکام کی تعمیل ہے۔ اللہ تعالےٰ اس حکومت کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے ذریعے سے خلافِ اسلام و دُشمنِ اسلام جماعت پرویزی کی سرکوبی اور انسداد کرے اور رعایا مطمئن ہوجائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیروی کا حکم

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا پ ۱۰۔ ترجمہ اے محمد صلے اللہ علیک وسلم آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں تم سب لوگوں کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ پھر فرمایا۔ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ پ ۱۰ ترجمہ۔ پس اے لوگو ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ پر اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبیٔ اُمّی ہیں ایمان لاتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے مبارک کلمات پر پس اے انسانو تم ان نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ یقیناً تم ہدایت پاؤگے۔ ناظرین ان آیات میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کے لئے رسول ہادی فرمادیا گیا ہے اور سب کو آپ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ دوسری آیتوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کا ہادی اور رحمت فرمایا گیا ہے۔ یقیناً یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ قرآن پاک کے معانی اور دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا جائے اور جو طریقہ مفیدہ ان سے ثابت ہے اس پر

ہمیشہ عمل کیا جائے۔ فرمایا اللہ پاک نے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ پ۱۷۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو! (اُمتِ محمدؐ) تمہارا نام اللہ تعالیٰ نے مسلمان رکھا ہے اِس سے پہلی کتابوں میں اور قرآن شریف میں بھی۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری گواہی دیں۔ اور تم تمام انسانوں کے گواہ بنو۔ ناظرین یہ آیت کریمہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اُمتی مسلمان یعنی فرمانبردارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پہلی کتابوں میں بھی قرآن میں بھی۔ اور یہ مسلمان ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سپرد ہیں گے اور تمام دُنیا کے اِنسانوں کی نجات مسلمانوں کی گواہی پر موقوف ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کا طریقہ دُنیا کے اِنسانوں کے لئے لائحہ عمل اور نمونہ ہے اِسی وجہ سے مسلمان سب کے گواہ ہوں گے پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا پ۱۱ ۲ سورۂ توبہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں کی پیروی بھی فرض بتائی گئی اور باعثِ نجات ثابت ہوئی۔ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔ ان کے فرمانبرداروں کی اطاعت کی آیات قرآن ہی کے حکم ہیں مگر پرویزؔ اطاعت رسولؐ اور اطاعتِ مومنین کا مخالف ہے۔ ترجمہ۔ اور پہلے اور اوّل لوگ مہاجر انصار (یعنی مکہ شریف والے اور مدینہ شریف والے) اور جن لوگوں نے ان مہاجر و انصار کی پیروی۔ اطاعت کی کامل طور سے اِن سب سے اللہ تعالےٰ راضی ہوا اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے اِن سب کے واسطے تیار

والی جنتیں مقرر کر دی ہیں اور وہ لوگ اُن جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قیامت تک ہونے والے اُن مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا بڑا مرتبہ ہے جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابۂ کبار۔ اور اہلِ بیت اطہار کی پیروی کی اور کرتے رہیں گے۔ اور پرویز کہتے ہیں کہ ان کی پیروی اور اطاعت کفر اور شرک ہے۔ یہ پرویز کی خدائے قدوس اور قرآن شریف کی سخت توہین اور مخالفت ہے اور پھر یہ لطف ہے کہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اطاعت کو خدائے پاک اور قرآن شریف کے برگزیدہ لوگوں کی اطاعت سے بہتر بتاتے اور ضروری جانتے ہیں۔ اُن سے کوئی پُوچھے کہ تمہاری اور تمہارے گمراہ ساتھیوں کی اطاعت کا حکم کس نے اور کہاں دیا ہے۔ اپنی جہالت کے باوجود قابلِ اطاعت بنانا چاہتے ہیں اور خدائے قدوس کے احکام اور اس کے پسندیدہ بندوں کے احکام کی تعمیل کو منع کرتے ہیں جس کے لئے قرآن میں صاف صاف حکم موجود ہے اس سے زیادہ گمراہی کیا ہوسکتی ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا پ ۶ سورۃ النساء - ترجمہ - جو لوگ اللہ پاک کی اطاعت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ اُن کے ساتھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے (یعنی) نبیوں کے صدیقوں کے۔ شہیدوں اور صالحین کے اور یہ مصاحبت بہت ہی بہتر ہے۔
بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ۔ پ۲۷ رکوع ۱۸ *
ناظرین کرام۔ قرآن پاک میں بہت سی جگہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

* ترجمہ: جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی اطاعت کی وہی صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا اجر اور نور ہے

آیا ہے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرآن پاک پر عمل کرنا ہے اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت احادیث اور آپ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ہے اور اس کا بدلہ ہے نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور نیکوں کی جماعت میں شامل ہونا۔

اسلاف کی اطاعت کا حکم قرآن میں ہے

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ پ۱۱ ۴ سورۂ توبہ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔ اور فرمایا قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ وَ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ پ۷ سورۂ مائدہ آخر۔ ترجمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا آج کے دن سچوں کی سچائی اُن کو نفع دیگی۔ ان کے واسطے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ اُن جنتوں میں رہینگے اللہ پاک اِن سے راضی ہوا اور وہ اللہ پاک سے راضی ہوئے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ناظرین یہ درجہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں کا اور صحابہ کبار۔ اہلبیت عظام۔ ائمہ کرام۔ اولیائے واجب الاحترام کا۔ اُنہیں کے ساتھ رہنے کا اللہ تعالےٰ نے ہر مومن کو حکم دیا ہے۔ لیکن پرویز اور اُن کے ساتھی خدا تعالےٰ کے اِس قرآنی اِرشاد کے بالکل خلاف ہیں وہ تمام اسلاف کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

فرشتوں نبیوں اور تمام بزرگان دین سے انکار اور اُن کی توہین

چودھری غلام احمد صاحب پرویز مقام حدیث جلد اوّل کے صا پر یوں لکھتے ہیں۔ شخصیت پرستی اسلام کا نصب العین یہ تھا کہ وہ انسان اور خدا کے درمیان براہِ راست تعلق پیدا کر دے ایسا تعلق کہ عبد

و معبود کے درمیان کوئی دوسرا واسطہ اور کوئی دوسری قوت حائل ہو
حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ پ۶ رکوع ۱۰ سورۂ مائدہ۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے ملنے کا وسیلہ ذریعہ تلاش کرو اور اس کے رستے میں کوشش کرو تاکہ تم فلاح (بھلائی) حاصل کرو لیکن پرویز نے رسول اللہ کو برہمن اور دربان بتایا۔ اور آپ کی اطاعت کو شرک کہا جیسا آپ نے پچھلے صفحوں میں پڑھ لیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ پ۱۹ ۱۵ سورۂ شعرا۔ ترجمہ۔ بیشک قرآن شریف خداتعالےٰ کا اُتارا ہوا ہے۔ قرآن کو جبرئیل ع آپ کے دل پر لائے ہیں تاکہ آپ لوگوں کو ڈرائیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ اِنَّھُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ پ۲۵ ۱۷ سورۂ جاثیہ ترجمہ۔ یقیناً ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی زبان پر قرآن کو آسان کردیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں آپ (سمجھانے تک) انتظار کیجئے وہ بھی آپ کے سمجھانے کے منتظر ہیں۔ ناظرین۔ آیات سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ان آیتوں کے نزول کا ذریعہ ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک قرآن شریف سمجھنے کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ مراد ہوتی کہ قرآن اہل عرب کے سمجھنے کے لئے عربی میں ہے تو پھر لسان کی اضافت ضمیر واحد حاضر مذکر۔ کَ۔ کی طرف نہ ہوتی بلکہ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ھُمْ۔ کی طرف ہوتی۔ اس سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہی قرآن پاک سمجھنے کا وسیلہ ہے اور فرمایا اللہ پاک نے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ

اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا پ ۲۱ ع ۱۹ -
ترجمہ۔ اے ایماندارو یقیناً تمہارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمل کا بہترین نمونہ ہے جو بھی تم میں سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب ہو اور اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہو۔ پھر فرمایا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ پ ۲۸، سورۃ ممتحنہ۔ بیشک ہے تمہارے لئے عمل کا بہترین نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اور اُن کے ساتھیوں میں۔ پھر فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ بیشک تم میں سے ہر اس آدمی کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اُن بزرگوں میں نیک عمل کا بہترین نمونہ موجود ہے۔ ناظرینِ کرام ان آیتوں سے ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضامندی کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھیوں اور فرمانبرداروں کے طریقے بہترین ذرائع اور وسیلے ہیں۔ یہ آیات ہیں جن کا انکار پرویز کی تصانیف میں نہایت شدّ و مدّ سے موجود ہے ایک عبارت تو پرویز کی آپ نے دیکھ لی اور پڑھ لی ہے۔

اسلاف یعنی انبیاء علیہم السلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بزرگانِ دین کی توہین

(پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ ہم نے جس قدر پرستشیں گنائی ہیں۔ ائمہ پرستی۔ رسول پرستی۔ مُردہ پرستی۔ پیر پرستی۔ اسلاف پرستی۔ اگر بنظرِ ایق دیکھیں گے۔ تو ان تمام پرستشوں میں ایک چیز قدرے مشترک (برابر برابر) نظر آئیگی اور وہ ماضی پرستی ہے۔ یہی ان تمام غلط عقائد کی اصل ہے۔ اور صفحہ کی عبارت یہ ہے کہ ائمہ مذہب کی پرستش یہ ہے کہ ان کے فیصلوں کو خدا کے فیصلوں کی جگہ دیدی جائے اسی کو قرآن نے شرک قرار دیا ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ○ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ پ۱۷ ۵ سورہ انبیاء ۔ ترجمہ ۔ اور دیئے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما السلام اپنی طرف سے اور سب کو نیک بنایا اور ہم نے انسانوں کا امام پیشوا بنا دیا کہ وہ لوگوں کو سیدھا راستہ بتاتے ہیں ہمارے حکم سے اور ہم نے نیک کاموں کی ان پر وحی کی (یعنی ان کو نیک کام بتا دئے) فرمایا اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا پ۱ ۱۶ ۔ ترجمہ ۔ اے ابراہیم ہم نے آپ کو انسانوں کا امام بنایا ۔ اور اس رکوع میں فرمایا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۔ مسلمانو ۔ حضرت ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز پڑھنے کی جگہ بنالو ۔ اور اسی رکوع میں فرمایا وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ ۔ ترجمہ ۔ گمراہ کے سوا ابراہیم کے دین سے کوئی نہیں پھرتا ۔ پھر فرمایا

اسلاف کی پیروی فرض ہے

اللہ تعالےٰ نے فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۔ پ۴ ۔ ترجمہ ۔ اے لوگو ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کرو کیونکہ وہ صحیح اسلام ہے ۔ پہلے سپارہ میں اسی دینِ ابراہیمی کو اسلام کہا گیا ہے ۔ اور ہمارا نام بھی ان کی پیروی کی وجہ سے مسلمان رکھا گیا ہے ۔ پھر فرمایا وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا پ۵ ۱۵ ۔ ترجمہ ۔ اس آدمی سے دینداری میں کون بہتر ہو سکتا ہے جس نے خدا کی اطاعت میں سر جھکا دیا اور نیک کام کرتا ہے اور پیروی کرتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی ۔ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۔ پ۵ ۔ ترجمہ ۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے اپنا دوست بنا لیا ۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے قُلْ اِنَّنِیْ

هَدَانِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ج دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا پ ۸ ۔

ترجمہ ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم ۔ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ یقیناً مجھ کو میرے رب نے سیدھا راستہ بتا دیا ہے سچے مستحکم دین کا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے ۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی فخر کیا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور کہا وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ط پ ۱۲ ع ۱۵

ترجمہ ۔ اور پیروی کی میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم ۔ اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے دین کی ۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا پ ۱۴ ع ۲۲ ۔ ترجمہ ۔ پھر اے محمد صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ پر وحی کی کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کیجئے ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ پ ۱۷ ع ۱۷

ترجمہ ۔ اے ایمان والو اللہ پاک کی رضامندی میں پوری کوشش کرو ۔ اس نے تم کو برگزیدہ بنایا ہے ۔ دین میں تم پر کوئی سختی نہیں ہے تمہارے اباجی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے (اس دین کی پیروی کی وجہ سے) خدا نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے ۔ ناظرین ! آپ نے اسلاف کی پیروی اور ان کی اطاعت کے وہ احکام خداوندی پڑھے جن کو پرویز نے شرک بتایا ہے ۔

پرویز نے تمام مسلمانوں کو مشرک اور انبیاء علیہ السلام کو بت اور کافر بنایا

پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اول کے ص ۳۱ پر لکھا ہے

مسلمانوں ۔ نے کس طرح اپنے اور اپنے خدا کے درمیان مختلف حاجب اور دربان مقرر کرلئے اور اپنے خدا کے راستے میں براہ راست خدا تک پہنچنے کی بجائے اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا دامن تھام کر بیٹھ گئے اس سلسلہ کی پچھلی کڑی ہیں اس کو رواداری تقلید

کا ذکر آیا تھا جو ائمہ پرستی کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ اور مقام حدیث کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اسلاف پرستی نے درحقیقت خدا پرستی کی جگہ لے رکھی ہے۔ جو کچھ خدا کے لئے ہونا چاہیئے تھا وہ سب اسلاف کی عظمت و عقیدت کے لئے ہو رہا ہے۔ اور پرویز نے اسی کتاب کے صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے دیکھئے قرآن اس باب میں کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب مشرکین سے پوچھئے کہ تم اپنے بزرگوں کی پوجا کیوں کرتے ہو تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہم ان کو خدا نہیں مانتے ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ تعالےٰ کے مقرب بنا دیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے :۔ کہ تمام پرستشیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا اس لئے پیدا ہو گئیں کہ مسلمانوں نے بھی دیگر مذاہب کے متبعین کی طرح حقائق پرستی چھوڑ کر شخصیت پرستی اختیار کر لی۔ پھر اسی صفحہ ۸۲ میں یہ عبارت بھی ہے۔ کہ خدا بزرگان دین پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیتا۔ پھر ہے ۔ اس میں شبہ نہیں کہ جس قسم کی ارادت و عقیدت ہمارے دلوں میں بزرگانِ سلف سے پیدا ہو چکی ہے وہ صدیوں سے متواتر چلی آتی ہے۔ غلط ہے :۔

ناظرین آپ نے پرویز کی ان عبارتوں میں پڑھ لیا کہ مسلمانوں کو مشرک اور انبیاءؑ علیہم السلام کو بت یا بے دین جن کی پوجا مشرک لوگ کرتے تھے بنا دیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور ان کے مبارک طریقے دین حنیف کی تقلید و پیروی جو صدیوں سے مسلمانوں میں چلی آتی ہے اس کو کورانہ تقلید۔ اور شرک ٹھہرایا۔

پرویز کا قرآن پاک اور خدائے قدوس سے انکار

ناظرین کرام آپ نے وہ تمام آیاتِ قرآنی اور خدائے تعالےٰ کے ارشادات جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسلام کی اتباع اور اطاعت کے لئے قرآن کے پاروں

اور رکوعوں کے حوالوں سے پڑے ہیں وہ سب قرآنی آیات اور خدائی احکام ہیں مگر پرویز نے یہ کہکر سب کا انکار کر دیا کہ خدا بزرگانِ دین پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیتا حالانکہ تمام انبیاء علیہ السلام پر ایمان لانے اور ان کی پیروی اور اطاعت کے احکام تمام قرآن پاک میں بہت سی جگہ موجود ہیں۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور ان کی فرمانبرداری کرنا مومن ہونے کے لئے شرط لازم قرار دیا گیا ہے۔

اسلاف اور بزرگانِ دین سب سے پہلے نبی ہیں۔

فرمایا اللہ تعالےٰ نے بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَھْوَاءَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ج فَمَنْ یَّھْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ ط وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ط فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا ط لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ پ ۲۱ سورۂ رُوم۔ ترجمہ:۔ بلکہ ظالموں نے علم کے خلاف اپنی خواہشوں کی پیروی کی پھر ایسے خدا کے گمراہ کئے ہوؤں کو کون ہدایت دیگا اور ان کا دین میں کوئی مددگار نہیں ہے۔ پس اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پورے طور پر دینِ حنیف (ملتِ ابراہیم علیہ السلام) کی پابندی کیجئے۔ یہ خدائی دین ہے خدا نے تمام دیندار لوگوں کو اسی دین پر پیدا کیا ہے اور خدا کے دین میں تبدیلی نہیں ہے۔ سیدھا راستہ صراطِ مستقیم یہی ہے؟

ناظرینِ کرام! یہاں سے ثابت ہوا کہ جو لوگ دینِ حنیف مذہبِ اسلاف ملتِ ابراہیم علیہ السلام سے پھرے ہوئے پرویز کی طرح بے دین ہیں وہ اصلی گمراہ ہیں کیونکہ وہ دین ہے جو خدائی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی دین رہا ہے۔ اور اسی دین کی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے پیروی کی اور یہی دین اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل کر دیا گیا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ فرمایا۔ اس دین سے جو پھرتا ہے وہ گمراہ ہے اور اس دینِ ابراہیم یا اسلام کو غلط کہنے والا خدائے تعالےٰ اور

قرآن کا بد ترین دشمن ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ پ۳ ع۸ آخری سورۃ بقرہ ۔ ترجمہ :۔ ایمان لائے رسول (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم اُس چیز پر جو اُن پر اُتری اور تمام ایمان والے بھی ایمان لائے۔ یہ سب ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کے رسولوں پر۔ اور انہوں نے کہا۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ نف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ پ۳ ع۸ ۔ سورۃ بقرہ ۔ ترجمہ ۔ ہم رسولوں میں تفریق نہیں کرتے (سب کا دین اسلام ہی تھا) اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کا حکم سُنا اور اُس کی اطاعت کی ۔ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے ۔ اور ہم تیرے ہی پاس لوٹ جانے والے ہیں ۔ ناظرین کرام! یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اُمتی مومنوں کی پہچان انہوں نے تمام بزرگانِ دین انبیا علیہم السلام کو مانا اور ان کے احکام کی اطاعت کی ۔ اور قرآن پاک میں کئی جگہ آیا ہے۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ ۔ یعنی اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ ۔ مگر پرویز کے نزدیک بزرگانِ دین پر ایمان لانا گمراہی ہے۔ شرک ہے۔ بزرگوں کی اطاعت اور اُن پر ایمان لانا تو سب مومنوں کے نزدیک شرطِ ایمان ہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے دین کے پہلے بزرگ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے اپنے مقرب فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۔ یعنی جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ یہ آیت قرآن پاک میں چند بار آئی ہے اور پھر سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا ۔ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۔ یعنی تب سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ لیکن ابلیس نے حضرت آدم جیسے بزرگ دین نبی کو سجدہ نہیں کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہے۔

ناظرین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب سے بڑے بزرگ انسانوں میں نبی مانے جاتے ہیں ان کی اطاعت اور ان پر ایمان لانے کا خدائے تعالےٰ نے حکم دیا۔ اور جس نے بزرگانِ دین کی اطاعت سے مُنہ موڑا وہ شیطان ہوا۔ قرآن پاک سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء علیہم السّلام۔ صحابہ کبار۔ اہلِ بیت اطہار اور اولیائے ذوی وقار صلوات اللہ علیہم اجمعین کی اطاعت سے مُنہ پھیرنے والے شیطان اور پکّے بے دین اور بے دینی کی تعلیم دینے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کے مکروں سے بچنا بچانا تمام مسلمانوں اور حکومتِ اسلامی کا اہم ترین فرض ہے۔

پرویز علم لدنی اور اولیاء کرام کی اطاعت کا منکر ہے

پرویز نے اسی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ علم لدُنّی وہ علم ہے۔ جو نہ خدا کی کتاب میں ہے اور نہ رسُول کی طرف منسُوب کردہ سُنت میں اور صفحہ پر ہے تصوّف ہی کس قدر غیر اسلامی نظریہ ہے۔ اور صفحہ پر ہے کہ اسی قرآن کے ماننے والوں کی یہ کیفیت ہو گئی کہ وہ خود اپنے جیسے انسانوں کے سامنے گڑگڑا رہے ہیں حالانکہ قرآن بار بار کہتا ہے کہ جن کو تم خود خدا کے ورے پکارتے ہو۔ وہ تو خود تمہارے جیسے انسان ہیں۔ لیکن یہ (مسلمان لوگ) انہیں اپنے جیسے انسان نہیں بلکہ خدا مانتے ہیں۔

یہ عبارت تھی پرویز صاحب کی۔ ناظرین کرام۔ یہ آیت جس کا ترجمہ یہاں لکھا گیا ہے مُشرکین اور ان کے بُتوں یا باطل معبُودوں کے متعلق ہے جو خدائی دین اور شریعت کے خلاف راستہ بتاتے تھے۔ مگر پرویز صاحب مسلمانوں کو مُشرک اور بزرگانِ دین کو باطل معبُود بتانے میں کوئی مضائقہ نہیں

۱۰ اور اونچا بٹھایا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گر پڑے اس کے آگے سجدے میں [illegible] پارہ ۱۳ [illegible] سورہ یوسف

کرتے۔ انسانی اطاعت ہی پرویز کے نزدیک شرک اور گناہ عظیم ہے۔ حالانکہ رعایا کو بادشاہ کی۔ اولاد کو ماں باپ کی اطاعت۔ شاگردوں کو اُستاد کی اطاعت ہر مذہب میں علماء اور پیشوایانِ دین کی۔ ملازموں کو آقا کی اطاعت اور قوموں کو ملکوں کو قائدین اور لیڈروں کی کرنی ہی پڑتی ہے۔ دُنیا کی زندگی میں انسانوں کو انسانوں کے سامنے گڑگڑانے اور عاجزی کرنیکے مواقع آتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن میاں پرویز صاحب سب کو شرک اور بے دینی قرار دیتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے اپنے ماں باپ۔ اُستاد۔ اور آقاء اور حکومت کسی کی اطاعت نہ کی ہوگی۔ سب ہی کے ساتھ بے اَدبی۔ نافرمانی سے پیش آئے ہونگے۔ حالانکہ شریف انسان کی علامت بزرگوں کا ادب بھی مانا جاتا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیقِ اَدب ✤ بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

بے اَدب تنہا نہ خود را داشت بَد ✤ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

یہ اشعار حضرت مولانائے رُوم رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ جن کی پیرَوی کو حضرت علامہ اقبالؒ لازم بتاتے ہیں۔ ادب اور بزرگوں کی اطاعت کی تعلیم تو ہر مذہب اور ہر بزرگ دیتا ہے مگر پرویز کے نزدیک یہ تعلیم بھی شرک اور ادب کرنے والے مشرک ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کی اَور بھی بزرگوں کی تعریف کی ہے اور ان سے دُعاؤں کی درخواستیں گڑگڑا کر کی ہیں جو علامہ موصوف کی کتابیں پڑھنے والوں پر ظاہر ہیں۔

اور پرویز خود جا بجا حضرت علامہؒ کے اشعارِ فخریہ لاتے ہیں۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ اِس کا فیصلہ ناظرین کرام خود فرمالیں۔

قرآن پاک میں ائمہ اور اولیاء کی تعریف اور ان کی پیروی کا حکم

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ج اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ پ ۹ - ترجمہ - میری رحمت تمام چیزوں پر غالب ہے عنقریب میں وہ نعمت خاص یا ضروری کر دوں گا ان کے لئے جو پرہیزگار ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور وہی لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جو پیروی کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نبی اُمی ہیں۔ اور ان نبی اُمی کا نام وہ توریت اور انجیل میں بھی پاتے ہیں جو ان کے پاس موجود ہیں۔

ناظرین! یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو بڑی نعمت کا حقدار بتایا ہے۔ اور فرمایا۔ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ پ ۱۰ - ترجمہ اور حضرت موسیٰ کی قوم میں سے بھی ایک جماعت ہے جو حق کی ہدایت کرتی ہے اور حق کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ فرمایا وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ پ ۱۲-۹ ترجمہ اور جن لوگوں میں سے ہم نے ایک قوم بنائی ہے وہ حق کی طرف بلاتی ہے اور انصاف کرتی ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ پ ۲۱ ۱۶- ترجمہ۔ اور بنایا ہم نے ان میں سے اماموں کو جب کہ انہوں نے صبر کیا اور امام لوگ ہماری آیتوں پر یقین کامل رکھتے تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ پ ۱۵ ۸ - ترجمہ۔ جس دن ہم تمام انسانوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے

ناظرین! قیامت میں ہر قوم اپنے امام کے ساتھ ہو گی اور جن کا امام درست

وہ سیدھے جہنم کو روانہ کر دیئے جائیں گے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کو خدا نے امام بنایا اور تمام انبیاء بھی امام یعنی پیشوا تھے اور ان کی پیروی کرنے والوں میں بھی علماء اور صحیح رہبری کرنے والے اولیاء کرام امام اُمت ہیں۔ اور جو لوگ کافروں بے دینوں کو کفر و بے دینی کا راستہ بتاتے رہے وہ ائمہ کفر ہیں۔ ان کی سزا قیامت میں دوچند ہوگی۔ جیسے کہ ائمہ ھدیٰ کے مخالفین اور منکرین ہیں۔ ائمہ کرام کی پیروی قرآن پاک سے ثابت ہوئی جس کا پرویز انکار کرتا اور اس کو شرک کہتا ہے۔

اولیاء اللہ کی تعریف فرمایا اللہ تعالٰے نے اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ۩ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ پ۲۱-۱۵ سُوْرۃ سجدہ۔ ترجمہ۔ یقیناً ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب آیتیں اُن کے سامنے ذکر کی جاتی ہیں تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہیں اور وہ غرور کبھی نہیں کرتے۔ جب بستروں سے اُٹھتے ہیں تو اللہ تعالٰے سے ڈر کر اس کی رحمت کی اُمید رکھکر اس کو پکارتے ہیں۔ پس کسی شخص کو ان کی ٹھنڈک اور خوشی کے سامان کی خبر نہیں جو غیب سے ان پر اُترتی ہے یا حاصل ہوتی ہے۔ یہ ان کی نیکیوں کا بدلہ ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالٰے نے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پ۷-۱۲ سورۃ انعام۔ ترجمہ۔ اے محمد

صلی اللہ علیک وسلم آپ اُن لوگوں کو اپنے سے جُدا نہ کیجئے جو صبح و شام سچے دل سے (محبت میں) اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں۔ آپ سے ان کے متعلق باز پرس نہیں ہوگی نہ اُن سے آپ کے متعلق باز پُرس ہوگی کہ آپ ان کو چھوڑ کر سختی کرنے والے بن جائیں۔ **ناظرین کرام** - ان دونوں قرآنی آیتوں میں آپ نے اولیاء اللہ کا مرتبہ دیکھ لیا کہ اُن کو غیب سے خدائے قدوس کی جانب سے اطمینان یا عنایات خاص ہوتی ہیں اور ان کا معاملہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ ایسا خاص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُس میں کسی قسم کی جد و جہد اور تکلیف کی حاجت نہیں۔ اور یہ اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ ان کی صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی مفید ہے اور یہ صدقہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری کا کیونکہ حضور ہی کے فرمانبرداروں کو اللہ تعالےٰ ایسے مرتبے عنایت فرماتا ہے لیکن پرویز اولیاء اللہ تعالےٰ کا انکار کرتا ہے۔ کیا یہ خدائے تعالےٰ اور قرآن کا انکار نہیں ہے؟

پرویز نے اولیاء اللہ کا انکار کیا

دیکھیے اپنی کتاب مقام حدیث کے صفحہ ۴۲۱ پرویز نے لکھا ہے:- باقی رہا اولیاء کرام کی طرف الہام خداوندی سو اس کی سند قرآن سے کہیں نہیں ملتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اولیائے کرام کا جو تصور ہمارے ہاں عام ہے وہ تصور بھی غیر قرآنی ہے ہر مومن قرآن کی رُو سے وَلی اللہ ہے یہ نہیں کہ مومنین میں سے کوئی خاص طبقہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے۔ مومنین میں سے کسی الگ طبقہ کا نام اولیاء اللہ نہیں ہوتا۔

یہ ہے پرویز کی عبارت یہ وہ پرویز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار اور چودہ سو برس کے تمام ائمہ اولیائے کرام سے زیادہ قرآن سمجھنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ نے قرآنِ پاک کی آیات بینات میں پڑھ لیا کہ اولیاء اللہ

نہایت کامل بلکہ اکمل خاص الخاص مومنوں کو کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی فضیلت

فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ پ۲۴ ا۔ ترجمہ وہ لوگ جو سچی بات لائے اور انہوں نے سچ کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں۔ اُن کی ہر خواہش اللہ تعالےٰ پوری کرتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پ۱۵ ۱۶۔

ترجمہ۔ اے محمدؐ آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ رکھئے جو صبح شام خدا کی رضا مندی کے لئے خدائے تعالےٰ کو پکارتے ہیں۔ دُنیا کی زیب و زینت کے خیال سے (ان کو مفلس نادار سمجھکر) آپ کی توجہ ان سے ہٹنی نہیں چاہئے۔ یعنی اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کیجئے۔ یہ خاص جماعت اولیاء اللہ کی قرآن میں مذکور ہے۔

انبیاء علیہم السلام اولیائے اللہ تعالیٰ اور شہید زندہ ہیں

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس کے بعد ہے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ پ۴ ۸۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جو لوگ اللہ تعالےٰ کے راستے میں مارے گئے ان کو آپ مُردہ نہ سمجھئے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے پاس زندہ ہیں اور اُن کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ اللہ پاک کی عنایات و عطیات سے خوش ہیں جو اُن پر اپنے فضل سے کئے ہیں اور اُن پر کسی قسم کا خوف اور رنج نہیں ہے۔ اس کے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ

یُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ - پھر فرمایا -
اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَّاُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْمُھْتَدُوْنَ پ ۲ - سورۃ بقرہ - **ترجمہ** - اے لوگو جو لوگ اللہ تعالےٰ
کی راہ میں مارے گئے اُن کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک زندہ ہیں ان
پر اللہ پاک کی کامل نعمتیں ہوتی ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں - اور یہ آپ
اُوپر پڑھ چکے ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او صحابہ کبار اہلبیت عظام
کی پوری کامل طور سے پیروی کرتے ہیں وہ صدیق - شہید - اور صالحین ہیں -
ناظرین کرام - کسی چیز کے ہونے اور وجود کے لئے یہ ضروری نہیں ہے وہ چیز
ہر آدمی کو معلوم یا محسوس ہو - بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ ہم نے نہیں دیکھیں
نہ محسوس کی ہیں مگر جاننے والوں کے کہنے سے ان پر یقین کامل رکھتے ہیں - تو بھلا
خدائے تعالےٰ جن حضرات کو زندہ فرمائے ان کو مُردہ کہنا یا سمجھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے -
اللہ تعالےٰ کا علم اور اس کا ارشاد ہر مومن کے واسطے اس کے اپنے محسوسات
ومعلومات سے کروڑوں درجہ زیادہ یقینی ہے - اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور اُن کے تابعین بلکہ خالص مومنین کی برزخ کی زندگیاں اور اُن کے تصرفات
یقینی سمجھے اور مانے جاتے ہیں - اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُن کو عطیات بھی ہوتے
ہیں جیسا کہ آیت سے ثابت ہے - اور اولیاء کرام کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا -
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ پ ۱۱ ترجمہ
یعنی یقیناً اللہ تعالےٰ کے ولیوں کو کسی قسم کا خوف وحزن نہیں ہے - اولیاء
اللہ ہمیشہ مخلوق کو شریعت پر چلنے کی تلقین کرتے رہے اور خلاف شرع کاموں
سے اُن کو نفرت ہوتی ہے اُن پر ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کاملہ نازل ہوتی رہے
آمین - اولیاء اللہ کی تعریف کی قرآن پاک میں بہت سی آیات موجود ہیں -

پ۱۹ کے رکوع ۳ میں بہت زیادہ ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ

اولیاء اللہ کی اطاعت کا حکم قرآن شریف میں ہے اور علم لدنی بھی قرآن میں ہے

اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ
وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ
مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پ۲۴ ۱۹ ترجمہ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور شریعت پر عمل کرے اور کہے میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ قَالَ یٰمُوْسٰی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ٥ فَخَرَجَ مِنْهَا پ۲۰ ۵۔ ترجمہ۔ پس آیا ایک شخص شہر کی طرف سے دوڑتا ہوا۔ کہا اے موسیٰ فرعون کی پارلیمان جماعت آپ کے قتل کا حکم کرتی ہے۔ پس شہر سے نکل جائیے میں نصیحت کرنے والا ہوں۔ پس موسیٰ علیہ السلام فوراً شہر سے نکل گئے۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ اس ولی اللہ کی بات فوراً موسیٰ علیہ السلام نے مان لی اور شہر سے چل دیئے وہ شخص اللہ کا ولی تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت میں لگا ہوا تھا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقَالَ الَّذِیْ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ پ۲۴ ع۱ اور ایک ایماندار نے (فرعون کی قوم میں سے) کہا اے قوم میری پیروی کرو میں تم کو صراط مستقیم بتاتا ہوں۔ ناظرین۔ اولیاء کرام کی راہ ہی ہم ہر نماز میں طلب کرتے ہیں اور فرمایا فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ٥ قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۔ پ۱۵ ۲۱۔ ترجمہ۔ پس حضرت موسیٰ اور اُن کے ساتھی دونوں ہمارے خاص بندے کے پاس آئے جب بندے کو ہم نے

اپنی خاص رحمت دی تھی اور علم لدنی دیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس بندے
سے کہا کیا میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں تاکہ آپ مجھ کو علم لدنی سکھا دیں۔ ایک جگہ
قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان کے پاس بھیجا۔ حضرات کرام!
آپ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن پر خدا کی کتاب توریت بھی اتری تھی جس
کے اور نبوت کے خداداد علوم بھی اُن کے پاس موجود تھے۔ لیکن، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے
اپنی قدرت دکھلانے کو حضرت خضر اپنے ولی کی اطاعت کرنے کا حکم
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا اور اُن موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کی
وہ شرط باوجودیکہ نہایت سخت تھی مان لی۔ کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ
میرے کاموں میں دخل نہ دیں تو میرے ساتھ چلئے لیکن آپ اس کو برداشت
نہیں کر سکیں گے۔ یہ علم بھی خضر علیہ السلام کو لدنی ہی تھا جس کی رُو سے موسیٰ
علیہ السلام کی قوت برداشت بھی معلوم کر لی تھی لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔
یعنی اے موسیٰ آپ میری باتوں پر صبر کی طاقت ہرگز نہیں رکھتے۔ ایک نبی کی
خداداد انسانوں سے زیادہ طاقت کا اندازہ کر لینا کیا علم لدنی نہیں۔ یقیناً علم
لدنی ہے۔ اور خضر علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام
برداشت نہ کر سکے اور جب حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کیا تو
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا پ۱۵ ع۲۲۔
یعنی اے جناب آپ نے بہت خطرناک کام کیا تو حضرت ولی علیہ السلام نے کہا
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ پ۱۵ رکوع مذکور یعنی
اے موسیٰ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ صبر نہیں کر سکیں گے۔ تو موسیٰ
علیہ السلام نے کہا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ
أَمْرِي عُسْرًا ۝ رکوع مذکور۔ یعنی اے جناب میں بھول گیا آپ میری گرفت نہ

کیجئے۔ اور اس معاملے میں مجھ کو زیادہ مجبور نہ کیجئے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے حضرت خضر علیہ السلام پہلے اقرار لے چکے تھے کہ۔ قَالَ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ
اللّٰہُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ نے کہا۔ انشاءَ
اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کے خلاف نہ کروں گا۔
مگر پھر بھی دو بار سوال کر بیٹھے۔ جب کشتی میں سوراخ کیا۔ اور جب حضرت خضر
نے ایک بچے کو قتل کر دیا اس کے بعد بھی حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ حضرت
دیکھئے آپ برابر سوال کئے جاتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اِنْ
سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ یعنی اے خضر علیہ السلام
اگر اس کے بعد آپ سے کوئی بات بھی پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنی صحبت سے محروم
کر دیجئے گا یعنی مجھ کو چھوڑ دیجئے گا چنانچہ ولی اللہ نے ایسے گاؤں کی دیوار کو بنا دیا۔
جس کے رہنے والوں نے حضرت موسیٰ ان کے ساتھی اور حضرت خضر علیہ السلام کو
کھانا نہیں کھلایا تھا۔ تو حضرت ولی اللہ نے کہا۔ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ
سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا۔ یعنی اب آپ کی میری
جدائی ہے۔ میں آپ کو ان کاموں کا بھید بتاتا ہوں جن کو دیکھ کر آپ صبر نہ کر سکے
اور سوال نہ کرنے کے اقرار کے باوجود سوالات کئے۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے
تینوں باتوں کے بھید بتا دیئے اور آخر میں فرمایا۔ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ۔ یعنی
یہ کام میں نے خدا کی رحمت اور اس کے الہام سے کئے ہیں۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ
اَمْرِیْ یعنی میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے جو صاحبان ان واقعات کو پڑھنا
چاہیں وہ پندرھویں پارے کے ۲۱۔۲۲ رکوع کا ترجمہ مترجم قرآن پاک میں پڑھ لیں
اور اولیاء کرام کے مراتب کا خیال کال کیجئے۔ اب پرویز کی اس عبارت کو سامنے
لائیے یا کہ خدا تک پہنچنے کے لئے انسانی توسل خالص شرک ہے مقام حدیث ص۵۵

اسی اسلام کے نام پر کس طرح انسانی غلامی کی شدید بدترین اقسام کو عین دین بنالیا ہے۔ کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے قرآن بزرگانِ دین پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیتا اور صفحہ ۷۹ پر ہے کہ تمام غلط عقائد کی اصل ماضی پرستی ہے۔

یہ عبارت قرآن پاک کی اُن تمام آیتوں کے خلاف ہے جن میں انبیاء علیہ السلام، ائمہ کرام اور اولیائے عظام کی پیروی خدمت کرنے کی تاکیدیں موجود ہیں۔ اور اسلاف کی تقلید کے لئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ولی کی اطاعت کا حکم صرف اس لئے ہُوا کہ قیامت تک اولیائے کرام کی عزت ہو اور ان کے خداداد علوم معرفت حقیقت طریقت کا انکار نہ کریں اور خدا کے خاص بندوں کو عام لوگوں کی طرح نہ سمجھا جائے اور اولیائے کرام کے علوم لدنی وکشفی کی قدر کرتے رہیں۔ ہم پہلے کہہ چکے کہ ائمہ عظام اور اولیائے کرام حکم خداوندی اور شریعت اصلیہ کے خلاف نہیں ہوتے ان کے کام خدائے تعالیٰ کے کلام اور اس کی رضامندی کے مطابق ہوتے ہیں لیکن بہت سے کور باطن، بدعقیدہ۔ یا ان کے کاموں کی حکمتوں کو نہ جاننے والے اُن پر اعتراض کرتے ہیں۔ اسی لئے خدائے پاک نے انبیاء علیہ السلام و ائمہ عظام و اولیاء کرام کو کتاب کے ساتھ حکمت اور وہ اُمور بھی سکھائے جو کتاب کے الفاظ سیاق و سباق سے معلوم نہیں ہوسکتے بلکہ وہ ہی اُمور مذہبی ہیں جن کے بتانے کے واسطے انبیاء۔ ائمہ یا اولیاء اور علمائے راسخین مخصوص ہوتے ہیں جو بندگانِ خدا کو موقع اور محل پر سکھاتے بتاتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کتابیں پہاڑوں، درختوں یا میدانوں یا دوسرے مقامات پر اُترتیں جن پر بندگانِ خدا خود عمل کیا کرتے یا ہر شخص کے پاس اُترا کرتی

نصیحت خاص | حضرات! حضرت خضر علیہ السلام کی پیروی سے

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کچھ ذلت یا انسلٹ ہوئی۔ نہیں ان کی عزت اور شانِ نبوت کی نورانیت بالکل چمک اٹھی کہ انہوں نے نبی ہوتے ہوئے بھی خدائے پاک کے حکم سے ایک غیر نبی یعنی ولی کی اطاعت قبول کی۔ اور یہی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جہاں آپ کو اولیائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے جو اوپر گذر چکی۔ اور انبیاء علیہم السلام کی صحبت یا ان پر ایمان لانے ہی کی برکت ہوتی ہے کہ خدائے تعالےٰ معمولی بندوں کو ولایت کا ایسا مرتبہ عطا فرماتا ہے جس کو انبیاء علیہم السلام قدر و عزت سے دیکھتے ہیں۔ یہ دراصل احکام خداوندی کی انتہائی قدر و منزلت ہے کہ نبی کی پیروی سے ولی اس قابل ہو جاتا ہے کہ نبی بھی اس پر فخر کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے قائم کئے ہوئے صراط مستقیم کی تکمیل ہوتی ہے یہاں تک کہ شیطان جو انسانوں کو بہکاتا ہے اُن سے مغلوب ہو جاتا ہے اور کہتا ہے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ یعنی تیرے مخلص بندوں کو میں گمراہ نہ کر سکونگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے خود بھی فرما دیا اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ پ۱۴ ۳۔ یعنی اے شیطان میرے خاص بندوں پر تیرا بس نہیں چلتا اور بلکہ انہیں کے راستے کو اسی جگہ خدا نے فرمایا هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ۔ یہی راہ سیدھی ہے جو مجھ تک آتی ہے۔ چونکہ ان اولیائے کرام کو خدا کے نزدیک وہ مرتبہ عطا ہوتا ہے کہ ان کی ہر خواہش پوری ہوتی ہے اسی لئے بزرگان سابق حضرت مولانائے روم و فرید الدین عطار علیہما الرحمۃ وغیرہ اسلاف اور علامہ اقبال بزرگان دین اولیاء کرام کی نظر کو تقدیر کا بدلنے والا مانتے ہیں علامہ فرماتے ہیں، نگاہِ مردِ کامل سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

برادرانِ اسلام۔ ہم اسلام کو خدائے تعالیٰ کا سچا دین مانتے ہیں اور اس کی بنیاد جن اُصولوں پر ہے انبیاء علیہم السلام۔ ائمہ کرام۔ اولیائے عظام اور اُن کے

جانباز فرمانبردار اسلاف کے ذریعے ہوئی ان کی عزت و احترام اور ان کی خداداد
شان و شوکت کے سامنے مخالفینِ اسلام اور باطل پرستوں کے سر ہائے پُر غرور
بھی خم ہیں اور ان کو بھی طوعاً و کرہاً ان کی تعریف و توصیف کر کے اُن کی صداقت
کی شہادت دینی پڑتی ہے۔ حق وہ ہے جو باطل کے سر پر چڑھ کر بولے۔ پرویز
جیسے دشمنِ اسلاف و دُشمنِ بزرگانِ دین کو بھی کسی نہ کسی طرح اپنی فرعونیت کی
پشیمانی۔ اور شیطنت کی ناک ان کے سامنے رگڑنی پڑی۔ پرویز کی یہ عبارت
ہمارے دعویٰ کی کھلی دلیل ہے۔

باقی رہی بزرگوں کی تعظیم تو بلاشبہ وہ تمام اسلاف جنہوں نے دُنیا میں قوانینِ
الٰہیہ کو قوتِ نافذہ بنا کر چلایا۔ عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ ان کی زندگیاں ہمارے
لئے تقویتِ ایمان کا موجب ہیں اس لئے کہ اُنھوں نے دُنیا کو بتا دیا کہ باطل کی تمام
طاغوتی طاقتوں کے خلاف مسلسل جہاد سے کس طرح حق کا غلبہ قائم کیا جا سکتا ہے
کس طرح ایک ہو کر سارے جہان کی غلامی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ وہ حضرات
ہیں جنہوں نے تمام دُنیا کی مخالفت کے باوجود بڑے بڑے کفر و الحاد کے مرکزوں میں
قرآن کی روشنی راہ گم کردہ انسانوں تک پہنچائی۔ اور خدائی حکومت کو قائم کر کے
دکھا دیا۔ ان کے اعمالِ صالحہ دُنیا میں روشنی کے میناروں کی طرح مستحکم و استوار
کھڑے ہیں۔ کہ حوادثِ زمانہ کی ناساعد موجیں آئیں اور ان سے ٹکرا کر ٹوٹ جائیں
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۔ مقام حدیث جلد اول ص۸۷۔ ناظرین کرام

آپ ہی ایمان دھرم سے فیصلہ کیجئے کہ کیا مذکورہ عبارت ایک سچے مسلمان اور دیندار
کے عقائدِ صحیحہ کی ترجمانی نہیں کرتی اسلاف اور بزرگانِ دین کے مبارک ذریعوں سے
انسانوں کو قرآن پاک ملا۔ علوم قرآن حاصل ہوئے۔ قرآن پاک کی حکومت دُنیا میں
قائم ہوئی۔ اور ان کے مبارک اعمال اور اقوال قیامت تک دُنیا کی راہنمائی کریں گے

رہیں گے۔ تمام زمانے اور زمانوں کی تبدیلیاں اور انقلابات ان کے استحکام کے سامنے سرنگوں ہو کر رہ جائیں گے۔ اور ہر زمانے کو ان کے اعمالِ مبارک کے بغیر کوئی راہ نما نہیں مل سکتا۔ اور لامحالہ تمام زمانوں اور ادوار کو نجات حاصل کرنے کے لئے ان بزرگانِ دین کی اطاعت اور پیروی کرنی پڑیگی۔ یا خدا تو پرویز کے اس مذکورہ اقوال کو اس کے دل و دماغ میں پیوست کر دے۔ آمین ثم آمین۔ جو اس نے غلبۂ حق سے مرعوب ہو کر۔ یا مسلمانوں کو دہوکا دینے کے لئے یا دروغ گورا حافظہ نباشد کے وقت لکھا ہے اگر پرویز کا عقیدہ ایسا ہوتا تو انبیاء علیہم السلام۔ صحابہ کبار۔ اہل بیت اطہار۔ ائمہ و اولیاء کی پیروی کو شرک نہ کہتا۔ گمراہی نہ سمجھتا لیکن سلام روستائی بغرض نسیت کا مقولہ اد کرکے پرویز کے دل کی سیاہی اور دماغ کی گمراہی کا اندازہ تو کیجئے کہ اس پیارے عقیدے کا مدعی ہو کر بھی کس قدر ضلالت گمراہی کی طرف مبلا رہا ہے پہلی عبارتیں بھی آپ کے سامنے آچکی ہیں۔ اب اس مذکورہ عبارت کے بعد والی عبارتیں بھی ملاحظہ فرمایئے کہ اس ایمان کو بھی وہ کفر پھیلانے کا آلہ بنا رہا ہے۔ لکھتا ہے اور اسی صفحے پر۔ کہ

لیکن تعظیم اور تعبد کے باریک فرق کو بھول جانے سے صحیح راستہ گم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔ مردہ پرستی اور ماضی پرستی ہی تمام غلط عقائد کی اصل ہے۔ اسلام مستقبل کو درخشندہ بنانے والا دین تھا لیکن انسانی دماغوں نے جس دین کی تشکیل کی ہو۔ وہ تو بہر کیف انسانی مذہب ہی ہو سکتا تھا جس کی رو سے ہمیشہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج بڑا تاریک ہے اور گذشتہ کل بڑا روشن تھا۔ گذشتہ سب کا تابندہ تھا۔ تو ذہن انسان کی کچھ ہ رفتار ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو شے گذشتہ زمانے سے متعلق ہو اسے تعریف و توصیف میں خود خدا کی مسند پر بٹھا دیا جائے۔

رُواۃ پرستی۔ اسلاف پرستی۔ مُردہ پرستی اِسی اسلاف پرستی کی مختلف شاخیں ہیں
اور جبتک ماضی پرستی کا تخیل صحیح نہ ہوگا حقائق پرستی کبھی نہیں آئے

اس عبارت میں انبیاء علیہم السّلام۔ ائمہ۔ اولیاء۔ مہاجرین اور انصار تابعین تبع تابعین سب ہی زمانوں کو بُرا کہہ ڈالا اور ان کی پیروی اور اقتدا کو پرستش پُوجا۔ یعنی شرک کہدیا۔ اب پرویز کے عقائد۔ اور اس کی عقل کی حقیقت پر ناظرین ذرا غور فرمائیے۔ کُتے کی دُم سَو برس نلکی میں رہی مگر پھر بھی ٹیڑھی ہی رہی۔ لیکن میرا تو یہ فیصلہ ہے کہ پرویز تمام حقائق کے جاننے کے بعد بھی تمام ہی بزرگانِ دین سے جُدا کرکے اور ان کی باعثِ نجات پیروی۔ یعنی سچی صراطِ مستقیم سے دُور کرکے اپنا اور اپنے یارانِ طریقت کا غلام بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے ان تمام اسلاف کو غلط اور گمراہ بنانے کے لئے ان کے کلام اور اُن کے پیارے اعمال میں شبہات پیدا کرکے ناقابلِ عمل ثابت کرتا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ ان سب کے کلام اور فیصلوں کو غلط سمجھ کر میری جدید روش اور طریق کو اختیار کرکے بالکل جہنمی بن جائیں۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا مطلب اپنی جماعت کی اطاعت بتاتا ہے حالانکہ قرآن پاک نے اللہ پاک کی اطاعت اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا صاف صاف حکم کیا ہے۔ یہ قرآن پاک کے مبارک حکم کو مٹاتا ہے اور کہتا ہے اللہ رسُول کی اطاعت کا حکم نہیں ہے بلکہ ہماری جماعت کی اطاعت کا حکم ہے جو قرآنی نظام قائم کرے گی۔ پرویز کے نزدیک انبیاء۔ ائمہ۔ مہاجر و انصار۔ اولیاء۔ اور تمام بزرگانِ دین انسان ہی تھے۔ اِسلام ان بزرگوں کے مبارک دماغوں کا پھیلایا ہُوا ہے تو انسانی مذہب ہے اور گمراہی ہے۔ نعوذ باللہ۔ وہ اور اس کی جماعت اپنی گمراہی کو قرآنی نظام کہے گی [illegible] انسانیت سے خارج ہوگی بلکہ یہاں تک صفحہ ۱۵۵ پر لکھا ہے

انسانوں کو قرآن پاک ملا ہے [illegible]
قائم ہوئی ہے اور ان کے مبارک اعمال [illegible] عزیر حواری کو ؟

ناظرین کرام۔ جتنے انبیاً علیہم السلام بھی ہوئے۔ وہ سب زمانۂ گذشتہ۔ ماضی میں ہوئے اور اُنہیں کو اسلاف کہتے ہیں۔ اُنہیں کو خدائے قدوس نے پیشوا اور امام بنایا تھا اور چونکہ وہ خدا کی طرف سے نیک تھے اور نیکی کی تعلیم دینے آئے تھے۔ ان کی پیروی اطاعت و اتباع انسانوں پر فرض تھی۔ لیکن پرویز کے نزدیک شرک ہے۔ اور پھر قرآن شریف جو ان کی پیروی اور اتباع کا بار بار حکم دیتا ہے اُس پر اُن کی متابعت کو شرک بتانے کی بدترین تہمت لگائی ہے جو خدائے تعالےٰ کی تکذیب ہے چونکہ قرآن پاک خدائے تعالےٰ ہی کا ارشاد ہے۔ کیا خدائے تعالیٰ اور قرآن کو جھوٹی تہمت لگانے والا پرویز۔ اور پیشوایانِ دین کی فرمانبرداری کو غلط عقائد کی اصل بتانے والا۔ اسلام کا بدترین دُشمن نہیں ہے؟ یقیناً ہے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ اس دریدہ دہن کو بدترین سزا دے اس کی گندی کتابیں ضبط کرے اور اس کے کفریہ۔ مخالفِ اسلام و اسلاف مشن کو ممنوع قرار دیکر اسلامی حکومت ہونے کا ثبوت دے۔ بھارت نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والی کتاب کو بھی ضبط کرلیا۔ اور پرویز کی کتابوں میں۔ خدائے تعالےٰ۔ انبیاء علیہ السلام۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم۔ اور بزرگانِ دین کی بدترین توہین ہے۔ پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۵۳ پر یہاں تک لکھدیا کہ:۔

> دُنیا کہیں سے کہیں چلی گئی لیکن اُمتِ مسلمہ کی سطح فہم و ادراک جو ہزار سال پہلے تھی وہی آج ہے۔ غور تو کیجئے کیا یہ سلف کی پرستش نہیں یہ اُن کو احبار و رُہبان کی طرح خدا کا درجہ دینا نہیں۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۹ پر لکھدیا ہے کہ

> رسُول اللہ سے محبّت کا مفہوم ہوگا قرآنی نظام کی اطاعت یہ ہے محبّت کا صحیح مفہوم نہ یہ کہ حضور کے سروقامت اور گیسوئے خمدار کی تعریف و توصیف میں نعتیہ غزلیں گائی جائیں یا رسُول کو اُٹھا کر خود خدا کی مسند پر بٹھا دیا جائے۔

اوّل الذکر وہ شاعری ہے جس سے خدا نے منع فرمایا ہے اور ثانی الذکر وہ شرک جس کا تصور بھی توحید پرست نہیں کر سکتا۔ اور اسی کتاب میں پرویز کی یہ عبارت جو صفحہ ۶۶ پر ہے ذہن میں رکھئے۔ کہ:۔

مسلمانوں کی نگاہوں سے قرآنی نظامِ زندگی اوجھل ہو چکا ہے اس لئے مرکز کی صحیح پوزیشن ان کے سامنے نہیں رہی اسی لئے اطیعوا اللہ، و اطیعوا الرسول کا صحیح مفہوم بھی سمجھ میں نہیں آتا۔

ناظرین! اب آپ خود پرویزی خرافات کی حقیقت سمجھ گئے ہونگے۔ ذرا اس کی تفصیل مجھ سے بھی سنئے اور پرویز کی حماقت اور بے دینی کی داد دیجئے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کی بلکہ ان کی پیروی کرنے والوں کی تعریف و توصیف کی آیتیں بھی اوپر ملاحظہ فرمالیں۔ یہ تمام پیشوایانِ دین (ان پر خدا تعالیٰ کا سلام ہو) ایک ہزار سال پہلے ہی ہوئے ہیں اور یہ سب وہی بزرگانِ دین ہیں جن کو ہادی اور رہنما فرمایا گیا اور انہیں کے مبارک فہم و ادراک کی بدولت دنیا میں اسلام پھیلا اور ہمارے پاس نجات اور بخشش کا راستہ پہنچا غرض قرآن پاک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک احکامات اور ارشادات کو نہایت مستحسن طریق سے دلائل و براہین اور اعلیٰ نمونوں کے ساتھ ہم تک پہنچایا۔ اور جس مبارک زمانے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام زمانوں سے بہتر فرمایا بلکہ جس زمانۂ مبارک میں قرآن پاک اور دینِ متین کی تکمیل ہوئی اور جس زمانے اور اس کے لیل و نہار کی خدائے قدوس نے قرآن پاک میں کئی بار قسمیں کھائی ہیں وہی زمانہ تو ایک ہزار سال پہلے کا زمانہ ہے۔ یا ایک ہزار سال پہلے وہی زمانہ تھا۔ لیکن پرویز کے نزدیک خدائے تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بزرگانِ دین کا پسندیدہ۔ ستودہ اور برگزیدہ زمانہ کس قدر قابلِ نفرت ہے۔ کس قدر حقیر اور ذلیل ہے کہ اس کے

فہم وادراک کا مضحکہ بنا رہا ہے۔ اور اپنے بے دینی۔ مکر و فریب۔ عیسائیت بلکہ لامذہبیت کے زمانے کو اِس پر ترجیح دیتا ہے۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ۔ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بزرگانِ دین کی کُھلی ہوئی توہین نہیں ہے؟ یقیناً ہے افسوس کہ اِس دریدہ دہن دشمنِ خدائے تعالےٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو حکومتِ اسلامیہ نے بازپُرس کی نہ کسی مسلمان نے دین اور بانیان کی توہین کا اِس پر دعویٰ کیا۔ اور یہ پرویز آزادی سے خدائے تعالےٰ اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو دُنیا میں پھیلاتا چلا جارہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ہمارے اسلاف باعثِ فخر تھے

برادرانِ اسلام ہزار برس پہلے کا وہ زمانہ تھا۔ کہ دُنیا میں کفر و شرک کو مٹا کر اسلام کی روشنی جلوہ فرما تھی۔ بے شمار بُتوں کی پُوجا پاٹ سے نجات دلاکر بندگانِ خدا کو خدائے تعالیٰ کی توحید۔ اس کی عبادت اور اطاعت کی لازوال دولت سے مالا مال کیا جاتا تھا۔ شہسوارانِ اسلام نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کفر و ضلالت کے ایوانوں کو متزلزل کر دیا تھا۔ ان کی برقِ تیغ عدل بار نے ظلم وستم کے مارے ہوؤں کو مُژدۂ حیاتِ نو بخشا تھا۔ دُنیا کے ستم رسیدوں۔ محنت کشوں۔ اور آبدیدوں کو رحم وکرم کی بہاریں دکھاکر چمنستان گلہائے خنداں بنا دیا تھا۔ ان کے عدل و انصاف رحم وکرم۔ سخاوت وشجاعت کے سامنے دُنیائے عالم کے جبابرہ سرنگوں ہوتے تھے۔ اپنی صداقت و دُنیا پروری کی قوت سے تمام ممالک میں کفر و شرک کے پرچم کو سرنگوں کرکے اسلامی جھنڈے لہرا دئے۔ مصر۔ روم۔ شام۔ یمن۔ ایران۔ سوڈان۔ کابل اور ہندوستان۔ چین ولنکا تک کو اپنے فتوحات کے جلوے دکھا دیئے تھے۔ آج جو مسلمانوں کی حکومتیں اور ان کی عمارتیں دنیا کی سرزمین پر توحید و رسالت کے نعرہ زن ہیں۔ یہ سب ایک ہزار سال پہلے کے ہی مسلمانوں کی درخشانیاں ہیں

جن پر تمام فرزندانِ توحید فخر کرتے ہیں بلکہ آج دُنیا میں جس قدر علوم و فنون اور مفید صنعت و حرفت۔ اتفاق و اتحاد۔ فلاح و بہبود۔ تجارت۔ رسل و رسائل وغیرہ ذرائع معیشت ہیں۔ سب انہیں کی ایجاد ہیں۔ ان کے پہلے کہیں بھی نہیں تھے۔ اے چودھویں صدی کی ضلالت و گمراہی کی پیداوار پرویز۔ آپ بتائیے کہ آپ نے کیا تیر مارے۔ کس مُلک میں اسلام پھیلایا۔ کہاں کے غلاموں کو آزاد کیا۔ کونسے ملک کو فتح کیا۔ عقل و فہم سے کیا کیا کارہائے قابلِ قدر انجام دیئے۔ ہاں۔ تمام چیزوں کی گرانی رعایا کشی۔ بے حیائی۔ بے شرمی۔ بے پردگی۔ بے مروّتی۔ بے دینی اور لوگوں کی ایمانی قوتوں۔ عملی طاقتوں پر ڈاکہ زنی۔ عقائد و اعمال کی رہزنی۔ بے دینی۔ قرآن پاک۔ خدائے تعالےٰ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تبلیغ۔ لادینی کی تعلیم زناکاری کی ترغیب۔ شراب نوشی۔ رشوت۔ جھوٹ۔ فریب۔ نفس پرستی۔ حق پوشی۔ افترا پردازی نفاق انگیزی، افتراق کی تخم ریزی۔ بلکہ اپنی اور اپنے نادان رفقائے کار کی خدائی اور نبوت کی تلقین یہ ہیں جناب کے قابلِ قدر کارنامے۔ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین

نشناختی بکجا روی زکجا باین سفر آمدی ۔۔ تو خمار نشۂ کیستی کہ زخویش بیخبر آمدی

مسٹر پرویز ذرا ہوش میں آیئے بہت جلد مسلمان ہو جایئے۔ ورنہ آپ کے کیفرِ کردار کی سخت ترین سزا خدائے قدوس کی جانب سے ملنے والی ہے۔ میں آپ کا خیر خواہ ہوں کہ آپ کو دین و دُنیا کی ذلت سے بچانا چاہتا ہوں۔ سچے دل سے مسلمان ہو کر قرآن شریف کے ارشادات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مبارک احادیث پر ایمان لے آیئے۔ خدائے پاک قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب چھوڑ دیجئے۔ اور جہنم سے بھاگ کر جنت میں آجایئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

پرویز کی مذکورہ بالا عبارت میں نعتیہ غزلوں کو ممنوعہ شاعری بتایا گیا ہے۔ حالانکہ تمام قرآن پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور تعریف میں رطب اللسان ہے

حضرت علیؓ علیہ السلام حضرت امام حسنؓ حسینؓ علیہما السلام شاعری بھی کرتے تھے۔ ان کے مبارک دیوان عربی میں موجود ہیں۔عبداللہ ابن سلام۔حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم اور چند دوسرے صحابہ کبار نے بھی نعتیہ نظمیں لکھی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ معین الدین اجمیری۔حضرت مولانائے روم۔ حضرت امیر خسرو۔ حضرت حکیم سنائی۔حضرت جامی۔حضرت نظامی گنجوی بلکہ اکثر بزرگانِ دین رحہم اللہ تعالےٰ کی نعتیہ نظمیں اور غزلیں موجود ہیں۔حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی۔حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی۔حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی۔اور حضرات اکابرین دیوبند کی نعتیہ غزلیں بھی اُردو فارسی میں مشہور زمانہ ہیں۔اللہ تعالےٰ ان سب کو ان کی نیکیوں کا اجرِ عظیم دے۔علامہ اقبال۔مولانا حالی وغیرہم تمام شعرائے نامدار کی کتابوں میں نعتیہ شاعری موجود ہے یہ پرویز کے نزدیک جائز نہیں مگر وہ شاعری جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف نہ ہو وہ پرویز کے نزدیک بہت مقبول ہے کہ اپنی ہر کتاب میں فارسی۔اُردو کے اشعار فخریہ طریقے سے لکھتے ہیں۔دیکھئے مقام حدیث صـ۱۶ـ پر علامہ اقبال کا یہ شعر ہے

عشق کی ایک جست نے کر دیا قصہ تمام ❊ اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

صـ۲۶ـ پر یہ شعر ہے:۔

وہ تیری گلی کی قیامتیں کہ لحد کے مُردے اُکھڑ گئے ❊ یہ میری جبینِ نیاز ہے کہ جہاں دھری تھی دھری رہی

یہ اشعار تو جائز مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے اشعار کو حرام کہنا۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کی کھلی دلیل ہے۔ پھر لکھ دیا کہ:۔

رسول کو اُٹھا کر خدا کی مسند پر بٹھا دیا یہ وہ شرک ہے جس کا تصور بھی توحید پرست نہیں کرسکتا۔

تنقید جناب پرویز صاحب یہ تصور تو جناب ہی کے دماغ بے چراغ کی پیداوار ہے کسی خدا پرست توحید کے قائل مسلمان نے تو کبھی اللہ تعالےٰ کی مسند بندوں کے

اختیار میں نہیں بنائی نہ کسی نے خدا کی مسند میں کسی کو دخیل مانا۔ مگر آپ (نعوذ باللہ من ذالک) خدا تعالیٰ کی شان ارفع و اعلیٰ میں یہ گستاخی کر رہے ہیں کہ اس کو بندے مسند سے اُتار کر کسی دوسرے کو بٹھا سکتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اُتار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھا دیا۔ مسلمان تو خدائے تعالیٰ کو خالق کل قادر مطلق مانتے چلے آتے ہیں۔ اس کی ذات اور صفات کو ازلی ابدی اور لازوال مانتے ہیں۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ کا برگزیدہ اور آخری اتنا پیارا رسول مانتے ہیں کہ خود خدائے تعالیٰ نے اُن کو معراج میں نہایت عزت و احترام سے اپنے پاس بلایا۔ اور جہاں مہمان عزیز اور قابل قدر محبوب کو بٹھانا مناسب جانا بٹھایا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ خود خدائے تعالیٰ ہی کا ارشاد واجب الانقیاد ہے۔ مگر آپ نے اس کو بھی شرک کہدیا۔ اب کہئے آپ کو کیا کہا جائے اور کیا سمجھا جائے۔ اب تو خدا کے واسطے انصاف کیجئے۔ اپنی سمجھ کی چوچ بھی تو صاف کیجئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت و احترام کو شرک کہنے پر کسی دُشمن دین نے آپ کو کافی اور وافی رقم دیدی ہے کیا؟ اس سے ظاہر ہے

کچھ تو دال میں کالا ہے ضرور ۔۔۔ آپ کے مُنہ میں کوئی تُرسا نوالہ ہے ضرور

پرویز بغاوت پھیلا رہا ہے

پرویز صاحب کی یہ عبارت کہ رسول اللہ سے محبت کا مفہوم ہوگا قرآنی نظام کی اطاعت۔ اور یہ بھی لکھا کہ قرآنی نظام اوجھل ہو چکا۔

تو نتیجہ کیا نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا مسئلہ بھی کھٹائی میں پڑ گیا۔ اور قرآن پر عملدرآمد بھی دُنیا سے مفقود۔ گم ہے۔ دیکھئے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین ہے اور خدائے پاک کے ان احکامات کی کھلی تذلیل جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع۔ اطاعت کی سخت تاکید ہے۔ اور قرآن پاک نا

کی بھی بدترین تحقیر ہے کہ اُس پر زمانے میں کہیں عمل نہیں ہوتا ہے۔ اور خود خدائے بزرگ و برتر کی حکومت سے بغاوت ہے اور بغاوت کی تحریک ہے کہ وہ خدا ایسا ہے جس کے قانون قرآنِ پاک پر دُنیا عمل نہیں کرتی۔ اور نہ اس کے بھیجے ہوئے سلطان السلاطین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام حکومتِ الٰہیہ کے سلاطین اور نظام حکومت الٰہیہ کے لئے علیہم السلام سلاطین ہیں۔ اور ایسے سلاطین کہ سلاطین۔ بادشاہانِ دُنیا بھی ان کے غلام ہیں۔ انبیائے علیہم کی اطاعت اور فرمانبرداری سے روکنا خدائے تعالےٰ کے ساتھ بغاوت اور دُنیا کی ہلاکت کا باعث ہے۔ حالانکہ اللہ تبارک تعالےٰ کے پیارے ارشاداتِ گرامی یہ ہیں وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ پ ۷ سورۂ انعام۔

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب قرآن پاک جس کو ہم نے نازل کیا سب کے لئے برکتوں والی کتاب ہے۔ پہلی کتابوں کو سچا بتانے والی ہے۔ اے محمدؐ ہم نے آپ پر اس واسطے اُتاری کہ آپ مکہ والوں کو اور مکہ کے آس پاس اطراف وجوانب یعنی تمام دُنیا کو ڈرائیں اور جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں وہ نمازوں کے پابند ہیں۔ اور اس آدمی سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر الزام لگاتا ہے جھوٹ کا یا کہا اُس نے کہ مجھ پر وحی کی جاتی ہے حالانکہ اُس پر وحی نہیں کی جاتی۔

قرآنی نظام دُنیا میں موجود ہے اور رہے گا۔

اور جس نے کہا کہ عنقریب قرآن کی مثل مجھ پر وحی کی جائے گی۔ ناظرین کرام! اِس آیت کریمہ میں پرویز جیسوں کی تمام خرافات کا رد ہے۔ اور یہ بھی ثابت

ہُوا کہ قرآن شریف ہر زمانے کو اپنی برکتوں اور نُور سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور قرآن پر عمل کرنے والے آج دُنیا میں موجود ہیں۔ جو نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ قربانی کرتے اور دین اور قرآن کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ دُنیا کا کوئی گوشہ بھی قرآنی نظام سے محروم نہیں ہے لیکن پرویز۔ برق اور ان کے دوسرے ساتھی چکڑالوی یا انگریزی زدہ چونکہ خود قرآن پاک پر عمل اور نظامِ قرآنی کے آفتاب عالمتاب کی شعاؤں سے محروم ہیں اس لئے ان کو نظر نہیں آتا۔ یہ تو ان کی نگاہوں کا قصور ہے جو نُورِ ایمانی سے محروم ہیں جس طرح نورِ چشم نورِ آفتاب کی رُویت کا ذریعہ ہے اسی طرح نورِ اتباعِ رسالت آفتابِ قرآنی سے فیضیاب ہونے کا وسیلہ ہے ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ پ۱ رکوع ۱ سورۂ بقرہ۔ بیشک قرآن پاک کے کلامِ خدا ہونے میں کسی قسم کے شک وشُبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ پرہیزگار وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دِئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ ناظرین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ غیب کے معلوم ہوجانے کا ذریعہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیساکہ فرمایا اللہ پاک نے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ پ۳ ۱۲۔ یعنی وہ غیب کی خبریں ہیں جن کو اے نبی صلی اللہ علیک وسلم آپ پر وحی کرتے ہیں۔ اسی طرح پ۱۲ کے رکوع ۵ میں ہے۔ اور یہ بھی فرمایا اللہ تعالےٰ نے تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا پ۱۲ ۴۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم وہ غیب کی باتیں ہیں جو ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ اس کے پہلے آپ اور آپ کی قوم نہیں جانتی تھی چکڑالویوں۔ پرویز وغیرہم نے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی سے انکار کیا۔

اس لئے وہ قرآنی نظام کے جلووں سے محروم رہے ؎

گر نہ بیند بروز شپّرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

دیکھ کر دیکھتا ہے سیفؔ کہ نورِ قرآن ✤ اتباعِ نبیِؐ پاک سے آتا ہے نظر

حدیث شریف کی عظمت وحفاظت

برادرانِ اسلام چونکہ خدائے تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ قرآن سمجھانے کے لئے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم بنا کر بھیجا ہے۔ اِس مطلب کی آیتیں میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔ آپ نے پڑھ لی ہونگی۔ اور میری کتاب الحدیث کاشف القرآن میں بھی کافی ہیں۔ اور وہ آیت بھی آپ نے دیکھ لی جس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ مبارک طریقے کو قیامت تک آنے والوں کی زندگی کے ہر شعبے اور ہر معاملے میں راہنما نیکی اور نیک کرداری کا نمونہ فرمایا گیا ہے۔ اِسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کبار۔ اہلبیت اطہار کا عمل حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریق پر رہا۔ یعنی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ قربانی۔ نکاح۔ پیدائش۔ موت۔ لین دین۔ خرید و فروخت۔ تجارت۔ صنعت وحرفت۔ میل جول۔ لوگوں کے ساتھ برتاؤ۔ سفر۔ حضر۔ حتّٰی کہ کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر ہی عمل کرتے تھے۔ حضور کے طریقوں کا اور آپ کے ارشادات کا نام حدیث تھا۔ جو لوگ کسی موقع پر حضورؐ کی خدمت سے محروم ہوتے تو وہ اس موقع کے ارشاد اقدس اور عمل مبارک کو حاضرین سے دریافت کر کے عمل کرتے تھے اِس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ہدایتیں اور کام جو دین کے متعلق قرآن شریف کی تفسیر وتعلیم کے طور پر ہوتے لوگ اُن کو زبانی بھی یاد کر لیتے اور عملی طور سے تو فوراً رواج پا جاتا تھا۔ غیر ملکوں سے جو لوگ حضورؐ اکرم کے مبارک شہر میں حاضر ہوتے وہ حضورؐ کے مبارک ارشادات

اور اعمال کو مدینے والوں کے عمل میں دیکھتے۔ اگر وہ عمل روزمرہ کا ہوتا تو لوگوں سے دریافت کرتے اور اُن معاملوں کے متعلق بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم سے دریافت کرتے تھے جو ان کو پیش آتے تھے۔ غرض یہ ہے مدینے اور قرب وجوار کے لوگ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق مبارک پر دیکھکر یا لوگوں سے دریافت کر کے عمل کرتے اور دُور والے لکھکر لے جاتے اور اپنے یہاں کے مسلمانوں کو لکھوا دیتے اور عمل بھی کرنے لگتے تھے۔ اور یہی طریقہ تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رہا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کتاب انصاف کے صفحہ ۱۶ کے درمیانی سطر میں فرماتے ہیں۔ وَاَخَذَ عَنْهُمُ التَّابِعُوْنَ كَذٰلِكَ كُلُّ وَاحِدٍ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ فَحَفِظَ مَا سَمِعَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَذَاهِبِ اَصْحَابِهٖ ۔

ترجمہ۔ اور تابعین نے صحابہ کبار سے یہی طریقہ لیا جو اس کو آسان معلوم ہوا۔ پھر اس نے حدیث رسول اللہ کو یاد کیا اور اصحاب کبار کا طریقہ اختیار کیا۔ اور اسی قسم کی عبارتیں ائمہ اور محدثین کی کتابوں میں موجود ہیں جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے یہاں نہیں لکھا۔ انہیں مبارک حدیثوں اور صحابہ کبار و اہلبیت کے طریقوں کو یاد کر لیا تھا اور اُن پر عام طور سے عمل ہوتا چلا آرہا تھا۔ کوئی دور یعنی صحابہ و اہلبیت اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین حدیث کی روایت اور اس پر عمل سے خالی نہ تھا۔ پھر حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام مالک امام شافعی اور حضرت امام حنبل رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے حدیثوں سے فقہی مسائل نکالے۔ اور ان تمام اعمال واقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ نے اس طرح محفوظ رکھا چونکہ قرآن شریف کا سمجھنا حدیث پر موقوف تھا اور ہے اور قیامت تک رہے گا اس لئے اللہ تعالےٰ نے محدثین حضرت امام بخاری حضرت امام

مُسلم۔ حضرت امام ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو پیدا کر کے وہ مشہور و متواتر حدیثیں جن پر ہر دَور اور ہر زمانۂ اسلامی میں عمل ہوتا رہا۔ اور تواتر عمل ہوتا رہا۔ اور تواتر عمل اور مداومت درس تدریس کے ذریعے قرآن پاک کی طرح محفوظ تھیں۔ وہی اُن سے جمع کرائیں۔ چنانچہ مسٹر پرویز صاحب بھی اپنی کتاب مقام حدیث کے صف۴۹ پر لکھتے ہیں کہ :۔

حضورِ اکرم اور صحابہ کا زمانہ بہترین تھا

اِس کے بعد وہ زمانہ شروع ہوا جب لوگوں کو قرونِ اُولیٰ کے احوال و کوائف لکھنے کا خیال پیدا ہوا اور وہ خیال پیدا بھی ہونا چاہیئے تھا مُسلمانوں کے لئے دُنیا بھر عزیز ترین یاد اُسی عہدِ مبارک کی ہے جس میں نیّرِ اسلام طلوع ہوا۔ اور اس کی ضیاء پاشیوں سے تمام دُنیا بقعۂ نُور بن گئی۔ اس دَور میں کُتب و سیرت کی تصنیف کی ابتدا ہوئی۔ ان تصانیف کا مسالہ وہ روایات باتیں تھیں جو مُسلمانوں میں عام طور پر مشہور چلی آتی تھیں یہ باتیں اس تمام عہد کو محیط تھیں۔

ناظرین! یہ جناب پرویز صاحب کی عبارت تھی۔ اِس عبارت میں دَورِ نبیِّ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک ہونے کا اقرار کرلیا۔ اور اِس کی یاد کو عزیز ترین کہا لیکن مسلمانوں کے نزدیک!! مگر مسٹر پرویز صاحب کا عقیدہ اِس عہدِ مُبارک کے متعلق آپ پڑھ چکے جس کو ماضی کہا۔ اور ماضی کی پیروی کو ماضی پرستی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کبار کی پیروی کو اسلاف پرستی کہکر اس کو تمام غلط عقیدوں کی اصل بتایا ہے! ہاں یہ ثابت ہو گیا کہ حق باطل کے سر پر غالب آتا ہے مخالف نے بھی اس مبارک زمانے کی بزرگی کا اعتراف کسی نہ کسی صورت تو کر ہی لیا۔ اور آپ کو بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حدیثیں ایسی تھیں جو عام طور سے ہر زمانے میں مشہور چلی آتی تھیں اور تمام زمانے ان باتوں کی شہرت سے بھرے تھے۔ آپ جانتے ہیں جو چیز یا شخص زمانے میں مشہور ہوتا ہے اس کی ہستی اور وجود میں شک خیال و گمان نہیں ہوتا بلکہ یقین

کامل ہوتا ہے۔ مثلاً قومی مذہبی شاعروں میں علامہ اقبالؒ مولانا حالیؒ وغیرہما مشہور مانے جاتے ہیں حضرت داتا گنج بخش اور خواجہ معین الدینؒ چشتی اجمیری اور حضرت صابرؒ صاحب رحمتہ اللہ علیہم بزرگانِ دین یا اولیاء اللہ مشہور ہیں۔ اب ان کی ذات بابرکات یقینی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ مجھ کو گمان یا ظن ہے ممکن ہے یہ نہ ہوئے ہوں تو لوگ ایسے آدمی کو پاگل کہیں گے یا جیسے آگ کی گرمی مشہور ہے تو یقینی بھی ہے۔ آگ کی گرمی اور حرارت میں گمان۔ ظن شک وشبہ کرنا عقل سلیم کے خلاف ہے کیونکہ آگ کی حرارت پر تمام لوگ یقین کر چکے ہیں اسی طرح جب احادیث ہر زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سمجھی چلی آتی ہیں تو سچ مچ وہ یقینی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشادات ہیں۔ ان میں شک اور ظن کبھی داخل نہیں ہو سکتے۔ اسی صـ۴۹ پر پرویز صاحب خود فرماتے ہیں :۔

بعض حضرات نے اس وسیع موضوع کو سمیٹا اور انہیں باتوں کو اکٹھا گیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی تھیں۔ انہیں باتوں کے مجموعے کا نام کتب احادیث ہے۔ اور صـ۵ پر لکھتے ہیں کہ

امام بخاری اور ایسے دیگر حضرات نے ان باتوں کو جمع کر دیا جو اس زمانے میں عام طور سے مشہور تھیں۔

حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آپ کے ارشادات پر عام طور سے عمل ہوتا تھا۔ لیکن دوسرے ملکوں میں پہنچنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی احادیث لکھواتے تھے جس کا اقرار پرویز صاحب نے بھی مقام حدیث جلد اوّل کے صـ۲۵ پر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ :۔

پندرہ سو صحابہ کے نام ایک رجسٹر میں مکتوبات گرامی جو حضور نے سلاطین وامراء کے نام لکھے۔ تحریری احکام و معاہدات وغیرہ اور

کچھ حدیثیں جو حضرت عبداللہ۔ ابنِ عمرؓ یا حضرت علیؓ اور حضرت انسؓ
نے قلمبند کیں۔حضور کی وفات کے بعد آپ کے مکان سے ملیں۔
ناظرین! آپ کو معلوم ہو گیا کہ پرویز صاحب بھی مانتے ہیں کہ ان صحابہ
کبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود احادیث لکھوائی تھیں۔

روایت حدیث

اور اِسی کتاب کے ص۱۰۱ پر لکھتے ہیں:۔

روایت کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے میں
ہو چکا تھا۔جن اوقات میں اصحابہ کبار صحبتِ حضور صلعم میں موجود نہ ہوتے
تھے۔ان اوقات کے احوال و اقوالِ نبوی پوچھتے اور سنتے تھے۔
حضرت عمر سے مروی ہے کہ میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی
باری باری سے ایک ایک دن رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا
کرتے تھے پھر ہم ایک دوسرے کو اپنے اپنے دن کے وہ حالات جو
وہاں ہوا کرتے تھے سنا دیتے تھے۔

ناظرین! چونکہ حدیثیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوالؐ
اعمال قرآن پاک کی ایسی تفسیر اور شرح تھے کہ ان کی حفاظت کے بغیر
قرآن پاک کا اصلی مطلب سمجھنا ممکن نہ تھا اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے
اس متواتر اور مشہور عمل اور روایت کے ذریعے اس کی حفاظت فرمائی
اسی وجہ سے تمام مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ قرآن شریف اور اس
کی شرح یا تفسیر۔اس کا حقیقی مفہوم حدیث شریف دونوں دین ہیں۔
قرآن کے الفاظ اور معنی دونوں کا نام دین ہے لہٰذا الفاظ تو حفاظ کے
سینوں میں محفوظ رہے اور احادیث عمل اور روایت کے طریقے پر محفوظ
رہے۔بہرحال کتاب معنی اور الفاظ کے لحاظ سے کتاب کہی جاتی ہے۔

اسی طرح قرآن اپنے الفاظ یعنی متن قرآن اور اپنے معنی احادیث شریف کے ساتھ محفوظ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی لئے مسلمانوں نے ہمیشہ قرآن اور حدیث کو دین سمجھا ہے جیسا کہ مسٹر پرویز نے خود اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۸ پر لکھا ہے :۔

کہ کسی مسلمان سے بھی پوچھو کہ دین کس چیز کا نام ہے تو وہ بلا تامّل کہہ دیگا۔ قرآن اور حدیث کا مجموعہ۔ یہ چیز ہمارے دلوں میں اس قدر راسخ ہو چکی ہے۔ کہ کسی کے تصوّر میں بھی نہیں آسکتا کہ اس کے متعلق بھی کسی غور و فکر کی ضرورت ہے گویا یہ ایسی حقیقت ثابتہ ہے جو کبھی محل نظر نہیں ہو سکتی یہ ایک ایسا مسلّمہ ہے کہ جس میں کسی تردد کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ پر ہے کہ :۔ خدا کی اطاعت کا مفہوم لیا گیا قرآن کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا مفہوم حدیث کی اتباع پھر صفحہ ۶۳۔ چونکہ حدیث کو جزو دین قرار دے دیا گیا ہے اس لئے اس کا تسلیم کرنا مجھ پر لازم ہو گیا۔

ناظرین کرام! ان پرویزی عبارتوں سے عام مسلمانوں کا حدیث کے متعلق عقیدہ آپ کو معلوم ہو گیا۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حدیث شریف ہی کی اتباع و اطاعت سمجھا چونکہ وہ حدیثوں کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے اُن علوم کا مخزن یا سرچشمہ مانتے ہیں جو قرآن پاک کے معانی اور دین بتانے کے لئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوئے اور قرآن شریف پڑھ کر دکھانا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا تمام بندوں کو بار بار حکم فرمایا گیا۔ جیسا کہ آپ نے سابقہ

لیا اور آئندہ بھی آپ پڑھیں گے۔

حدیث علم نبی ہی ہے

اب ذرا مسٹر پرویز کی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۶ کی وہ عبارت بھی پڑھیے جو شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں بہ صحیفہ مفردے از افراد بشر کہ بارادۂ خود جمع علم پیغمبرؐ کردہ است۔ ترجمہ۔ حدیث کی کتاب ایک آدمی کی لکھی کتاب ہے جس میں اُس نے اپنے ارادے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو جمع کیا ہے۔ ناظرین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس جملے میں ان حدیث کے مخالفوں کی تردید کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حکومتوں نے اپنے فائدے کے لئے ان علماء کو مجبور کر کے یا لالچ دیکر حدیثوں کی کتابیں لکھوائی ہیں۔ اور شاہ صاحب نے خود فرمادیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم خداداد کو حدیثوں میں جمع کیا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو معلوم کرے اور اس پر عمل کرے کیونکہ قرآن کی اصلی مراد اور دلائل خالص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ہی ہیں جو حدیثوں میں موجود ہیں۔ اور پرویز نے جو خدا رسول کی اطاعت کا مطلب مرکز کی فرمانبرداری کیا ہے یہ قرآن میں تحریف اور اس کے صحیح حکم سے انکار ہے۔ اور یہ دونوں باتیں شریعت میں کفر و ارتداد ہیں۔

خدا تعالے نے حدیث بیان کرنے کا حکم دیا۔

فرمایا اللہ پاک نے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ پ ۳۰ ۔ سورۃ ضحیٰ۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیا کیجئے۔ ناظرین کرام آپ نے اس سے پہلے خود پرویز کی وہ عبارت بھی پڑھ لی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اعمال کو

حدیث کہا ہے مذکورہ آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ آپ ہماری نعمتوں کا بیان کیا کیجئے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ مبارک سے ہی خدا تعالےٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور سب سے بڑی نعمت دینِ اسلام ہے جس کے بیان کے لئے آپ تشریف لائے تھے۔ چنانچہ آپ نے انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کی تمام ضروری باتیں بیان فرمادیں اور ہر مسئلے۔ زندگی کے ہر گوشے پر خدائے تعالےٰ کی منشاء کے مطابق عمل کر کے دکھا دیا۔ ذہن نشین کرا دیا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا یہی ارشاد تھا۔ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ پ ۶ ع ۱۴

ترجمہ۔ اے رسول پہنچا دیجئے جو ہم نے آپ پر اُتارا ہے۔ ناظرین کرام! آپ اگر غور کریں تو قرآن شریف کی رُو سے قرآن پاک تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہے۔ لیکن قرآن کا مفصّل بیان یا بیانِ مفصّل ہونے کا ثبوت حدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات دن کے وہ مسائل اور دینی باتیں ہیں جن کو سُننے کے لئے بہت سے صحابۂ کبار حضور اقدس کی خدمت مبارکہ میں جمع رہتے تھے۔ اگر کوئی حاضر نہ ہوسکتا تھا تو دوسروں سے دریافت کرتا تھا۔ اگر قرآن پاک کے الفاظ سے وہ تفصیل یا دینی تمام مسائل سمجھ سکتے تو قرآن پاک تو ان کو زبانی یاد تھا پھر کسی چیز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر باشی کو لازم سمجھتے۔ اور پھر احادیث پاک پر عمل کرنے کو دین سمجھتے تھے۔ اور حضور اکرم کے مبارک دینی کاموں کو صحابہ و اہلِ بیت فوراً عمل میں لاتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی الفاظ متنِ قرآن لکھنے اور زبانی یاد کرنے کا حکم اور فضائل بیان فرمائے تھے مگر حدیث قرآنی تفسیر اور تفصیل کو عمل میں لانے کی شدید تاکیدیں فرمائی تھیں تاکہ ان کے حکم پر عام طور سے عمل کیا جانے لگے۔ اور کسی قوم کا عمل یہی اسلام جو تمام آنے والی نسلوں کے لئے زندگی اور عمل [illegible]

اور بُرے خلاف منشائے خدائے تعالےٰ کام قوموں کی خرابی بلکہ ہلاکت کا سبب بن جاتے ہیں۔ اسی کی تائید میں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی ✧ یہ انسان اپنی فطرت میں نہ ناری ہے نہ نوری ہے

اور نبیوں کے تشریف لانے کی اصلی غرض بھی دُنیا سے بداعمالی دُور کرکے نیک اور مفید کاموں کی ترویج۔ نشر و اشاعت ہی ہوتی تھی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل تو دُور دُور سے صحابہ کبار کو حضور اکرم کی خدمت یا مبارک شہر میں لاتا تھا۔ قرآن پاک بہت سے صحابہ کو یاد بھی تھا اور تحریر کے ذریعے ہر جگہ مسلمانوں کے پاس موجود تھا۔ اُن کی زبان عربی میں تھا۔ خود ہی پڑھتے اور اس پر عمل کرتے رہتے اور نہ ملک پہنچتے رہتے۔ اور خود خدائے قدوس نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کو فرما دیا تھا۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور اگر اے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ نے عمل نہیں کیا تو آپ نے رسالت کا کام نہیں کیا۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہوگیا کہ رسول کا کام فقط کتاب سُنانا یا پڑھانا نہیں ہے بلکہ عمل کرکے دکھانا بھی ہے۔ دُنیا میں عمل کی پیروی کی جاتی ہے۔ اسی لئے دُنیا والوں پر رسُول کی اطاعت اور رسُول کے مبارک طریق اُسوۂ حسنہ کی اتباع کی بار بار تاکید کی جاتی ہے جیسا کہ آپ کو پہلی آیتوں سے معلوم ہوچکا۔ اور آئندہ بھی پڑھیں گے۔

رسُول پر صرف کتاب ہی نہیں اُتری۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ پ ۵۔ ترجمہ۔ اے عیسیٰ علیہ السلام! جب میں نے آپ کو کتاب پڑھائی اور حکمت توریت اور انجیل پڑھائی۔ ناظرین! آپ نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے خود کتاب۔ زبور پڑھائی سکھائی اور حکمت سکھائی حکمت کیا ہے وہی عمل ہے جو زبور۔ توریت اور انجیل تینوں کتابوں

کے علاوہ ہے بلکہ ان کتابوں کا اصل مطلب حکمت ہی ہے اللہ تعالیٰ نے وہی حکمت
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی اور حضور نے اپنے عمل اور بیان سے اپنے
دوستوں۔ گھر والوں کو سکھائی اور اسی طرح آج تک وہی عمل تمام مسلمان سیکھتے چلے
آتے ہیں اور قیامت تک سیکھتے رہیں گے اور خدا کی نعمتوں کے حقدار بنتے رہیں گے
اس حکمت اور شانِ نبوت کی چند شاخیں ہیں۔ جن کو شریعت۔ طریقت حقیقت اور
معرفت کہتے ہیں۔ قابلیت کے مطابق بندگانِ خدائے تعالیٰ حاصل کرتے ہیں۔ یہی
اعمال اور ان کے آسان طریقے ان حدیثوں میں ہیں جن کی پرویز۔ برق اور لنگڑے
چکڑالوی نے مخالفت کی ہے۔ در اصل یہ قرآن پاک کی مخالفت اور اس پر عمل کرنے
سے روکنا ہے جو بدترین کفر اور شدید ترین جرم ہے۔ اور اہلِ کتاب سے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ
وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ۔ پ ۱۴ - ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہود
ونصاریٰ سے فرمایئے کہ تم جب تک توریت۔ انجیل اور جو تم پر اتارا گیا اس کی
پوری پیروی نہ کروگے۔ تو گمراہ ہو۔ ناظرین! توریت اور انجیل کے علاوہ جو اتارا گیا
اس کی پیروی ضروری تھی۔ یہاں تمام مفسرین نے مَا أُنزِلَ سے قرآن اور سنت
دونوں مراد لی ہے۔ اسی لئے اللہ پاک نے متقیوں کی علامتوں میں فرمایا۔ وَالَّذِينَ
يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ پ ۱ ۔ اے محمد (متقی) وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں
آپ پر اتری ہوئی چیز پر یعنی قرآن پاک اور آپ کے اُسوۂ حسنہ یعنی حدیثوں پر
اگر صرف قرآن ہی رسول اللہ پر نازل ہوا ہوتا تو قرآن کہنے میں کیا رکاوٹ
تھی۔ بلکہ اس میں ایجاز۔ اختصار بھی ہوتا جو بلاغت و فصاحت ہے اور ذٰلِكَ
الْكِتَابُ کہہ کر قرآن کا ذکر تو پہلے ہی کر دیا یہاں تو مَا أُنزِلَ سے حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ یعنی حدیثیں ہی ہیں جو آپ پر اتری

پر ایمان لانے کے لئے حدیثوں پر عمل کرنا لازم اور ضروری ہے مگر وہ تو دانا بینا ہے وہ جانتا تھا اور جانتا ہے کہ لنگڑے لولے۔ اندھے کوڑھی۔ چکڑالوی اور پرویز وشیطان کے چیلے چانٹے خدائے تعالےٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت دلانے کے واسطے نبی کریم کی پیروی سے روکیں گے اور کہیں گے کہ قرآن ہی کافی ہے تاکہ لوگ نماز۔ روزے۔ حج۔ زکوٰۃ اور موت زیست کے اچھے راستوں کو چھوڑ کر بدی بدکرداری اور نفس پرستی میں پڑ کر ہلاک ہو جائیں کیونکہ قرآن میں عبارات مذکورہ صورتیں نہیں ہیں۔

خدا کی طرف سے صرف کتاب کبھی نہیں اتری

کہیں اللہ تعالےٰ نے حکمت۔ کہیں حکم۔ کہیں نبوت اور کہیں مَا اُنْزِلَ ضرور فرمایا ہے۔ دیکھئے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ پ ۷ ع ۱۵ سورۃ انعام

ترجمہ۔ انبیاء علیہم السلام وہی ہیں جن کو ہم نے کتاب دی۔ حکمت و حکومت دی۔ اور نبوت دی۔ پس اگر یہ منافق منکرین حدیث۔ حکمت اور نبوت (اسوۂ حسنہ) کا انکار کرتے ہیں تو بلاشبہ ہم نے ایک بھاری اور بڑی قوم کو حکمت و نبوت کا ماننے والا بنا دیا ہے وہ اُسوۂ حسنہ (حدیث) کی منکر نہیں ہے۔ اور یہی بڑی جماعت اللہ تعالےٰ کی ہدایت پر ہے آپ اسی قوم کے ساتھ رہیں منافقوں کی نافرمانی کی پرواہ نہ کریں۔ ناظرین کرام! منافق لوگ کافروں کے پٹھو ہوتے تھے اور اب بھی ہیں جو کافروں کی غلامی۔ بے دینوں کی اطاعت میں کامل ہونے کے لئے نبی علیہ السلام کی حکمتوں اور قیامت تک قائم رہنے والی حکومت اور اُن کے اسوۂ حسنہ حدیث شریف سے انکار کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کبار اہل بیت اطہار اور تمام ائمہ اولیاء اور مومنین کے مبارک راستوں سے دور ہیں

ان کی سزا بھی دیکھ لیجئے۔

حدیث کے منکروں کی سزائیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ پ ۵ ۱۴ آخر۔ سورۂ نساء۔ ترجمہ۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ظاہر ہونے کے بعد ان کی مخالفت کرتا ہے اور ایمانداروں کی راہ کو چھوڑتا ہے منافقوں کا راستہ پسند کرتا ہے۔ ہم اس کو ڈھیل دیتے ہیں اور دوزخ میں ڈالیں گے دوزخ بری جگہ ہے۔ ناظرین کرام! آپ پڑھ چکے کہ نبیوں کے لئے حکومت اور حکومت الٰہیہ اور اسوۂ حسنہ خدا کی جانب سے مخلوق کی ہدایت کے واسطے ملتے ہیں جو لوگ ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل نہیں کرتے اور دوسروں کو روکتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر منافقوں کی راہ پر چلتے ہیں ان کی سزا دوزخ ہے۔ آپ نے پڑھ لیا کہ تمام مسلمانوں نے حدیث پر عمل کیا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ جس کا خود پرویز نے بھی اقرار کیا ہے۔ لیکن پرویز اور اس کے ساتھی برق وغیرہ پھر بھی حدیث کی نافرمانی کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ برادران اسلام قرآن پاک میں کہیں بھی صرف کتاب کو ایمان یا اسلام کی تکمیل کی دلیل نہیں بتایا نبیوں کی اطاعت اور پیروی ایمان کی شرط مانی گئی ہے اس لئے منکرین حدیث [illegible] خارج از اسلام اور جہنمی ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ

عَذَابٌ عَظِیْمٌ پ ۶ سورۂ مائدہ۔ ترجمہ۔ یقیناً خدائے تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے والوں اور زمین پر فساد کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سُولی دی جائے یا اُن کے ہاتھ پاؤں اس طرح کاٹے جائیں کہ دایاں ہاتھ ہو تو بایاں پاؤں ہو۔ یا اُن لوگوں کو زمین سے نکال دیا جائے یہ تو ان کو دُنیا میں سزا ہے اور آخرت میں ان کے واسطے بہت بڑا عذاب ہے۔

ناظرینِ کرام اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو دُنیا سے ظلم و ستم۔ لوٹ مار قتل و غارت۔ لڑائی جھگڑے اور تمام اقسام کی بداخلاقیاں دُور کرنے کے واسطے بھیجا۔ اس لئے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری اور اُن بادشاہوں کی فرمانبرداری جو حکومتِ الٰہیہ کے قیام و استحکام میں اپنے خداداد مناصب و طاقت سے جد وجہد کرتے ہیں ضروری اور لازم ہے۔ جو لوگ نبیوں اور نبیوں کے فرمانبردار حکمرانوں کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور خدا کے بندوں کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری سے روکتے ہیں۔ وہ حکومتِ الٰہیہ کے باغی ہیں۔ مُلک میں لاقانونی اور سرکشی فتنہ و فساد کی کوشش کرتے ہیں وہ لوگ خدا اور رسُول سے بغاوت اور باغیانہ جنگ کرتے ہیں۔ ان کی سزا خدائے قدوس نے وہی تجویز فرمائی جو فسادِ فی الارض کو روک سکے۔

پرویز نے خدا، رسُول اور حکومتِ اسلامی کی اطاعت سے روکا ہے

مسٹر پرویز اپنی کتاب مقامِ حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲ پر یوں فرماتے ہیں:—

ہم اس وقت صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسلام جو انسان کو ہر قسم کی انسانی اطاعت سے آزاد کرانے آیا تھا اُسی اسلام کے نام پر کس طرح انسانی غلامی کی شدید اور بدترین اقسام کو عینِ دین بنا دیا گیا ہے۔ قرآن یہ کہنے آیا تھا اور تو اور کسی رسُول کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ

وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے۔

اور پرویز صاحب کی ایسی عبارتیں پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ پ۵ سورۂ نساء۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالےٰ اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے (مسلمان) بادشاہوں کی۔ پھر اگر تم کسی معاملے میں جھگڑ پڑو تو اس معاملے کو اللہ پاک اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو (قرآن اور حدیث کے مطابق فیصلہ کرلو) اگر تم اللہ تعالےٰ اور قیامت پر یقین کامل رکھتے ہو۔ یہ طریقہ بہت اچھا ہے انجام کے اعتبار سے۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری۔ اور ان کے فرمانبردار بادشاہ۔ حاکم وقت کی اطاعت کا بھی حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پرویز کے قول کی بنا پر صرف انسان ہیں اور بادشاہ کے انسان ہونے میں بھی کسی کو شبہ نہیں۔ لیکن جب بادشاہ کے حکومت کے فیصلے میں کچھ اختلاف معلوم ہو تو پھر قرآن پاک اور حدیث شریف کی مطابقت لازم ہے۔ حدیثوں کی پیروی کی کم از کم چار سو آیات قرآن پاک میں موجود ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قرآن پاک پر عمل کرنے کے لئے لازم اور ضروری ہے اسی طرح حدیث پر عمل کرنے والے حاکموں کی اطاعت فرض ہے جس کا یہ حکم ہے۔ اپنی اور اپنے خلاف قرآن ساتھیوں کی حکومت کے لئے دا [illegible] ہے کہتا ہے کہ اب جو نظام قرآنی نافذ کرنے والی جماعت ہوگی اس کی [illegible] مسلمانوں پر فرض ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین کے فرمانبرداروں کی تعریف

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ پ ۶ ا ۱۲ سورۂ مائدہ ۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو جو آدمی تم میں سے (مسلمانوں میں سے) دین سے پھر جائے (تو تم کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو مسلمان بنادیگا جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گی۔ ناظرین۔ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ جو قوم اللہ تعالیٰ سے محبت کریگی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضرور کریگی۔ کیونکہ خدا کی محبت کی دلیل۔ اور قرآن پر ایمان لانے کی نشانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور حدیثوں پر عمل کرنا ہے۔ اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں وہی قرآن پاک پر عمل کرنے والے اور مومنوں سے محبت کرنے والے اور ان کے سامنے عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنے والے ہیں۔ جیساکہ فرمایا وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ پ ۶ ۱۲۔ ترجمہ۔ وہ ایماندار لوگ تواضع کرنے والے مہربان ہیں ایمان والوں پر۔ اور کافروں پر غالب۔ صاحب وقار۔ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ پ ۶ ۱۲۔ ترجمہ۔ وہ جہاد کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے اور کسی کی (دین کے خلاف کوشش) ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ ناظرین آپ کو معلوم ہوگیا کہ خدا کے دوستوں کی پہچان مومنوں کی عزت اور ان کا احترام کرنا۔ اور ان کے ساتھ محبت اور مہربانی سے پیش آنا ہے۔ اور کافروں کے سامنے دلیری نہایت وقار اور غلبہ کے انداز میں برتاؤ کرنا ہے اور اللہ پاک کے دین اسلام کے قائم کرنے اور پھیلانے کے

لئے جان و مال۔ روپے پیسے۔ تحریر و تقریر سے جان توڑ کوشش اور وقت آئے تو کافروں سے جدال و قتال کرنا ہے۔) **پرویز نے مسلمانوں کو حیوانوں سے بدتر بنادیا۔**

پرویز کا تمام مسلمانوں کے متعلق باطل عقیدہ تمام بزرگان دین کو حیوانوں سے بدتر بنادیا۔ پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اول کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے جو کچھ سلف نے لکھدیا قول فیصل اور حرف آخر سمجھ لیا گیا۔ اب زمانہ کچھ کہے۔ آپ کی بصیرت کا تقاضا کچھ ہو آپ نہ اس کے خلاف کچھ کہہ سکتے ہیں جو کچھ کہا جا چکا ہے۔ نہ اُس سے زیادہ کچھ سمجھ سکتے ہیں جو سمجھا جا چکا ہے۔ نہ آپ کے سر میں دماغ اپنا ہو سکتا ہے نہ سینے میں آپ کا دل اپنا۔ نہ دیکھنے کے لئے آپ کی آنکھیں نہ سُننے کے لئے کان۔ اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (یعنی وہ حیوانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر) دُنیا کہیں سے کہیں چلی گئی۔ لیکن اُمت مسلمہ کی سطح فہم و ادراک جو ہزار سال پہلے تھی وہی آج ہے غور تو کیجئے کیا یہ سلف کی پرستش نہیں یہ اُن کو احبار و رُہبان کی طرح خدا کا درجہ دینا نہیں۔

یہ تھی اُس پرویز کی عبارت جس کو قرآن فہمی کا دعویٰ ہے۔ برادران اسلام آپ پہلے صفحوں میں انبیاء علیہ السّلام۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم۔ ائمہ کرام اولیائے عظام کی بزرگیاں اور فضیلتیں پڑھ چکے جو قرآن سے ثابت ہیں۔ یعنی جن اسلاف بزرگان دین کی اللہ تعالیٰ عزّت و آبرو کرتا ہے اور دنیا کو حکم کرتا ہے کہ ان بزرگوں کی عزّت کرے۔ ان کے حکموں پر عمل کرے اور ان کی فرمانبرداری کو اپنی اطاعت فرماتا ہے اور ان کو اپنی رضامندی کے سارٹیفکیٹ دیتا ہے۔ پرویز ان کو حیوانوں سے بدتر مانتا ہے اور مسلمانوں کو بھی جو ان بزرگان دین کے طریقوں کو قابل عمل [illegible]

سمجھتے چلے آتے ہیں۔ بھائیو! خدا کے لئے جذبۂ ایمانی سے کام لو اور اس اسلاف کے دشمن کو حکومت سے سزا دلواؤ۔ حضرت علامہ اقبالؒ ان اسلاف کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے ❖ نوعِ انسان کو غلامی سے چھڑایا کس نے
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے ❖ میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے

تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو

برادران اسلام! ہمارے اسلاف بزرگانِ دین کفر و شرک ظلم و ستم کو مٹانے والے۔ انسانوں کو ظالموں کی غلامی سے چھڑانے والے تھے۔ خانۂ کعبہ کو اپنی مقبول نمازوں سے آباد کرنے والے قرآن پاک پر کامل طور سے عمل کرنے والے تھے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔ اے مسلمانو تم نے ان کا مبارک طریقہ چھوڑ کر بہت بُرا کیا اور کافروں بے دینوں کے طریقوں اور قاعدوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ تم پر افسوس ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور اہلبیت۔ ائمہ اور اولیائے رضی اللہ علیہم اجمعین ہی تو ہمارے اسلاف اور بزرگانِ دین ہیں۔ پھر فرماتے ہیں :-

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار ❖ مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار ❖ ہو گئی کس کی نگاہ طرزِ سلف سے بیزار

قلب میں سوز نہیں رُوح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

علامہؒ ان بزرگانِ دین کے متعلق پھر فرماتے ہیں ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر ❖ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

تختِ فغفور بھی اُن کا تھا سریرِ کَے بھی ❊ یُونہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی
خود کشی شیوہ تمہارا وہ غیور و خوددار ❊ تم اخوت سے گریزاں وہ اخوت پہ نثار
تم ہو گفتار سراپا وہ سراپا کردار ❊ تم ترستے ہو کلی کو وہ گلستاں بکنار

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی

آپ جانتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا پیغام قرآن اور اس پر حضور کا عمل اُسوۂ حسنہ ہے۔ ہائے افسوس صد افسوس کہ ان بزرگانِ دین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام۔ اہلبیت عظام، ائمہ و اولیائے واجب الاحترام جن کے مبارک طریقوں پر چلنے کی بزرگانِ دین۔ محبانِ مذہب و قوم تاکید کرتے چلے آئے ہیں اور علامہ رحمتہ اللہ علیہ بھی اسلاف کے طریقوں کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ اور پرویز جیسے خدائے تعالےٰ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلاف کے طریقوں سے مسلمانوں کو بچانا چاہتے ہیں۔ دیکھئے پرویز ان کی پیروی کو اُن کے طریقوں پر عمل کرنے کو شرک کہتا ہے۔

پرویز کی یہ عبارت بھی زیرِ نظر کیجئے۔ مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۱۳۰ پر ہے کہ

پھر مسلمان صدیوں سے تحزب و تشیع فرقہ بندی اور گروہ سازی کی جس مشرکانہ زندگی سے گزر رہا ہے کہ قرآن کریم دین میں تفرقہ اندازی کو صریح الفاظ میں شرک قرار دیتا ہے غور سے دیکھئے تو اس کی تہ میں بھی اسلاف پرستی کا جذبہ نظر آئے گا۔

ناظرین۔ ظاہر ہے کہ اس عبارت میں پرویز نے سُنّی۔ شیعہ۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی وغیرہم تمام مسلمانوں کو مشرک بنا دیا۔ اور شرک کا سبب حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھی اور پیروکاروں کو قرار دیا اور

جن کی اطاعت اور پیروی کا بار بار حکم دیتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ھفوات الفرقہ)
وادا پرویز صاحب۔ پھر آپ تمام چودہ سو سالہ مسلمانوں کے خلاف نیا فرقہ بیدینی
نکال کر کیوں مشرک بنے کیا آپ کی تفرقہ اندازی شرک نہیں؟
اوروں کی بھلی بات بھی بھاتی نہیں پرویز ؛ پر اپنی بُرائی نظر آتی نہیں پرویز

اسلاف اور بزرگانِ دین کی پیروی نجات کا سبب ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ
وَھُمْ رَاکِعُوْنَ پ ۶ ع ۱۲۔ ترجمہ۔ اے مسلمانو۔ تمہارا دوست خدائے تعالےٰ
اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ایماندار ہیں جو نماز قائم کرتے
ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ناظرین! آپ نے دیکھا کہ اللہ پاک اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اسلاف بزرگانِ دین جنہوں نے نمازیں
ادا کیں۔ نمازوں کی ترغیب دی۔ زکوٰۃ دیتے رہے مسلمانوں کے دوست
یعنی محبت اور تعظیم کے حقدار ہیں۔ پرویز کو ان سے سچی عداوت۔ دشمنی ہے
کہ اُن کے طریقوں نماز روزے کی پابندی کو بھی شرک جانتا ہے۔ کیونکہ ان
بزرگانِ دین کی اطاعت کے احکام کی طرح یہ بھی قرآن کے فرض کئے ہوئے
اعمال ہیں جن کی اصلی صورت صرف حدیثوں ہیں جو اسلاف کی بیان فرمودہ
تحریر کردہ عمل نمودہ ہیں موجود ہے۔ پھر اللہ تبارک تعالےٰ فرماتا ہے :۔
وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ
الْغَالِبُوْنَ پ ۶ ع ۱۲۔ ترجمہ۔ جو جماعت (یا قوم) محبت کرتی ہے اللہ تعالیٰ
اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار۔ ایمانداروں سے
(وہ اللہ کا لشکر ہے) اور یقیناً اللہ پاک کا لشکر ہی غالب ہے۔ الحمد للہ کہ ہم

اسلاف کے مبارک طریقوں پر چل کر ان کی پیروی کر کے خدائے تعالیٰ کے
غالب لشکر ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ کفر و شرک کے مرکز پرویز اور اس کے مشن کو
مٹا کر دم لیں جو پرویز خدائے تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک اور چودہ
سو سالہ مسلمانوں کے مبارک طریقے کو مٹانا چاہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یعنی حدیثوں کی پرویز نے توہین کی ہے

پرویز کی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۱ پر ہے کہ خبروں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ صبح سے شام تک میں
تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے۔ اور جتنے بڑے آدمی کی باتیں بیان کی
جاتی ہیں اتنا ہی ان میں تبدل و تغیر کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اور نبی کریم
دنیا میں سب سے بڑے آدمی تھے۔ اس کے قبل صفحہ ۶۳ پر لکھا ہے:
احادیث یقینی نہیں ظنی ہیں اس لئے یہ دین نہیں ہو سکتیں۔ اور
اسی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر ہے کہ احادیث کے مجموعوں سے ہم دین کے
سمجھنے میں جزئیات کی تشکیل میں استفادہ کر سکتے ہیں دین یہ مجموعی قرار
نہیں دی جا سکتیں۔ اور اسی مقام حدیث صفحہ ۵ پر ہے۔ کہ سارے
قرآن میں کتاب اللہ کے سوا کسی حدیث پر ایمان لانے کا حکم نہیں ہے
بلکہ ممانعت نکلتی ہے۔ اسی مقام پر ایک آیت لکھی ہے جس کا ترجمہ
پرویز نے یوں کیا ہے۔ اور بعض آدمی وہ ہیں جو حدیث کے سلسلے کے
خریدار ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بلا علم یقین کے بھٹکا دیں
اور اس کو مذاق بنا لیں یہ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے
یہ پرویز کی عبارت تھی۔ ناظرین! یہاں حدیثوں کو دین سے خارج
حدیث بیان کرتے سنانے لکھنے پڑھنے جمع کرنے اور ماننے والوں

اور کافر بنادیا۔ حالانکہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالےٰ
کے حکم سے بیان کیں۔ اور تمام صحابۂ کبار۔ اہلبیت اطہار نے سُنکر یاد کیں اور
دوسروں تک پہنچائیں اور ان پر عمل کیا اور دوسروں کو عمل کرنے کی ترغیب دی۔
تبع تابعین۔ تمام ائمہ کرام اور اولیائے عظام نے حدیثیں جمع کیں۔ ان سے مسائل
نکالے۔ یہ تمام فقہا جن کے سردار حضرت امام اعظمؒ ابو حنیفہ۔ حضرت امام مالک۔
حضرت امام شافعی اور حضرت امام حنبل ہیں۔ جن کے ماننے والوں میں حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی پیروں کے پیر ہیں رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ آج تک جتنے
بزرگانِ دین بھی گزرے ہیں وہ سب حدیثوں کو دین سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اور
اب بھی سمجھتے ہیں بڑے بڑے مدرسے برادرانِ اسلام کی جدوجہد سے جاری ہیں
جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ حدیثوں کی تعلیم دی
جاتی ہے۔ پھر دُنیا میں جتنے بھی مسلمان کہلانے والے لوگ ہیں سب ہی حدیث
پر عمل کرتے ہیں۔ تو وہ سب کے سب اس پرویز صاحب کے نزدیک عذابِ الٰہی
کے حقدار ہیں (نعوذ باللہ من ذالک الکفر والعصیان) واہ واہ خداداد حکومتِ
اسلامی کے پایۂ تخت کراچی میں پرویز کا ادارہ طلوعِ اسلام ہے جہاں سے
خدا۔ رسول۔ اور چودہ سَو سالہ بزرگانِ دین اور مسلمانوں کو کافر اور بیدین
ثابت کرنے کے واسطے پرویز کی مالی امداد ہوتی ہے۔ وہ اسلام اور بانیانِ اسلام
سے نفرت پھیلانے کے پیشے کو نہایت اطمینان سے کر رہا ہے اور بہت بڑی آمدنی
ہے۔ ایک شخص نے پچھتر ہزار روپیہ پرویز کو دیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
نام اسلام سے نکال دے اُس نے لندن اور امریکہ میں انگریزی میں ستی
کتاب لکھوا کر بکوادی ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے بھی نوائے وقت میں
اس کتاب کے متعلق لکھا تھا کہ اس کتاب کے نام کا ترجمہ ہے۔ ایمان میں

رسُول کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہ کتنا بڑا دھوکا۔ فریب ہے کہ تمام طلوعِ اسلام اور کفر و شرک پھیلانے۔ اسلام۔ بانیانِ اسلام سے نفرت پیدا کرنے کی کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ امتحان ہے تیرے احساس کا خودداری کا۔ اے مسلمان تجھ کو سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وسیلے سے ملا ہے سو سالہ غلامی کے بعد یہ حکومتِ پاکستان بھی انہیں کے نام مبارک کی برکت سے نصیب ہوئی۔ کیا ان کے پیار کرنے والے خدا کے احسان کا یہی بدلہ ہے کہ خدائے قدوس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اولیاء اللہ کو کافر لوبہ بے دین بتا کر ان سے نفرت دلائی جائے۔ پھر حدیث شریف کے متعلق پرویز کی کتاب مقام حدیث

سُنّی شیعہ دونوں کو مُشرک بنا دیا

صفحہ ۱۶۷ پر ہے کہ:۔ کہ ان حدیثوں کو دین مان لینے کا یہ ہوا کہ اُمت میں سینکڑوں فرقے بن گئے ہیں اور ملت کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ سُنیوں کی حدیثیں الگ ہیں اور شیعوں کی الگ۔ ہر ایک فرقے نے اپنے مذہب کی تعمیر اپنی حسبِ منشا روایات سے کی ہے۔ وہ صرف اپنی ہی حدیثوں کو صحیح سمجھتا ہے اور دوسروں کی حدیثوں کو غلط۔ اور فرقہ بندی قرآن کریم کی رو سے شرک ہے وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ اور مشرکین میں سے نہ ہو یعنی ان میں سے جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈال دی۔ یہ پرویز صاحب کی عبارت ہے۔

لیکن پرویز نے جو خدائے قدوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام بزرگانِ دین اور مومنین کے خلاف بے دینی۔ گمراہی پھیلانے کا [illegible] یہ اتفاق پیدا کر رہا ہے۔ ناظرین کرام۔ حدیث بیان کرنے کا [illegible] نے فرما دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

اہلبیت اور اماموں نے حدیثیں بیان کیں۔ علماء فضلاء ہمیشہ حدیثوں کا
درس دیتے رہے اور اب بھی تمام دُنیا کے اسلامی مدرسوں میں حدیث شریف کا
درس و تدریس جاری ہے۔ مسلمان بھائی دین کی اشاعت و تبلیغ کے خیال سے
مدرسوں اور طلباء پر کافی رقمیں خرچ کرنے کو ثوابِ دارین سمجھتے ہیں جا بجا مسجدوں
محفلوں میں قرآن و حدیث کے وعظ ہوتے ہیں۔ افسوس پرویز کے نزدیک یہ سب
شرک کے اسباب ہیں۔ ظاہر ہے کہ اسباب کے متعلقین یا پھیلانے والے کیا ٹھہرے
بتائیے یہ بات کبھی کسی غیر مسلم نے کہی ہے جو پرویز نے کہی۔ لیکن افسوس پر افسوس
تو یہ ہے کہ حکومتِ اسلامیہ پاکستان کے وُزراء۔ عمّال خدائے تعالےٰ اور اس کے
رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے ہیں۔ معمولی آدمی کی توہین پر بھی
سزائیں دیتے ہیں لیکن پرویز پاکستان کے مرکزی شہر میں۔ خدائے قدوس۔ سرورِ
دوجہان اور تمام بزرگانِ دین کی بدترین توہین کر رہا ہے اور کوئی نہیں پوچھتا۔ یا
ان وُزراء و برسرِ اقتدار حضرات کو اس کے فتنے اور اس کی توہینِ دین کی کتابوں کا
علم نہیں۔ مگر یہ زیادہ تعجب کی بات ہوگی چونکہ کئی بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اور مذہب کے خلاف کتابوں کو ضبط کیا جا چکا ہے اور مصنّفین و ناشرین کو سزائیں
دی جا چکی ہیں تو پھر اس پرویز کے جُرم شدید سے لاعلمی چہ معنی دارد۔ برادرانِ اسلام
آپ میں سے کوئی بھی اپنی اپنے کنبے کی بے عزتی۔ بے آبروئی برداشت نہیں کرتے اور رسالتہ
عُرفی۔ ہتکِ عزت کے دعوے کرتے رہتے ہیں اور خدائے قدوس۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے تو آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے پھر ان کی عزت کی حفاظت کا آپ
کو کیوں خیال نہیں۔ حالانکہ آپ کے ایمان میں خدائے تعالےٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی عزت و آبرو تو تمام دُنیا و مافیہا سے آپ کو زیادہ عزیز ہے پرویز کے خلاف آپ
نے توہینِ خدائے تعالےٰ۔ توہینِ قرآن۔ اور توہینِ رسالت و توہینِ بزرگانِ دین کا

دعویٰ کیوں نہیں کیا اگر پہلے آپ واقف نہیں تھے تو اب تو آپ نے معلوم کر لیا۔ پرویز کی تمام توہین کا مجموعہ آپ کے پاس ہے پھر قرآن پاک کی قانونی دفعات بھی آپ کے ہاتھ میں ہیں اور الحمدللہ آپ کی حکومت بھی اسلامی ہے۔ پھر آپ حکومت کے پاس متفق ہو کر کیوں نہیں جاتے۔ پرویز کے خلاف پُرزور احتجاج پُرامن طریق پر کیوں نہیں کرتے مجھے تو اپنے محترم پیشوایانِ دین علمائے کرام پر بھی تعجب ہے کہ وہ معمولی باتوں کے لئے تجویزیں پیش کرتے رہتے ہیں مگر عدوے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمن بزرگانِ دین اور مخالفِ اسلاف پرویز کے خلاف آپ نے کوئی تجویز پیش نہیں کی شاید آپ بھی پرویز کی گستاخیوں سے واقف نہیں تھے لیجئے اب سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ سب برادرانِ اسلام کی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور بزرگانِ دین کی عقیدت کے امتحان کا وقت ہے آپ کیا کرتے ہیں۔ اگر برادرانِ اسلام واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین سے تعلق دلی رکھتے ہیں تو فوراً اسلام اور بانیانِ اسلام کے دشمن پرویز کو عبرتناک سزا دلوائیں گے۔ اس کی کتابوں کو ضبط کرائیں گے اور اس کے بیدینی کے مشن کو اپنی پُرامن قانونی جدوجہد سے قانوناً ممنوع قرار دلوا کر چھوڑیں گے تاکہ ہمیشہ کے لئے یہ بے دینی پھیلانے کی رسمِ بد مٹ جائے اور مٹانے۔ مٹوانے والوں کو ہزاروں شہیدوں کے ثواب ہیں۔ بھائیو! عقیدے کی خرابی۔ اللہ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی۔ بزرگانِ دین کے متعلق بے ادبی ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی رحمت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم کر دیتی ہے۔ اگرچہ ہم گنہگار ہیں۔ سیاہ کار ہیں مگر ان کے مبارک تعلقات کو اپنی نجات کا سبب سمجھتے ہیں۔ وابستہ رہو شجر سے اُمید بہار رکھ

کے خیال سے اپنی درستی اور اصلاح کی اُمید رکھتے ہیں ؎

شنیدم کہ در روزِ اُمید و بیم ٭ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

سُنا ہے کہ قیامت میں بدوں کو نیکوں کے صدقے میں خدا بخش دیگا۔ برادرانِ اسلام پرویز صاحب نے جو لکھا ہے کہ حدیث کو دین سمجھنے سے فرقے پیدا ہو گئے اور پھر اس فرقہ بندی کو پرویز نے شرک بنایا ہے۔ حالانکہ بُرے بھلوں میں۔ بانیکوں میں عبادت اور دین کے مسائل اور شریعت کے قواعد میں خدا تعالیٰ کی جانب سے فرق کیا گیا۔ اِسی لئے قرآن شریف کو فرقان کہا گیا ہے کہ وہ نیکی اور بدی کو جدا کرنے۔ اور عبادت و ریاضت کے قاعدوں اور طریقوں میں۔ درجوں کا فرق بتانے آیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسانوں میں فرقے بنائے۔ اور آسمانی کتابوں ہی کی وجہ فرقے بنے ہیں

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ پ۲ سورۂ بقرہ۔ ترجمہ۔ سب لوگ ایک ہی راستے پر یا ایک ہی جماعت تھے پھر اللہ تعالےٰ نے نبیوں کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب بھی حق والی اتاری۔ تاکہ وہ نبی انسانوں میں ان باتوں کے متعلق فیصلہ کر دیں جن میں لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ ناظرین! اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا کہ پہلے تمام لوگ اولادِ آدم حضرت آدم علیہ السلام کے طریق پر تھے۔ لیکن پھر اُنہوں نے اس میں گڑبڑ کر دی۔ باتوں میں کچھ سے کچھ کرنے لگے۔ اور پھر سب فرمانبردار اور نافرمان۔ بُرے بھلے ملے جلے رہنے لگے۔ تو خدا کے سچے دین اور بے دینی میں فرق نہ رہا۔ خدائے پاک نے نیکی بدی میں فرق بتانے کے لئے نبیوں کو بھیجا۔ اُنھوں نے پابند شرع

آدم علیہ السلام کے اطاعت گزاروں کو خوشخبریاں سُنادیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے مبارک طریق کے مخالفوں کو خدا سے ڈرا دیا۔ اور جن باتوں میں جھگڑتے تھے ان کا پُورا پُورا فیصلہ کر دیا۔ یعنی دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی ہوگیا نیکی بدی میں تمیز ہوگئی۔ کھرا کھوٹا الگ الگ کر دیا گیا۔ **تنبیہ**۔ اس آیت میں فرمایا کہ نبیوں کے ساتھ کتاب اُتاری تاکہ وہ لوگوں میں فیصلے کریں اِس سے معلوم ہؤا کہ کتاب کو نبیوں کے سوا کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اسی لئے نبیوں پر اُتاری گئی اور اس کے موافق نبیوں نے ہی فیصلے کئے تمام قرآن پاک اس معنی کی آیتوں سے بھرا ہے کہ نبیوں پر کتاب اُتری۔ اِس کے جو لوگ نبی کے بغیر اپنی طرف سے جو کتاب کا ترجمہ کرینگے وہ مردود اور گمراہی ہوگا۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور حکمت۔ رُوح۔ نبوّت اور امر اُتارے گئے جن کے مطابق آپ نے احکام صادر فرمائے وہی احکام اور حضور کے کام حدیث کہلاتے ہیں۔ ان کا انکار نبی کریم اور قرآن دونوں کا انکار ہے۔ اور اُن کے فیصلوں۔ اور عملوں اور فرمانوں کے خلاف قرآن کے معنی کرنے کُفر۔ شرک اور خدا سے بغاوت ہے جو پرویز اور اس کے ساتھی بے دینوں کی طرف سے رات دن ہو رہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم سے زیادہ قرآن جانتے اور سمجھتے ہیں۔

آسمانی کتابوں کے ماننے کے دعویداروں نے بھی آپس میں اختلاف کیا ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ط وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ پ ۲۔ ترجمہ۔ اور انہیں لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا جن کی ہدایت کے لئے کتاب اُتاری گئی تھی۔ اس کے

✱ مطابق فیصلہ کرنے کے لئے نبی کی ضرورت ہے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا بیان وہی فیصلہ وہی ہے جو نبی کی طرف سے ہو۔

بعد کہ ان لوگوں کے پاس نبیوں کے اقوال و اعمال صاف صاف ہدایت
کی نشانیاں موجود تھیں۔ پھر اللہ پاک نے ان کو سیدھا راستہ عطا فرمایا جو
نبیوں کی فرمانبرداری پر ایمان لائے اور اُن کے اختلاف کو اپنے حکم کے مطابق
نبیوں کے مبارک طریقوں سے دُور کر دیا اور اللہ تعالیٰ سیدھے راستے کی اُسی
کو توفیق دیتا ہے جو نبیؐ کی اطاعت کے ذریعے سے سیدھا راستہ طلب کرتا ہے۔

نبیوں کے مبارک طریقوں میں بھی انسانوں کی آسانی کیلئے خدا تعالیٰ نے فرق و تمیز رکھی

فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً پ ١١

ترجمہ۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے شریعت اور طریقت بنائی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ
ہم چاہتے تو تم کو ایک ہی جماعت بنا دیتے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللّٰهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ پ ١١۔ ترجمہ۔ پس تم
نیکی کی طرف دَوڑو۔ تم سب اللہ ہی کی طرف جانے والے ہو۔ پھر وہ تمہارے اختلاف
کی اچھائی بُرائی سے تم کو آگاہ کر دیگا۔ ناظرین سنی، شیعہ، حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی
یا تصوف کے طریقے بھی آسانی کے خیال سے آپس میں کچھ جُدا جُدا نظر آتے ہیں مگر
سب اللہ ہی کی طرف پہنچ جائیں گے اور وہ جماعت سب سے بہتر اور مقبولِ خدا
ثابت ہو گی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ اطاعت
اور پیروی کی ہو گی۔ چونکہ تمام قرآن پاک میں نبی کریم اور ان کے صحابہ اور
اہلبیت کے طریقوں کی تعریفیں ہیں اور ان کی پیروی اور اطاعت کا حکم ہے
جیسا کہ ہم نے پہلے ثابت کر دیا پس جو جماعت بھی ان اسلاف اور بزرگانِ دین
کے مبارک طریقوں پر پُورے طور سے عمل کرتی ہے وہی خدائے تعالیٰ کو مقبول
ہے۔ چونکہ ان کے مبارک طریقے قیامت تک کے لئے نمونہ ہیں۔ ان کی مبارک

۵ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا - یعنی ہم نے تم میں ذاتیں قومیں بنائیں تاکہ پہچان سکو۔

باتیں اور کام سُنّیوں کی حدیثوں میں ہوں یا شیعوں کی۔ ہاں اپنی طرف سے تعصّب اور عناد سے کام نہ لیا گیا ہو۔ صرف خالص طور سے ان اسلاف کی پیروی ہو۔ دیکھئے پرویز بھی ان بزرگانِ دین۔ مہاجرین و انصار کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ مقام حدیث جلد اوّل صـــ۲۴۷ دیکھئے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کے پہلے مخاطب حزب اللہ کے افراد ہی ہوتے ہیں۔ اس کا پہلا نمونہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ اور ان کے بعد وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ۔ قیامت تک کی جمیع اقوام کو شامل ہے۔ اس طرح یہ پروگرام قیامت تک شامل رہیگا۔ ناظرین کرام۔ آیت کریمہ کا ترجمہ آپ پہلے بھی پڑھ چکے ہیں یعنی وہ پہلے ایمان لانے والے مہاجر (مکّے سے مدینے جانے والے اور انصار (مدینے والے) اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی وہ سب سچے مومن اور جنتی ہیں۔ پرویز صاحب نے مومنوں کا عقیدہ دکھایا ہے۔

حدیثوں پر عمل کرنیوالے نبی کریم اور صحابہ اہلبیت کے طریقوں پر ہیں

ناظرین حدیثوں میں انہیں مہاجرین و انصار، یا ان کی پیروی کرنے والی جماعت ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ حضوؐر کے اقوال و اعمال کو بیان کیا ہے۔ جمع کیا ہے اور ان پر پورے طور سے عمل کیا جن کو پرویز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور واقعی اقوال اور اعمال یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قابلِ قدر باتیں اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کا نام کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ دیکھئے مقام حدیث صـــ۲۴ پر لکھتے ہیں:۔

احادیث نبیؐ اکرم کے اقوال و اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ پھر دیکھئے مقام حدیث جلد اول کے صـــ۱۹ پر۔ پرویز صاحب کے اُستاد اسلم جیراجپوری لکھتے ہیں امام اعظم (ابو حنیفہؒ) کے بعد ہی امام مالکؒ کا زمانہ ہے بلکہ ان دونوں اماموں

کو ہم عصر سمجھنا چاہئے۔ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں وفات پا گئے۔ اور امام مالکؒ کی پیدائش ۹۳ھ میں ہوئی۔ ان کی کتاب مؤطا خیر القرون کے عمل متواتر کا دینی کتابوں سے زیادہ اعتماد کے قابل مجموعہ ہے کیونکہ مدینہ منورہ عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں اسلام کا مرکز رہا۔ اس لئے شریعت کا اصلی اور صحیح ذخیرہ مدینہ ہی میں ہو سکتا تھا۔ یہ خوبی اتفاق ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں جس قدر دینی کتابیں ہیں ان میں سب سے پہلی کتاب جو مدون ہوئی (جمع ہوکر لکھی گئی) وہ مدینہ میں ہوئی۔ یعنی یہی مؤطا۔ اس کتاب میں اہل مدینہ کے پاس اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اُسوۂ خلفائے راشدین و صحابۂ کرام و تابعین عظام کا جو کچھ سرمایہ تھا اور جس قدر مسائل اور فتاوے ان کے معمول بہ تھے (جن پر وہ تمام نبی کریمؐ۔ صحابہؓ۔ اہلبیتؓ۔ تابعینؒ عمل کرتے تھے) وہ سب جمع کر دیئے گئے۔

ناظرین کرام! اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ پرویز کے اُستاد اسلم جیراجپوری کا بھی اس پر ایمان ہے کہ حدیث کی سب سے پہلی کتاب مؤطا میں نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علیؓ رضی اللہ عنہم اور تمام اہلبیت سارے کے سارے صحابہ اور تابعین کے وہ مبارک کام کامل عمل، تمام مسئلے۔ اور فتوے ہیں جن کو وہ بزرگان دین عمل میں لاتے رہے ہیں۔ اور وہ ایسے اقوال و اعمال نبی کریمؐ اور صحابہؓ ہیں جن پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے آج تک تمام اُمتی عمل کرتے رہے یہی وہ حقیقت ہے جس کو پرویز نے بھی تسلیم کیا ہے جو ہم نے پہلے لکھ دیا ہے۔ اس سے زیادہ بے ایمانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام اور تابعین کی

عداوت اور دُشمنی کیا ہو سکتی ہے کہ جان بُوجھ کر ان کی پیروی سے انکار کیا جائے۔ بلکہ اس کو شرک اور کُفر بتایا جائے۔ حقیقت میں یہ قرآن پاک اور اللہ تعالیٰ کی سخت مخالفت ہے کیونکہ قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کے صحابہ کی پیروی کا حکم خدائے تعالےٰ ہی کا دیا ہوا ہے

مہاجرین اور انصار کے مرتبے

انہیں مہاجرین و انصار کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ٥ اُوْلٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ٥ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ٥ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ٥ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ پ ۲۷ سُورۃ واقعہ۔ ترجمہ۔ اور جو سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے وہ مرتبہ میں سب سے اوّل (فرسٹ) ہیں۔ وہ خدائے تعالےٰ کے بالکل نزدیک خاص الخاص ہیں نعمتوں والی جنتوں میں رہیں گے۔ ان کا بڑا گروہ تو اگلے (صحابہؓ و اہل بیتؓ) وتابعین میں سے ہوگا۔ اور کچھ لوگ بعد والوں پچھلوں میں سے ہونگے۔ ناظرین! اس آیت کے بعد والی آیتیں ان اسلاف بزرگانِ دین کی ان نعمتوں کے بیان میں ہیں جو ان کو جنت میں رب العزت کی طرف سے عطا ہوں گی۔ صحابۂ کبار۔ اہلبیت عظام۔ اور تابعینِ کرام کا درجہ اس واسطے سب سے پہلا ہے کہ انہوں نے نہایت ہی کامل طور سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کی ہے۔ دُنیا کے تمام کاموں سے زیادہ علم دین۔ یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کو یاد کرنے۔ عمل کرکے دُنیا میں پھیلانے میں اپنے جان و مال وقت اور تمام پیاری چیزیں بیدریغ خرچ کیں اور نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ فرائض ادا کرنے میں۔ اچھی عادتوں۔ اخلاقِ حمیدہ۔ رحم و کرم۔ عدل و انصاف۔ مروّت۔ حمیت۔ غُرباء پروری۔

مساوات اسلامی۔ اُخوّتِ ایمانی۔ اور تمام نیکیوں میں کامل تھے۔ جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ گالی۔ بداخلاقی۔ بدگمانی۔ غیبت۔ عیب جوئی۔ افترا پردازی۔ نفس پروری۔ تکبر و غرور۔ نااتفاقی۔ اور تمام قسم کے گناہوں سے پرہیز کرنے والے تھے۔ اسلام کی اطاعت ہی میں لگے ہوئے تھے۔ بعد والوں میں نیکیوں اور نیک راستوں کا پھیلانا۔ یعنی اشاعت و تبلیغ کچھ کم ہوتی گئی۔ عمل بھی اُن کے درجے کا نہ رہا۔ اِس لئے ان کے درجے بھی ان سے کم رہے۔ مگر جس قدر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر عمل کیا۔ دوسروں کو ترغیب دی۔ دین کی اشاعت اور فرمانبرداری میں مصروف رہے ان کو اجرِ عظیم ضرور ملیگا۔ اور ان بزرگوں سے یعنی صحابہ اہلِ بیت۔ تابعین تبع تابعین ائمہ کرام وغیرہ سے سہواً یا بتقضاء ئے بشریت کوئی غلطی اجتہادی بھی ہوگئی تو وہ بھی ان کی نیکیوں کی زیادتی کی وجہ سے قابلِ درگزر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ یعنی نیکیاں بدیوں۔ اور برائیوں کو مٹادیتی ہیں ہمارا ایمان ہے کہ جو شخص بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اطاعت گزار صحابہ اور اہلبیت کے طریقوں پر چلتا ہے وہ خدا کے نزدیک مومن ہے۔ مسلمان ہے۔ عمل کے طریقے مختلف کسی قدر متفاوت ہونے میں دین کی وسعت اور آسانی کی دلیل ہے۔ یہ تناقض یا تخالف۔ یعنی ضد۔ اور مخالفت نہیں ہے یہ تو ان لوگوں کی اپنی ذاتی غلطی ہے کہ حسد بغض اور نفسانیت کی وجہ سے۔ حدیث شریف یعنی مہاجرین و انصار کی وسیع اور مفید راہوں کو بدنام کرتے ہیں۔

قرآن کے ماننے کے دعویداروں میں فرقہ بندی۔

آپ پرویز کی وہ عبارت پڑھ چکے جس میں حدیثوں کو اس لئے ناقابلِ عمل بتایا ہے کہ

ان کی وجہ سے ان کے ماننے والوں میں فرقہ بندی ہے۔ اور یہ فرقہ بندی مفتی پرویز صاحب کے نزدیک شرک ہے تو پھر اپنے گریبان میں بھی مُنّہ ڈالیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے تمام فرمانبردار قرآن اور قرآن کے سچے مطلب حدیثوں پر عمل کرنے والے تمام مسلمانوں کے خلاف ہو کر نیا فرقہ چودہ سو برس کے مسلمانوں کے خلاف نکال کر کیوں مُشرک بن رہے ہیں۔ پرویز اور اُس کے ساتھیوں کی سمجھ اس تو دُنیا کی کوئی قوم تسلیم نہیں کر سکتی کہ اللہ تعالٰے قرآن نازل کرنے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن شریف اُترا۔ قرآن شریف کے مطلب کو نہیں جانتے کہ خدا نے قرآن میں بار بار فرمایا اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرو۔ ان کے جان نثار مہاجرین و انصار کے طریقوں پر عمل کرو۔ اور پھر ان آیتوں میں یُؤْمِنُوْنَ وَیَتَّبِعُوْنَ مضارع کے صیغوں سے بیان کیا۔ جس کے معنی۔ حال اور استقبال دونوں ہیں۔ یعنی اب بھی ایماندار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ اگر اللہ کو فقط قرآن کی پیروی کرانی تھی تو پھر اس نے اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کیوں فرمایا۔ اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط قرآن ہی دینا تھا تو پھر حکمت۔ رسالت نبوت۔ اور رُوْحٌ مِنْ اَمْرِنَا کیوں فرمایا۔ کیا وہ خدا جو قادر مطلق ہے ما انزل کی جگہ قرآن کہنے پر قادر نہ تھا۔ یا قرآن اگر رسول کے بغیر ہدایت کر سکتا تھا تو پھر رسول اللہ کو یُزَکِّیْھِمْ۔ یُنْذِر۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاک کرتے ہیں ڈراتے ہیں۔ مُبَشِّر۔ بشارت دینے والے ہیں۔ کیوں فرمایا۔ خُذُوْا مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ۔ یعنی لے لو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیں اور جس سے منع کریں رُک جاؤ۔ کیوں کہا۔ پھر ان کے لینے دینے کی ضرورت ہی کیا تھی

قرآن کو مانو۔ قرآن کو پڑھو۔ یہی وظیفہ اللہ پاک کے بندوں کے لئے کافی تھا۔ اتباع رسُول۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جو آیتیں ہیں وہ کس واسطے ہیں اگر یہ کہو کہ ان کو عمل کرکے دکھانے کے لئے بھیجا تھا اس واسطے ان کی پیروی کا حکم دیا تو پھر سارے مسلمان یہی تو مانتے ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ہی حدیثوں میں ہے اور وہ قرآن کے سچے معنی ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت کے بغیر فائدہ بخش ہوں۔ قرآن شریف کا آنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی بدولت ہوا۔ اور اس نے ہدایت کا وسیلہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خدائے تعالیٰ کی معرفت اور قرآن کی حقیقت معلوم ہوئی

ہم نے الحدیث کاشف القرآن میں بھی یہ دعویٰ کیا تھا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں خدا کو۔ تمام نبیوں کو۔ تمام فرشتوں کو اور قرآن پاک کو مانتا ہوں مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا تو ہرگز وہ خدا اور قرآن شریف کا ماننے والا۔ مومن نہیں سمجھا جا سکتا۔ لیکن ایک آدمی کہتا ہے کہ میں زیادہ اینچ پینچ نہیں جانتا میں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں اور ان کی اطاعت کرتا ہوں۔ تو قرآن کریم کا فتویٰ ہوگا۔ تو مومن کامل ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ یعنی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ پاک کی اطاعت کی۔ وہ مومن کامل ہے۔ منکرین نبی کریم اور احادیث ایک آیت تو نکال دیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کے بغیر خدا اور قرآن کی اطاعت کی کوئی آیت یا سورت قرآن میں ہے یا عقلاً ان بے دین منکرین حدیث کے امکان میں ہے۔ خدائے تعالےٰ اور قرآن شریف کو صحیح طور پر پہنچانے۔ والے قرآن کو خدا کی کتاب منوانے والے صرف ایک

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے وجود کے بغیر معرفتِ خدا اور ہدایتِ قرآن ناممکن ہی نہیں بلکہ محال مطلق ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا تو عرب والے جن کی زبان میں قرآن اُترا تھا اُس کے معنی مطلب کو سمجھ کر عمل کر سکتے تھے۔ اور ان کے علاوہ غیر ملکوں کے عربی دان علماء قرآن سمجھ سکتے تو پھر ان کو کیا ضرورت تھی۔ قرآن کی تفسیر۔ اس کے شانِ نزول۔ اس کے احکام۔ اس کے رموز۔ نکات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دوستوں یا گھر والوں کے یا اُن کے اعمال و اقوال کی جستجو میں در بدر اور شہر بشہر مارے مارے پھرتے۔ اور ان کی تابعداری اور غلامی کو دُنیا کی بادشاہت سے بہتر کیوں سمجھتے۔ مگر وہ جانتے اور سمجھتے تھے۔ کہ جب کسی دوسرے آدمی پر قرآن کی ایک آیت بھی نہیں اُتری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدائے پاک نے سارا قرآن پاک اُتار دیا۔ تو ان میں کوئی ایسی قابلیت۔ لیاقت اور خصوصیت ضرور ہے۔ اور پھر خدائے پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کی ایمان لانے کے لئے شرط بھی لگا دی۔ مجبوراً قرآن سمجھنے اور قرآن کے فوائد حاصل کرنے کے واسطے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ارشادات حدیثوں کے دلدادہ تھے۔ کوئی دَور ایسا نہیں گزرا کہ مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری عمل بالحدیث سے اپنے کو محروم رکھکر خدا کے بدترین۔ اور سخت ترین عذاب کا حقدار بنایا ہو۔ مگر جن بے دینوں کو نماز روزے۔ حج زکوٰۃ اور دوسری پابندیوں سے آزادی اور شیطان کی غلامی درکار ہو۔ وہ خدائے تعالےٰ اور قرآن پر عمل کس طرح کریں ان کو تو عمل سے پیچھا چھڑانے کا کوئی بہانہ نکالنا ضروری۔ اسی وجہ سے تو بے دین بے دینی کی اشاعت کے لئے پرویز کی امداد کرتے ہیں۔

اہل قرآن کہلانے والوں کی باہمی فرقہ سازی

پرویز اور پرویز کے بے دین ساتھی جنہوں نے بے ایمانوں کی ایجنٹی لے لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مہاجرین و انصار۔ اور ان کے طریقوں پر عمل کرنے والوں کے خلاف قرآن سمجھنے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کی جہالت اور اسلام اسلاف دشمنی کی بڑی ہی قبیح ترین شکل ہے جن پر۔ جن کی زبان میں قرآن پاک نازل ہوا وہ تو خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت جبرئیل کے سمجھانے سے بھی قرآن نہ سمجھے اور یہ جن کو عربی کی صرف نحو کے قواعد ابتدائیہ سے بھی کامل جہل ہے۔ عربی سے بالکل ناآشنائی ہے یہ قرآن کو کیسے سمجھ گئے۔ کروڑہا مسلمان ایک طرف ہیں اور یہ پدّی نہ پدّی کا شوربا جاہلان مطلق ان سب کے خلاف اہل ذکر والقرآن بنے بیٹھے ہیں۔ قرآن تم پر اترا تمہارے باپ پر اترا تمہارے دادا پر اترا۔ تمہارے گاؤں میں اترا۔ تمہاری بولی میں اترا۔ کون سے فرشتے سے اترا۔ یا اللہ میاں نے خود تمہارے کان میں کہدیا۔ یا نعوذ باللہ تم خود خدا ہو کہ جو کچھ تم کہدو وہی قرآن ہے اپنی مخصوص تمام جہان کے مسلمانوں عربی دانوں۔ اہل زبان۔ اور علمائے عربی دانوں میں کوئی معقول وجہ تو بتا دو۔ شیطان کے چیلے۔ کافروں کے ایجنٹ حضرات آپ قرآن کو کیسے سمجھے؟ کہتے ہیں بصیرت سے سمجھے۔ تم میں تمام جہان سے زیادہ بصیرت کہاں سے آگئی تمہاری بصیرت پر کوئی قرآنی آیت بھی گواہ ہے کوئی دیندار عقلمند مسلمان تمہاری جہالت گمراہی۔ مخالفت خدا و دشمنی رسول کو بصیرت کہہ بھی سکتا ہے۔ تم تو خود کہتے ہو کہ ہم تو تمام مسلمان۔ مولوی عالم۔ صوفی۔ سنائی۔ پیر فقیر۔ اہل علم سب کافر۔ ملحد۔ بیدین۔ گمراہ کہتے ہیں خدا رسول اور اسلاف کا دشمن قرآن شریف کا مخالف مانتے ہیں۔ پھر تم نے اپنے کو ماہر قرآن اہل الذکر والقرآن کا سائن بورڈ کہاں سے لگالیا کسی دانا نے

تم کو کبھی بھی عالم۔ مولوی یا بزرگ مانا ہے۔ چند عمل سے عاری۔ علم و فہم سے کورے نفس کے بندے۔ آنکھوں کے ہوتے بھی اندھے۔ نماز۔ روزے۔ حج زکواۃ۔ وغیرہ پابندیوں سے بچنے اور نفس پرستی۔ خواہشاتِ نفسانی پوری کرنے والے۔ برائیوں کے لئے آزادی چاہنے والے تم کو اپنا نفس پرستی کا آلہ بنا کر تمہاری ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں مگر بیچارے جب کسی عاقل۔ دیندار سے دوچار ہوتے ہیں تو تمہاری طرفداری سے لاچار اور تمہاری طرف سے اپنے دلوں میں بیزار ہوتے ہیں۔ تم ان کو سکھاتے تو یہی ہو کہ چودہ سو برس سے جو مسلمان کہلاتے ہیں وہ کافر ہیں۔ ان کا طریقہ کافرانہ ہے تو تمہارے ساتھی دل میں کہتے ہیں۔ پھر ہمارے ماں باپ کے نکاح۔ ان کی آمیزش بھی حلال نہ تھی حرام طریقے پر گڑبڑ ہوئی اور ہم پیدا ہو پڑے مگر ہم کیا ہیں حلالی یا حرامی اگر ان ملاؤں اور تمام مسلمانوں کو کافر نہ کہیں تو پرویزی نہیں اگر کہیں تو پھر ہماری پیدائش بھی مشکوک کیا بلکہ حرام ہی کہلائے گی۔ توبہ اس بے دینی اور کفر سے جو تمام مسلمانوں اور ماننے والوں کو بھی حرامی بنائے۔

مخالفانِ حدیث کی بصیرت اسی پرویزوا کی کتاب مقام حدیث کے صـ۱۳ پر ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب فرقہ اہل قرآن کی اس طرح مخالفت ہوئی ہے تو ہم نے سمجھا تھا کہ مخالفت ان کی اس غلط روش پر ہے کہ جو فی الواقعہ غلط تھی۔ وہ اپنے غلوئے تشدد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حیثیت کو بھی بھلا بیٹھے تھے۔ حضورؐ کا منصب صرف اس قدر سمجھا کہ آپ نے معاذ اللہ ایک چٹھی رساں کی طرح اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچا دیا یا آج کل کی اصطلاح میں یوں سمجھئے کہ رسول کی حیثیت معاذ اللہ ایک ریڈیو سٹ (آلۂ ابلاغ) کی جو محکمۂ نشر الصوت میں جو نشر ہوا وہ آواز اس کے ذریعے سننے والوں کے کانوں تک آپہنچی یہ غلطی تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریڈیو سٹ نہ آلۂ ابلاغ منصب

بتاکر۔ جتاکر۔ پرویز نے اپنی اس بے دینی کا ثبوت بھی دیدیا جو اس کے عقائد میں جو ہے مقام حدیث صـ۶۴ـ پر رسُول اللہ رسُول تھے یعنی خدا کی وحی کو بندوں تک پہنچانے والے۔ مقام حدیث صـ۱۵۴ـ پر ہے۔ پیغمبری یعنی پیغاماتِ الٰہی کو لوگوں تک پہنچا دینا۔ یہ پرویز صاحب کی تحریر ہے۔ بتائیے کیا یہ ریڈیو سٹ۔ اور چھٹی رسا کے معنی سے کچھ زیادہ ہے ؟ اس پر مستزاد یہ کہ وہ ایک فرقہ بن کر بیٹھ گئے۔ ناظرین اس عبارت میں ان مُنکرانِ حدیث پرویز وغیرہ نے اپنے سردار۔ جناب عبداللہ صاحب لنگ کی بصیرت کی غلطی تسلیم کی کہ انہوں نے رسول اللہ کو صرف ایک پوسٹ مین چھٹی رسا کہا۔ چھٹی رسا کہنے پر تو یہ کیا اختلاف کرتے ان پرویز صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی صرف یہی مرتبہ دیا ہے جس کا ثبوت ان کی پُوری عبارت سے ثابت ہو گیا لیکن اصلی بات یہ ہے کہ یہ مُنکرانِ حدیث کا فرقہ صرف بدگمانی کا فرقہ ہے۔ اور بدگمانی کی ممانعت خود قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہے جس کو ہم آئندہ صاف صاف چند آیات سے بیان کریں گے انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور چودہ سو سالہ مُسلمانوں کو بھی عیب جوئی اور بدگمانی کے تیروں سے زخمی کرنے کی کوشش کی تو یہ آپس میں اپنے جیسوں کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ ان کے مذہب کی بنیاد تو صرف گمان پر ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا۔ یعنی گمان کبھی یقین کا فائدہ نہیں دیتا۔ گمان تو نہایت لچر۔ جر بوز۔ غلط چیز ہے لہٰذا ان میں کا ہر شخص دوسرے شخص کے نزدیک غلط ہے۔ اور اسی سلسلہ سے سب کے سب آپس میں ہم مذہب لوگوں کے نزدیک بھی جھوٹے ثابت ہوتے چلے آتے ہیں پھر ان کو سچا کون مان سکتا ہے۔ اسی طرح عبداللہ چکڑالوی کے متعلق ایک دوسری غلطی اور گمانی شخص کی جو اہلِ ذکر و قرآن ہے سُنئے۔

اہلقرآن کی جانب سے عبداللہ چکڑالوی اور چودھری پرویز کی مخالفت

بلاغ القرآن جو ماہانہ پرچہ ان مخالفانِ قرآن و حدیث بلکہ دشمنانِ اسلام و بانیان کا لاہور جیسے اسلامی اور مبارک شہر سے نکلتا ہے جس کے بانی مبانی مسٹر عبدالحمید صاحب سمن آبادی ہیں۔ اگست ۱۹۵۶ء پرچہ ۹ کے صٓ کے اوّل کالم میں یہ تحریر ہے۔ ہم نے جمہور مسلمان کی مروّجہ نماز کو خلافِ قرآن ثابت کر کے طلوعِ اسلام کی آگاہی کے لئے (طلوعِ اسلام بھی اہلِ ذکر و القرآن مخالفین حدیث کا پرویزی رسالہ ہے) طلوعِ اسلام کی آگاہی کیلئے اس قرآنی صلوٰۃ کو پیش کیا تھا

جس کو محمد رسول اللہ والذین معہ قرآن مجید کے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں پڑھتے رہے ہیں لیکن اس نے (طلوعِ اسلام نے) بجائے اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کے ہمیں اشخاص پرست قرار دیا ہے (اور پرویز کے نزدیک اشخاص پرست مُشرک ہیں) کیونکہ اس کا طلوعِ اسلام کا یہ کہنا ہے کہ فرقہ سازی کا بنیادی نقص یہ ہے کہ اس میں انسان حقائق کی بجائے اشخاص کی اتباع اختیار کر لیتا ہے چنانچہ ان اہلِ قرآن کا بھی یہی عالم ہے کہ جو کچھ محترم عبداللہ چکڑالوی لکھ گئے ہیں وہ ان کے نزدیک حرفِ آخر ہے حالانکہ ہو سکتا ہے کہ قرآن سمجھنے میں کہیں غلطی لگ گئی ہو تو کیا پرویز اور دوسرے کن پہنتوں کے سمجھنے میں غلطی نہ ہوگی ہمارے نزدیک عبداللہ چکڑالوی وہ قرآن کے متعلق بنیادی طور پر ایسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ اس پر اٹھائی ہوئی ان کے فکرِ قرآن کی ساری عمارت کج ہو گئی۔ اور ان کی عمر بھر کی جگر کاوی اور دیدہ ریزی قرآنی تعلیم کی نشر و اشاعت کے لئے مفید ہونے کی بجائے مضرت رساں نتائج کا موجب بن گئی۔ ہمارے سامنے جب اس کا تصوّر آتا ہے اس احساس سے بیحد قلق ہوتا ہے۔ اگر ہمیں یقین نہ ہوتا کہ فرقہ بندی میں انسان اس قسم کی کوئی بات سنتا نہیں کرتا۔ اسی لئے

پرویز اپنی فرقہ بندی کے تعصّب میں خدا اور رسول اور چودہ سو برس کے بزرگانِ دین کی باتیں نہیں سُنتا بلکہ ان کی بات ماننے کو شرک کہتا ہے تو ہم

جان نہیں ہے (تو پھر پرویز بھی تو عبداللہ چکڑالوی کے شاگرد احمد دین امرتسری کا شاگرد ہے اس کی باتوں میں جان کہاں سے آگئی۔

پھر بلاغ قرآن والا چکڑالوی انہیں سطور میں مسٹر پرویز سے اور اس کے آرگن کہتا ہے

طلوع اسلام سے صرف اتنا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اس کے نزدیک وہ کونسی ایسی باتیں ہیں جن میں جان ہے؟

ناظرین! چونکہ طلوع اسلام قرآنی عمل سے گریز کرتا ہے اس لئے وہ اہل قرآن کو اپنے خلاف لب کشائی کی اجازت نہیں دیتا۔ برادران اسلام۔ آپ نے اس چکڑالوی گروہ اپنے کو اہل قرآن کہنے۔ کہلانے والوں کی ان کی آپس کی چونچیں دیکھ لیں۔ سیاں ان بے دینوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام صحابۂ کبار۔ اہلبیت اطہار۔ اولیائے نامدار کے مخالفوں پر یہ خدا کا عذاب ہے کہ ہر طرف سے ان پر پھٹکار ہی پھٹکار ہے۔ جب انہوں نے اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آبرو نہیں کی تو بھلا ان کی آبرو کون کرسکتا ہے اپنے بیگانے سب ان کو بُرا ہی کہتے ہیں۔ جمہور مسلمانوں کا فتویٰ تو آپ پڑھ ہی چکے کہ ان چکڑالیوں پرویزیوں کو سارے مسلمان۔ کافر ملحد۔ بے دین خدا رسول کا دشمن۔ اسلام اور بانیان اسلام کی توہین کرنے والا کہتے اور سمجھتے ہی ہیں مگر آپس میں یہ ایک دوسرے کو بھی مخالف قرآن اور بے دین سمجھتے ہیں۔ اب انصاف کیجئے کہ ان سب کا قرآنی ترجمہ تو فقط عقلی ہے عقل تو سراسر غلطیاں کرتی ہے پھر ان میں کوئی آدمی بھی ایسا کس طرح ہو سکتا ہے جس کی بات پر یقین کیا جاسکے۔ ہر آدمی کے متعلق یہ کہا جائے گا شاید اس نے غلطی کی ہو۔ مذہب کو خدائی اور رسولی ہونا چاہیئے اسی لئے تو خدا تعالےٰ نے مذہب کے اصول اور جزیات قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ حدیثوں میں محفوظ کرائے جن کو مہاجرین وانصار۔ ائمہ اولیاء

رضی اللہ عنہم مانتے آتے ہیں اور قیامت تک تمام مانتے رہیں گے ان بزرگان دین کا دین طریقہ اور مبارک عمل ہی تمام مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہو سکتا ہے جن کی تعریفیں خدائے تعالےٰ نے فرمائی ہیں جن کا بیان آپ نے پچھلے صفحات میں پڑھ لیا۔ جو بزرگوں کی نافرمانی کرکے ان کی بے عزتی کرتا ہے اس کی عزت کبھی نہیں ہو سکتی۔ سعدیؒ صاحب فرماتے ہیں ؎

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن ٭ تا بماند نامِ نیکت بر قرار
چو خواہی کہ قدرت بماند بلند ٭ طریقِ بزرگانِ دین را پسند

یہ چکڑالوی بے دین اسلام سے جو بزرگانِ دین کی میراث ہے جُدا ہیں بلکہ اس کے مخالف ہیں اور اس کو باطل کہتے ہیں اس کے مٹانے پر تُلے ہوئے ہیں ان کے کافرانہ طریقوں پر علامہ اقبالؒ بھی افسوس کرتے ہیں اور فرماتے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بے دین اہل قرآن کہلانے والے ابوجہل اور ابولہب کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین مخالف ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی احادیث شریف کو روایاتِ باطلہ کہتے ہیں ان کی غرض ابوجہل کی طرح ابولہب کی مانند اسلام کو دنیا سے مٹانے کے سوا کچھ نہیں ہے جیسا کہ علامہ فرماتے ہیں ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ٭ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

مگر بوجہل۔ بولہب مٹ گئے اور اسلام و بانیانِ اسلام کے مبارک نام دنیا میں ترقی اور بلندی ہی پاتے چلے جاتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان فرماتے ہیں ؎ :

نُورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ٭ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

چراغے راکہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

خدائے قدوس کا روشن چراغ ہماری طاقت اور سچی قوت کی بنیاد وہ بزرگان دین۔ اسلاف ہی ہیں ہماری نجات بلکہ فتح وظفر کا ٹھیک راستہ یعنی ذریعہ ان اسلاف و دین کے بزرگوں کی عزت اور پیروی ہی ہے۔ جیساکہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔ ے

خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار ٭ لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

انہیں اسلاف کو یہ بزدل۔ بے دین چکڑالوی۔ پرویزی کافر اور مشرک لکھتے ہیں۔ یہ وہ بزرگان دین، مہاجرین وانصار، تبع تابعین اور ائمہ ومجاہدین ہیں جن کو خدا کے کلام قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر یقین کامل تھا اسی وجہ سے دنیا میں دین پھیلا اور کفار اور مشرکین کے غرور کے قلعوں کو لا الٰہ الا اللہ کی جہانتاب تکبیروں سے جلا کر خاک کردیا۔ علامہ فرماتے ہیں

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم ٭ جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

الحمدللہ کہ جن مسلمانوں میں خدائے تعالٰے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادوں قرآن وحدیث پر یقین ہے وہ آجتک برابر ان کی پیروی کر کے فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہ دشمنان دین چکڑالوی۔ پرویزی جمہور مسلمانان عالم کے خلاف ان سے ٹوٹ اپنا فرقہ نکال بیٹھے۔ اور پھر آپس میں بھی روز بروز تفریق کے شعلے بھڑکا کر خود بھی جل رہے ہیں اور سادہ لوح مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو بے دین بنا کر یہاں بھی جلا رہے ہیں اور اپنے ساتھ دوزخ کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ ہائے افسوس۔ ان نفس پرستوں، شیطان کے غلاموں کافروں مشرکوں کے ریشوں نے ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے پر کمر باندھ

چکڑالوی اور پرویزی اسلام اور حکومت اسلام کے بدترین دشمن ہیں

لی ہے۔ یہ ان کی ہلاکت کی بڑی زبردست دلیل ہے کیونکہ آدمی کی ہستی تن
اور جماعت ہی سے ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ علامہؒ فرماتے ہیں ؎

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے ٭ یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں کیوں ہے
بُتانِ رنگ و خوں کو چھوڑ کر ملت میں گم ہو جا ٭ نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

برادرانِ اسلام وہ ملتِ اسلامیہ جو اپنے اسلاف اور بزرگانِ دین کی مبارک جد وجہد کی بدولت تمام دُنیا میں ممتاز ہے۔ یہ چکڑالوی پرویزی اُس کی بربادی پر تُلے ہوئے ہیں اور دُنیا میں مسلمانوں کو قرآن اور اسلام کا مخالف بتا کر مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کی بے عزتی کر رہے ہیں۔ پھر ہماری اسلامی حکومت پاکستان جس کے تمام بانی اور لیڈر بلکہ وزراء و حکام بالا و عمال و ملازمین سب کے سب سُنی شیعہ ہی ہیں یہ چکڑالوی سُنی شیعہ دونوں کو مشرک اور کافر کہتے ہیں جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے اور صحابہ۔ اہلبیت اور چودہ سو برس کے بزرگوں کو بُت اور اسلام کا مٹانے والا بتاتے ہیں۔ اور ہماری شیعہ سُنی کی تمام حدیثوں اور دینی کتابوں کو روایاتِ باطلہ اور گمراہی کا ذخیرہ بتاتے ہیں جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔ تمام ملتِ اسلامیہ کو گمراہ کہہ کر اس کی توہین کر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں نا اتفاقی۔ تفریق اور مخالفت کی خلیج قائم کرنا مسلمانوں کی ذلت کا بدترین سامان ہے۔ اللہ پاک نے خود فیصلہ کر دیا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا یعنی اے مسلمانوں اللہ پاک کی رسی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ اختیار کرو۔ اور آپس میں فرقہ بندی اور تفریق نہ کرو۔ ؏

ز اتفاقِ مگس شہد میشود پیدا ٭ خدا چہ لذتِ شیریں بہ اتفاق نہاد

اتفاق ہی ہماری وہ میراث ہے جس کی بدولت ہمارے بزرگ اسلاف دُنیا میں کامران و حکمران رہے اور اتفاق ہی کی بدولت سو برس کی غلامی اور محکومیت سے

بعد ہم کو خدائے قدوس نے حکومت پاکستان عطا فرمائی ہے۔ مسلمانوں کا اہم ترین فرض ہے کہ اپنے اتفاق و اتحاد سے اس خداداد حکومت کے استحکام کی کوشش کریں اور اس کی کمزوریوں اور کمزور کرنے والوں کو جلد از جلد بند کر دیں۔ قانوناً ممنوع قرار دیں اور دلوائیں۔

تمام پرویزی اور چکڑالوی قرآن پاک کو بدنام کر رہے ہیں

برادرانِ اسلام! آپ نے پرویز صاحب کی تحریر میں پڑھ لیا کہ حدیث کو اس لئے بُرا کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے لوگوں میں تفریق ہو گئی۔ سُنّی شیعہ حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی فرقے نکل پڑے۔ لیکن یہ قرآن پاک میں بھی نقص نکال کر قرآن پاک کی بھی توہین کرتے اور قرآن کو اپنے خیال اور عقیدے کی بنا پر تفریق کا باعث ٹھہراتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی لکھا ہے۔ کہ چکڑالوی۔ اہل قرآنی کو پرویز اپنے کو اہل قرآن کہلانے والے نے ملامت کا نشانہ بنایا۔ اور اس کے عقیدے اور فرقے کو قرآن کا مخالف اور تفریق ڈالنے والا کہکر اس کے شرک کی گواہی دی۔ اب دیکھئے لاہوری چکڑالوی۔ حدیث کے منکر تمام چودہ سَو برس کے مسلمانوں کو قرآن کا دُشمن بتانے والے میاں عبدالحمید صاحب اپنے پرچے بلاغ القرآن مورخہ یکم اگست کے صٓ کے دوسرے کالم پر فرماتے ہیں۔

> ناظرین۔ چونکہ طلوعِ اسلام (پرویزی عقیدے والا پرچہ) قرآنی عمل سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے خلاف اہل قرآن کو لب کشائی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ برادرانِ اسلام! لاہوری اہلِ قرآن پرویز کو قرآن پاک کے خلاف بتا کر مشرک بنا رہا ہے۔ پھر میاں عبدالحمید صاحب اسی کالم کے نچلے حصّے میں فرماتے ہیں۔ ہم سے پہلے جن حضرات نے قرآن کی طرف دعوت دینے کی جد وجہد کی۔ ایسا نظر آتا ہے کہ ان کے پیشِ نظر قرآنی معاشرے کی

تشکیل نہیں تھی وہ موجودہ غیر قرآنی فقہ (مسلمانوں کے عام طریقے) کو قرآنی فقہ سے بدلنا چاہتے تھے اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ معاشرے میں کوئی تبدیلی تو واقع نہ ہوئی اور قوم میں مزید تفرقہ پڑ گیا۔

یہ تھی لاہوری چکڑالوی کی تحریر۔ آپ اس سے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ وہ اپنے پہلے تمام اہل قرآن کہلانے والے۔ عبداللہ چکڑالوی۔ احمد دین امرتسری پرویز وغیرہم کو فرقہ بندی کا باعث قرار دیتا ہے اور فرقہ بندی ان کے نزدیک کفر اور شرک ہے تو گویا وہ ان سب کو مشرک قرار دے رہا ہے جو اپنے کو اہل قرآن کہتے ہیں۔ اس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کی وجہ سے فرقہ بندی بڑھتی چلی جا رہی ہے (کیونکہ یہ لوگ حدیث اور فقہ کو صرف فرقہ بندی کی وجہ سے برا کہتے ہیں) تو نتیجہ نکالتے ہیں کہ قرآن چونکہ اپنے ماننے والوں میں جدید فرقے بنانے کا موجب ہے لہٰذا قرآن بھی ماننے قابل نہیں ہے۔ اے برادرانِ اسلام۔ دراصل اس اہلِ قرآن کہلانے والے فرقہ کی غرض تو قرآن پاک اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مبارک طریقے۔ اسلام اور صراطِ مستقیم سے دنیا کو نفرت دلانا ہے۔ کیا مسلمان ان کی ناپاک جدوجہد سے اسلامی حکومت اور پاکستانیوں کو نجات دلا کر اپنی اسلام قرآن۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کی سچی محبت کا ثبوت دے سکتے ہیں

پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ اور اماموں کو بداخلاق بتایا

پرویز نے اسی کتاب مقام حدیث جلد اول کے صفحہ پر لکھا ہے کہ ان حدیثوں کے مجموعوں میں اس قسم کی باتیں لکھی ہیں کہ اُن کے ذکر سے میری روح کانپتی ہے ہاتھ میں قلم لرزتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ بیان آپ کو بیحد تعجب انگیز اور حیرتناک معلوم ہوگا۔ اور ہونا بھی چاہئے اس لئے کہ ہمارے دلوں میں ان مجموعوں کی عزت و عظمت قرآن کریم کے درجے

تک ہے لہٰذا ان کے متعلق ایسی بات یقیناً تحیّر انگیز ہوگی۔

ناظرین! احادیث یعنی وہ باتیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی برکت والی مفید ترین باتیں۔ ارشاداتِ گرامی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ قابلِ فخر باعثِ نجات کام۔ عمل ہی تو ہیں جن کو قرآن پاک میں اُسوۂ حسنہ فرمایا گیا ہے۔ اور جن پر چلنے اور عمل کرنے کو ایمان کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ جو ان کاموں اور عملوں سے بھاگے نفرت کرکے ان کی پیروی میں چون وچرا کرے وہ بے ایمان قرآن پاک اور ہدایت سے محروم ہے۔ آپ فیصلہ کیجئے کہ پرویز کے نزدیک وہ ایسی قابلِ نفرت۔ گھنونی۔ بدتہذیبی اور بداخلاقی کی باتیں ہیں جن کے بیان سے پرویز کی روح کانپتی۔ ہاتھ میں قلم لرزتا ہے اور پھر یہ بھی مان لیا کہ ان حدیثوں کو جن میں ایسی باتیں ہیں۔ تمام مسلمانوں نے قرآن کا درجہ دے رکھا ہے۔ تو حدیث کے ماننے عمل کرنے والے جنہوں نے ایسی بُری باتوں کو قرآن پاک کا درجہ دیدیا۔ وہ کیا ہوئے۔ ؎

من از بیگانگاں ہرگز ننالم ✤ کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

یہ پرویز اپنے کو مسلمان کہلاتا ہوا بھی اسلام کی اور بانیانِ اسلام بلکہ خود خدا تعالیٰ کی اس قدر توہین کر رہا ہے۔ بھارت میں ایک کتاب رہنما جو لکھی گئی جس پر تمام غلامانِ اسلام نے سخت احتجاج کیا۔ اور اس کے بدلے میں سخت سے سخت تکلیفیں اُٹھائیں۔ وہ حقیقت میں پرویز کی کتابوں سے ترجمہ شدہ یا تحریر کردہ تھی۔

حدیثیں خود نبی کریم ﷺ نے لکھوائیں

اور پھر ان حدیثوں کے متعلق یہ بھی پرویز کی تحریر ہے کہ:۔

بخاری کی ایک روایت سے صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث کی کتابت کرتے تھے (لکھتے تھے) حضرت ابوہریرہؓ جو

کثرت روایت میں مشہور تھے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بجز عبداللہ بن عمر کے مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا وہ احادیث قلمبند کرتے تھے اور میں زبانی یاد رکھتا تھا۔ پرویز کی کتاب جلد اوّل ص۲۵۰ پر ہے اور پرویز نے خود تسلیم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السّلام اور خاصکر سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا لکھنا عقل اور علم کی رُو سے نہایت پسندیدہ کام ہو سکتا تھا مگر نفسیاتی مسئلہ ہے کہ ایسی عظیم الشان ہستیوں کے اقوال جمع و مدوّن کرنے کے بعد قومیں اصل دین قرار دے لیتی ہیں اور کتاب الٰہی کو پس پُشت ڈال دیتی ہیں یہی راز تھا جس کی بنا پر حضوؐر نے کتابت روایت (یعنی حدیث لکھنے) سے منع فرمایا تھا۔ ہاں بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضوؐر نے کچھ حدیثیں لکھوادی تھیں۔ مثلاً حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ میں جو کچھ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا لکھ لیا کرتا تھا۔ نیز عبداللہ عمرو بن العاص کے متعلق بھی ان کا بیان ہے کہ وہ بھی لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ یمن کے ایک شخص ابو شاہ نے لکھوانے کی درخواست کی تو حضوؐر نے لکھوا دیا۔ مگر یہ چیزیں مستثنیات میں شمار ہوں گی۔ مقام حدیث جلد اوّل ص۱۱۷۔

ناظرین خدا آپ کا بھلا کرے پرویز صاحب نے خود ہی تسلیم کر لیا کہ حدیثوں کا لکھنا علم اور عقل کی رُو سے پسندیدہ اور مفید کام ہو سکتا تھا۔ مگر اس سے کتاب الٰہی پس پُشت ڈال دیتے اس لئے حضوؐر نے منع فرما دیا تھا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ اور میں

اُن کے نام پر قربان جاؤں۔) اپنے مبارک ارشادات اور اعمال لکھنے کو منع فرماتے تو حضرت ابوہریرہ جو سب صحابہ سے زیادہ حدیثیں جانتے تھے اور اکثر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے بھلا حدیثیں کیوں لکھتے ؟ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ یا حضرت عبداللہ بن عمر العاص

حضورؐ نے حدیثیں لکھنے کا حکم فرمایا۔

اور ابوشاہ کو لکھنا یا حضورؐ کا لکھوا کر دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ ممانعت نہیں تھی۔ پھر آپ نے اِسی مقام حدیث کے صفحہ ۷۵ پر تسلیم کر لیا ہے کہ روایات سے

اِس بات کا پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ کچھ اور متفرق چیزیں بھی تھیں جو حضور کے اِرشاد کے مطابق قلمبند ہوتی تھیں۔ مثلاً وہ معاہدات احکام۔ اور فرامین وغیرہ جو آنحضرت نے قبائل یا اپنے عمّال کے نام بھیجے لیکن اس باب میں جو کچھ معلوم ہو چکا ہے وہ فقط اتنا ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ حضورؐ کی وفات کے وقت صرف حسبِ ذیل تحریری سرمایہ موجود تھا ۱۔ پندرہ سو صحابہ کے نام ایک رجسٹر میں ۲۔ مکتوباتِ گرامی جو حضورؐ نے سلاطین واُمرا کے نام لکھے۔ ۳۔ تحریری احکام۔ فرامین اور معاہدات۔ ۴۔ کچھ حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت علیؓ اور حضرت انس نے اپنے طور پر قلمبند کیں۔

ناظرین! گڑ گڑ کھائیں اور گلگلوں سے پرہیز کریں۔ اسی کو کہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کتنے صحابہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں لکھنی ثابت ہوگئیں۔ اور جو حضور نے خود لکھوائیں۔ احکام۔ معاہدات۔ سلاطین اُمراء کے نام خطوط۔ عمّال کے نام فرامین۔ تو انہیں کو تو حدیث کہتے ہیں ان کا لکھنا لکھوانا خود حضورؐ سے ثابت ہؤا۔ اور جب خدائے تعالےٰ کا حضور اکرم صلعم کو

ارشاد تھا کہ اُے نبیؐ جو کچھ ہم نے دیا ہے وہ پہنچا یئے بیان فرمایئے تو حضورؐ کس طرح نہ بیان فرماتے نہ لکھواتے۔ پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صدےے پر پہلے مان لیا ہے کہ اس لئے کہ احادیث نبیؐ اکرم کے اقوال و اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ اب پرویز کا وہ قول یاد کیجئے۔ کہ بخاری شریف میں (ایسی گندی معیوب) باتیں ہیں جن کے خیال سے میری رُوح کانپتی میرا قلم لرزتا ہے۔ اب نتیجہ نکالئے کہ یہ حدیثیں تو رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کے حکم سے لکھی گئیں یہ دونوں کون ہوئے۔ نعوذ باللہ۔

پَرویز کا عامیانہ شُبہ اور اس کا ازالہ

پرویز نے اُوپر کی عبارت میں علم و عقل کی رُو سے مفید مان لیا۔ اور اتنا مفید اور مذہبی اعتبار سے کافی سمجھ لیا کہ ان کی موجودگی میں قرآن پاک کو بھول جانیکا بھی اندیشہ ہے۔ لیکن جب قرآن شریف میں خود موجود ہے کہ من یطع الرَّسُول فقد اطاع اللّٰہ۔ یعنی جس نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کرلی اس نے خدائے تعالےٰ یعنی قرآن پاک کی اطاعت کرلی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی اور اعمال سامی احکام قرآن ہی ہیں تو پھر حدیث پر عمل تو خاص قرآن ہی پر عمل ہُوا۔ کیونکہ بغیر حضور اکرمؐ کے اُسوۂ حسنہ کے تو قرآن پر عمل ممکن ہی نہیں۔ قرآن پر عمل کرنے کا طریقہ ہی حدیثوں پر عمل کرنا ہے تو قرآن پس پُشت کیسے ہُوا۔ پھر خدائے قدوس نے قرآن کے باوجود حدیثیں بیان کرنے کا حکم دیا۔ حضورؐ نے لکھوائیں۔ صحابۂ کبار، اہلبیت

حدیث سچّے خدا اور قرآن کی پہچان کا ذریعہ ہے

اطہار نے حدیثیں لکھیں اس وقت سے آج تک برابر حدیثوں پر عمل ہو رہا ہے جو دراصل قرآن پر پر عمل ہے اسی وجہ سے وہ تمام صحابہ۔ تبع تابعین۔ ائمہ فقہ و ائمہ احادیث جنہوں

نے حدیثیں لکھیں۔ یاد کیں۔ پڑھائیں۔ لکھائیں وہ سب قرآن پاک کے حافظ تھے اور قرآن پاک کی تلاوت کو بہترین وظیفہ سمجھتے تھے اور ان کو قرآن پاک کی علت اس کے احکامِ اصلیہ سے واقفیت۔ اور اس کی درس و تدریس کی مداومت کی تعلیم حدیثوں میں ہی کی گئی تھی۔ بلکہ قرآن کا کلام ربانی ہونا بھی حدیثوں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہی ثابت ہوا تھا۔ قرآن پاک پر عمل کرنے کے لئے اس کی صحیح علت سے واقف ہونے کے لئے بلکہ آیاتِ قرآنی کی تعیین تخصیص اور ان کے مسائل و احکامات کی تبیین صرف حدیثوں پر ہی موقوف تھی۔ اور ہے۔ یعنی قرآن کریم ایک مجلد یا مدوّن کتاب کی صورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا گیا تھا بلکہ موقع بموقع آیتیں اُترتی رہتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرماتے کہ یہ کلامِ خدا۔ قرآن ہے۔ اور پھر اس کو حفظ کرنے یا لکھنے کا حکم دیتے۔ اور اس کے مسائل پر فوراً عمل کرتے اور لوگوں کو عمل کرنے کی تاکید کرتے تو گویا قرآن۔ اور غیر قرآن میں فرق بتانے والی چیز صرف حدیث ہے جس کو ہم قرآن کی کسوٹی کہتے ہیں بلکہ ہم کو صحیح طور پر خدائے تعالیٰ کی سچی معرفت حضور اکرم کے اقوال ہی سے ہوئی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ سچے خدائے قدوس اور لوگوں کے من گھڑت معبودوں میں فرق ثابت کرنے والا معیار یا کسوٹی بھی حضور اکرم کی احادیث ہی ہیں۔ نہ خدا اٹکل سے معلوم ہو سکتا ہے نہ قرآن ہی بلکہ حدیث سے تو حدیث کو قرآن کریم اور خدائے قدوس کی معرفت کی کسوٹی سمجھنا چاہیئے۔ اب ذرا حدیث کی قدر و منزلت کے متعلق علامہ شبلی نعمانی کی الفاروق کتاب کے صفحہ ۱۹۸ کی عبارت بھی دیکھئے۔ لکھتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کے بعد (عظمت و منزلت اور فرمانبرداری اور دین ہونے میں) حدیث کا درجہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اگرچہ حدیث کی ترویج میں نہایت کوشش کی لیکن احتیاط کو ملحوظ رکھا۔

اور یہ ان کی دقیقہ سنجی (باریک بینی) کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ وہ بغیر مخصوص صحابہ کے عام طور پر لوگوں کو حدیث کی روایت کی اجازت نہیں دیتے تھے (کیونکہ حدیث کو دین سمجھتے تھے اور دین کی حفاظت ضروری تھی) شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ چنانکہ فاروق اعظمؓ۔ عبداللہؓ بن مسعودؓ را باجمعے بکوفہ فرستاد و معقل بن یسارؓ و عبداللہ بن مغفل۔ و عمرانؓ بن حصین۔ رابعہ بصرہ۔ عبادہؓ بن صامت و ابو درداءؓ بود را بشام۔ و بہ معاویہ بن ابی سفیان کہ امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیثِ ایشاں تجاوز نکند۔ اور علامہ شبلی الفاروق کے صفحہ ۲۵۶ پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو قرآن کی طرف رجوع کرتے۔ قرآن میں وہ صورت مذکور نہ ہوتی تو حدیث سے جواب دیتے۔ اور یہی حضرت عمر فاروقؓ کا طریقہ تھا۔ مولانا محمد علی جوہر نے اپنی اکثر کتابوں میں حدیث شریف پر فخر کیا ہے کہ صحت میں اور مذہبوں کے صحیفے قرآن پاک کا مقابلہ تو کیا کریں گے۔ ہماری احادیث شریف کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ غرض ہے کہ جو صحابہ صاحبِ فتویٰ تھے وہ قرآن و حدیث دونوں کو دین سمجھتے تھے۔ ناظرین۔ ہم پہلے بھی قرآن شریف سے حدیثوں کا ثبوت دے آئے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے اور آپ نے پچھلی عبارتوں کو پڑھ لیا ہے کہ ہر زمانے کے بزرگانِ دین۔ صحابہ۔ اہلبیت۔ ائمہ اور اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حدیثوں کو دین سمجھا اور ان کے زمانے سے آج تک حدیث شریف کو یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات اور اعمال۔ اُسوۂ حسنہ کو دین سمجھا جاتا ہے۔ جس کے متعلق میاں پرویز کا عقیدہ بھی آپ نے پڑھ لیا۔ اب پرویز کے وہ لچر پوچ اور جاہلانہ شکوک و شبہات بھی ملاحظہ فرمایئے جو حدیثوں کے متعلق ان کے چودھویں صدی کے دماغ بے چراغ کی پیداوار ہیں اور ان کے دندان شکن جوابات پڑھ کر خدا کا شکر کیجئے کہ آپ حدیثوں کے ماننے والے سچے مسلمان ہیں۔

اور میرے لئے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے بے دینوں کی اسلام کے خلاف کوششیں مٹانے اور فنا کرنے اور سچے اسلام یعنی بزرگانِ دین، اسلاف کے طریقے کی اشاعت کی توفیق اور اس کے جاری کرنے کے اسباب عطا فرمائے۔ میرا دلی ارادہ ہے کہ پرویز جیسوں کی تردید اور ان کے فتنوں سے بچانے کے واسطے اُردو۔ انگریزی میں مدلل کتابیں عام مسلمانوں تک پہنچا دُوں۔ اور ہر شہر۔ ہر محلّہ۔ ہر قصبہ اور گاؤں میں بچے بچیوں کے لئے ایسے مدرسے قائم کردوں جن میں بزرگانِ دین کے طریق پر قرآن پاک اور اس کے ترجموں اور دینیات کی تعلیم مفت دی جاتی رہے۔ نیز پرائمری سکولوں کالجوں میں دینیات کی تعلیم اور مشق کی جد وجہد کروں، اور ایک ایسا سکول کھول دُوں جس میں ناداروں کے بچے کم ازکم میٹرک تک مفت تعلیم حاصل کرسکیں اور اس سکول میں بھی دینیاتِ اصلیہ۔ تراجم قرآن و حدیث اور مشقِ عمل کی تعلیم و ترویج لازم ہو۔ اور مسلمانوں میں ہر جگہ اصلاحی جماعتیں قائم کردُوں، جو قوم و مُلک سے افلاس۔ جرائم۔ بے دینی۔ بداخلاقی۔ نااتفاقی دُور کرتی رہیں۔ انہیں خدمات کے انجام دینے کے لئے مَیں نے ادارۂ فلاح دارین قائم کیا ہے۔ اللہ پاک میں بڑی طاقت ہے وہ چاہے تو ان خدمات کے لئے مجھے غیب سے سرمایہ عطا فرمادے۔ یہ مفیدِ قوم و مُلک ادارے سرمایہ۔ اور اہلِ مُلک کے تعاون کو چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی قادر مطلق ہے۔ وہ سرمایہ دیدے اور اہلِ مُلک کی توجہ اس طرف مبذول کردے تاکہ ہمارا پاکستان اور اس کے باشندے صحیح طور پر پابندِ مذہب و مہذب رہ کر پاکستانی خوشحالی۔ فارغ البالی کا باعث بن جائیں۔ اور دُنیا میں نیک نامی کی شہرت حاصل کریں۔ آمین یارب العالمین

پرویز کے حدیثوں پر اعتراضات

اعتراض ۱۔ اگر احادیث بھی دین کا جزو ہوتیں تو کیا رسُول اللہ ان کی حفاظت کا

کچھ انتظام بھی نہ کرتے۔

مقام حدیث جلد اوّل صفحہ ۴۴ پر اس سے پہلے صفحہ ۲۱ پر پرویز نے لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے علاوہ اور کسی چیز کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا اس لئے اللہ تعالےٰ نے نہ تو احادیث کو جمع کیا۔ نہ ان کے جمع کرنے کا حکم دیا۔

جوابؒ باصواب۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کو کب جمع کیا تھا جو حدیثوں کو کرتا۔ قرآن اس نے تو تھوڑا تھوڑا اُتارا تھا۔ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے مختلف کاغذوں۔ ہڈیوں۔ پتّوں پر لکھا جاتا تھا۔ ہاں حضور اکرم کے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔ پھر حضورؐ نے صحابہ کبار کو قرآن حفظ کرنے کی ترغیب دی۔ تو قرآن کریم کی حفاظت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے سے ہوئی کہ آپ کے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔ اور آپ ہی لکھواتے تھے مگر سب ایک جگہ لکھا ہوا کتابی صورت میں نہ تھا۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کی تمام سورتیں اور آیتیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ایک جگہ جمع کروائی تھیں اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو حدیثیں یاد کرنے اور جمع کرنے کا حکم دیا تھا تو دونوں چیزوں کی حفاظت کا یہی طریقہ رہا کہ صحابہ۔ تابعین نے ان کو کتابی صورت دی۔ علامہ شبلی اپنی الفاروق میں بھی ایسا ہی لکھتے ہیں الفاروق صفحہ ۱۹۸

جب اللہ تعالےٰ نے بار بار قرآن میں اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فرما کر۔ حفاظتِ حدیث کا حکم کر دیا۔ اور فرمایا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ پاک کی اطاعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت جب اللہ پاک کی اطاعت ہے تو ثابت ہوا کہ قرآن جس کی حفاظت کو یوں فرمایا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یعنی ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

اور ارشاد۔ قرآن پاک کے مطلب اور معنی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن اپنے الفاظ معنی دونوں کے اعتبار سے محفوظ ہے۔ کیونکہ اس کے معنی۔ اقوال و اعمالِ رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر ہر اُمتی کو اپنی زندگی کے ہر گوشے میں عمل کرنا پڑا۔ آپ پچھلے صفحات میں قرآن کی آیات میں پڑھ چکے کہ صحابہ کبار مہاجرین و انصار نے حضورؐ کی پیروی کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق صراطِ مستقیم پر چلتے رہے جس کی وجہ سے ان مہاجرین و انصار کی پیروی کو بھی اسلام اور ایمان فرمایا اور اس پر اجر عظیم اور دائمی جنّت کا انعام مرتب ہؤا۔ سنت۔ اُسوۂ حسنہ یعنی حدیث قرآن سے جُدا نہیں ہے بلکہ جس کو حکمت۔ روح۔ نبوّت اور حکم و بصیرت وغیرہ الفاظ سے قرآن میں یاد کیا گیا ہے۔ وہ در اصل قرآن شریف کا مفہوم معنی یا رموز و نکات۔ خلاصہ اور تفسیر و تفصیل ہے۔ جس کو مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آجتک حدیث کہتے چلے آتے ہیں اور اس پر عمل کرنے ہی کو قرآن پر پُورا عمل کرنا مانتے رہیں۔ اس کی حفاظت قرآن کی حفاظت ہی ہے کہ وہ قرآن کے ساتھ خدا کی طرف سے نازل شدہ حقیقت ہے ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ قرآن صرف نازل نہیں ہؤا۔ بلکہ وہ معنی مطلب اور نہایت تفصیلی تفسیر اپنے اندر رکھتا ہے جس کے بتانے عمل کرکے دکھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے۔ اور آپ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی فرض کی گئی جیسا کہ ہم نے پرویز کی کتاب مقام حدیث کی عبارتوں سے اُوپر نہایت مدلل ثابت کیا ہے۔ پرویز نے خود لکھا ہے۔ حدیث وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تھیں جو برابر متواتر بغیر ترکِ عمل چلی آتی تھیں۔ پرویز کی وہ عبارتیں پھر پڑھ لیجئے۔ مقام حدیث کے صـ۲۹۔ ان تصانیف کا ماحصل

سامان وہ روایات باتیں تھیں جو مسلمانوں میں عام طور پہ مشہور چلی آتی

تھیں یہ باتیں اس تمام عہد کو محیط تھیں ۔ اور ص۶ پر لکھتے ہیں کہ ان کا ذریعۂ تدوین وہ روایات تھیں جو اس وقت لوگوں میں عام طور پر مشہور تھیں یہ روایات قرآن کریم کی طرح لفظاً منتقل ہوکر نہیں آئی تھیں بلکہ ان کا مفہوم منتقل ہوکر آتا رہا ۔ اور ص۱۱ پر پرویز نے لکھا ہے ۔ روایت کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہو چکا تھا ۔ صحابۂ کرام جن اوقات میں صحبت مبارک میں حاضر نہیں رہتے تھے ان اوقات کے اقوال و احوالِ نبوی دوسرے صحابہ سے پوچھتے اور سنتے تھے ۔ اور اس کتاب کے ص۱۴۲ پر ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ سنت کو (حدیث) کو قرآن سے مستنبط (قرآن کے اندر سے لی ہوئی) چیز مانتے ہیں ۔ پھر پرویز صاحب کی یہ عبارت جو مقام حدیث ص۳۸ پر ہے پڑھئے ۔ آپ کسی مسلمان سے پوچھئے کہ دین کس چیز کا نام ہے تو وہ بلا تامل کہہ دیگا کہ قرآن و حدیث کا مجموعہ ۔ یہ چیز ہمارے دلوں میں اس قدر راسخ ہو چکی ہے کہ کبھی تصور میں بھی نہیں آ سکتا کہ اس کے متعلق بھی کبھی کسی غور و فکر کی ضرورت ہے گویا یہ ایک ایسی حقیقت ثابتہ ہے جو کبھی محلِّ نظر نہیں ہو سکتی ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی تردد کی گنجائش ہی نہیں ۔

ناظرین ۔ مسلمانوں کا حدیثوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر آج تک یہی عقیدہ ہے ۔ کیا یہ حدیثوں کی حفاظت نہیں یہ تو حقیقتاً قرآن شریف سے بھی زیادہ حفاظت ہے ۔ کیونکہ قرآن کریم تو حفاظ (حافظوں) یا عالموں کی درس و تدریس تلاوت اور اخذ مسائل وغیرہ کی وجہ سے ان دونوں کی نگاہوں کا نور ثابت ہوتا رہتا ہے مگر حدیث تو اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ۔ چلتے پھرتے ملتے جلتے ۔ خرید و فروخت ۔ لین دین بیاہ شادی خوشی غم

صبر شکر۔ مہمان میزبان۔ غریب امیر۔ جاہل عالم۔ بیمار تندرست۔ رعایا بادشاہ نیک فاسق۔ عابد زاہد۔ مرد عورت۔ چھوٹے بڑے۔ بچے بوڑھے۔ سب کے عمل میں رہتی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ حدیث قرآن کریم سے زیادہ محفوظ ہے درست ہے کیونکہ عمل ثبوتِ حیات ہے۔ حیات لازمۂ عمل تو حدیث کا تعلق تو روحِ رواں کا سا ہے۔ اسی لئے حضور اکرم نے حدیث پر عمل کرنے کی ترغیب عمل سے دی اور خدا نے بھی حدیث کی حفاظت کا یہ طریقہ پسند فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی پیروی اطاعت فرض قرار دی تاکہ کبھی اس کے گم ہونے کا ابد الآباد تک امکان نہ ہو سکے۔ بہت سے مسلمانوں کے مقامات اور اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کی معیت سے محروم ہوتے ہیں قرآن ان کے پاس نہیں ہوتا مگر حدیث یعنی عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ان کی روح اور ان کے بدن پر جلوہ افگن رہتا ہے کہ اس کی مشق ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ در اصل یہ قرآن پاک ہی کی حفاظت ہے کیونکہ قرآن کے الفاظ کے مفہوم کو ہی حدیث کہتے ہیں۔ الفاظ اور مفہوم میں صرف اتنا فرق ہے کہ الفاظ سے چنداں غرض نہیں ہوتی بلکہ مفہوم مدنظر ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی آدمی قرآن کے تمام الفاظ یعنی متن قرآن کا حافظ ہو جائے اور اس کے کسی مطلب پر عمل نہ کرے کسی حکم پر کاربند نہ ہو تو مسلمان نہیں ہو سکتا لیکن ایک شخص قرآن کے معمولات نماز کے سوا ایک لفظ کا بھی حافظ یا عالم نہیں ہے مگر وہ قرآن کریم کے تمام مسائل اور احکام کا پورا پابند ہے تو وہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ متقی ہے اور متقی قرآن کریم کی رو سے غیر متقیوں سے بہتر ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ یعنی اے انسانو تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بندہ برتر اور بزرگ ہے جو متقی ہے۔ اس اعتبار سے حدیث جو عمل ہی عمل ہے

اسی لائق ہے کہ مسلمان اس کو اپنے دلوں میں راسخ کرلیں۔ اور اس کو اپنا نصب العین بنالیں۔ جیسا کہ خدائے تعالے نے فرمایا خُذُوْا مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ وَ انْتَھُوْا مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں رُک جاؤ۔ اور ظاہر ہے کہ آپ نے عمل بالقرآن دیا ہے بے عملی سے منع فرمایا۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ہر قسم کی نیکیاں اور احکام قرآن کی تفصیل صرف حدیث ہی ہے۔ اور تمام گناہوں کی صاف صاف ممانعت بھی احادیث ہی میں تفصیل سے ہے۔ اس لئے حدیث پر پورے طور سے عمل کرتے رہنا ہی قرآن پاک پر عمل کرنا ہے۔ اور چونکہ معنی الفاظ کے تحت ہوتے ہیں اس واسطے متن قرآن کی حفاظت عمل حدیث کے ذریعے لازم ہے۔

حدیث شریف منکرین حدیث کے نزدیک دین نہیں ہے

اعتراض ۲۔ پرویز صاحب مقام حدیث جلد اوّل کے ص ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے قرآن کریم کے علاوہ کسی چیز کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ اس لئے نہ اللہ تعالے نے احادیث کو جمع کیا نہ ان کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ نہ ان کی حفاظت کا وعدہ کیا — یہ پرویز صاحب کی عبارت ہے۔

جواب ۲:۔ اللہ پاک نے قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ اور حدیث کہتے ہیں قرآن شریف کے اس مطلب کو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا یا عمل کیا۔ جیسا کہ پرویز صاحب اسی عبارت کے آگے اسی ص ۴۲ پر خود تسلیم کیا ہے کہ:۔

احادیث نبی کریمؐ کے اقوال و اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔

اور اللہ تعالے نے فرمادیا۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

سورہ نجم ۔ ترجمہ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کہتے ہیں جو ان پر وحی ہوا ہے ۔ یعنی آپ کی بات وحی ہے ۔ قرآن کے وہ معنی ہیں جو خدا کی طرف سے آپ کو معلوم ہوئے ہیں ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ الفاظ و معانی دونوں کا نام قرآن ہے الفاظِ قرآن و معانی قرآن جب دونوں قرآن ہیں تو پھر قرآن کی حفاظت معانی اور الفاظ دونوں ہی کی حفاظت ہوئی ۔ لہٰذا حضور اکرم کے وہ اقوال مبارکہ بھی قرآن کے اندر ہیں جن کو باعتبار معنی حدیث رسول بھی کہا جاتا ہے ۔ بلکہ خود قرآن کو بھی کئی جگہ حدیث اسی لئے کہا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن اطہر و زبان مبارک سے ہی عالمِ وجود میں آیا یا دوسروں تک پہنچا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ۔ اس کے بعد کونسی حدیث پر ایمان لاؤ گے ۔ یعنی نبی کریمؐ کی حدیث کے بعد کوئی چیز ایمان لانے کے قابل نہیں ہے پھر صاف فرمایا اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ پ۲۹ ع۶ ۔ یعنی قرآن پاک یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ۔ اور فرمایا فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِہٖ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ پ۲۷ ع۲ ۔ یعنی اے کافرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے برابر کوئی چیز تو لاؤ اگر تم سچے ہو ۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ پ۲۱ ع۱۰ ۔ یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو خریدتے ہیں حدیث کے انکار یا حدیث کے ٹھٹھے کو اور حدیث کا مذاق اڑانا پسند کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے دور کر دیں جہالت کے طور پر ۔ اور حدیث کی ہنسی اڑاتے ہیں انہیں کے لئے دردناک عذاب

ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کے متعلق بھی خود ہی فرما دیا۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ یعنی اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ میرا عمل بالکل خدا کے حکم ہی کے مطابق ہے۔ قرآن پاک وحی ہے اور میرا عمل اُس کا ترجمہ یا معنی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ قول اور جس کو حدیث رسول کہتے ہیں قرآن ہی ہے حدیث کا انکار کرنے والا قرآن کا منکر ہے۔ اور قرآن کے الفاظ تو چند حافظوں اور عالموں کو محفوظ ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اور ارشادات تو رات دن ہر زمانے میں مسلمانوں کے عمل اور برتاؤ میں رہنے کی وجہ سے محفوظ ہیں۔ یہ ثبوت ہے حدیث شریف کے محفوظ رہنے کا۔ کہ اس پر ہر زمانے میں عمل ہوتا رہا اور اس کے درس و تدریس کو مسلمانوں نے قرآن پاک کے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ضروری سمجھا اور اس کو قرآن ہی کا مطلب سمجھ کر۔ قرآن کی تفصیل اور تشریح جان کر ایمان لاتے رہے ہیں۔ اب بھی لاتے ہیں اور انشاء اللہ رہتی دُنیا تک لاتے رہیں گے۔

اِعتراض ۳۲ - پرویز صاحب اسی صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ نہ حدیث کو خدا نے جمع کیا نہ جمع کرنے کا حکم دیا۔

جواب ۳۲ - خدا نے قرآن کو کب جمع کیا تھا۔ یا جمع کرنے کا حکم کہاں دیا تھا۔ پرویز نے خدا پر جھوٹا الزام لگایا ہے کہ خدا نے قرآن کو جمع کیا اور جمع کرنے کا حکم دیا۔ تمام مسلمانوں بلکہ تاریخ دانوں کو بھی معلوم ہے کہ قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مبارک کوششوں سے جمع کیا گیا جو ہم کو برکتیں دے رہا ہے اسی طرح حدیثیں بھی رسول اللہ کے زمانے ہی میں لکھی گئیں۔ جیسے قرآن کاغذوں۔ پتھروں یا پتّوں وغیرہ

پر متفرق جگہ لکھا ہؤا تھا۔ پھر حضرت ابو بکر حضرت عمر کے زمانے میں کئی جگہ لکھی ہوئی موجود تھیں۔ اور حضور کے زمانے کی لکھی ہوئی تھیں۔ پھر حدیث پر عمل بھی ہوتا رہا اور لوگ لکھتے بھی رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام نسخوں۔ روایتوں کو لے کر محدثین نے ایک جگہ جمع کر دیا تو یہ حدیثوں کی حفاظت ہوگئی یہی مجموعے اور ان پر عمل اب بھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا۔ جیسا کہ پہلے ثابت کر آئے ہیں اور منکرِ حدیث پرویز کی کتاب سے ہی ہم نے حوالہ بھی دیا ہے۔ دیکھئے پرویز صاحب کے اعتراضات کس قدر لایعنی ہیں اور زیادہ تر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقوال و اعمال تھے جن پر فوراً عمل شروع ہو جاتا تھا۔ اور جب تمام مسلمانوں میں عمل کے ذریعے حدیثیں محفوظ ہو جاتی تھیں اور حضور اس عمل کو بالکل موافق حدیث ہوتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے تھے تو یہ حدیث شریف کی صداقت اور سچائی کی سند ہوتی تھی۔ پھر اس کی کیا ضرورت تھی کہ قرآن کے الفاظ کی طرح حضورؐ احادیث کو لفظ بلفظ سُن کر صادر فرمائیں۔ ان پر مسلمانوں کا عمل اور آپ کی اس عمل پر خوشنودی ہی سب سے بڑی گواہی تھی۔ اسی لئے حضورؐ اکرم نے حدیثوں کے لکھنے پر زور نہیں دیا۔ کیونکہ لکھنے سے لوگوں کو تساہل کا خیال ہو سکتا کہ چلو لکھا ہؤا تو ہمارے پاس موجود ہے پھر پڑھ لیں۔ یاد کر لیں گے۔ عمل تو کرنے سے تعلق رکھتا ہے لکھنے سے چنداں غرض نہیں ہوتی۔ اسی لئے تمام بزرگانِ دین اور ہمارے مذہبی شعرا بھی یانتے اور اپنی کتابوں میں صحابہ کبار اور اہلبیت کے اعمال مبارک پر فخر کرتے ہیں۔

علامہ کا یہ شعر پھر دیکھئے ؎

تم ہو گفتار سراپا وہ سراپا کردار   تم ترستے ہو کلی کو وہ گلستاں بکنار

علامہ شبلی۔ مولانا محمد حسین آزاد۔ مولانا حالی۔ مولانا ظفر علیخان اور موجودہ شاعر

مذہبی حفیظ جالندھری وغیرہم کی تصانیف اُٹھا کر دیکھئے۔ سب میں صحابہ کبار مہاجرین و انصار کے عمل کی تعریف موجود ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ قرآن شریف بار بار اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین و انصار یعنی تمام صحابہ اور اہلبیت کے اعمال سے خوش ہوا۔ اور ان کو اپنی رضامندی کی سندیں عطا کیں جن کا ثبوت ہم اس کتاب میں پہلے ہی دے چکے ہیں اور اُن صحابہ کا عمل اس درجہ خدا کو مقبول ہوا کہ ان کی پیروی کرنے والوں کو بھی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی سندیں عنایت فرمائیں۔

اعتراض ۴۷۔ پرویز صاحب مقام حدیث ص۳۳ پر لکھتے ہیں حضور نے حدیث کی حفاظت کا انتظام تو نہ کیا بلکہ اس کے برعکس حضور نے حدیث جمع کرنے کو منع فرما دیا۔ اس میں پرویز صاحب سند میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ لَا تَكْتُبُوا عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ وَمَنْ كَتَبَ عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ (صحیح مسلم)

ترجمہ۔ میری طرف سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو۔ اگر کسی نے میری طرف کچھ لکھا ہو تو اُسے مٹا دے بلکہ حدیث میں آگے حَدِّثُوا ہے یعنی حضور نے فرمایا حدیث بیان کیا کرو۔ یہ لفظ پرویز نے چھپا لیا۔

جواب ۴۷۔ پہلا جواب تو یہی ہے کہ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیثوں پر عمل دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ قرآن عمل کرانے آیا تھا۔ اور اس پر صحیح عمل اور اس کی اصلی فرمانبرداری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال تھے جن کی پیروی اور مشق قرآن کی غرض تھی لکھنے لکھانے کا یہاں ذکر ہی کیا تھا۔ لیکن جو باتیں فوری عمل کے لئے نہیں ہوتی تھیں یعنی ان پر عمل کرنا کسی خاص وقت یا خاص موقع پر ضروری تھا ان کو حضور خود لکھوا دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم نے پرویز صاحب کی کتاب مقام حدیث سے پہلے صفحوں میں کئی عبارتیں لکھی ہیں۔ اور اس اہل پرویز کے اُستاد اسلم جیراجپوری کی طویل عبارت بھی جو مؤطا کے متعلق تھی لکھ

دی ہے۔ یہ تمام اِس بات کی کُھلی دلیل ہیں کہ حدیث حضور لکھواتے تھے۔ صحابہ لکھتے تھے۔ اور یاد بھی کرتے تھے جیساکہ پہلے بیان ہوچکا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حدیث لکھنے سے حضورؐ منع فرماتے تو یہ حدیث آپ کو کیسے ملتی۔ اِس سے ثابت ہوا کہ حدیثوں کے لکھنے یا یاد کرنے کو حضورؐ نے منع نہیں فرمایا تھا بلکہ مذکورہ حدیث جو حدیث لکھنے کی ممانعت ہے وہ قرآن کی عبارت کے ساتھ ہے۔ یعنی حضور اکرم نے فرمایا کہ قرآن پاک کے الفاظِ خداوندی جو میرے مُنہ سے نکلتے ہیں ان کو لکھو تو میری دوسری باتوں کو ان قرآنی الفاظ کے ساتھ نہ لکھو۔ کہ قرآن اور حدیث دونوں گڈمڈ نہ ہوجائیں۔ قرآن متن ہے۔ حدیث قرآن کی شرح تفصیل یا عملی صورت ہے۔ حدیث قرآنی مفہوم ہے جو عمل کے لئے بیان کیا جاتا ہے اس کو قرآن کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ عمل میں لانا لازم اور ضروری ہے۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث کو منع فرماتے تو ان مہاجرین و انصار سے حدیث کی کتابت ثابت ہونی ناممکن تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر نثار تھے جس کی شہادت کئی بار قرآن میں اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ پ ۱۱ ۲۔ ترجمہ۔ اور سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجر اور انصار اور وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین و انصار کی پیروی کی پُورے طور سے اللہ تعالےٰ ان سب سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوگئے (کہ انعام دیئے فتوحات دیئے ایمان اسلام میں کامل کیا اور قیامت تک رہنے والی سرداری دی) اور مقرر کردیں ان سب کے لئے اللہ تعالےٰ نے بہت سی جنتیں۔ جن کے نیچے (اندر) نہریں جاری ہیں۔ وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے۔

اور وہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ فرمایا۔ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ پ۴ ۱۳۔ جس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی پیروی و اطاعت کی اللہ پاک اُن کو جنت والی نہروں میں ہمیشہ رکھیگا۔ اس لئے یہ کہنا کہ حضور اکرم نے حدیث بیان کرنے یا لکھنے کو منع فرمایا تھا حضور اکرم پر اتہام۔ اور مہاجرین و انصار پر نافرمانیِ رسول کی تہمت ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) ممانعت صرف قرآنی الفاظ کے ساتھ لکھنے کی تھی جیسا کہ مسلم شریف کی تمام شرحوں میں موجود ہے یہاں طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا گیا۔ اور پھر ہم پرویز اور منکرین حدیث سے پوچھتے ہیں کہ جب آپ حدیث کے منکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی پر عمل کرنے سے بالکل محروم ہیں تو آپ کو کوئی آیتِ قرآنی "تلاش کر کے حدیث کی کتابت اور حفظ کی ممانعت پر لانی چاہئے تھی لیکن یہ تو آپ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ قرآن پاک میں تو کئی جگہ حدیث شریف کی تعریف کی گئی ہے اور منکرینِ حدیث کو خدا تعالےٰ اور رسول اللہ کا نافرمان بتا کر جہنمی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ پ۴ ۱۳۔ سورہ نساء۔ ترجمہ۔ اور جو آدمی نافرمانی کرتا ہے یا کریگا اللہ تعالےٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسول کے ضابطوں (طریقوں) سے تجاوز کریگا (خلاف کریگا) اللہ تعالےٰ اس کو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رکھیگا۔ اور اس کے لئے بڑا ہی سخت عذاب ہے۔ پھر فرمایا مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۔ پ۲۹ ۱۲۔ سورۂ جن۔ ترجمہ۔ جو شخص نافرمانی کرتا ہے یا کریگا اللہ تعالےٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یقیناً اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے وہ ہمیشہ

ہمیشہ اس آگ میں رہیگا۔ ناظرین کرام! آپ انصاف کیجئے کیا مہاجرینؓ انصار کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا وہم وگمان بھی ممکن ہے۔ وہ تو فرمانبردار اور ہمیشہ ہمیشہ جنّتی ہیں۔ ان تمام صحابہ کبار۔ اہل بیت کا حدیث شریف کی ہمیشہ روایت کرنا اور اس پر عمل کرنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ کیونکہ خدائے پاک نے حضور کو اسی لئے بھیجا تھا کہ دُنیا آپ کی حدیث پر عمل کرکے میری رضامندی کا ثبوت دے اور جنّت کی حقدار بنے۔ اگر قرآن پر بنی کریم کی پیروی کے بغیر عمل کرنا ممکن ہوتا تو خدائے تعالےٰ اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول کی اطاعت کی قید نہ لگاتا۔ اور نہ اپنے گناہ اور نافرمانے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ اور نافرمانی کا ذکر کرتا۔ پس ہر عقلمند یہ یقینی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ خدا کی اطاعت کا نام قرآن پر عمل کرنا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے معنی حدیث پر عمل کرنا ہی ہوسکتا ہے۔ لیکن ہم پہلے بیان کرچکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہی قرآن پاک کا صحیح مطلب ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث۔ اُسوۂ حسنہ پر عمل کرکے قرآن کریم کو ماننا اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت کرنا ثابت ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق حدیث پر عمل نہ کروگے تو یہ قرآن کی مخالفت خدا کی نافرمانی ہوگی اور اس کی سزا دائمی دوزخ ہے۔ قرآن پاک اپنے ماننے والوں کو اپنے عمل حدیث کی طرف کس کس طریقے سے حکم کرتا ہے۔ لیکن افسوس ان بے دینوں پر جو کافروں۔ نفس پرستوں کو خوش کرنے کے لئے حدیث شریف۔ اُسوۂ حسنۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرکے قرآن پاک کی توہین کررہے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف قرآن پاک کا مفصّل بیان ہے۔

قرآن پاک حدیث کے یقینی ہونیکا گواہ ہے فرمایا اللہ پاک نے وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ

اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًاۚ پ۲۸ ۱۹۔سُوْرَۃُ تحریم۔ ترجمہ۔ اور جب
چپکے سے بیان کی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی سے ایک حدیث۔
فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ پھر جب بی بی نے وہ بات کسی پر ظاہر کر دی وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ
تو ظاہر کر دیا اللہ نے اپنے رسول پر۔ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ م بَعْضٍ۔
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بی کو ظاہر کرنے کی تھوڑی سی خبر دی۔
پھر جب وہ ظاہر کرنے کا حال بتا چکے قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا۔ تو بی بی نے
کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ آپ کو اس کی خبر کس نے دی۔ قَالَ
نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ پ۲۸ ۹۔سُوْرَۃُ تحریم۔ ترجمہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو بہت علم والے۔ اور بڑے خبر وارنے بتا دیا ہے۔
(اللہ تعالےٰ نے) ناظرین کرام! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکالمہ۔
بات چیت حدیث شریف ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آپ کی نظر کے سامنے ہے۔
یہ بھی آپ نے جان لیا۔ یقین کر لیا۔ کہ خدائے پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو خاص طور سے قرآن پاک کے علاوہ بھی بتایا۔ کیا کوئی چکڑالوی قرآن کی
کسی آیت سے وہ حدیث جس کا ذکر آپ نے قرآن شریف میں دیکھا بیان کر سکتا
ہے؟ یہ ظالم حدیث کا ثبوت قرآن میں دیکھتے ہوئے بھی حدیث کے منکر ہیں اب تو
آپ نے سمجھ لیا کہ یہ تو سرے سے قرآن شریف ہی کے منکر ہیں یہ مسلمانوں کو اسلام
سے جدا کر کے کافر بنانے کے لئے اہل قرآن کا سائن بورڈ لگائے پھرتے ہیں کیونکہ
اس صورت سے قرآن پاک کی آیتوں کے ذریعے مسلمان ان کے فریب میں جلدی
سے پھنس جاتے ہیں۔ وہ بیچارے تو قرآن کے نام پر مرتے ہیں انہیں یہ معلوم
نہیں کہ یہ بیدین مُنکرینِ حدیث حقیقت میں مُنکرِ قرآن ہیں۔ قرآن کو جھوٹا بے
اعتبار ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ان بیدینوں کا فریب بھی انگریزی پالیسی ہے جن پر

۹ اس قرآنی حدیث کی ساری کیفیت حدیثوں میں ہے

قرآن پاک نازل ہوا۔ ان کو اور ان کے ساتھیوں کے عمل حدیث کو غلط بتاکر۔
اپنے کو ان سے زیادہ قرآن کا دوست جتاتے ہیں۔ بیچارے کچھ تو قرآن کے صحیح ترجموں
اور حدیثوں سے ناواقف لوگ ان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ اور کچھ نفس کے غلام۔
خواہشات کے فرمانبردار۔ عبادات اور نیکیوں سے بھاگنے۔ نماز۔ روزے۔ زکوٰۃ
قربانی۔ حج عمرہ وغیرہ فرائض سے بچنے کے لئے ان کی بکواس تسلیم کرلیتے ہیں۔ اب
ذرا ان قرآن کے سمجھنے کے مدعیوں سے پوچھئے کہ بتاؤ۔ وہ بات کیا تھی جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بی کو حدیث شریف کے ذریعے بتائی تھی۔ اور ان بی بی جی
نے کس کو بتادی تھی۔ اور پھر رسول اللہ نے اس میں سے کون سی بات بیوی کو
بتائی اور کونسی نہ بتائی۔ اور وہ بات ایسی ہے جس کو خدائے تعالےٰ ہی نے محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کیا۔ یعنی خدا کی بتائی ہوئی بات ہے جس کی شہادت قرآن دے
رہا ہے۔ مگر نہ وہ بات قرآن نے کھول کر بیان کی نہ قرآن نے اس آدمی کا ذکر کیا جس کو
حضورؐ کی بیوی نے بتائی تھی۔ فقط حدیثوں کی کتابوں ہی میں وہ پوری بات اور حضورؐ
کی بی بی نے جس کو بتائی اس کا نام صاف صاف موجود ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ
حدیث بیان کرنا حضورؐ کی عادت تھی۔ اور خدا کے نزدیک حضورؐ کی یہ عادت اتنی،
پیاری تھی کہ اپنے نبیؐ کی پوشیدہ بات کو بھی پوشیدہ رکھا اور جو دُنیا کو سمجھانے کے لئے
بھی بتائی تھیں وہ بھی پوشیدہ رکھکر نبیؐ کریم ہی کو بتادیں تاکہ آپ ان کے موقع محل پر
بیان فرمادیا کریں اور اسی لئے آپ کی حدیثوں پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض کر
دیا کہ وہ قرآن کے صحیح مطلب کو حضور اکرم سے سُنکر اس پر عمل کرے۔ اور خود اپنی
جہالت اور بیوقوفی سے غلط سلط ترجمے کرکے گمراہ نہ بنے۔ اگر ہر شخص عربی جان کر قرآن
کریم کا صحیح مطلب اور اصلی مقصد معلوم کرسکتا تو پھر نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
اور آپ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا لازم اور ضروری قرار کیوں دیا جاتا۔ بلکہ اللہ پاک

نے خود فرمادیا کہ قرآن اُسی کو فائدہ دیتا ہے اسی کی ہدایت کرتا ہے جو قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے سمجھتا ہے۔ فرمایا اللہ پاک نے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی قرآن پرہیزگاروں کی ہدایت کرتا ہے يُضِلُّ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ یعنی قرآن کے ذریعے سے خدا ان کو گمراہ کرتا ہے جو نبیؐ کریم کا راستہ چھوڑکر گمراہی چاہتے ہیں۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے قرآن کی ہدایت طلب کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حدیث۔ اُسوۂ حسنہ رسولؐ کے منکرین کے لئے قرآن گمراہی کا ذریعہ ہے کہ قرآن ان کو ہدایت سے محروم رکھکر دوزخی بنانا چاہتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یا ایّھا العاقلون۔

پرویز نے قرآن پاک کی آیتوں کا انکار کیا اور رسالت کا بھی

پرویز اور ان کے ساتھیوں کا سب سے بڑا گناہ اور اسلام کی مخالفت یہ ہے کہ وہ آیات قرآنی کا نہایت زور و شور اور آزادی سے انکار کرتے ہیں اور اُس انکار پر ضد اور ہٹ یعنی اصرار بھی ہے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں کہ:-

> باقی رہا یہ کہ ہم رُشد و ہدایت حاصل کرنے کے لئے مُرشد۔ ہادی کی تلاش کرتے ہیں سو یاد رکھئے کہ ہدایت قرآن میں آچکی۔ ظاہر باطن شریعت طریقت سب کچھ وہی ہے۔ خدا سے ملنے کا راستہ بھی وہی ہے۔ جسے خدا نے صراطِ مستقیم کہا ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چور دروازہ نہیں ہے جس کے راستے کوئی دوسرا خدا تک لے جائے۔ اِس کے علاوہ اور کوئی راز نہیں جو حضورؐ خفیہ خُفیہ کسی ایک کو بتا گئے ہوں کہ یہ چیز تبلیغ رسالت کے منافی تھیں جس کے حضورؐ مامور (حکم دے گئے) تھے۔ حضورؐ کو ارشاد تھا کہ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ یعنی جو کچھ تم پر نازل کیا جاتا ہے اُسے لوگوں تک پہنچا دو۔ چنانچہ حضورؐ نے یہ سب کچھ پہنچا

دیا۔ اور آپ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں اس کا اقرار بھی کر لیا۔ کہ آپ نے سب کچھ پہنچا دیا ہے۔ اس کے بعد یہ عقیدہ رکھنا کہ حضورؐ نے مغزِ دین عوام تک نہیں پہنچایا تھا۔ بلکہ وہ چپکے چپکے خواص کو بتایا تھا جو پھر اسی طرح آگے منتقل ہوتا رہا۔ حیرت ہے کہ لوگوں (مسلمانوں) کی سمجھ میں اتنی بات بھی نہیں آتی اور یہ عقیدہ رکھے جا رہے ہیں کہ دین کا ایک حصّہ۔ جو درحقیقت اصلِ دین ہے لوگوں سے چھپا کر چپکے سے کسی کے کان میں کہہ دیا۔ وہ کانوں کان آگے چلا آرہا ہے۔ اب اس عبارت کو اس سے پہلی صـ۲۲ والی عبارت کو ملایئے۔ کہ اب اُس حصّے کو لیجئے جسے عام طور پر دین کا دوسرا جُزو قرار دیا جاتا ہے یعنی مجموعہِ احادیث۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ بھی اسی طرح یقینی ہے جس طرح قرآن کریم ہے۔ پھر صـ۲۴ پر لکھتے ہیں کہ اگر احادیث بھی جُزوِ دین ہوتیں تو کیا رسول اللہ ان کی حفاظت کا کچھ انتظام بھی نہ کرتے۔ اور پھر صـ۲۵ پر خود اقرار بھی کرتے ہیں کہ۔ ۱؎ پندرہ سو صحابہ کے نام۔ (۲) مکتوبات جو حضورؐ نے اُمراء و سلاطین کے نام لکھے۔ (۳) تحریری احکام۔ فرامین۔ معاہدات وغیرہ (۴) کچھ حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت علیؓ۔ حضرت انس نے قلمبند کیں۔ حضورؐ کے بعد آپؐ کے مکان سے نکلیں۔ وفات کے وقت یہ سرمایہ موجود تھا۔ پھر صـ۶۳ پر لکھتے ہیں کہ ہم خود ہی کہتے ہیں کہ چونکہ حدیث یقینی نہیں ظنّی ہیں اس لئے یہ دین قرار نہیں پاسکتیں۔ اور صـ۶۹ پر لکھتے ہیں کہ احادیث کے مجموعوں سے ہم دین کے سمجھنے میں اور جزئیات کی تشکیل میں استفادہ کر سکتے ہیں دین یہ پھر بھی قرار نہیں دیجا سکتیں یہ تمام عبارتیں طلوعِ اسلام کی پرویزی کتاب مقامِ حدیث جلد اوّل کی آپ کے سامنے موجود ہیں۔ جن میں وحی خفی۔ احادیث اور

حدیث اور وحی خفی کے سچا ماننے کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں نے ہمیشہ قرآن کی رُو سے وحی خفی۔ احادیث کو دین تسلیم کیا ہے۔

رسول اللہ ہادی اور مرشد ہیں ناظرین پُرتمکین! پرویز صاحب کی مذکورہ عبارت بغور پڑھ لی تو اب اس کی کیفیت بھی ذہن نشین کیجیے۔ یہ تو ہم آپ کو بخوبی ثابت کر آئے کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر ہدایت نہیں کرتا۔ جس طرح قرآن کے نزول کا ذریعہ۔ وسیلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی طرح قرآن سے فیضیاب ہونے کا راستہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور حدیث کی پیروی و اطاعت ہی ہے۔ تو دراصل ہادی۔ مرشد اور سچے رہبر۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کفر۔ شرک اور گناہوں کی نجاستوں سے پاک کرکے ایمان و اسلام کی نورانیت اور پاکیزگی بلکہ لطافت بھی انہیں کے صدقے اور طفیل سے حاصل ہوتی ہے جیساکہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ پ ۲۸ ۱۱۔ ترجمہ۔ وہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جس نے مبعوث فرمایا اَن پڑھوں میں بڑے مرتبے والا رسول اُنہیں میں سے (انسانوں۔ عربوں میں سے) جو ان کے اُوپر (سامنے) خدائے تعالیٰ کی نشانیاں بیان کرتا ہے۔ اور ان کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب (قرآن پاک) پڑھاتا ہے۔ اور حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ انسان اس کے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ ناظرین! اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم خدائے تعالیٰ کی آیات (نشانیاں) بتاتے ہیں جو قرآن کے علاوہ ہیں۔ اور آپ ہی لوگوں کو گناہوں سے پاک کرتے ہیں جہالت

وکجروی سے بچاتے ہیں اور پھر کتاب اور حکمت بھی پڑھاتے ہیں۔ کتاب سے مراد قرآن پاک اور حکمت کے معنی قرآن کی باریکیاں۔ مسائل۔ احکام تشریعی شریعت طریقت۔ حقیقت اور معرفت وغیرہ خدا تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔ کیا اتنی چیزوں کے بتانے پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہادی۔ اور مُرشد نہیں ہیں؟ افسوس ہے ان منکرانِ حدیث پر کہ جس کو خدا حقیقی ہادی فرماتا ہے یہ اس کو اور اس کی حقیقی پیروی کو چھوڑ کر گمراہ بنے ہوئے ہیں۔ پھر یہ تمام خدائے تعالیٰ کی نشانیاں اور حکمتیں جن چیزوں میں کامل طور سے مل سکتی ہیں وہ حضور کی ذاتِ گرامی۔ اور ارشادات و اعمال سامی ہیں جن کو حدیث کہتے ہیں۔ تو اب یہ مجبوراً ماننا پڑیگا کہ حدیث بھی ہادی اور مُرشد اور راہنما ہیں۔ یہ اہلِ قرآن جس کو چور دروازہ کہتے ہیں یہی قرآن پاک ہے جس کے الفاظ میں وہ تمام نشانیاں۔ حکمتیں۔ روحیں رسالت۔ نبوت وغیرہ ہیں مگر اُس کے لئے ہیں جس کا منصب اور مرتبہ ان سب کا بیان کرنا اور سکھانا ہے۔ ہاں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ایمانِ اصلی سمجھا وہ مذکورہ تمام صفاتِ قرآنی کے فیوض سے فرحت اندوز ہیں۔ سورج تو دُنیا میں نور پھیلا رہا ہے۔ نور کی چادریں تمام فضائے ارضی وسماوی پر پھیلی ہیں۔ مگر جس کی آنکھوں میں نور نہ ہو اُسے کیا خبر۔ اسی طرح جن کی آنکھوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا نُور نہیں وہ قرآن سے بالکل بے بہرہ ہیں اس میں قرآن کی طرف سے قصور نہیں بلکہ اس محروم کا قصور ہے کہ اس کا اہل یا فائدہ حاصل کرنے والا نہ بن سکا پھر پرویز صاحب نے کہا کہ جو کچھ رسول اللہ کو خدا نے دیا تھا وہ سب دیدینا اور پہنچا دینا ان کا فرض تھا۔ تو حضور نے کامل طور سے اس کو ادا کر دیا۔ حدیثوں میں دین کی وہ تمام دولتیں اور ایمان کے تمام خزانے بھرے پڑے ہیں جو سلطانِ شریعت معرفت اور قرآن شریف کے معلم نے عطا فرمائے۔ جن کے مجموعے کو پرویز بھی حدیث کہتا ہے۔

اور پرویز نے خود بھی اقرار کیا کہ حجۃ الوداع میں حضور نے خطبہ میں فرمایا کہ میں سب کچھ دے چکا۔ یہ خطبہ اور حجۃ الوداع کا ذکر خیر بھی تو قرآن پاک میں نہیں حدیثوں ہی میں ہے اگر حدیث محفوظ نہ ہوتی تو میاں پرویز صاحب تک کیسے پہنچتی عقلمند را اشارہ بس است اور فرمایا اللہ پاک نے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ پ۲۸ ۔ ا سورۂ صف ۔ ترجمہ ۔ وہ ہے اللہ تعالےٰ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ (رسول کو) اس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرک لوگ کتنے ہی ناخوش ہوں ۔ ناظرین! ہدایت جس کے ذریعے سے ہو اسی کو ہادی کہتے ہیں۔ اور جو حق دین صراط مستقیم بتائے اسی کو مرشد و راہنما کہتے ہیں یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل طور پر تھیں لیکن پرویز اس کے منکر ہو کر ارتکاب شرک میں خوش ہیں۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی اور مرشد نہ مان کر قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔ اور حضور کی ہدایت اور صراط مستقیم سے انحراف کرکے مشرک بنتے ہیں۔ اللہ پاک ان کو اور ان کے ساتھیوں کو ایمان بخشے۔ آمین۔

حدیث شریف قرآن کریم کی طرح یقینی ہے

برادران اسلام اور منصف ناظرین۔ آپ غور تو فرمائیے۔ کہ قرآن کریم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یا ان کے قلب مبارک پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے یا بے واسطے بطور القاء علی القلب اترا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خدا سبحانہ قدوس اور جبرائیل علیہ السلام کے سوا کسی انسان کو معلوم نہیں تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ یا کسی بھی گھر والے یا دوست سے فرمایا کہ مجھ پر خدا کا کلام نازل ہوا ہے۔ تو آپ کا یہ فرمانا کہ مجھ پر اس طرح قرآن پاک فلاں آیت یا سورت فلاں فرشتے کے ذریعے یا دل پر

اتری۔ صرف حضور اکرم کا ارشاد یعنی حدیث ہے۔ اگر آپ کی مذکورہ حدیث پر یقین کامل نہ ہوتا تو وہ آپ کے اس کہنے کو کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے کس طرح باور کرتا مانتا۔ تو عقلاً قرآن پاک کو کلام خدا بتانے والی بات۔ حدیث۔ قرآن پاک پر ایمان لانے کے لئے قرآن پاک سے پہلے یقینی تسلیم کرنی پڑی۔ پھر اُن کی زبان سے نکلے ہوئے مُنہ سے بتائے ہوئے کلام خدا کو قرآن۔ یا فرقان جو کچھ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ماننا پڑا۔ اور جن لوگوں۔ کافروں مُشرکوں۔ ابوجہل۔ ابولہب وغیرہ ہم نے حضوؐر کے ارشاد و حدیث پر یقین کامل نہیں کیا وہ قرآن پاک کو کلام خدا تسلیم کرنے سے محروم رہے۔ یہ تو حدیث شریف کے قرآن پاک سے پہلے اور زیادہ یقینی ہونے کی عقلی دلیل تھی جس سے معمولی سمجھدار انسان بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اب رہا نقلی ثبوت تو وہ قرآن کی آیتیں جن میں حدیث بیان کرنے کا حکم بار ہا قرآن میں موجود ہے اور وہ آیت جو سورۂ تحریم کی پیش کی گئی وہ حدیث بیان کرنے کی سچی گواہ ہے۔ اور صحابہ کبار۔ اہلبیت اطہار۔ مہاجرین و انصار جن کی تعریفوں اور صداقتوں کی مفصل آیات قرآنی آپ پہلے اس کتاب میں پڑھ چکے ہیں وہ حدیث شریف کے بیان کرنے والے ہیں جس کا اقرار پرویز کی کتاب میں پرویز نے خود کیا ہے۔ اور پھر حدیث کے بیان کرنے والے تمام مہاجرین و انصار ہیں دو چار دس پانچ نہیں بلکہ ہزاروں ہیں جیسا کہ آپ کو پرویز کے اُستاد اسلم صاحب جیراجپوری کی تحریر سے معلوم ہوا جو موطا امام مالکؒ کے متعلق آپ نے اسی کتاب کے پہلے صفحات میں پڑھ لی۔ یہ تمام نقلی شواہد گواہ ہیں اس بات کے کہ حدیث یقینی ہے۔ اس کو ظنی۔ غیر یقینی کہنا یا سمجھنا عقل و نقل۔ قرآن و اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن پاک کے مطابق کسی امر یا معاملے۔ تحریر تقریر بیع و شرٰی وغیرہ کی تصدیق اور یقینی ہونا دو چار گواہوں پر ثابت ہوتا ہے تو حدیث کے یقینی ہونے پر تو لاکھ لاکھ اور تمام مسلمانان و بزرگان دین گواہ ہیں۔

حدیث شریف کے یقینی ہونے پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما کی شہادت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب انصاف کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں وَعَنْ شُرَيْحٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلَيْهِ اِنْ جَاءَكَ شَيْءٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَاقْضِ بِهٖ - وَاِنْ جَاءَكَ مَا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَانْظُرْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْضِ بِهَا

ترجمہ:۔ قاضی شریح نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم۔ فرمان بھیجا کہ قاضی شریح اگر تم سے کوئی ایسا مسئلہ دریافت کیا جائے جو صاف صاف قرآن میں ہے تو تم اس کا فیصلہ قرآن پاک سے کرو اور اگر ایسا مسئلہ آئے کہ قرآن میں معلوم نہ ہو تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے مطابق فیصلہ کرو۔

ناظرین! شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کے دین ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ صحابی کا حکم اور فیصلہ تحریر فرماتے ہیں۔ اگر حدیث ظنی ہوتی یقینی طور پر دین نہ ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے مطابق فیصلوں کا حکم نہ فرماتے۔ اب ہم شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے فرزند دلبند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی لکھتے ہیں اس کو غور سے پڑھ کر حدیث کے یقینی ہونے پر ایمان قائم رکھئے۔ ملاحظہ فرمایئے فتاوے عزیزیہ کے صفحہ ۱۵ پر یہ عبارت ہے

سوال شخصے کہ از حدیث شریف منکر شود چہ حکم دارد۔ ترجمہ۔ ایک آدمی حدیث شریف سے انکار کرتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

جواب۔ انکار حدیث چند احتمال دارد اوّل آنکہ تمامی احادیث را انکار کند ایں خود کفر است۔ دوم آنکہ حدیث متواتر بے تاویل را انکار نماید ایں انکار ہم کفر است سوئم آنکہ حدیث صحیح را کہ از احاد باشد محض بہوائے نفسانی نظر بر ایں کہ ایں حدیث منافی طبع یا خلاف مصلحت دنیوی است ایں گناہ کبیرہ و ایں منکر بھتیح بدعتی

ترجمہ۔ حدیث کے انکار کی کئی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ تمام حدیثوں کا انکار کرتا ہے یہ بالکل کفر ہے دوسری یہ کہ متواتر بے تاویل حدیث کا انکار کرتا ہے یہ بھی کفر ہے تیسرے یہ کہ صحیح حدیث جس کا راوی ایک یا دو ہوں۔ صرف اپنی خواہش کے سبب طبیعت کے موافق یا دنیاوی پالیسی کے خلاف سمجھ کر انکار کرتا ہے یہ انکار گناہ کبیرہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور یہ تیسرا منکر بدعت سیئہ کا جاری کرنے والا بدعتی ہے۔

ناظرین۔ حدیث یقینی طور پر دین ہے۔ اسی لئے حدیث شریف کا انکار کفر ہے۔ اگر حدیث دین یا دین کا جزو نہ ہوتی تو اس کا انکار کفر نہ ہوتا۔ شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحبان وہ بزرگ محدثین ہیں کہ دنیا کے تمام مسلمان ان کے فتووں پر عمل کرتے ہیں۔ اور ان کو قرآن۔ حدیث اور دینی مسائل کا حجۃ عالم مانتے چلے آتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ منکرین حدیث کافروں کے پھندوں سے بچیں اور مسلمانوں کو بچائیں۔ بتایئے جو آدمی خدائے تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار اور چودہ سو برس کے بزرگان دین کے کہنے پر بھی حدیثوں کو سچا نہیں سمجھتے وہ ایک ناقص العقل عورت یعنی اپنی ماں۔ والدہ کے کہنے پر کس طرح یقین کرتے۔ اور ماں کے کہنے سے اس آدمی کو اپنا باپ سمجھتے ہیں جس کے متعلق ان کی ماں کے سوا کوئی گواہ نہیں ہے۔ عقلمندوں کو غور کرنا چاہئے کہ بد گمانی کا میدان وسیع ہے۔ اب پرویز صاحب کا ذطیفہ بھی سنئے وہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہوں یا صحابہ نے سمجھنے میں غلطی کی ہو چونکہ وہ تھے تو انسان ہی غلط جھوٹ بول سکتے ہیں مگر کیا عام عورتیں بھول چوک اور غلطی نہیں کر سکتیں

پرویز نے حدیث بخاری شریف پر جھوٹی تہمت لگائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا کہا	**تہمت ۱**۔ مقام حدیث جلد اول ص ۲۲ پر نکلتے ہیں۔ لیکن جب بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آتی کہ

حضرت ابراہیمؑ نے تین مرتبہ جھوٹ بولا۔ تو چونکہ حدیث کو جزو دین قرار دیا گیا ہے اس لئے اس کا تسلیم کرنا مجھ پر لازم ہوگیا۔ اگر صحیح تسلیم نہیں کرتا تو حدیث کے متعلق شک کرنے کے جرم میں ماخوذ ہوتا ہوں۔ اگر اس کی صحت پر ایمان لاتا ہوں تو خدا کے ایک برگزیدہ نبی کو (معاذ اللہ) جھوٹا سمجھنے پر مجبور ہوتا ہوں۔

جواب تہمت:۔ ناظرین کرام کسی چیز کا حسن و قبح جاننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے متعلق خدائے تعالیٰ کا ارشاد دیکھیں۔ چونکہ وہی سب کا خالق اور مالک، اچھائی برائی کا جاننے والا ہے۔ جس کو خدائے تعالیٰ جائز اور حلال کر دے۔ وہ حسین ہے اور جس کو وہ حرام کر دے وہ قبیح ہو جاتی ہے۔ خلاف واقع امور کو منہ سے نکالنا عرف عام میں جھوٹ کہلاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کسی واقع امر کے متعلق جو نہیں ہوا سچ کہدے تو یقیناً سچ یا جائز ہے۔ اور اگر کسی واقع نفس امری اور سچی بات کو جھوٹ کہدے تو یقیناً وہ جھوٹی بری ہوگی۔ جھوٹ وہ برا ہے جس کو خدا برا کہے۔ اور سچ وہ اچھا ہے جس کو خدا سچ اور اچھا فرمائے۔ سعدی صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

نہ بر حکم شرع آب خوردن خطاست ٭ وگر خون بفتوٰی بریزی رواست

یعنی شریعت کے حکم اور اجازت کے بغیر پانی پینا بھی جائز نہیں ہے (جیساکہ رمضان کے دنوں میں) اور شریعت کے حکم سے تم کسی کا خون بھی کردو تو جائز ہے جیسے قصاص وغیرہ میں بلکہ جہاد میں تو دشمن کافروں کو قتل کرنا تو جہاد ہے اور اگر جہاد میں مسلمان مرجائے تو دائمی نجات اور حیات کا باعث ہے۔ لیکن افسوس پرویز نے اس قاعدہ کلیہ کو پس پشت ڈال کر خدا کے ایک برگزیدہ نبی کی اس بات کو جو بظاہر ہیں لوگوں کو واقعے خلاف معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ حدیث شریف اعلیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

مبارک کی ہے پھر بھی اس کو جھوٹ۔ یعنی حرام کہدیا۔ حدیث بخاری شریف میں یہ الفاظ کہیں نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام جھوٹے تھے (نعوذ باللہ) ہر خلاف واقع بات خدا کے نزدیک جھوٹ نہیں۔ اور نہ ہر واقعی بات خدا کے نزدیک سچ ہے دونوں کی مثالیں قرآن شریف سے لیجئے۔ فرمایا اللہ پاک نے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ پ۱۴۔ ۲۰۔ سورۂ نحل۔ ترجمہ جس نے انکار کیا اللہ تعالےٰ سے ایمان لاتے کے (اقرار کرنے کے) بعد۔ اُس پر اللہ پاک کا غضب ہے اور اس پر بڑا عذاب ہے (یہ ترجمہ آیت کے آخری سزا والے حصّہ کا سمجھنے کے لئے پہلے کر دیا ہے) لیکن جس آدمی نے زبان سے خدا کا اِنکار کیا اور اس کے دِل میں خدا پر ایمان اور یقین کامل ہے اس کا دل اللہ کے ساتھ اطمینان سے ہے۔ تو وہ جھوٹا نہیں نہ وہ کافر ہے۔ ناظرین حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بھی کسی مجبوری سے تین بار بیس واقع کے خلاف باتیں فرمائیں مگر وہ در اصل جائز اور درست تھیں بخاری شریف میں حضرت ابراہیمؑ کو سچا ثابت کرتے کے واسطے وہ روایت بیان کی ہے مگر پرویز وغیرہ انبیاء علیہ السلام کے جانی دُشمن ہیں اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السّلام جیسے بزرگ نبی کو جھوٹا کہتے ہوئے بھی کچھ شرم نہیں کی بلکہ اس انداز سے کہا کہ گویا یہ اُن کی تعظیم کرتے ہیں۔ پھر اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے متعلق تین بار ایسے الفاظ کہنے کی خبر دی ہے جو واقع کے خلاف تھے فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ۔ پھر فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ۔ پھر فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ پ۷۔ ۱۵۔ سورۂ انعام۔ ترجمہ اور اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آسمانوں میں کی مخلوقات دکھائی تاکہ وہ ایماندار بن جائیں۔ پھر جب اُن پر رات کا اندھیرا چھا گیا تو ابراہیمؑ نے ستارہ کو دیکھا

ابراہیمؑ نے کہا یہ میرا رب ہے۔ پھر جب چاند کو روشن دیکھا تو ابراہیمؑ نے کہا یہ چاند میرا رب ہے۔ پھر جب سُورج کو بہت روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ یہ سورج بڑا ہے۔ ناظرینِ کرام! پرویز جیسے نادان۔ اسلام سے نفرت پھیلانے والے حدیث کے منکروں کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ کا ستارے، چاند۔ اور سورج کو رب کہنا خلافِ واقعہ جھوٹ ہے نعوذ باللہ) اور پھر ستارے۔ چاند۔ اور سورج کو رب ماننا (نعوذ باللہ) شرک ہے کیونکہ غیر خدا کو رب کہدیا۔ لیکن خدائے قدوس کے نزدیک یہ دونوں باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پکّے ایمان اور ایقان کا باعث بلکہ نشانی بتائی گئی ہیں۔ جیساکہ خود اللہ پاک نے اس کا ثبوت دیا۔ فَلَمَّآ اَفَلَتۡ قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ پ ۷ ع ۱۵ سورۂ انعام۔ پھر جب سُورج ڈوب گیا (چھپ گیا) تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے قوم میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں (کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جو توبہ بغیر معاف نہیں ہوتا) میں نے تو اپنی دلی توجہ اُس خدائے قدوس کی طرف کرلی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اس کا فرمانبردار ہوں اور میں مشرک نہیں ہوں۔ ناظرینِ کرام! آپ کو معلوم ہوگیا کہ جیسے قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلافِ واقعہ اقوال کو ایمان اور یقین فرمایا گیا اسی طرح بخاری شریف کے حضرت سارہؓ والے واقعہ کو حضرت ابراہیمؑ کی صداقت اور ایمانِ کامل کی دلیل سمجھنا چاہیئے اس کو کذب یا جھوٹ کہنا یا سمجھنا قرآن پاک بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔ حضرات میں نے حدیثوں کا سچّا مفہوم اور صحیح مطلب سمجھانے کے لئے دہلی میں ہر باب کی حدیثیں ایک جگہ اُردو ترجموں کے ساتھ کتابی صورت میں چھپوائی تھیں اور اسی طرح تمام کامل احادیث کو اشاعت و تبلیغ اور منکرینِ حدیث کے فریبوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے میں مفت تقسیم کرتا تھا۔ مگر افسوس کہ بائیس سن چھیالیس

حدیث کے ترجموں کی کتابیں مجھ کو دہلی ہی میں دشمنانِ دین کی بے ادبی کے خیال سے جلدیں بند ھوا کر دہیں تقسیم کرنی پڑیں، اور یہ اشاعتِ حدیث اور عام مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی حدیث شریف سے فائدہ پہنچانے کا ذریعہ بند ہو گیا۔ خدا کے فضل سے وہ تمام ترجمے یعنی حدیثی کتابوں کا ایک سٹ میرے پاس موجود ہے۔ ناظرین میں سے اگر کسی بھائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور خدا کے لاڈلے مسلمان کو دین کی تبلیغ کا خیال ہو تو صرف ایک ہزار روپیہ سے یہ کام پھر جاری کر سکتا ہوں۔ یہ سب سے بڑی مبارک دین کی خدمت اور صدقہ جاریہ ہے۔

آپ کا دعا گو سیف الاسلام دہلوی ۲۱ پیر تلی نالہ [illegible]

پرویز کا بخاری شریف پر بدترین اعتراض اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین

پرویز صاحب مقام حدیث جلد اول کے صـ۲۳ـ پر لکھتے ہیں کہ:-

جب آپ بخاری شریف کی اس حدیث کو پڑھیں گے کہ جب ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تو آپ کو اس واقعہ کو صحیح ماننا پڑیگا۔ کیونکہ اس میں شک کرنے سے آپ دین پر شک کر رہے ہیں۔ اس سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ دُنیا کی دوسری ظنی (غیر یقینی) چیزوں کے تسلیم کرنے میں اور ایسی ظنی چیز کے تسلیم کرتے میں جسے آپ کے دین کا جُزو قرار دیا گیا ہو کتنا بڑا فرق ہے۔ ہم خود یہی کہتے ہیں کہ چونکہ احادیث یقینی نہیں ظنی ہیں اس لئے یہ دین قرار نہیں پا سکتیں۔ ان کی حیثیت تاریخ کی ہے۔ اور تاریخ تنقید سے بالاتر نہیں ہوتی۔

ناظرین! یہ تھی پرویز صاحب کی عبارت اب ذرا اس کا مُنہ توڑ جواب

صرف قرآن پاک سے سُنیئے اور پڑھیئے۔ فرمایا اللہ تبارک تعالےٰ نے اَلَّا تَتَّبِعَ
اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ ۝ قَالَ یَابْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ پ۱۶
سورۂ طٰہٰ۔ ترجمہ (حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون
علیہ السّلام سے) کہا اے ہارون تو نے میری فرمانبرداری نہیں کی۔ کیا تو نے میرا
حکم ٹال دیا۔ اور یہ کہکر حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام نے حضرت ہارون کی داڑھی اور
سر کے بال پکڑ لئے تو حضرت ہارون علیہ السّلام نے کہا۔ اے پیارے بھائی میری
داڑھی اور سر کو نہ پکڑو۔ ناظرین یہ قرآن شریف کا بیان ہے۔ بتایئے یہاں حضرت
موسیٰ علیہ السّلام نے اپنے بھائی کی داڑھی اور سر کے بال پکڑے۔ یہ منکرین حدیث
کہتے ہونگے حضرت موسیٰؑ نے ادب تہذیب کے خلاف عامیانہ طریق پر جھگڑا اور مار پیٹ
شروع کردی۔ (نعوذ باللہ) بلکہ اس قسم کے واقعات اور حالات انبیاء علیہ السّلام
کی شانِ نبوّت کے بیان اور نبیوں کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے بیان کئے جاتے شریعت
کے جاری کرنے کے لئے جو اقدامات بھی ضروری ہوتے ہیں انبیاء علیہ السّلام کرتے ہیں
رسُول کی شان خدا کے بعد تمام مخلوقات سے اعلیٰ وارفع ہوتی ہے۔ اس کے تبلیغی کام
میں کسی کو دخل دینا مناسب نہیں ہوتا۔ نہ نبیؐ کی اجازت بغیر کسی کو اس کام کے
وقت آکر خلل ڈالنے کی اجازت ہوتی ہے حضرت ملک الموت کا حضرتِ مُوسیٰ علیہ السّلام
کی روح قبض کرنے کے لئے آنا بھی اسی قبیل سے تھا وہ اس وقت خاص عبادت اور
راز و نیاز کی باتیں اپنے خالق و مالک سے کر رہے تھے حضرت ملک الموت علیہ السلام کو مناسب
تھا کچھ دیر توقف کرتے۔ یا یُوں سمجھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے مزاحیہ۔ دِل لگی
کے طور پر طمانچہ مار دیا تو حضرت عزرائیل علیہ السّلام نے بلے چون وچرا برداشت کرلیا تاکہ
نبی کی خوشی ہوجائے۔ نبی کی رضامندی خدا کی رضامندی ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت
فرشتے نے اپنے عمل سے دیدیا تاکہ انسان عبرت حاصل کرے اور انبیاء علیہم السّلام

ان ارشادات پر بھی بطیبِ خاطر خوشی سے عمل کرتا رہے۔ جو بعض وقت اس کے خلافِ مزاج بھی ہوں تو برداشت کرے یہ ضابطہ ہے۔

تقاضائے نظامِ حکومت

مگر پرویز صاحب نے اِس ضابطۂ نظامِ عالم کو بھی بُرا سمجھا۔ ناظرینِ کرام۔ خدا چونکہ تمام مخلوقات کا خالق و مالک ہے۔ وہ سب کی پرورش کرتا ہے اور سب کی حفاظت یا ہم آہنگی اور اتفاق کے لئے ضوابط بھی مقرر فرما دیئے ہیں۔ یہ قواعد و ضوابط ہر نوع و جنس مخلوقات میں بقدر تفاوت پائے جاتے ہیں۔ جس طرح حیوانات۔ جمادات۔ نباتات کے طریق۔ نشو و نما اور بُود میں فرق ہے اسی طرح ان کے ضوابطِ حیات میں بھی فرق ہے۔ ان کی حفاظت کے بعض قواعد تو وہ ہیں جن پر یہ تمام چیزیں فطری طور پر عمل پیرا ہیں۔ اور بعض انسانوں سے متعلق ہیں دوسرے وہ جن کا وہ خود انسان اپنی زندگی میں محتاج ہے۔ نظم و ضبط کی آراستگی اور تکمیل ہی وہ مایہ الامتیاز فرق ہے جو انسانوں کو دوسری چیزوں سے ممیز کرتا ہے۔ جس طرح انسان اپنی پیدائش اور نشو و نما میں خدائے تعالےٰ کا محتاج ہے اسی طرح ضوابط و طرق و اسالیبِ حیات کے تقرر میں بھی قانونِ خداوندی کا محتاج ہے اسی لئے ابتدا آفرینش سے ہر ملک اور قوم میں اپنے نبیوں۔ رسولوں کو مبعوث فرماتا رہا ہے تاکہ ان کو شرفِ اختصاص مرحمت فرما کر ضوابطِ حیات کی تعلیم دے اور ان کے ذریعے سے تمام بنی نوع انسان باضابطہ زندگی سے سرفراز ہوتے رہیں۔ اسی غرض سے نبیوں پر کتابیں اور صحیفے بھی نازل فرمائے کہ انسان صحائف اور کُتب کو انبیاء علیہم السلام سے باقاعدہ سیکھ کر عمل کریں اور اپنے بعد آنے والوں میں اقوال و اعمال کے ذریعے ان مبارک طریقوں کو چھوڑ جائیں۔ اور ان قواعد و ضوابط کی ضرورت محسوس اس لئے ہوتی رہی ہے کہ انسان یا حیوان۔ فاعل بالارادہ اور متحرک بالارادہ ہے۔ یہ قوانین اس کے ارادوں۔ اور طبیعتوں میں مشعلِ راہ

کا کام دیں اور اس کے اعمال جو بے قاعدگی سے مضرت رساں بھی ہو سکتے ہیں مفید اور کارآمد ہو جائیں۔ تو عقلاً ہر آدمی کو ان قواعد حیات۔ معاشرت۔ تمدن۔ سیاست اور حکومت کی پابندی لازم ہے۔ یعنی ہر آدمی۔ قوم کے ہر فرد کو اپنے مزاج اور طبائع کو ان قواعد کا پابند کرنا لازم ہے۔ مختلف طبائع افراد میں ہم آہنگی اور اتحاد کی صرف یہی ایک صورت ہے اور اگر ہر آدمی اپنی طبیعت اور خواہش کے مطابق عمل کرتا رہے تو پھر یہ بے ضابطگی اور اختلاف کہلائیگا۔ بلکہ سلاطین اور حکام کے ضوابط کے نفاذ میں بھی یہ ضروری ہے کہ رعایا اور عوام اپنی خواہشات کو ان کے مقرر کردہ قوانین پر قربان کر دیں اور اس کے خلاف کو فتنہ و فساد اور بے قانونی کہتے ہیں۔ اسی لئے انبیاء موسسین و متقنین نظام حکومت الٰہیہ مانے جاتے ہیں۔ اور دنیا کے سلاطین ان کے نائب کہلاتے ہیں۔ اگر کوئی قوم یا شخص انبیاء علیہ السلام کے احکام اور مقرر کردہ قواعد سے روگردانی کرکے اپنے تقاضائے طبیعت کی پیروی کرتا ہے تو وہ خدائے تعالےٰ اور اس کی حکومت کا باغی اور نافرمان ہے۔ بلکہ ملک اور قوم کو ہلاکت اور تباہی کی طرف بلاتا ہے۔ اور یہ بہت ہی بڑا جرم ہے۔ قانون خدا کا ہو۔ بادشاہ کا ہو۔ چونکہ وہ تمام نوع بشر۔ یا اہل ملک کے لئے مفید ہی ہوتا ہے اور اسے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ تو اس سے سرتابی کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے۔ اب اس قاعدہ کلیہ کے تحت اپنے ملک کے نئے مقنن اور قرآن فہمی کے مدعی مسٹر پرویز کی پچھلی عبارت کو یاد کیجئے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اب ہم کو اسلاف یا حدیثوں کا پابند کیا جاتا ہے کہ ہمارے دماغ بیکار۔ کان بیکار۔ اور تمام قوتیں بیکار کی جاتی ہیں۔ کونسا غضب کیا جاتا ہے۔ قواعد اور ضوابط کا منشا ہی یہ ہوتا ہے کہ افراد کی مختلف اور متضاد خواہشوں کو ایک مرکز پر لاکر مربوط مضبوط و متحد کر دیا جائے۔ افتراق۔ اختلاف اور باہمی بُعد کو دُور کیا جائے۔ اور اس نفسی خواہش نے ان کو یہاں تک مجبور کیا کہ انہوں نے قرآن پاک جیسی کتاب کو بھی لوگوں کی خواہشات اور رائے

کے تقاضوں کے سانچوں میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ ہر زمانے کے لوگ زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآن سے روشنی حاصل کرتے جائیں تو گویا ان کے نزدیک زمانہ قرآن پاک کی روشنی کے پابند نہیں، بلکہ قرآن کی روشنی یعنی اس کے احکام قواعد و ضوابط زمانے کی خواہشات کے پابند ہیں۔ سبحان اللہ کیا خدا اور اس کے کلام کا احترام نکالا ہے۔ عقلیں تو کہتی ہیں کہ لوگوں کو ضابطوں کا پابند ہونا چاہئے مگر یہ فلسفی جدید کہتے ہیں کہ قانون کو زمانے یعنی اہل زمانے کی مختلف خواہشات کا پابند ہونا چاہئے تو یہ قانون تو نہیں ہوا۔ بلکہ لوگوں کا کھلونا یا گیند ہوئی۔ جدھر کو چاہا لڑھکا دیا۔ ایسی عقل و سمجھ میاں پرویز ہی کو مبارک ہو۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مددگار اور معاونین چونکہ نئی روشنی کے ہیں۔ ڈانس، ناٹک سینما۔ بے پردگی بے حیائی۔ غیر عورتوں سے مردوں اور عورتوں کو غیر مردوں سے آزادی کے ساتھ ملنا ملانا گانے بجانے۔ عریاں۔ اور شوخ لباس زیب بدن کرکے بندگان خدا کی پُرسکون طبائع میں جوش تلاطم پیدا کرنا۔ فضول خرچی۔ خود غرضی۔ عیاشی جس کو ہماری اکثریت چاہتی ہے وہ سب جائز ہو جائیں خیر یہاں تک تو زیادہ غضب نہ تھا مگر یہ غضب ہے کہ ان کاموں کو قرآنی اور اسلامی کام بلکہ خدا رسول کی عین اطاعت کہا جائے۔ اور کوئی بھی ان کے انکار کی ہمت نہ کر سکے۔ تو یہاں خدا نے قرآن پاک اور احادیث شریف دین کے مکمل قانون کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ پرویز جیسے بندگان نفس امارہ خدا جانے کتنے فنا ہو گئے مگر چودہ سو برس سے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی حکومت خدا کے ایماندار بندوں کے دلوں پر ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ یہ حدیثوں اور ان کے بیان کردہ واقعات کا مذاق بھی اسی خباثت نفس کا ایک کرشمہ ہے۔ باضابطوں کے نزدیک تہذیب اخلاق و اعمال۔ ضبط و نظم سے ہی قائم رہتے آپ کو یقین ہو گیا۔ کہ قرآن اور احادیث میں جو چند واقعات یا معاملات ایسے ہیں جن

کو ہماری ناقص عقلیں نہیں سمجھتی ہیں دراصل وہ بھی اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں اور ان سے انکار کرنا اپنی حماقت کی دلیل۔ اور طبیعت کی کجروی کا بیّن ثبوت ہے۔

منافقوں کا سچ بھی خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ ہے

فرمایا اللہ پاک نے إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ پ۲۸ ۱۳۔ سورۂ منافقون۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جب منافق لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ خدائے تعالےٰ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ بھی جانتا ہے کہ آپ یقیناً اس کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے (خبردار کرتا ہے) کہ منافق لوگ جھوٹے ہیں۔ منافقوں نے اپنی قسموں کو اپنی ڈھال (بچاؤ کا بہانہ) بنا لیا ہے۔ تاکہ لوگوں کو ایمان سے۔ خدا کے راستے سے دور کردیں۔ ان کا منافقانہ کام بہت ہی برا ہے۔

ناظرینِ کرام۔ آپ کے سامنے قرآن پاک کی آیت موجود ہے جس میں منافقوں کی سچی بات۔ حضور اکرم صلی اللہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے بھی خدائے تعالےٰ نے جھوٹا کہا۔ کیونکہ وہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے مسلمانوں میں شامل رہ کر تمام بھید معلوم کرنے کے لئے اور خدا کے دین سے۔ اسلام سے لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے مسلمان بنے ہوئے تھے تاکہ مسلمانوں میں غلط افواہیں اور اعتراضات مندکے طریقے جاری کرتے رہیں۔ کیونکہ مسلمان غیر مسلم کی بات تو سنتے نہیں لیکن جو مسلمان کے بھیس میں آتا ہے اس کو اپنا بھائی اور مسلمان سمجھ کر اس کی باتیں سن لیتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن اور حدیث میں۔ بے تہذیبی۔ بد اخلاقی۔ بد نما۔ ناجائز اور قابلِ نفرت باتیں ثابت کریں تو دنیا کے لوگ کہیں گے کہ ان مسلمانوں کے تمام بزرگ

جو چودہ سو برس سے ہوتے چلے آئے ہیں وہ ایسی خراب اور بُری باتوں کو دین سمجھتے چلے آتے ہیں بڑے ہی بُرے لوگ تھے (نعوذ باللہ) اور پھر دین کی بھی بڑی بے عزتی ہے جس کی تعریفوں سے قرآن پاک بھرا ہے۔ آپ بالکل یقین کیجئے کہ پرویز اور ان کے ساتھی جو چودہ سو سال کے عقیدوں۔ اور حدیثوں کو تفسیروں یا دوسری دینی چیزوں کو بُرا کہتے ہیں۔ ان کی اصلی غرض یہی ہے کہ دُنیا کو اسلام سے نفرت دلائی جائے اور مسلمانوں کو گمراہ کر کے کافروں۔ مشرکوں۔ پیرس کے چھوکرے۔ چھوکریوں کے کافرانہ طریقوں کو جاری کیا جائے اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمان لوگ جو اسلام اور شریعت۔ خدائے تعالےٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہر معاملے میں پیش کرتے رہتے ہیں یہ ان کو بھول جائیں۔ اور تیرے اور میرے ان بے ایمان ساتھیوں کے غلام فرمانبردار بن جائیں جو مُلک میں انگریزوں کے تمدن۔ اور معاشرت فری رشن اور لادینی کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔ ان منافقوں نے اس کے لئے قرآن پاک کی اور کہیں حضور کی ہمدردی کے جھوٹے دعوے کئے ہیں۔ مگر عقلمند مسلمان سمجھتے ہیں یقین رکھتے ہیں کہ جس دین قرآن شریف اور حدیث شریف کو چودہ سو برس سے مہاجرین و انصار۔ تمام ائمہ و بزرگانِ دین ایمان سمجھتے چلے آتے ہیں۔ یقیناً وہی سچا ایمان ہے اور ان کے مخالف منکرینِ حدیث منافق ہیں۔ بھلا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ چودہ سو برس کے بڑے بڑے بزرگ۔ عالم۔ غوث۔ قطب۔ جھوٹے اور بیدین ہو جائیں اور یہ چند چودھویں صدی کی پیداوار انگریزوں کے پلیٹ چٹ۔ منکرینِ حدیث ان سے بہتر اور قابل بن جائیں۔ برادرانِ اسلام حقیقت میں یہ پرویز اور اس کے وہ ساتھی حدیثوں اور پہلی سب کی مانی ہوئی ایمانی اسلامی باتوں سے نفرت دلا کر بے ایمان بنانا چاہتے ہیں۔ کافروں کے پٹھو ہیں۔

منکرینِ حدیث کا حضرت امام بخاریؒ پر اتہام

مقام حدیث جلد اول کے صفحہ ۳۰۵ پر لکھا ہے کہ حدیث کو تاریخ کہنا نئی بات نہیں ہے

فنِ حدیث کے سب سے بڑے امام امام الائمہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا نام جو رکھا ہے اگر اسی پر غور کر لیا جائے تو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

حضرت امام بخاری نے اپنی کتاب کا نام الجامع صحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایامہ۔ رکھا ہے۔ ناظرینِ کرام۔ ان منکرینِ حدیث کا مکر و فریب اور جھوٹ۔ کافروں اور بے دینوں کے جھوٹ اور الزام تراشی سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم اور عقل دی ہے لفظ تاریخ کو تو آپ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بتائیے حضرت بخاری رحمۃ اللہ کی مذکورہ عبارت میں کہیں تاریخ کا لفظ ہے۔ حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کا ترجمہ تو معمولی عربی پڑھا ہوا بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ مجموعہ صحیح ہے سند مختصر سا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں کا اور ان کے ایامِ رسالت کے کاموں کا۔ دیکھئے ان منکرینِ حدیث نے کھلم کھلا۔ دن دہاڑے کیسا دھوکا دیا ہے۔ ایک حدیث کو تاریخ کہہ کر گنہگار ہوئے اور حضرت امام بخاری کے سر بھی اپنا گناہ تھوپنے کی کوشش کی۔ برادرانِ اسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات۔ اعمال اور معاملات اور اس مبارک زمانے کے صحیح عقائد۔ صحابہ کی پابندیٔ شریعت اور قرآن کریم و سنت مستقیم کی نور افشانیوں اور ضیا پاشیوں کے حالاتِ صحیحہ کی کتابوں کو اگر حدیث کے لفظ سے چڑھ کر تاریخ بھی کہو تو غرض تو یہی ہوگی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے صحابہ اور اہلبیت اور عامۃ المسلمین مہاجرین و انصار قرونِ اولیٰ کے سابقین رضی اللہ عنہم ہیں جن کے طریقوں پر چلنا قیامت تک آنے والے مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔ اُن کے طریقوں کا بیان اُن کتابوں میں ہے۔ مسلمان کے لئے اسلاف اور بزرگانِ دین کے صحیح حالات۔ افعال و اقوال اور معاملات کے علم کی ضرورت ہے اور علم یقینی وہی ہے جس کو تواتر۔ دوام اور صحتِ اسناد نے

منکرین حدیث بہتیرا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار مہاجرین وانصار کے مبارک طریقوں سے کسی نہ کسی جتن سے دور کیا جائے۔ نفرت پیدا کر دی جائے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین وانصار اور اسلاف کا وہ نور افگن اور ضیا پاش واجب العمل طریقہ صراط مستقیم ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فرماں بردار بندوں سے پانچ وقت کی نمازوں میں سینکڑوں بار کہلواتا ہے دعا منگواتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اے اللہ ہم کو سیدھے راستے پر چلا جو تیرے نبی پاک اور مہاجرین وانصار کا ہے۔ کیونکہ قرآن کی بہت سی آیات میں آپ پڑھ چکے کہ خدائے تعالےٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام صدیقین شہدا اور صالحین پر نعمتیں اور انعام نازل کئے ہیں اور جن لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے دوستوں اور گھر والوں کی پیروی کی وہ صدیق شہید اور صالحین ہیں۔ بزرگان دین کی طرف بدگمانی کرنا۔ ان کے نیک قابل تقلید مبارک کاموں میں عیب و نقص پیش کرنا اور جس طرح ممکن ہو ان کی غیبت چغلی کرنا منکرین حدیث میں سب سے بڑی عبادت سمجھا جاتا ہے ان کی بے ایمانی کے مذہب کی جڑ بنیاد یہی تمام اسلاف اور بزرگان دین داعیان الی اللہ کی غیبت ہے۔ اب آپ انصاف کیجئے کہ ان کو قرآن پاک اور خدائے تعالےٰ سے کس قدر عداوت ہے کہ اس کے مبارک واجب العمل احکام کی مخالفت ہی کو دین اور مذہب بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان بزرگان دین کی تعریفیں کن کن موثر طریقوں پیارے لفظوں سے فرماتا ہے۔

مہاجرین و انصار محدثین مجتہدین علمائے اسلام کے فضائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ پ۲۸ ع ۹۔ ترجمہ
اے مہاجرین وانصار تمام مومنو۔ ایمان لاتے ہو تم اللہ تعالیٰ۔ اور اس کے رسول پر اور
جہاد کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے۔ اگر تم غور کرو تو یہ تمہارے واسطے
بہت ہی بہتر طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور تم کو ایسی جنتوں میں
داخل کرتا ہے (یا کریگا) جن کے اندر نہریں جاری ہیں اور تم جنت فردوس کے پاک صاف
(آراستہ) مکانوں میں ہمیشہ رہوگے۔ وہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ ناظرین کرام! اس
آیت کریمہ میں تمام مہاجرین وانصار اور ان کے طریقے پر چلنے والوں کی تعریف اور ان سے
(عمداً یا سہواً اجتہاداً) گناہوں۔ غلطیوں کی معافی کی بشارت اور ہمیشہ جنت میں رہنے
کی خوشخبری بلکہ سند ہے۔ حدیثوں کے روایت کرنے اور ان پر عمل کر کے قیامت تک
آنے والے مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ پیش کرنے والے یہی بزرگان دین تھے۔ اللہ پاک نے
ان کی ہر قسم کی خطائیں اور غلطیاں معاف فرما دیں۔ لیکن یہ منکرین حدیث رات دن ان بزرگان
دین کے عیب تلاش کرنے اور اُن پر نادانی۔ بے سمجھی۔ خطا اور بھول کی تہمتیں لگانے۔ بلکہ
اُن کے مبارک طریقوں سے نفرت پھیلانے ہی کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ پاک نے
یہاں تک تو فرما دیا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ
بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ پ۲۸ ع ۹۔ ترجمہ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو
اُس کے راستے میں صفیں باندھ کر کافروں سے جہاد کرتے ہیں۔ ایسی پامردی اور استقلال سے
لڑتے ہیں جیسے سیسے کی عمارت ہو۔ ناظرین وہ اسلاف و بزرگان دین ہی ہیں جنھوں نے حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے یا صحابہ کبار و اہلبیت کے زمانے میں کافروں سے لڑائیاں
کیں اور ہر طرف اسلام کے مبارک جھنڈے بلند کئے۔ ان کی شان میں گستاخیاں کرنا۔ ان
کے کاموں اور طریقوں میں عیب نکالنا اور ان کے طریقوں سے لوگوں کو نفرت دلانا کیا
مسلمان کا کام ہو سکتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو بھی عقل اور علم سے بہرہ ور کیا ہے

خود فیصلہ کیجئے کہ جن اسلاف کی خدائے تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریفیں فرماتا ہے اور جن کی پیروی کا قیامت تک آنے والے مومنوں کو حکم دیتا ہے ان کی بے آبروئی کیا کچھ معمولی گناہ ہے۔ حاشا وکلا۔ یہ تو ایمان کی جڑ و بنیاد کو تباہ کرنے کا کام اور بہت ہی بڑا گناہ ہے جس کو ان منکرین حدیث اور اسلاف صالحین کے طریقوں سے جدا کرنے والوں نے اختیار کر رکھا ہے حکومت کا فرض ہے کہ خدا کے پیاروں کی عزت ان بے دینوں سے بچائے

اماموں مجتہدوں اور مذہبی عالموں کی تعریف اور منکرین حدیث کی مذمت

فرمایا اللہ تعالیٰ نے هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ط فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ -

پ۳ سورۂ آلِ عمران - ترجمہ۔ وہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جس نے اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ پر قرآن پاک نازل کیا قرآن کی بعض آیتیں تو صاف صاف ہیں اور وہی کتاب کی اصل (دار و مدار) ہیں۔ اور دوسری کچھ ایسی ہیں جن کا مطلب صاف نہیں ہے بلکہ مجمل (تفصیل اور تفسیر چاہنے والا) ہے پھر لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں کھوٹ (کجی) ہے وہ غیر مفصل کا مطلب بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں تاکہ لوگوں کو فتنہ میں ڈال دیں۔ اور اپنے من گھڑت (بے سر و پا معنی) بیان کرتے ہیں حالانکہ ان کا اصلی مطلب خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جو لوگ علم قرآن کے ماہر ہیں وہ کہتے ہیں ہم تو پورے قرآن پاک پر ایمان لاتے ہیں۔ سارا کا سارا قرآن اللہ پاک ہی کی طرف سے ہے اور قرآن پاک سے عقلمند ہی نصیحت...

(نصیحت) حاصل کرتے ہیں۔ ناظرین! اللہ تعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن میں دو قسم کی آیتیں ہیں۔ ایک ایسی ہیں جن کا مطلب صاف ہے جیسے وضو کے فرائض۔ عورتوں کی حرمت قطع ید۔ خنزیر۔ خون اور مُردہ جانور کا حرام ہونا خرید و فروخت کے احکام وغیرہ۔ اور کچھ آیہ مغلق پیچیدہ۔ یا تفصیل طلب ہیں جیسے حروف مقطعات۔ الم۔ کہیعص۔ حٰم۔ وجہ۔ ید۔ ساق۔ نماز حج۔ زکوٰۃ۔ وغیرہ جن کی صورت اور تشریح قرآن پاک کے الفاظ سے معلوم نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ ہی ان کی عبارات کی پُوری صورتیں اور شکلیں جانتا ہے۔ اور اُس ضرورتوں پر ان کی تفصیل اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی۔ بتائی تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہُوا۔ اور آپ نے وہ آیتوں کی تفسیر جو خدا نے آپ کو بتائی اپنے اعمال اقوال سے ظاہر فرمائی جو مفصل حدیثوں میں موجود ہے یہ منکرین حدیث حدیثوں کو نہیں ملنتے اپنی طرف سے پانچ وقت کی نماز کی بجائے دو یا تین وقت نماز پڑھتے پڑھاتے ہیں ظہر کی۔ عصر۔ مغرب عشا فجر نمازوں کو جو تمام بزرگانِ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کبار۔ اہلبیت اطہار۔ ائمہ نامدار۔ اولیائے ذی وقار پڑھتے چلے آئے ہیں باطل کہتے ہیں نماز کی صرف دو رکعت مانتے ہیں۔ اور سب مسلمانوں کے خلاف نماز میں فقط ایک ہی سجدہ جائز سمجھتے ہیں اور دوسرے سجدے کو باطل کہتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے جمہور مسلمان دو سجدوں کو فرض سمجھتے چلے آتے ہیں اور نماز کی فقط ایک رکعت مانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۷۔۱۲۔۷۔۲ سرّی۔ جہری سب کو باطل کہتے ہیں اور یہی عقیدہ ظاہر یا پوشیدہ تمام منکرین کا ہے دیکھئے۔ منکرین حدیث و جمہور مسلمانوں کے دشمن ماہنامہ بلاغ القرآن لاہور مجریہ یکم اپریل ۱۹۵۶ء کے صفحہ ۱۱ سے آخر تک میں مضمون نماز۔ ہے۔ برادران! آپ کو مذکورہ آیات میں ایک تو یہ بات قرآن پاک سے معلوم ہوگئی کہ وحی کی دو قسمیں

...آن میں وحی کے اقسام

ایک قسم تو محکمات ہے۔ یعنی جس میں صاف طور پر مسئلے بیان کئے گئے۔ دوسری متشابہات ہیں جن ...ہر انسان اپنی سمجھ سے صحیح مسئلہ کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اسی لئے اس کا علم صرف ...ہے یعنی قرآن کے الفاظ لغت کے اعتبار سے سمجھ کر مسئلوں کی حقیقت سمجھ میں نہیں آ ...تی۔ لہٰذا ان متشابہات کا علم خدا نے اپنے ہی پاس رکھا۔ اور جب ان مسائل کی ضرورت ...ں آئی تو خدا نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کیفیت بتا دی۔ مسئلے کی ...ل صورت ذہن نشین کرا دی۔ جیسا کہ خود خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ ...لَیْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ ...لَیْكَ عَظِیْمًا پ ۵ ع ۱۴ سورۂ نساء۔ ترجمہ۔ اور اُتاری اللہ پاک نے اے محمد صلی ...للہ علیہ وسلم آپ پر کتاب (قرآن شریف) وَالْحِكْمَةَ (توحید و نبوت کی خاص باتیں ...باریکیاں) اور سکھائی آپ کو وہ چیز جو آپ (قرآن کے الفاظ سے معلوم نہیں ...تے تھے) نہیں جانتے تھے اور یہ آپ پر اللہ تعالےٰ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔

...رین! اب آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ قرآن میں فقط ایک ہی چیز نہیں ہے بلکہ ...ت۔ نبوت۔ روح۔ آیات محکمات اور متشابہات بھی ہیں تو قرآن کئی چیزوں کا ...ہوا۔ آیات محکمات۔ صاف صاف بیان والی آیتیں اُم الکتاب ہیں یعنی کتاب ...در ہیں۔ ماں اس عورت کو کہتے ہیں جس کے اولاد ہو۔ بے اولاد۔ بانجھ اور ...د کو ماں نہیں کہا جاتا۔ قرآن میں خود خدا۔ کچھ آیتوں کو کتاب کی ماں کہتا ہے ...لوم ہوا کہ کتاب علیحدہ ہے اور اس کی ماں آیات محکمات جدا ہیں۔ کیونکہ ...ں میں اولاد ماں سے جدا ہوتی ہے۔ ماں اور اس کی اولاد ایک چیز نہیں ہو سکتی ...سے ثابت ہوا کہ عام انسانوں کے لئے تو کتاب یعنی قرآن آیا۔ اور اس کی ماں ...کمات جو اصل ہیں۔ اور جو ان کی ہیر ادر بھید اور مجمل اور مفصل اور خاص چیزیں

؛ متشابہات یہ دونوں چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے اُتریں اور
کے علم دینے اور ان کی مفصّل کیفیت بتانے کو بہت بڑا فضل اور نوازش قرار
اور پھر حکمتیں اور آیات یا حکمتوں کو آیات متشابہات میں شامل کر لیجئے جب یہ
ثابت ہُوا کہ وحی مفرد نہیں اُتری مرکب ہے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ فقط کتاب ہی
مفرد اُتری ہے وہ دراصل اس کی ماں اور دوسرے بچوں تمام علوم دینی سے
محروم ہیں جن کا صاف صاف بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے
حدیث شریف کہتے ہیں۔ جس کی تعریف اور بیان قرآن پاک میں موجود ہے
پھر وہ متشابہات۔ اور حکمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے قدوس کے
فرمانے کے بعد اپنے تمام فرمانبردار مہاجرین و انصار اور قیامت تک آنے والوں
بھی بتا دیں جس کی گواہی خود اللہ تعالےٰ دیتا ہے۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ
يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا
لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ پ ۲ ع ۲ سورۃ بقرہ۔ ترجمہ۔ جس طرح اے انسانوں ہم نے
پاس اپنا بزرگ رتبہ رسول بھیجا جو تمہیں میں سے ہے وہ تمہارے سامنے ہماری آیتیں
نشانیاں بیان کرتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے۔ اور تم کو قرآن پاک پڑھاتا ہے اور حکمت
سکھاتا ہے اور تم کو وہ باتیں بتاتا ہے جن کو (قرآن پاک کے الفاظ سے) معلوم نہیں کر
تھے۔ ناظرین۔ قرآن پاک میں کئی جگہ ان تمام چیزوں کا بھی ذکر ہے اور کئی جگہ
نبوّت۔ روح وغیرہ کا بھی ذکر ہے جو اللہ پاک نے قرآن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو عنایت فرمائیں۔ تمام مفسّرین۔ محدثین۔ علماء چودہ سو برس سے بزرگانِ
دین مانتے چلے آتے ہیں۔ جن کو آیات۔ محکمات و متشابہات میں اللہ تعالیٰ نے راسخون
فِي الْعِلْمِ کہا ہے۔ یہی تفسیر حضرت علامہ بیضاوی صفحہ ۱۹۴ مصری
رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری صفحہ ۲۱ مصری میں فرمائی ہے اور یہی تفسیر علامہ جلال

یوطیؒ نے اپنی کتاب اتقان کے صہ پر کی ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
حدیث بھی لکھی ہے۔ عن ابن عباس فی قوله وَمَا یعلم تاویله الا اللّٰہ و
راسخون فی العلم قال انا ممن یعلم تاویله۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ
نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ان آیات متشابہات کا
مطلب جانتے ہیں۔ اور اسی اتقان کے صہ پر دس بارہ صحیح روایتیں موجود ہیں۔
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ارشادات سے تو وہی نیک اور پاک
سکتے ہیں جو احادیث شریف۔ اسوۂ رسول اللہ کو مانتے ہیں جو کتاب اللہ کا بزرگ
ترین حصہ ہے۔ یہ منکرین حدیث تو تمام مومنوں، عالموں۔ فقیہوں۔ اماموں۔
لوگوں کے مخالف ہیں ان کے دشمن ہیں۔ یہ ان کی بات کیوں ماننے لگے۔ ان کے لئے
ا رسول سے بڑھ کر ان کا نفس امارہ۔ اور انگریزوں کی غلامی جو مومنوں کے راستوں
جدا کر کے اپنے ساتھ دوزخ میں لیجانا چاہتے ہیں۔ انصاف انصاف۔ کیا عقل سلیم یہ
سکتی ہے کہ قرآن پاک کا اصلی مطلب و مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کبار
بیت اطہار۔ ائمہ نامدار۔ اولیائے ذی وقار۔ علمائے ابد قرار تو سمجھ نہ سکے۔ یہ چودھویں
کی پیداوار۔ علم و فضل سے عاری۔ عمل سے بیزار۔ نفسانی خواہشوں کے پرستار۔
گئے کیسے سمجھ گئے۔ کونسی بصیرت کے مالک ہیں کہ جو آنحضرت و مہاجرین و انصار
ور تمام ستودۂ قرآن مومنوں کی بصیرت سے بھی بڑھ گئی۔ تمہاری بصیرت کی کوئی
یں ممکن ہے۔ بلکہ دشمنان دین کے رسم و رواج میں گرفتار کرنے کے لئے مسلمانوں
بالکل گھٹیا نسخے کو بہکانے پر تل گئے ہیں وہ بیچارے کچھ عقل سمجھ نہیں رکھتے نہ اپنے
ف قابل فخر بزرگوں کی کتابیں سمجھنے قابل ہیں ان کے بہکانے میں آجاتے ہیں اسلام
و عبادات۔ طاعات اور نیکیوں کی راہ سے جدا ہو کر بے عملی کی زندگی کو پسند کرتے
فرنگی کے رسم و رواج کے یہ اس درجہ خوگر ہو گئے ہیں کہ خدائے تعالیٰ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور چودہ سو برس کے مومنوں کی مبارک راہ سے جاگتے ہیں۔
سبلے دینی۔ اور قوم معاشرہ کو تباہ کرنے والا ایسا خطرناک ہے جس سے دین مذہب
قوم حکومت معاشرت سب ہی کو بد ترین نقصان پہنچنے کا یقین ہے۔ حکومت اسلا
پاکستان کا اہم ترین فرض ہے کہ اس کے مٹانے کے تمام وسائل عمل میں لاکر اسلام
اور بانیانِ اسلام کی محبت وعقیدت کا ثبوت دے۔ اور اگر حکومت خود اس طرف
کرے تو تمام مسلمانوں کو متحد ہوکر نہایت پُرامن مہذبانہ طریق پر قانونی احتجاج کرنا لا
ہے۔ یاد رکھئے دین اسلام۔ اور حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہی ہم کو یہ حکومت ملی ہے۔ اور بانیانِ حکومت سب کے سب چودہ سو برس کے مسلما
کا مہذب اسلام ہے پرویز جیسے جمہور مسلمانوں کے مخالف جمہوریت کے دور میں اپنی نا
شخصیت کو اسلام اور بزرگانِ دین سے زیادہ قابل جتاکر۔ اپنی گمراہی کی حکومت
خواب دیکھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ یہ خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکیگا او
کا سچا دین۔ بزرگانِ اسلام کا مبارک طریقہ ہی غالب رہیگا۔ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ
الْغَالِبُوْنَ۔ بیشک اللہ تعالےٰ کا لشکر غالب ہے۔

وحی کی دوسری قسمیں بھی ہیں اور حدیث بھی قرآنی وحی ہے

فرمایا اللہ تعالےٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْ
مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِ
مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓ
یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ پ ۲ سورۂ بقرہ ترجمہ۔ بیشک
جو چھپاتے ہیں اُن نشانیوں اور ہدایت کو جو ہم نے نازل کی (اپنے رسول صلی ا
وسلم) پر اس کے بعد بھی کہ ہم نے بیان کیا اُس (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
صاف پوزیشن) کو تمام انسانوں کے لئے کتاب (قرآن شریف) میں۔ وہی لوگ
جن پر اللہ تعالےٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ ناظرین آپ کو م

قرآن شریف کے علاوہ بینات اور ہدایت کو بھی خدائے پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا جس کے ذریعے حضور اکرم شرک وکفر اور بداعمالیوں سے پاک کرتے تھے۔ وہ تمام آیات اور ہدایت ہی تو حدیثوں میں نہایت پکی سندوں۔ راستوں سے بیان کیا ظاہر ہے کہ ان آیات اور ہدایت یعنی حدیثوں سے انکار کرنے والے ہی وہ ہیں جن پر خدائے تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنتیں پڑ رہی ہیں۔ پھر فرمایا اللہ پاک نے یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا۔ پ۶۔ ترجمہ۔ اے انسانوں۔ آئی تمہارے رب کی جانب سے کھلی دلیل (نشانی) اور نازل کیا ہم نے تمہاری طرف ظاہر چمکتا ہوا نور۔ ناظرین اس آیت کریمہ میں برہان سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث ان کی باتیں ہیں۔ اور نور مبین سے قرآن شریف مراد ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ پ۶ یعنی بیشک تمہارے پاس اللہ کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور کتاب روشن قرآن شریف آیا۔ ناظرین قرآن شریف میں بعض جگہ تو حضور اکرم کو نور فرمایا اور بعض جگہ قرآن کو نور۔ تو اس میں کوئی ضد یا مخالفت نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ نور ہیں جن کے ذریعے سے قرآن کا نور معلوم ہوا۔ جیسے آنکھ میں نور ہوتا ہے تب سورج اور چاند اور ستاروں کا نور نظر آسکتا ہے۔ تو نور ہی رویت نور کا ذریعہ ہو سکتا ہے پھر فرمایا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ پ۱۳ ترجمہ۔ یہ کتاب ہے (قرآن) جو اے نبی صلی اللہ علیک وسلم آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لائیں (یعنی اپنی معرفت کی طرف کیونکہ آپ کی پہچان کے بغیر ایمان نہیں ملتا) ناظرین اس آیت میں فرمایا کہ اے حبیب! کتاب آپ پر اس لئے اتاری ہے کہ آپ اس کتاب کو کامل طور سے سمجھ کر لوگوں کو گمراہی سے بچائیں۔ کتاب کا کام گمراہی سے بچانا نہیں ہے یہ تو آپ کا کام ہے کہ آپ

اس پر عمل کرنے کی مشق کرائیں۔ فرمایا۔ اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ پ۲۳ ع۱۷۔ ترجمہ۔ اللہ تعالے نے نازل فرمائی بہتر بن چیز حدیث کتاب ہے متشابہ دُہرائی جانے والی۔ اللہ پاک سے ڈرنے والوں کے جسم پر حدیث سُن کر (خدا کے خوف اور محبت سے) رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے دل اور بدن خدا کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ناظرین آپ پہلے پڑھ چکے کہ آیات متشابہات کا بیان اور معانی صرف حدیثوں ہی میں ہیں اور حدیثوں کی دُعائیں درود۔ التحیات۔ سبحانک۔ دُعا قنوت وغیرہ پانچوں وقت نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں اور حدیثوں کی بدولت صحابہ۔ اہلبیت اور تمام ولیائے رضی اللہ عنہم خدا کا ذکر کرنے والے تھے اور اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

حدیث قرآنی وحی ہے

فرمایا اللہ تعالے نے ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا پ۱۴ ع۱۲ ترجمہ پھر ہم نے آپ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم وحی کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت (دین) کی پیروی کیجئے کیونکہ یہ فرمانبرداری کا راستہ ہے۔ ناظرین۔ قرآن پاک میں کئی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پابندی یا پیروی کی وحی کا ذکر ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین تفصیلی احکام کہاں ہیں جس کی خدائے تعالے نے وحی کی قرآن پاک میں کسی آیت میں نہیں صرف ان کی توحید۔ اور بتوں کو توڑنے آگ میں ڈالے جانے۔ بیٹے کو ذبح کرنے اور ان کی بیویوں کا کچھ ذکر ہے مگر ان کے اعمال یا معاشرت اور عبادات کی تفصیل صرف حدیث شریف میں ہو، یہ جو قرآن میں اوحینا کے ساتھ حضور کو وحی کی گئی پھر اس حدیث کے بیان کردہ تفصیل فرمودہ مسائل ملت ابراہیمی پر عمل کرنے والوں کی تعریف بھی فرما دی۔ وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ

وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا پ۵ ع - ترجمہ اور دین میں اُس سے بہتر کون ہے جس نے اپنے آپ کو خدا کا فرمانبردار بنا دیا کامل طور سے اور حضرت ابراہیم کی ملت کی پیروی کی اور اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنالیا۔ ناظرین! اتباع ابراہیمی کی آیات ہم پہلے بھی لکھ چکے یہاں تو صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین وہی ہے جس کی تفسیر حدیثوں میں ہے اور جس پر جمہور مسلمانان عالم عمل کر رہے ہیں۔ اسی کو ہم خدا کی وحی کہتے ہیں جو بالکل محفوظ ہے۔ لیکن منکرین حدیث اس ملت ابراہیمی کو مٹا رہے ہیں وہ تو چودہ سو برس کے مسلمانوں کے تمام معتقدات و اعمال فرائض و واجبات مذہبی کو حدیثوں میں مذکور ہونے کی وجہ سے باطل بلکہ شرک کہتے ہیں۔ اب ذرا ثابت کریں کہ قرآن و خدائے قدوس اور حضرت ابراہیم بلکہ رسول اللہ کا جانی دشمن کون ہے۔ عام مسلمان دین یا سب کے خلاف نیا دین بنانے والے چکڑالوی پرویزی اس نظام جمہوری کے زمانہ میں بھی یہ اپنی شخصیت پرستی پر کچھ تو شرماتے بھی تو نہیں۔ سب سے بڑا ڈیڑھ اینٹ کا شوالہ بنانے پر مصر ہیں۔ چنانچہ فرمایا اللہ پاک نے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ یعنی یقیناً اے محمد صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو سات دہرائی جانے والی اور قرآن عظیم دیا۔

برادران اسلام وہ سات دہرائی جانے والی کیا چیزیں ہیں جو حضور کو قرآن کے علاوہ یا اس کے علاوہ خدائے تعالیٰ نے دی ہیں۔ حدیث ہی نے بتایا کہ وہ سات آیتیں سورہ فاتحہ کی ہیں جو ہر نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ تو یہ عطیہ خداوندی بھی حدیث ہی کے بیان کا محتاج ہے۔

حدیث قرآن میں ہے

فرمایا مولا کریم نے مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ پ۱۳ ع۶ - ترجمہ اور نہیں ہے حدیث کہ گھڑی جائے جو باتیں بے علموں نے بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب

کی تھیں ان کو علمائے اسلام محدثین نے کبھی بھی حدیث نہیں کہا ان کو موضوعات کہا حدیثوں کی کتابوں سے ہمیشہ دُور رکھا ہے) ۔ اور لیکن وہ حدیث سچا بتاتی ہے قرآن کو جو موجود ہے اور حدیث تفصیل (خلاصہ بیان ہے) ہر چیز کا۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ہر ایماندار قوم کے لئے۔ ناظرین آپ نے یقین کیا کہ حدیث کا کیا مرتبہ ہے۔ کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل بھی ہے اور وہی ہدایت ایمانداروں کے واسطے رحمت بھی ہے یہ منکرین حدیث بڑے جلتے ہونگے کہ جس حدیث سے ہم بھاگتے ہیں وہی قرآن میں ہمارے پیچھے پڑی ہے۔ اور شرم اور خجالت مٹانے کو کہہ دیتے ہیں کہ حدیث سے مُراد قرآن ہے۔ ان سے کوئی پُوچھے کہ قرآن مراد تھی تو کیا خدائے تعالےٰ کو قرآن کا لفظ کہنا نہیں آتا دیکھئے وہ قرآن بھی کہہ سکتا ہے جیسا یہ موجود ہے وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْآنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ پ ۱۱ ۹۔ ترجمہ اور نہیں ہے یہ قرآن بنایا ہوا دھوکے سے اللہ کے سوا اور لیکن سچا بتانے والا ہے (پہلی آسمانی کتابوں (یا حدیث شریف) کو جو موجود ہے اور کھلا ہوا بیان ہے اُس کتاب مجید کا (جو لوح محفوظ میں ہے) جس میں کچھ شک نہیں ہے۔ ناظرین خدا سب کچھ جانتا ہے جب وہ اپنے پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بیان فرمائے تو کسی کو کیا حق ہے کہ وہ قرآن کے معنی کرکے تحریف کا مُرتکب ہو۔

قرآن میں وحی کی خفیہ قسم بھی ہے

برادران اسلام بعض نادان قرآن سے ناواقف یا دھوکہ باز لوگ کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو صرف قرآن ہی دیا یعنی قرآن کے ظاہری الفاظ اور متن قرآنی کے کے سوا اور کوئی چیز نہیں وحی نہ الہام کیا نہ راز اور بھید بتلائے جیسا کہ ہمارے دانش کالج کے ایم اے مسٹر پرویز فرماتے ہیں۔ دیکھئے ان کی کتاب مقام حدیث جلد اوّل

صـ۶ـ لکھا ہے۔ یاد رکھئے کہ ہدایت قرآن میں آ چکی ظاہر و باطن شریعت طریقت سب کچھ وہی ہے۔ اب اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کوئی چور دانہ نہیں (چور دروازے آپکے استعمال میں ضرور رہتے ہیں) جس کے راستے کوئی دوسرا خدا تک لے جائے۔ اور صـ۴ـ پر یوں مترنم ہیں کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور نے مغز دین عوام تک نہیں پہنچایا تھا بلکہ چپکے چپکے کسی کے کان میں کہہ دیا نعوذ باللہ۔

یہ عبارت مسٹر پرویز کی تھی اب ذرا اللہ پاک بے نیاز کا ارشاد گرامی بھی سنئیے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ پ۲۵ ۶ - ترجمہ۔ اور کسی انسان کے لئے حق نہیں کہ اللہ پاک اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعے سے یا پردے کے پیچھے سے یا اس کو رسول بنا کر جو چاہے اس سے کہدے وہ اللہ بزرگ اور حکمت والا ہے۔ ناظرین کرام یہ قرآن پاک کی آیت ہے اگر شک ہو تو قرآن پاک کھول کر دیکھ لینا اور ممکن ہو تو مسٹر پرویز کو بھی دکھا دینا اُن بیچارے نے سارا قرآن کبھی نہیں پڑھا ہے تھوڑی سی آیتیں مطلب انکار حدیث میں تقویت دینے کے لئے یاد کر لی ہیں یا لکھ کر اپنی بیاض میں رکھ لی ہیں۔ یہاں پر آیت مذکورہ میں مطلق وحی کا ذکر ہے قرآن کا ذکر نہیں ہے۔ یا اس کے چپکے سے بتانے کا ذکر ہے جو پردے کے پیچھے سے بتایا جاتا ہے یا پھر رسول بنا کر وحی کی جاتی ہے کتاب کا ذکر نہیں تو صاف صاف قرآن شریف ہی کی رُو سے تین چار قسم کی وحی کا ثبوت یہاں سے مل گیا اور میاں پرویز کے خلاف پردے کے پیچھے بتلانے کا معاملہ بھی طے ہو گیا اور رسولوں کی غیر کتاب وحی بھی ثابت ہو گئی ہاں یہ بات مسٹر پرویز کی ٹھیک ہے کہ حضور نے چپکے سے کسی کے کان میں بیان نہیں کیا بلکہ سب کے سامنے ڈنکے کی چوٹ حدیثیں بیان فرما دیں جو خدا کے فضل و کرم سے منکرین حدیث کے سمجھانے کے لئے حدیث کی کتابوں میں جوں کی توں بالکل بکم و کاست پوری کی

پُوری محفوظ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہینگی روزانہ کروڑوں بار مدارس اور مساجد میں اربوں آدمی حدیثیں پڑھتے پڑھاتے اور ان کا وِرد۔ دَوْرہ کرتے ہیں۔ قرآن پاک کے حُفّاظ۔ اور عالم تو خاص خاص ہیں مگر حدیثوں پر مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی عمل کر کے ان کی حفاظت کا ثبوت دے رہے ہیں بچے کہتے ہیں گالی مت دو حضور نے منع فرمایا ہے کمزور کی مدد کیا کرو حضور نے حکم دیا ہے۔ کسی کی کتابیں اور قلم مت چھپایا کرو رسول اللہ منع فرماتے ہیں جھوٹی قسمیں نہ کھایا کرو حضور کو پسند نہیں غرض یہ ہے کہ ہر طرح حدیث کی حفاظت کے سینکڑوں طریقے جاری ہیں۔ ہاں یہ ہمارا ایمان ہے کہ ہر شخص جتنی طاقت اور لیاقت رکھتا ہے ان پر عمل کرتا ہے۔ کوئی شریعت ہی کی تکمیل میں لگا ہے کسی کو شریعت طے کرنے کے بعد طریقت کی لیاقت بھی ہے بعض ان دونوں کو طے کر چکے ہیں۔ وہ حقیقت اور معرفت کے دریائے ناپیدا کنار میں غوطہ زن ہیں بعض واصل باللہ ہو کر خدائے تعالےٰ کے قُرب سے سرفراز ہیں۔ اسی لئے تو وحی تعلیم خداوندی کے چند شعبے ہیں کہ جیسی قابلیت کا آدمی ہو حدیثوں سے ویسے ہی فوائد حاصل کرتا جائے مگر بیچارے منکرانِ حدیث وحی کے تمام اقسام کے جلووں سے محروم ہیں اسی لئے مولانا فرماتے ہیں ؎

بے ادب محروم گشت از فضلِ رَب

از خدا خواہیم توفیقِ اَدب

جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ ہے وہ بالکل محروم ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۔ ترجمہ۔ اور کون زیادہ سچا ہے خدائے تعالےٰ سے حدیث میں۔ ناظرین آپ کو معلوم ہو گیا جب حدیث شریف کے بارے میں خود خدائے قدوس قرآن میں ارشاد فرمائے اور حدیث کا ذکر فرمائے تو بھلا اس سے زیادہ حدیث کے یقینی ہونے کا اور کیا ثبوت چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو سب سے سچا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے یہ لوگ حدیث شریف کی اہمیت اور بزرگی

پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۤءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا پ۵ ۷۔ ترجمہ۔ پھر کیا ہوگیا اس (منکر حدیث) جماعت کو کہ حدیث شریف کی سچائی کو سمجھنے کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ برادرانِ اسلام یہ منکرینِ حدیث قرآن کو مفرد۔ اکیلا مانتے ہیں حالانکہ قرآن پاک بہت سی اقسامِ وحی پر مشتمل ہے۔ ہم نے چند اقسامِ وحی تو پہلے بیان کردی ہیں کچھ اور بھی لیجئے۔

قرآن میں دو قسم کی وحی کی آیتیں! فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پ۲۷ سورۂ حدید۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے (وحی کے قرآن و حدیث) عطا فرماتا ہے۔ اور تمہارے لئے حدیث شریف کو ایسا نُور بناتا ہے کہ تم اس کی روشنی پر چلتے ہو اور آیندہ بھی چلو گے (یعنی تمہاری زندگی کے تمام شعبوں اور دَوروں کی پُوری تفصیل اور دین کی ساری باتیں ہوتی ہیں) تو اللہ پاک تمہارے تمام گناہ معاف کردیگا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ناظرین کرام! قربان جائیے قرآن پاک کے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت شان کو کن کن پیارے طریقوں سے بتایا ہے اس آیت میں ان لوگوں کو حکم ہو رہا ہے جو ایمان والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں رسولوں قیامت اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں (دیکھو نا ان کو ایمان والا کہا ہے) ان کو حکم ہوتا ہے کہ تمہارا ایمان ابھی اُدھورا ہے اس لئے میرے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تو اللہ پاک تم کو اپنی کتاب قرآن دیگا جس کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ پاک کی ہدایات اور احکام۔ دوسرا قرآن پاک کا اصلی مقصد اور مطلب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف۔ اگر حدیث کو مان لو گے تو تم کو اس کے ذریعے سے قرآن بھی

سکے وہ تمام احکام اور مسائل معلوم ہو جائیں گے جن پر تم ساری زندگی ایماندارسچے مومن ہو کر بسر کر سکو گے اور مرو گے تو تمہارے لئے جنت ہے۔ برادران اسلام کیا ان قرآن شریف کی آیات۔ اللہ تعالےٰ کے پیارے احکام سے مسلمان انکار کر سکتا ہے؟ کبھی نہیں اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آجتک تمام مسلمان حدیثوں کو دین ایمان سمجھتے چلے آتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان کر دیا ہے۔ اور پھر مسٹر پرویز نے بھی اسی کتاب مقام حدیث جلد اول میں کئی جگہ تسلیم کیا ہے کہ تمام مسلمان قرآن۔ اور اس کے مطلب حدیث دونوں ہی کو دین سمجھتے ہیں اور اسی پارہ ستائیس۲۷ میں اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ پ۲۷ ۱۹ سورۂ حدید

ترجمہ۔ بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو اپنی نشانیاں (معجزات اور سچی علمی ہدایت) دے کر بھیجا اور ان پر کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ اعتدال (صراط مستقیم) پر قائم ہیں۔ ناظرین نبی اپنی نبوت کی دلیلیں مفید ترین باتیں اور عمل کے ساتھ پیدا ہوتے رہے اور پھر ہر نبی پر اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب بھیجی اور وہ کتاب چونکہ نبی کے کہنے اور بتانے سے جانی گئی خدا کی کتاب مانی گئی اس لئے نبی کی بات حدیث کو اس کی ترازو یا معیار بتایا گیا اسی لئے سب نبیوں کے سردار خاتم الانبیاء نبی ہیں ان کے ساتھ بھی ہدایت اور اسوۂ حسنہ آیا۔ اور ان پر قرآن نازل ہوا اور میزان قرآن، یا معیار قرآن حدیث شریف بھی قرآن کے معنی مطلب یا تفسیر کی حیثیت سے اتری۔ تو ایمان بغیر قرآن اور حدیث کے کبھی کامل نہیں ہو سکتا اس لئے حدیثیں چونکہ قرآن پاک سے ثابت ہیں یقینی) ہیں اور اس قدر یقینی کہ قرآن پاک کو خدا کا کلام بھی انہیں کی بدولت مانا اور سمجھا گیا ہے۔ اسی لئے تو علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

اے بشر دل سے محمدؐ کی غلامی کر لے ملت احمدؐ مرسل کو دوامی کر لے

کی وفا تُو نے محمدؐ سے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

گویا یہ اللہ پاک نے فرمایا ہے یہ شکوہ کا جواب ہی تو ہے۔ برادران اسلام قرآن پاک میں اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن میں قرآن پاک کے ساتھ دوسری چیزوں کے اُترنے کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال سے تعلق رکھتی ہیں اسی لئے تو کئی بار خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ یعنی اے انسانوں جو چیز بھی خدا نے اُتاری اس کی طرف آؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی طرف آؤ۔ اگر فقط قرآن ہی خدائے تعالیٰ اُتارتا تو فرماتا تَعَالَوْا اِلَی الْقُرْاٰنِ یعنی قرآن کی طرف آؤ۔ اللہ اللہ ایسے برگزیدہ رسول کہ جن کی ذات کو ملنے بغیر اور جن کی حدیثوں پر عمل کئے بغیر کوئی آدمی ایماندار نہیں بن سکتا ہے ان کی شان میں اور ان کی حدیثوں کی شان میں یہ منکرین حدیث و مخالفین رسول صلی اللہ علیہ وسلم سخت گستاخیاں کرتے ہیں

عبداللہ چکڑالوی اور پرویز نے آنحضرت کو چٹھی رسا کہا ہے

پرویز کے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۶۴ پر ہے کہ عبداللہ چکڑالوی نے حضور کا منصب اس قدر سمجھا (معاذ اللہ) کہ آپ نے چٹھی رسا کی طرح اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچا دیا۔ یہ تو پرویز نے عبداللہ چکڑالوی کی حدیث بیان کی۔ اپنی خباثت یوں ظاہر کی ہے کہ آج کی اصطلاح (بات چیت) میں یوں سمجھئے کہ ان کے نزدیک رسول اللہ کی حیثیت ایک ریڈیو سٹ آلۂ ابلاغ کی سی ہے محطۂ نشر الصوت میں جو کچھ نشر ہوا وہ آواز سننے والوں تک آپہنچی (معاذ اللہ)۔ برادران اسلام عبداللہ چکڑالوی اور مسٹر پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سخت گستاخی کی ہے۔ اگر پرویز کا ایسا عقیدہ نہ ہوتا تو ان کو عبداللہ چکڑالوی کی اس گستاخی پر ناراض ہونا چاہئے تھا بجائے اس کے حضور کو ریڈیو سٹ۔ اور آلۂ ابلاغ بنا کر اور بھی ارتکاب جرم کیا۔ یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ حکومتوں میں جو وزراء یا گورنر ہوتے

ہیں وہ بھی بادشاہی قانون کو رعایا اور پبلک تک پہنچانے پر مامور۔ مقرر ہوتے ہیں اگر رعایا میں سے بلکہ حکومت کے ملازمین اعلیٰ میں سے بھی کوئی کسی وزیر یا گورنر صاحب کو چپراسی۔ یا پوسٹ مین۔ ریڈیوسٹ کہدے اور پبلک میں اس کی اشاعت کرے کہ فلاں وزیر صاحب یا گورنر صاحب ڈاکیہ۔ ریڈیوسٹ یا آلۂ ابلاغ کی حیثیت رکھتے ہیں تو آپ ہی فیصلہ کیجئے کیا حکومت کی انسلٹ نہیں۔ اور وزیر یا گورنر کی شان میں گستاخی نہیں مانی جائے گی یقیناً وزیر۔ گورنر۔ بلکہ کسی ڈی سی۔ کیا تحصیلدار یا انسپکٹر صاحب کو بھی ڈاکیہ۔ چپراسی۔ ریڈیوسٹ کہنا سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ کیونکہ ان حاکمان کا حکومت کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ یہ دراصل حکومت کے بڑے معاونین اور دست و بازو ہیں کیونکہ حکومت کے احکام و ضوابط ساکنہ ان ہی حکام اعلیٰ کے ذریعے سے نافذ ہوتے ہیں اگرچہ سب حکام اصل میں حکومت ہی کے فرمانبردار ہیں لیکن ان کے اپنے مناصب اور ڈیوٹیاں کچھ خصوصی احکام بھی رکھتی ہیں۔ جن کو اختیارات یا وسائل و ذرائع نفاذِ احکام کہا جاتا ہے۔ یہ خوبیاں اور اوصاف خصوصی مراتب عالیہ سے وابستہ ہیں یا ان کو لازم ہیں۔ اور ان خصوصی امتیازات میں رعایا اور اہل ملک میں سے کوئی بھی ان کی برابری نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کا ہر حکم جو منصب و عہدے کی وجہ سے ہوتا ہے رعایا پر اس کی تعمیل اور فرمانبرداری فرض ہوتی ہے اگر رعایا اُن حکام اعلیٰ کے منصبی فرائض کے راستے میں حائل اور مانع ہو تو اس رعایا کو حکومت باغی اور سرکش سمجھتی ہے اور اس کی سزا لازم ہوتی ہے۔ یہ تو معمولی حکومتوں کے اعلیٰ حکام کا معاملہ ہوتا ہے اب تمام دنیا کے خالق اور مالک خدائے قدوس کی حکومت کو ملاحظہ فرمائیے جو دنیا کی تمام حکومتوں سے بڑی بلکہ اُن پر حاکم ہے انبیاء علیہم السلام ان حکومتوں کے وزراء اور گورنران سمجھئے جن کے ذریعے احکامِ حکومتِ الٰہیہ نافذ ہوتے ہیں۔ اور تمام دنیا کا نظامِ حکومت کا دار و مدار ان ہی کی جد و جہد پر مبنی ہوتا ہے۔ اور ان خداوندی احکام کے نفاذ اور اجراء کے لئے ان

خاص قوتیں اور طاقتیں اور علوم اور ملکات دیئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے یہ تمام بندوں سے ممتاز اور بڑے ہوتے ہیں رعایا پر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری فرض عین ہوتی ہے۔ اور ان کی نافرمانی بغاوت کہلاتی ہے۔ ان کی بے عزتی۔ ان کی شان میں گستاخی یا ان کو کم درجہ سمجھنا۔ حکومتِ الٰہیہ بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان ارفع کی تذلیل ہوتی ہے اور حکومتِ الٰہیہ کی تضحیک و تضحیک سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے ان کے مراتب کا احترام اور ان کی بے چون وچرا اطاعت عقلاً فرض ہے۔ ان کی بے آبروئی کرنا حقیقت میں حکومت الٰہیہ کی بے آبروئی ہے اور ان کے عہدہ اور رعب داب، شان و شوکت کی تذلیل دراصل حکومتِ الٰہیہ کی تذلیل ہے پس ان کو پوسٹ مین چپراسی دربان یا ریڈ پوسٹ بتانا قبیح ترین جرم اور بدترین بغاوت ہے ایسے بدترین دشمن اور سخت ترین باغی کی سزا بھی تمام جرائم سے سخت ترین اور بدترین ہونی لازم ہے۔ یہ پاکستانی حکومت صرف خدائے قدوس کے فضل اور اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مبارک نام اور توسّل کی برکت سے بنی ہے۔ ایسے نجس اور ناپاک عناصر اور جراثیم اس پاک حکومت میں ہرگز رہنے اور بغاوت پھیلانے کی آزادی پانے کے حقدار نہیں ہیں ان کا انسداد حکومت پر بہت بڑا فرض ہے۔ اس سے حکومت کی غفلت حکومت اور رعایا کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ اب ہم اُن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب و مرتبہ خداداد بیان کرتے ہیں جن کی شان میں منکرینِ حدیث گستاخی کرنا اپنا پیشہ بنائے ہوئے اور جن کے احکام احادیث کی تحقیر تذلیل بلکہ مٹانے کو اور لوگوں کو ان سے نفرت دلانے کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مراتب بزرگی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پ ۲۲۔ سورۂ احزاب۔ ترجمہ۔ یقیناً اللہ تبارک تعالیٰ درود بھیجتا ہے (تعریف کرتا ہے) اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے

ایمان والو درود بھیجا کرو اور سلام عرض کیا کرو (بھیجا کرو) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل طور سے۔ ناظرینِ کرام! تمام مخلوق تو تعریف کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی۔ اس کے ذکر اور اس کی یاد میں لگی ہوئی ہے مگر وہ خالقِ مطلق اور مالکِ کُل اپنے فرشتوں کے ساتھ اپنے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی درود (ذکر) میں مشغول ہے۔ اور پھر ایمان والوں کو بھی اُن نبی پاک پر درود بھیجنے اور سلام پیش کرتے رہنے کا حکم فرماتا ہے۔ کیا اس سے بھی زیادہ کسی نبیؐ کا مرتبہ ہو سکتا ہے۔ پھو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بلند شان کو ہمیں دربان چٹھی رسان اور ریڈیو سٹ کہنا کیسا ہوگا۔ اللہ اکبر کیا مرتبہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خود خدائے قدوس اور اس کے مبارک فرشتے حضورؐ کے ذکر میں مشغول ہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اور فرشتے آپ کی اُمت پر بھی درود بھیج کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے میں اور چار چاند لگا رہے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کا مرتبہ

دیکھیے فرمایا اللہ تعالےٰ نے هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا پ۲۲ ع ۳ - احزاب

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ وہ ہے اے مومنو جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (بھی) تم پر درود بھیجتے ہیں۔ تاکہ تم کو اندھیرے سے نکال کر نور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لے جائے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنوں (یعنی تم پر) بہت ہی مہربان ہے۔ ناظرین یہ مرتبہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں اور حدیث شریف اور حدیثی مسائل پر عمل کرنے والوں کا دُنیا میں ہے۔ اور آخرت قیامت میں امتیازی طرہ یہ ہوگا تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ۝ پ۲۲ ع ۳ - ترجمہ۔ ان کی سلامی جب وہ (مومنین) اللہ تعالےٰ سے ملاقات کریں گے سلامٌ علیکم ہوگی۔ اور ان کے لئے اللہ تعالےٰ نے بہت بہتر اجر مقرر فرمایا ہے۔ ناظرین اس آیت سے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی اُمت کا مرتبہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا مگر یہ اُمت فرمانبرداروں حدیثوں
پر عمل کرنے والوں کی جماعت ہے۔ منکرینِ حدیث تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی
دشمن اور منافق ہیں جیسا کہ ہم نے پہلے بھی آیات سے ثابت کیا ہے اور آئندہ بھی ثابت
کریں گے۔ ابھی فرمانبردار مومنوں کے مرتبے اور بھی دیکھئے گا۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ
شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ٥ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔
پ ۲۲ ۳۔ ترجمہ۔ اے نبیؐ کریم ہم نے آپ کو گواہ۔ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا
کر بھیجا ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف (اپنی طرف) اس کے حکم کے مطابق بُلانے
والا بنایا ہے اور روشن چراغ بنایا ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ
فَضْلًا کَبِیْرًا پ ۲۲ ۳۔ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیک وسلم مومنوں (حدیث کے
ماننے والوں) کو خوشخبری سُنا دیجئے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت ہی بڑی بزرگی
(یا مہربانی) ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ
زُمَرًا ٥ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَا سَلٰمٌ
عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ پ ۲۴ ۵ سورۂ مومن۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ
سے ڈرنے والے (مومنوں) کو بھی ٹولیوں میں فرشتے جنت کی طرف لے جائیں گے۔
اور ان جنتی جماعتوں کے لئے جنت کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے۔ جب جنتی
لوگ جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو جو فرشتے ان کے استقبال کو کھڑے ہوں گے
تو کہیں گے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ آپ کو (خوش آمدید۔ ویلکم) آپ جنت میں ہمیشہ
رہنے کے لئے تشریف لے چلئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار جب جنتوں میں
جائیں گے تو خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے اور اسی انتہائی شادمانی کے وقت فوراً
سب کی زبان پر یہ کلمات ہونگے۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَ
اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ ع فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ

پ۲۴ ۵ - ترجمہ - جنتی کہیں گے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جن نے ہم سے اپنا وعدہ (اقرار) پورا کیا اور ہم کو جنت کی سرزمین کا مالک بنا دیا۔ کہ ہم جنت میں جہاں بھی چاہیں رہیں۔ بہت ہی اچھا بدلہ ہے فرمانبرداروں کا ناظرین کرام آپ کو ان اوپر کی آیتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبے بھی معلوم ہو گئے اور ان کی فرمانبردار اُمت کے بھی اور یہ تو ہم نے کتاب بڑی نہ ہونے کی وجہ سے کم کر دیے ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن شریف کا اکثر و بیشتر حصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اور آپ کی قدر و منزلت اور پیروی کے احکام کے متعلق ہے۔ اسی طرح آپ کے غلاموں کی تعریفیں اور ان کے طریقوں کی پیروی کے شدید ترین احکام ہیں جن کی پیروی قیامت تک ہونے والوں پر لازمی ہے۔ کچھ آیات اس بارے میں اس کتاب میں بیشتر آپ کی نظر سے گزریں ہوں گی۔ مقام محمود۔ کوثر۔ ورفعنا وغیرہ الفاظ قرآنی بھی قرآن جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں۔ لیکن پرویز اور اس کے گرد گھنٹال عبداللہ چکڑالوی کے نزدیک خدا کے دئے سب مرتبے غلط۔ باطل۔ اور جھوٹ ہیں چونکہ وہ خداداد اور قرآنی ہیں (نعوذ باللہ من المنافقین) ان چکڑالویوں کے اور پرویز کے نزدیک تو لے دے کے سید المرسلین خاتم الانبیاء مہبطِ قرآن مرکزِ ایمان سردارِ دوجہان مطاعِ انس وجان۔ کا فقط ایک عہدہ۔ درجہ۔ اور حیثیت ہے۔ چٹھی رسا۔ یا ریڈیو سٹ۔ آلۂ ابلاغ لعنت اللہ علی الکاذبین والمنافقین والمرتدین۔ ہائے کتنا غضب ہے کس قدر اندھیر ہے بلکہ کس درجہ ظلم ہے کہ جن آقائے کل فخر رسل سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کے خدائے تعالیٰ نے یہ حکومت پاکستان عنایت فرمائی۔ انہی کی ایسی پاکستان میں اتنی بے عزتی اور توہین ہو رہی ہو۔ اور اس توہین کو سرکارِ دوعالم کی ذلت و رسوائی کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وزیر بھی ہیں گورنر بھی ہیں۔ کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر۔ امیر اور مالدار

پہلوان اور زمیندار بھی ہیں اور پھر سب کے سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے اور دعویٰ کرنے والے بھی ہیں۔ امتحان ہے تیری سردارِ دوعالم کی محبّت کا۔ عقیدت کا۔

امتی ہونے کی کچھ لاج تو رکھنی ہے ضرور ہا ÷ سوچ لو جانا بھی ہے کل کو تمہیں پیشِ حضور
آپ فرمائیں گے یہ تم نے میری عزت کی ÷ داد اِس طرح سے دی تم نے میری اُلفت کی
نام تھا تم میں مرا چیتّی رسا ریڈیوسٹ ÷ مجھ کو جو چاہتے تھے کہتے تھے اِبل گیٹ پیٹ
پھر بھی، تم کو نہ ہوا میری حمایت کا خیال ÷ کونسا منہ ہے کہ جس سے شفاعت کا سوال
دل خوشی سے میری توہین گوارا تھی تمہیں ÷ کیا کروں مَیں میری عزت ہی سہارا تھی تمہیں
جاؤ جب میری محبّت کا تمہیں پاس نہیں ÷ پھر تمہاری بھی شفاعت کی کوئی آس نہیں

برادرانِ اسلام پھر کونسا درمانہ ہوگا جس سے خدا کی بخشش اور نجات آئیگی اور تم کو گلے لگا کر جنّت میں لے جائیگی۔ اس لئے نہایت اہم اور ضروری فرض ہے کہ اس چکڑالوی اور پرویزی فتنہ اور خدائے قدوس قرآن پاک اور تمام انبیاء علیہم السّلام اور سب کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدترین گستاخیوں کو بالکل مٹا دیا جائے۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے اس دریدہ دہنی اور منافقت کا سدِّ باب کر دیا جائے۔

پرویز نے قرآنی وحی سے انکار کیا اور اس کی توہین کی

پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۹۴ پر لکھا ہے کہ سابقہ مضمون میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ حدیث کو دین قرار دینے کے لئے عقیدہ وضع کیا گیا کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وحی متلو اور دوسری غیر متلو۔ یہ پرویز کی عبارت تھی۔ ناظرین کرام آپ پہلے صفحوں میں پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث بیان کرنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پ۳۰ میں حکم فرمایا اور سورۂ تحریم میں فَاَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث بیان کرنا بھی بیان فرما دیا۔ اور دوسری حدیث

کے بیان کی آیتیں ہم نے اُوپر لکھدی ہیں۔ لیکن پرویز خدائے قدوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے یعنی قرآن کی آیات بینات سے انکار کر رہا ہے۔ بلکہ خدائے تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیث کو دین قرار دینے کے لئے وضع حدیث جھوٹ موٹ حدیث بنانے کا الزام لگا رہا ہے حالانکہ قرآن میں خود حدیث شریف کے مبارک الفاظ کئی بار آچکے ہیں۔ اس سے زیادہ پرویز کی بے دینی اور حدیث جو خدائے تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات ہیں ان کی توہین کرنے کا اور کیا ثبوت چاہیے قرآن بھی وحی ہے اور قرآن میں حدیث کا بیان ہے وہ بھی وحی ہے۔ اور قرآن میں وحی کی چار قسمیں موجود ہیں لیکن چونکہ پرویز کافروں مشرکوں کا ایجنٹ اور نفس پرستوں انگریزی زدوں کی بے دینی کا آلۂ کار ہے اس واسطے دُنیا کی نگاہوں میں قرآن پاک اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیر۔ ذلیل اور جھوٹا ثابت کرنے کی بیہودہ چالیں چلتا ہے۔ اور جاہل سمجھتے ہیں کہ پرویز قرآن کو جانتا اور مانتا ہے آپ پرویز کی عبارتوں میں خود پڑھ چکے کہ تمام مسلمان حدیث کو ہمیشہ سے دین سمجھتے اور اُس پر عمل کرنے کو فرض جانتے ہیں۔ اور یہ حدیثوں سے انکار ہی نہیں بلکہ ان کی توہین و تذلیل کی ہے تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ہے۔ موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھتا ہے یقین کرتا ہے کہ جو سارے مسلمانوں اور ان کے خدائے تعالیٰ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کے خلاف ہے۔ وہ کافر۔ مشرک بے دین ہے۔ ایسے کو قرآن سمجھنے اور ماننے والا عقلمند تو ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ اس کے ساتھ ہاں میں ہاں ملانے والے یا تو قرآن پاک اور دین اسلام سے بالکل جاہل ہیں اور یا انگریزی زدہ خواہشوں اور نفس امارہ اور طریقہ کار کے فریب خوردہ ہیں۔ خدا ان پر رحم فرمائے۔ اور پرویزی کفر۔ شرک سے بچائے جو سارے مسلمانوں کے خلاف فرقۂ کفر بنا کر پھیلا رہا ہے اب ہم قرآن کریم سے وحی کی کئی قسمیں ثابت کر کے پرویز کی بے دینی آشکارا کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں وحی کی کئی قسمیں ہیں

برادرانِ اسلام! وحی عربی لفظ ہے اس کے معنی ہیں۔ اشارہ کرنا۔ رسول بھیجنا۔ اور کسی سے خفیہ بات کرنا کہ اس کے سوا کوئی نہ جان سکے۔ خدائے پاک کا بندے سے کلام کرنا۔ یا کسی خاص شخص سے چپکے چپکے باتیں کرنا۔ دیکھئے عربی کی مانی ہوئی لغت المنجد مصری کے صـــ ۹۸۶ پر ہے۔

وحی۔ یوحی۔ وحیا۔ الیٰ فلان۔ اشار الیہ۔ ارسل الیہ رسولاً۔ وحی الیہ کلاماً۔ کلمہ سرًّا۔ او کلمہ بما یخفیہ عن غیرہٖ۔ وحی اللہ بقلبہٖ کذا الھمہٗ ایاہ۔ اوحی کلمہ بکلام یخلیہ عن غیرہٖ۔ یہاں تک عربی کی لغت سے وحی کے معنی آپ نے دیکھ لئے سمجھ لیجئے۔ ہر معنی دراصل ایک قسم کی وحی بتارہا ہے اور پرویز کا دو قسم کی وحی بھی مسلمانوں کی من گھڑت سوجھتی ہے۔ یہ ہے چوری اور سینہ زوری۔ اب ذرا پرویز صاحب کی لغت الملعوت کے معنی بھی سُنئے جو انہوں نے اپنی کتابچہ مقام حدیث جلد اوّل کے صـــ ۱۴۱ پر کئے ہیں "لفظ وحی کے معنی ہیں خفیف لیکن بہت تیز اشارہ۔ قرآن میں یہ لفظ اشارے کے لئے بھی آیا ہے۔ ناظرین ذرا پرویز صاحب کے معنی تو دیکھئے۔ خفیف لیکن بہت تیز اشارہ۔ خفیف بھی اور تیز بھی۔ دو متضاد معنی ہیں۔ ایک جگہ کس طرح جمع کر دئے ہیں واہ رے میاں پرویز۔ اجتماع ضدین بھی آپ ہی کا خاصہ ہے۔ عقلمندوں کو اپنی علمی قابلیت جتانے کے لئے آپ کا لغت بھی آپ کے مسلک کی طرح سب سے جدا ہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے زبان عربی کے موجد اصلی جناب عالی ہی ہیں ان باتوں کا فیصلہ تو جناب ناظرین ہی فرماسکتے ہیں۔ ہم کو تو یہ ثابت کرنا ہے کہ وحی کی چند قسمیں ہیں جیسا کہ لفظ وحی سے بخوبی ظاہر ہے اب وحی کو فقط ایک معنی میں محدود کرنا عربی سے ناواقفیت کی بیّن دلیل ہے۔ اب ہم ان تمام قسموں کی وحی کو خدائے تعالیٰ کے فضل سے بیان کرتے ہیں اور قرآن شریف ہی سے ہر قسم کی مثال پیش کرتے ہیں اللہ پاک

اپنے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے قبول فرمائے۔ اور ان منکرین وحی یعنی منکرین حدیث کو ہدایت دے آمین۔

وحی متلو اور غیر متلو کی حقیقت

وحی متلو تو اللہ تعالےٰ کا وہ مفصل مشرح بیان ہے جو لفظوں کے مجموعے یا عبارت سے ظاہر ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ پ ۵ سورۃ مائدہ۔ ترجمہ۔ اور جب ہم نے وحی کی (عیسیٰ علیہ السلام کے) حواریوں (ساتھیوں) کی طرف۔ کہ تم میرے اوپر ایمان لاؤ اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ اس آیت کریمہ میں حواریوں کی طرف جو وحی کی گئی وہ متلو ہے یعنی وحی کا مطلب غرض کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ لفظوں اور عبارت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے جو قرآن پڑھنے والے تلاوت کرتے ہیں۔ اب وحی غیر متلو جس کا مطلب اور پورے معنی الفاظ اور عبارت کے ذریعے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ کسی واقع یا حالت یا تفصیل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو پڑھنے والوں سے پوشیدہ ہے جب اس پوشیدہ واقع ہی کو بیان نہیں کیا گیا تو اس کے الفاظ یا عبارت کس طرح ہونگے کہ قرآن پڑھنے والا ان کو قرآن کے ساتھ پڑھتا جائے اس لئے یہ غیر متلو ہے جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا۔ یا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی پ ۲۷ سورۃ نجم۔ اوّل کا ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ نے ہر آسمان میں اس کا کام وحی کر دیا۔ دوسری آیت کا ترجمہ۔ پھر وحی کی اللہ پاک نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف جو بھی وحی کی۔ ناظرین۔ ان دونوں وحیوں کا مطلب کہ آسمان کی طرف کیا کیا وحی کیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شب معراج میں کیا وحی کی۔ ان سے کیا راز و نیاز کی باتیں کیں معلوم نہیں کیونکہ آسمان سے جو کچھ کہا وہ سارے کا سارا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ شب معراج میں سکھایا پڑھایا۔ بتایا دکھایا۔ وہ یہاں لفظوں اور عبارت میں نہیں۔

جو قرآن پڑھنے والے پڑھ سکیں۔ اس لئے وہ وحی تو ہے مگر پڑھنے میں تلفظ میں نہیں آتی ہے لہٰذا غیر متلو وحی ہے۔ پس یاد رکھئے کہ جو وحی لفظوں میں پڑھی جائے وہ متلو اور جو کسی لفظ کے اشارے یا تلمیح کے طور پر کوئی واقعہ۔ حالت۔ کیفیت مراد ہو۔ وہ وحی غیر متلو ہے ان دونوں قسموں کی تفصیل انشاءاللہ تعالےٰ ہم بہت سی آیات سے پیش کرکے پرویز کے فریب اور چوری اور اتہام کی حقیقت واضح کرینگے جو اس نے خدائے تعالےٰ۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر لگایا ہے کہ دو قسمیں گھڑلی گئی ہیں۔ ضروری تنبیہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری نبی نہیں تھے صحابی یا ولی تھے پس ولی پر وحی کا ہونا ثابت ہوا۔ پرویز نے ہر کتاب میں اولیاء اللہ پر الہام کا انکار کیا ہے جیساکہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور آپ نے لغت منجد کی وہ عبارت بھی دیکھ لی جس میں وحی کے معنی الہام کے بھی بتائے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں قرآنی ہیں جن کا پرویز منکر ہے۔

قرآن کریم اور عقل کی رو سے وحی غیر متلو۔ خفیہ وحی آیات قرآنی سے متقدم اور لازمی ہے

بزرگ ناظرین! دنیا میں۔ عالم اسباب میں ہر کام۔ ہر بات کسی وجہ اور سبب سے ہوتی ہے۔ اسی طرح نبیوں پر وحی بھی حالات۔ کیفیات۔ اور ضرورتوں کے لحاظ سے ہوتی رہی ہے۔ تو وہ مُہیّجات، دواعی۔ حالات متقاضیۂ وحی حقیقت میں وحی کی بنیاد ہوتے تھے۔ اور ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا خدائے تعالےٰ کے سوا دوسروں کو علم نہیں ہوتا تھا۔ ہاں بعض ایسے واقعات جو کسی جماعت اور مجلس میں وقوع پذیر ہوتے تھے ان کو اہلِ مجلس بھی جانتے تھے پھر ان کے بعد آیاتِ قرآنی یا سورتیں اُترتی تھیں۔ تو اُن حالات ظواہر ابتدائیہ کو وحیِ غیر متلو کہتے ہیں۔ ان کی مثالیں قرآن پاک سے آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ ابتدائے نزولِ قرآن کے وہ حالات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرے۔ مثلاً خوابوں کا آنا۔ آپ کا غارِ حرا میں نزولِ وحی سے چھ مہینے قبل متواتر عبادتِ الٰہی میں لگے رہنا

اور آپ کی طبیعت نبویہ کا اصلاح بنی نوع انسان کے لئے اسباب ہدایات کی تمنائیں۔
خواہشات اور اس کے لئے درگاہِ رب العزت میں دعائیں کرنا اور خدا کی جانب سے
حضورِ اکرم کے قلبِ منور پر سکینہ اطمینان کا نزول ہونا وغیرہ یہ سب دواعی وحی غیر متلوُ
ہیں۔ ان کو عارفین۔ مفسرینِ قرآن اور محدثین سب نے وحی غیر متلو۔ یا اسرارِ خفی قرار
دیا ہے۔ یہ وحی غیر متلو ہی وحی متلو کا ذریعہ ہیں ان سے انکار عقلاً محال ہے۔ مثلاً سورۂ
ضحیٰ۔ کے اسباب اور وہ حالات جن کی طرف اس سورت میں اشارہ کیا گیا ہے پارہ
۳۰ میں وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی۔ یعنی صبح کے روشن وقت چاشت کی قسم اور رات
کی قسم جب وہ کالی ہو جائے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی خدائے تعالےٰ نے
(اے محمدؐ) آپ کو نہیں چھوڑا۔ نہ آپ سے ناخوش ہوا۔ ظاہر ہے کہ خدائے قدوس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دل شکنی اور غم کو قسم کھا کر اپنی رضامندی کا یقین دلا کر آپ کے
دل سے دُور کرنا چاہتا ہے وہ کونسی بات اور کیا واقعہ تھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم ناراض۔ کبیدہ خاطر تھے آیت میں مذکور نہیں۔ یعنی تلاوت میں پڑھنے میں آنہیں
رہا مگر ہے ضرور۔ بس اسی واقعہ کو ہم کیا تمام علمائے متبحرین وحی خفی غیر متلوُ کہتے ہیں اور
حضورؐ کی تسلی دلجوئی کے لئے فرمایا وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ اور یقیناً۔
آخر۔ انجام۔ نتیجہ۔ ابتدا۔ یا پہلے سے آپ کے لئے بہتر ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ
رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔ اے محمدؐ آپ کا رب عنقریب آپ کو ایسی چیزیں عطا فرمائیگا کہ
آپ بالکل خوش ہو جائیں گے۔ یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ حضورؐ ناخوش ضرور تھے مگر
اس ناراضگی کی کیفیت مذکور نہیں۔ نہ ان چیزوں کا ذکر ہے جو خدا عطا فرما کر اپنا وعدہ پورا
فرمائیگا مگر وہ بھی یقینی ہیں۔ پس یہ دونوں اُمور ہی وحی غیر متلو اور اس عبارت و
آیاتِ قرآنی کے نزول سے مقدم اور لازم ہیں۔ آگے چلئے۔ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی
کیا آپ کو یتیم نہیں پایا اور پھر آپؐ کو اطمینان کا ٹھکانا دیا۔ یہاں آپ کے یتیم ہونے کا ذکر

ہے مگر آپؐ کے والد۔ دادا والدہ کا نام۔ یتیم کا مطلب اور آپؐ کے یتیمی کے زمانے کے حالات۔ آپؐ کس عمر میں یتیم ہوئے۔ اور پھر وہ ٹھکانا جس کا یہاں ذکر ہے کیا تھا کس نے آپؐ کو اولاد کی طرح پالا پوسا۔ یہ باتیں جو لفظوں میں نہیں ہیں کہ پڑھی جائیں یہ وحی غیر متلو ہیں۔ اور ان کا مقدم ہونا اس آیت کے نزول سے ضروری ہے ورنہ آیت کا مفہوم بیکار ہو جاتا ہے۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو کو راہ بھولا ہوا پایا تو راستے پہ پہنچا دیا۔ منزلِ مقصود سے ہمکنار کر دیا۔ آپؐ کس عمر میں راستہ بھول گئے تھے وہ کس ریتیلے میدان کا واقعہ تھا آپؐ کی اُس وقت کتنی عمر تھی۔ پھر آپؐ منزلِ مقصود پر کس طرح پہنچے یہ تمام باتیں وحی غیر متلو ہیں جو وحی متلو۔ ان آیات کے نزول کا ذریعہ ہیں یعنی وہ حالات پہلے ہو چکے ہیں جن کی ان آیتوں میں خبر یا یاد دلائی جا رہی ہے۔ پس وہ سارے کے سارے جن کتابوں میں ہیں وہ وحی غیر متلو کا مجموعہ حدیث شریف ہے۔ اب ذرا انصاف کیجئے کیا قرآن دان اور عقل والا انسان حدیثوں سے انکار کر سکتا ہے بلکہ ان کا علم قرآن سے مقدم ہے تاکہ قرآن سمجھ میں آسکے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ۔ یعنی اے نبی کریمؐ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار۔ بے مال پایا تو مالدار۔ لاپرواہ بنا دیا۔ بتایئے حضور اکرمؐ کی ناداری۔ مالدار نہ ہونے کی کیا وجہ تھی کب تک رہی پھر آپ کو مالدار کس طرح کیا۔ کیا آپؐ نے کوئی تجارت کی۔ کسی ملک کی حکومت لے لی۔ آپ مالدار کس طرح ہوئے یہ آیات میں نہیں مگر آپ کا غریب رہنا اور پھر مالدار ہو جانا یہ ہے مذکور اور یقینی۔ تو وہ باتیں جو وحی متلو میں اجمالاً اشارۃً تلمیح کے طور پہ بیان کی جائیں ان کے پورے واقعات اسباب وعلل ہی کو تو وحی غیر متلو کہتے ہیں جن کو بیان کرنے کرانے کے لئے خدائے قدوس نے حدیثوں کی حفاظت فرمائی کہ آج کسی مذہب کے نبی رشی منی۔ ریفارمر کی زندگی بھر کے حالات تعامل۔ اقوال واعمال دُنیا میں صحیح اور یقینی طور پر موجود نہیں ہیں لیکن چونکہ اللہ پاک نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اور اپنے

پیارے نبیؐ کے ذکرِ خیر کو بلند اور رہتی دُنیا تک قائم رکھنے کا وعدہ کیا ہے وہ اُسوۂ حسنہ ہے محفوظ ہے اگر وہ گم ہو جاتا تو قرآن بالکل بے معنی ہو جاتا۔ اور پھر آپؐ کا ذکرِ خیر جس کی حفاظت کا وعدہ تھا باقی نہ رہتا۔ اِسی لئے تو تمام عالموں اور عقلمندوں نے حدیثوں پر فخر کیا ہے ان کو دین کا جزوِ اعظم و فرض اتم مانا ہے۔ برادرانِ اسلام قرآن کی بہت سی بلکہ اکثر سورتیں ایسی وحی غیر متلو ہیں جن کے پہلے ان کی وحی غیر متلو کا علم لازم ہے۔ مثلاً عَبَسَ وَ تَوَلّٰی۔ یعنی ناخوش ہُوا اور مُنہ پھیر لیا۔ اَنْ جَاءَہُ الْاَعْمٰی یہ کہ آیا اس کے پاس اندھا۔ نابینا۔ اب اس آیت میں مُنّہ پھیرنے۔ ناخوش ہونے۔ اور نابینا کے آنے کی خبر ہے۔ مگر کون ناخوش ہُوا۔ کس نے مُنہ پھیرا۔ اور نابینا کون تھا اور کیوں آیا تھا۔ ان تمام باتوں کا ذکر نہیں جو اس سورت کے نازل ہونے کے وجوہ اصلیہ و دواعی ہیں۔ اگر وحی غیر متلو اس کی تفصیل اور وجوہات کو حدیثیں بیان نہ فرماتیں تو بالکل بے معنی سورت ہو جاتی۔ غرض یہ ہے کہ جو لوگ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کتنے واقعات اور معاملات جو موقوف علیہا الآیات ہیں غیر متلو وحی ہیں اور احادیث میں کامل طور سے مذکور ہیں۔ اب ذرا عقلی میدان کی طرف آئے۔ دُنیا میں جس قدر حکومتیں بھی موجود ہیں۔ خواہ شخصی ہوں۔ یا جمہوری۔ ان میں وُزراء۔ اُمرا۔ بڑے بڑے گورنر اور حکّام و ملازمین موجود ہیں جن کو لاکھوں ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ کوئی حکومت ایسی نہیں جس نے رعایا کے لیے قانون یا تعزیرات کی کتاب نہ بنائی ہو۔ اگر کتاب سے قوانین کا نفاذ ممکن ہوتا۔ اگر کتاب اہلِ ملک سے شاہی قوانین پر عمل کرا سکتی تو بس اتنا ہی کافی ہوتا کہ حکومت کی جانب سے ہر ہر شخص کو ایک کتابِ قانونی دیدی جاتی یا ایک شہر۔ ایک قصبے ایک گاؤں کے لئے ایک کتاب دی جاتی اور کسی کتاب سُنانے والے کو مقرر کر دیا جاتا تو لاکھوں روپے جو وزیروں۔ گورنروں اور بڑے بڑے افسروں اور ملازموں کو دے جاتے ہیں بچ رہتے۔ یا یہ انگریزی دان۔ پرویز کے جال میں پھنسنے والے

توبعض گریجوئیٹ ہیں۔ انہوں نے میٹرک۔ ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے صرف کتابیں اپنے طور پر پڑھ کر کیا ہے۔ یا ان کو سکولوں۔ کالجوں میں ماسٹران۔ پروفیسران۔ اساتذہ کے سامنے اپنے کورس اور نصاب کی کتابوں کو سمجھنے کے لئے زانوئے ادب طے کرنے اور ہزاروں روپے فیسوں میں خرچ کرنے پڑے ہیں۔ وکیل، بیرسٹر کتابیں پڑھتے ہیں مگر بغیر کسی ماہر تجربہ کار وکیل اور بیرسٹر کی خدمت کئے وکالت اور بیرسٹری نہیں کر سکتے اسی طرح مدارج مروّجہ کے پڑھے لکھے لوگ کتابوں کے سمجھنے والے بھی ٹریننگ کالج میں تعلیم پائے بغیر۔ مدرسی۔ ماسٹری۔ پروفیسری نہیں کر سکتے تو آپ فیصلہ کیجئے کہ کیا قرآن شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بندگانِ خدا کے نظم ونسق کا ذریعہ۔ یا حضور اکرمؐ کی تعلیم کے بغیر مخلوق کی سمجھ میں آسکتا تھا ہرگز نہیں۔ دُنیا میں کوئی قانونی کتاب۔ بغیر عمّال۔ حکام کے نافذ نہیں ہو سکتی نہ کوئی کتاب بغیر اُستاد کے صحیح طور سے سمجھی جا سکتی ہے یہ عقلی دلائل بھی حضورؐ اکرم کی اطاعت کو لازم ثابت کرتے ہیں اور حضورؐ کی تعلیم احادیث ہیں پس حدیثوں کا یعنی وحی غیر متلو کا قرآن پر عمل کرنے کے پہلے ماننا ضروری ثابت ہوا جو لوگ حدیثوں کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن پاک کے منکر اور عقل سلیم کی راہ سے دُور۔ گمراہ بے عقل ہیں۔ یہ دراصل حکومتِ الٰہیہ کی بغاوت کر رہے ہیں جو سلاطینِ حکومتِ الٰہیہ انبیاء علیہم السّلام کی اطاعت پر موقوف ہے۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ جب قرآن قانونِ خداوندی کے لئے نبیوں کی اطاعت ناجائز ہے تو پھر کسی ملک کے قانون یا قانونی کتابچہ پر عمل کرنے کے لئے وُزرائ اور حکّام۔ وعمّال کی فرمانبرداری کیوں کی جائے پبلک کو چاہئے کہ تمام اراکین حکومت کے قانون کو ٹھکرا کر فساد پیدا کر دے۔ دیکھئے تو یہ منکرینِ حدیث کتنے بڑے غدار اور مُفسدین حکومت کو لازم ہے کہ اُن بغاوت کے جراثیم کو کچل کر اپنی دانشمندی اور تدبّر و پیش بینی کا ثبوت دے۔ ناظرین پُرتمکین! جس طرح حکومتوں کی جانب سے وُزراء۔ حکّام اور عہدیداران کو ان کے مناصب اور مدارج کے مناسب نظام مُلکی کے قیام اور قانونی کُتب پر عملدرآمد کرانے کے لئے

احکام کے نفاذ کے طریقوں۔ دفعاتِ تعزیریہ کے مواقع اور محل کی تعلیم دی جاتی ہے چاہے اس تعلیم کے اشارات۔ اور تلمیحات قانونی کتاب میں اجمالاً موجود بھی ہوں۔ تو دراصل اس قانونی کتاب کے نافذ کرنے کی قابلیت کا معیار۔ اور اس کے نفاذ کے مناسب طریقے اور ان کی مختلف باقتضائے وقت حیثیتوں کا علم پہلے مقدم ہوتا ہے یہی علم ایسا ہے جس کی وجہ سے کتاب پر عمل کرایا جاسکتا ہے اور رعایا کو پابندِ قانون کیا جاتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے علوم و ملکاتِ نفاذ و قواسئے نافذہ کو ماننا ضروری ہے اسی کو شریعت میں وحی غیر متلو کہتے ہیں بھلا کوئی عقلمند اور پڑھا لکھا آدمی ان بدیہات یقینی چیزوں سے کس طرح انکار کرکے اپنی نادانی کا اعلان کریگا۔ اب آپ کو معلوم ہوگیا کہ چکڑالوی اور پرویز وغیرہ منکرانِ حدیث صرف منکرانِ و مخالفین قرآن ہی نہیں ہیں بلکہ عُرف عام اور عقلِ سلیم کے بھی دُشمن ہیں مجھے تعجب ہے کہ ان نادانوں کو عقلمند کس طرح قابلِ تقلید سمجھ کر ان کی بے دینی اور بغاوت میں امداد کرکے تضییع مال و قباحت مآل خریدتے ہیں۔

وحی کی قرآن میں چند قسمیں ہیں

سب سے اہم اور نہایت ذمہ دارانہ نظامِ حکومتِ الٰہیہ کے لئے تو انبیاء علیہم السّلام کو وحی کی جاتی رہی ہے اس وحی کی بھی تین قسمیں ہیں۔ ایک جلی۔ یعنی متلو۔ تلاوت کی جانے والی۔ دوسری خفی یعنی غیر متلو۔ تلاوت نہ کی جانے والی۔ اور تیسری قسم یہ ہے رہنما اپنی قوت خداداد رُوحانیہ سے اپنے کسی فرمانبردار خاص کی طرف وحی کرتے ہیں۔ وہ فرمانبردار خاص اس پر دوسرے لوگوں سے عمل کراتا ہے جس پر اُس کو عمل کرانے پر خدا کے حکم یعنی وحیِ جلی یا خفی سے نبی نے مقرر کیا ہو۔ اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے حکومت نے عام نظامِ ملکی کے لئے وزیراعظم یا گورنر جنرل کو حکم بھیجا اور پھر اس گورنر جنرل یا وزیراعظم نے صوبوں کے حکام اعلیٰ کو نظم و نسق کے احکام اور اختیارات نفاذِ احکام بھیجے۔ پھر صوبے کے گورنران ان احکامات کو صوبائی حکومت کی کتاب یا فرامین مقرر کردیتے ہیں۔

نبیوں کی وحی کی آئتیں

فرمایا اللہ کریم نے اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰى وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۝ رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ پ ۳ - سورۂ نساء - ترجمہ - اے محمد صلی اللہ علیک وسلم یقیناً ہم نے وحی کی آپ پر جس طرح وحی کی نوح علیہ السلام کی طرف اور دوسرے نبیوں کی اُن کے بعد والوں کی طرف۔ اور وحی بھیجی ہم نے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق اور ان کی اولاد کی طرف۔ اور عیسیٰ - ایوب - یونس - ہارون - سلیمان کی طرف - اور ان رسولوں کی طرف بھی جن کا ذکر آپ پر پہلے ہو چکا۔ اور ان رسولوں کی طرف جن کا ذکر ہم نے آپ پر (قرآن میں) نہیں کیا۔ (علیہم السلام) اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ پاک نے بات چیت کی۔ (یہ سب) رسول ہیں لوگوں کو بشارت دینے والے (اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور اچھے بدلوں کی) اور ڈرانے والے ہیں (اللہ تعالےٰ کی ناراضگی اور عذاب وغیرہ سے) تاکہ اللہ تعالےٰ پر ان رسولوں کے بعد کوئی دلیل نہ رہے (کہ ہم کو کسی تیرے نبی نے اچھے بُرے کام نہیں بتائے تھے ہمارا کیا قصور ہے) اور اللہ تعالےٰ غالب حکمت والا ہے۔ یعنی پکا انتظام کرنے والا ہے۔ ناظرین کرام! یہ اللہ پاک کی جانب سے نبیوں پر آنے والی وحی کا ذکر تھا۔ اور اس حیثیت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی خدا کی جانب سے وحی آئی۔ آپ بھی تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ کا کلام کرنا بھی ثابت ہوا۔ یہ کتابی وحی ہے جس کو تورات کہتے ہیں جدا ہے نیز کتاب کے علاوہ کلام کرنا بھی قرآن سے ثابت ہے اس واسطے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ

کتاب منزل من اللہ کے سوا۔ نبی کی معلومات غیبیہ کی کوئی راہ نہیں ہے بلکہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کلام کرنے کا ذکر بلفظ وحی موجود ہے چونکہ وحی کے معنی کلام
کے آپ نے لغت منجد سے پڑھ لئے ہیں۔ ہاں نبیوں کے بھیجنے کی غرض و غایت بھی جو
خدائے پاک نے اس آیت مذکورہ میں بیان فرمائی ہے وہ بہت غور طلب ہے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ رسولوں کو بشارت دینے اور ڈرانے کے واسطے بھیجا۔ تو کیوں بھیجا کتاب وحی
اور وہ کتاب جو نبیوں کو دی گئی تھی وہ بشارت نہیں دے سکتی اور نہیں ڈرا سکتی تھی۔
اگر وحی متلو یا کتاب خدا بشارت اور ڈرانے کا کام کر سکتی تھی تو پھر اسی کام کے لئے نبیوں
کو بھیجنا تحصیل حاصل ہے یعنی جو مطلب کتاب سے نکلتا تھا وہی مطلب نبیوں سے بھی
نکلا۔ تو نکلے نکلائے مطلب اور کئے کرائے انجام پائے کام کو انجام دینے کے لئے کسی کو مقرر
کرنا بھی عقل سلیم کے خلاف ہے اور وہ بھی اس طرح کہ نبیوں کو اسی بشارت تنذیر کے لئے
تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں۔ تو یہ سارا کا سارا معاملہ عبث اور بے کار کیوں ہوا۔ اس کا جواب
بھی اللہ پاک نے خود دے دیا کہ نبیوں کو انسانوں کے منہ بند کرنے کو بھیجا ہے کہ قیامت
کے دن پوچھ گچھ کے وقت کہہ نہ سکیں کہ ہمارے پاس تیری طرف سے کوئی رسول صلی
اللہ علیہ وسلم نہیں آئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا اور بالکل ظاہر ہے کہ کتاب خدا تعالےٰ
بندوں پر حجت تامہ نہیں ہے حجت تامہ انبیاء علیہم السلام ہی ہیں۔ اس تقریر سے
میری غرض قرآن پاک سے یہ ثابت کرنا ہے کہ نبیوں میں کتاب خدا سے زیادہ یا اس کے
علاوہ کوئی خوبی۔ کوئی صفت بلکہ کوئی طاقت خدا داد ایسی بھی ہوتی ہے جو کتاب میں نہیں
ہوتی جناب وہی تو منصب رسالت اور نبوت ہے جس کے احکام تعلیمی کتاب کے الفاظ
سے صرف انبیاء علیہم السلام ہی سمجھتے ہیں یا ان کو کتاب کے ساتھ یا کتاب سے پہلے ایسی
تعلیم دی جاتی ہے جس سے وہ کتاب خدا کے ماننے کی صلاحیت اور لیاقت لوگوں میں پیدا
کر دیں۔ بس اسی تعلیم اور طریق کار کی مشق کو ہم ڈنکے کی چوٹ وحی خفی یا وحی غیر متلو کہتے ہیں

اور یہ کتاب پر مقدم اس لئے ہے کہ کتاب کا نفاذ اسی پر موقوف ہے بلکہ موقوف علیہ ہونے کے اعتبار سے تو وحی خفی وحی جلی کی شرط ٹھہری۔ کہ جب تک نبی اس وحی خفی کی رُو سے کام نہ لے تو وحی جلی کتاب منزل من اللہ بالکل بے معنی ہو جاتی ہے سُبحان اللہ کیا مرتبہ ہے خدا کے دین۔ اس کی کتاب پر عمل کرانے والے اور خدائی حجت تامہ رسُولوں کا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ان انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی یعنی ان کو عام انسانوں کے برابر کہنا قرآن کریم اور کُتب سماوی کی توہین بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے

منکرینِ حدیث کا دندان شکن جواب

منکرین حدیث و قرآن کا سب سے بڑا وظیفہ یہ ہے جو پرویز نے اپنی ہر کتاب میں سینکڑوں جگہ رٹا ہے خوب گھوٹا لگایا ہے۔ مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۰۲ پر بھی یوں لکھا ہے کہ

> اس (نبی والی) وحی کی خصوصیت یہ تھی کہ خود رسُول اس کی اتباع کرتا تھا چنانچہ نبی اکرم کے متعلق ارشاد ہے اتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ یعنی جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اُس کی اتباع کر۔

یہ پرویز کی عبارت تھی۔ یہ تو مانا کہ عمومی احکام قرانی کی اتباع حضور نے بھی کی اور تمام نبیوں نے (علیہم السلام) اپنی اپنی کتابوں کے احکام عمومی کی بھی تعمیل کی لیکن ان کو کتاب کے ساتھ کتاب ہی میں۔ حروف مقطعات یا آیات متشابہات کی صورت میں دوسرے احکام یا اور وحی بھی کی تھی جن سے وہ کتاب کو انسانوں میں جاری کرتے اور ان کو کتاب کے موافق عمل کرنے کرانے قابل بناتے تھے۔ وہ منزل من اللہ ہی تھے اور چونکہ وہ کتاب کے ہر پڑھنے والے کی سمجھ سے بالاتر تھے اسی لئے ہم ان کو وحی خفی۔ یا وحی غیر متلو کہتے ہیں بہرصورت یہ سب باتیں وحی تھیں اور نبی علیہ السلام ان کی ہی پیروی کرتے تھے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے فرمایا مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ۔ یعنی جو بھی ہم نے اسے نبی آپ پر اُتارا ہے اس کی پیروی کیجئے اس میں قرآن کا تو کہیں ذکر نہیں اگر اللہ تعالےٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف قرآن

ہی کی پیروی کروائی ہوتی یا وحی فقط قرآن ہی ہوتا تو خدا کو یہ کہنے میں کس کا ڈر تھا کہ اِتَّبِعِ الْقُرْآنَ - یعنی قرآن کی پیروی کیجئے۔ مَا اُنْزِلَ یا مَا یُوحیٰ کا لفظ خود ہی قرآن کے سوا دوسری وحی کی دلیل اَتم ہے جس کو مومنین ومومنات چودہ سو برس سے حدیث شریف میں ملتے چلے آتے ہیں حقیقتاً خدا کی طرف سے نازل شدہ وحی پر ایمان بھی انہیں کا ہے جو قرآن کے الفاظ ظاہری کے علاوہ دوسری مخصوص نبوت وحی کو بھی سچا سمجھتے اور اس پر یقین کرتے ہیں اور یہ بات بالکل سولہ آنے ٹھیک ہے کہ وہ حدیثیں جن کو تمام اہل اسلام اور صاحبان ایمان حدیث کہتے ہیں دونوں قسموں کی وحی کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں جن میں جانداروں کی تصاویر کی ممانعت ہے کیونکہ یہ سب مخلوق ہیں اور قرآن اور دوسری تمام اقسام کی وحی صفاتِ باری تعالیٰ ہیں جن کا تعلق ذاتِ واجب الوجود۔ ازلی اور اَبدی سے ہے۔

نبیؐ کی خاص وحی کی عقلی دلیل

پڑھے بے پڑھے تمام لوگ یہ موٹی بات سمجھتے ہیں۔ کہ ہر حکومت کی جانب سے گورنروں اور وزیر اعظموں کے درجوں۔ رتبوں کے موافق بھی کچھ احکام حکومت ہوتے ہیں کچھ اختیارات۔ احکام وقوانین کتاب کے مواقع محل۔ حالات وکوائف کی امتیازی قوتیں یا صلاحیتیں یعنی ان مرتبوں کی امتیازی شانیں بھی حکومت کی طرف سے ہی مقرر ہوتی ہیں۔ ان میں رعایا میں سے کوئی ان حکامِ بالا کا شریک اور مساوی نہیں ہوتا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام خدا کی حکومت کے حاکمِ اعلیٰ ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ ان کے منصبی وہ تمام احکام جو ان کے مرتبے اور منصب کے متعلق ہیں۔ عوام کے احکام سے یقیناً جدا ہیں - اگر آپ قرآن پاک کو عام لوگوں کے عمل کی قابل کتاب تسلیم کرلیں تو آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ وہ احکام جو خاص منصب نبوت سے یا مرتبۂ رسالت وہدایت سے وابستہ ہیں عقلاً قرآن کے علاوہ ہیں اور اگر کہیں کہ وہی احکام نبیوں کے لئے بھی ہیں تو پھر ان نبیوں میں اور تمام انسانوں میں مابہ الامتیاز۔ یا نبی کو اعلےٰ مرتبہ دینے والی کونسی چیز ہے۔ اس صورت میں نبی علیہ السلام

اور تمام نبیوں کو عام انسانوں کی برابر ماننا پڑیگا۔ اور یہ آسمانی تمام کتابوں اور قرآن کے خلاف ہے جیساکہ آپ نے اس مذکورہ لمبی آیت میں پڑھ لیا کہ نبی مبشر و منذر ہیں۔ خدائے تعالیٰ کی بندوں پر حجت ہیں۔ پس ان کے خصوصی احکام و فرائض عوام سے جدا کرنے والے ہی احکام ہیں جن کو ہم وحی خفی یا غیر متلو کہتے ہیں اگر ان کو بھی ہم قرآن کے ساتھ ہی منزل مان لیں تو ان کی اس تشریح اور تفصیل کو جو نبیوں نے کی وحی غیر متلو کہیں گے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم حدیثوں کو وحی غیر متلو کا مخزن مانتے ہیں۔

پرویز کا حدیثوں خاصکر بخاری شریف پر سخت اعتراض

پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اول کے صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے کہ :- ان (حدیث) کے مجموعوں میں ایسی باتیں موجود ہیں جو قرآن کے خلاف ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اور انبیاء کی شان میں طعن پایا جاتا ہے جن سے بصیرت ابا اور عقل سلیم بغاوت کرتی ہے۔ اور جن میں ایسی ایسی چیزیں ملتی ہیں جنہیں آپ نبی کریم کی طرف منسوب کرنے کی کبھی جرأت نہ کرسکیں گے۔ اس کے لئے آپ زیادہ نہیں تو صرف صحیح بخاری کا مطالعہ کیجئے۔ اور دیکھئے کہ یہ درست ہے یا نہیں۔ یہیں وہ مجموعے جنہیں قرآن کے ساتھ دین کا جزو قرار دیا جاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ احادیث قرآن کریم کی اتنی محتاج نہیں جتنا قرآن احادیث کا محتاج ہے (امام اوزاعی) اور یہ کہ احادیث قرآن پر قاضی ہیں۔ (امام یحییٰ)۔

یہ تھی پرویز کی عبارت جس میں حدیثوں پر کئی اعتراضات کئے ہیں۔ اب ذرا ان کے مدلل جوابات بھی قرآن پاک سے سنئے اور یاد کیجئے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ۔ پ ۲۷ ع ۵ ۔ ترجمہ ۔ اے مسلمانوں تمہارے آقا راستہ نہیں بھولے اور نہ انہوں نے غلطی کی ۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۔ اور وہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) دین کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں

کہتے بلکہ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ اُن کا فرمان تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی وحی ہے۔ ناظرین! حدیث شریف کی عظمت و عزت کی وہ آیات جو پہلے لکھی جاچکی ہیں آپ نے پڑھ لی ہونگی۔ اب آپ خود انصاف کیجئے جس بات۔ قول و ارشادِ رسول ؐ کو اللہ تعالیٰ خالص وحی فرمائے۔ اور پھر پرویز کی وہ عبارتیں بھی تو ہم پیش کر چکے ہیں جن میں پرویز اور ان کے اُستاد اسلم جیراجپوری نے اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے فرمانوں۔ حضور کی پیاری اور سچی باتوں ہی کو تو حدیث کہتے ہیں اور ان حضور اکرمؐ کے مبارک ارشادات کی سندیں بھی ان اُستاد و شاگرد دونوں نے تسلیم کی ہیں اور تمام مہاجرین و انصار حتّٰی کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمر بھر عمل بھی انہیں حدیثوں پر رہا۔ حضرت امام ابو حنیفہ و حضرت امام مالک و حضرت امام حنبل و حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسائلِ فقہی بھی انہیں حدیثوں سے نکلے ہیں جن پر تمام بزرگانِ دین اور ائمہ حدیث مجتہدین مجددین اولیائے کرام کا عمل رہا اور حضرت علی علیہ السلام حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام اور ان کے بعد والے حضرت زین العابدین و حضرت جعفر صادق اور تمام ائمہ اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم جو تمام مسلمانوں کے پیشوا۔ سردار۔ اور ہادیانِ اسلام مانے جاتے ہیں۔ شریعت۔ طریقت حقیقت و معرفت خدا کے ملنے کے سہل و دُشوار جتنے بھی راستے تسلیم کئے جاتے اور عام مسلمانوں میں رائج ہیں وہ سارے کے سارے حدیثوں سے مستنبط ہیں۔ ایسی حدیثوں کو اِس قدر قابلِ نفرت بتا کر اُن سے مسلمانوں کو دُور کرنا درحقیقت مسلمانوں سے دینِ اسلام چھوڑا کر کافر بنانا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کے بزرگانِ دین اور عام مسلمانوں کی غیر مسلموں میں توہین کرنا ہے۔ کیا غیر مسلمین پرویز اور دوسرے چکڑالویوں خارج از اسلام لوگوں کی حدیثوں کے متعلق ایسی بکواس اور تہمت پڑھ کر نہیں کہیں گے کہ جب حدیثیں ایسی بُری باتوں کے مجموعے ہیں تو پھر ان مسلمانوں میں اچھائی کس طرح

آسکتی ہے۔ اور یہ بات صرف مسلمانوں ہی کی رُسوائی بدنامی کا باعث نہیں بلکہ خدائے قدوس پر بہت بڑا طعن ہے کہ اس نے ایسی حدیثوں پر عمل کرنے کا حکم دیا اور قرآن میں ان حدیثوں کی تعریف کی ان کو اُسوۂ حسنہ کہہ کر ان کی اِتباع کی تاکید کی بلکہ ایمان کے لئے شرط کردی۔ نعوذ باللہ العظیم) دیکھا آپ نے پرویز کی بکواس کا نتیجہ ۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا پ ۲۹ ۱۳ سورۂ مزمل ۔ ترجمہ ۔ عنقریب اے محمدؐ ہم آپ پر تبلیغ رسالت کا نہایت وزنی قابلِ قدر قول ڈالیں گے ۔ ناظرین وہ قول بات جو نہایت قابلِ قدر گرانبہا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک زبانِ حق ترجمان سے نکلا ہوا کلام ربانی ۔ قرآن پاک اور اس کی شرح حدیث شریف ہی تو ہے جس کی پیروی تمام مسلمان کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے ۔ افسوس ایسی وزنی ۔ قابلِ قدر اور فوائد سے بھرے ہوئے حضورؐ اکرم کے ارشادات کو پرویز رکیک ۔ بکی اور قابلِ نفرت باتیں کہتا ہے اور لوگوں کو اسلام سے نفرت دلاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ حدیث شریف ہی کے ذریعے سے قرآن پاک کی عزت اور اس پر پورے طور سے عمل ہو سکتا ہے جب حدیثوں سے لوگوں کو نفرت ہو جائیگی تو نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ قربانی ۔ ختنہ ۔ عقیقہ اور تمام اسلامی فرائض واجبات اور سُنن خود بخود چھوٹ جائیں گے ۔ مُسلمان کہلانے والی قوم (خدا نہ کرے) غیر مسلم بن جائیگی ۔ اور ہماری کافروں کی ایجنسی ۔ نہایت کامیاب طریقے پر ثابت ہوگی ۔ پھر بے دینی اور چودہ سو برس کے بزرگانِ اسلام کے خلاف ۔ زندگی کے مزے اُڑانے ۔ بداعمالیوں کی نشر و اشاعت ۔ اور شیطان علیہ لعنت اللہ کو حکومت بنانے کا خوب موقع ملیگا ۔ پرویز اور اس کے ساتھیوں کی اصلی غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں جن جن چیزوں کی عزت ہے نکال دی جائے ۔ اسلامی خیالات سب کے دل سے یک قلم مٹا کر اپنی حکومت کی داغ بیل ڈالیں ۔ پرویز تمام مسلمانوں کے خلاف اپنی بیدینی کی حکومت بنانا چاہتا ہے چنانچہ پرویز نے اس

جذبۂ بیدینی کا اپنی کتاب مقام حدیث کے صفحہ ۶۵ پر اظہار بھی کیا ہے ملاحظہ ہو:۔
آج ہم میں مرکزِ ملت علیٰ منہاج النبوۃ موجود نہیں ہے اس لئے ہماری زندگی بھی اسلامی نہیں ہے (غیر اسلامی۔ کفریہ شرکیہ ہے) اور اسی لئے طرح طرح کے اعتراضات اور شبہات ہمارے لئے وجہ پریشانی اور باعث تردد بن رہے ہیں۔ مرکزِ ملت قائم ہو جائے تو اُن تمام اُمور کا تصفیہ خود بخود ہو جائے۔ یہ مرکز قرآن کو اپنے سامنے رکھیگا۔ پھر ان اُمور کو جن کی جزئیاتِ قرآن نے بیان نہیں کیں۔ اپنے پیشرو مراکزِ ملت کے فیصلوں کا مطالعہ کریگا اور اپنے زمانے کے حالات کے مطابق ان پر غور وخوض کریگا۔ اگر وہ انہیں علیٰ حالہ رکھنا چاہے گا تو اسی طرح رہنے دیگا اگر کہیں ردّ و بدل کی ضرورت سمجھیگا تو ایسا بھی کر دیگا۔ ملت کے لئے خدا رسول کی اطاعت مرکز کے ان فیصلوں کی اطاعت کا نام ہوگا۔ کیونکہ مسلمانوں کی نگاہوں سے یہ قرآنی نظامِ زندگی اوجھل ہو چکا ہے۔ اس لئے مرکز کی صحیح پوزیشن بھی ان کے سامنے نہیں رہی۔
یہ تھی پرویز کی عبارت۔ ناظرین اس عبارت سے پرویز صاحب کا اصلی مقصد تو آپ بخوبی سمجھ گئے کہ اب دُنیا بھر میں قرآن پر عمل نہیں ہوتا اور نبوّت کی تعلیم بالکل گم ہو چکی ہے۔ کسی کی زندگی اسلامی نہیں ہے (نعوذ باللہ) تمام مسلمان کافرانہ اور مشرکانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تو بتائیے کہ پرویز اور پرویز کی جماعت کی زندگی اسلامی کس طرح ہوئی۔ اور سب کی نگاہوں سے قرآنی نظامِ زندگی اوجھل ہو چکا تو پھر بنے گا کس طرح؟ یہ تمام باتیں پرویز کو یاد نہیں رہیں۔ انہیں تو کہنا یہ ہے کہ سارے کے سارے مسلمان بے دین ہیں اب مَیں اور میری جماعت قرآن کا انتظام کرے گی تو سب کی زندگی سدھر جائیگی۔ اور وہ جماعت ایسی پختہ کار۔ یعنی خطا و نسیان سے پاک ہوگی کہ اس کے فیصلے خدا رسول کے فیصلے ہوں گے۔ اور ان فیصلوں کی اطاعت ہی خدا رسول کی اطاعت ہوگی۔ بریں عقل و دانش بباید

گریست۔ سب کو گمراہ بنا کر آپ خدا و رسول بننا چاہتا ہے۔

منکرینِ حدیث نے خدائے تعالیٰ اور قرآن پر طعن کیا

برادرانِ اسلام آپ نے پرویز کی اُوپر والی عبارت پڑھ لی جس میں خدائے تعالےٰ پر سخت ترین کذب کا الزام ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا تو یہ تھا کہ نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ یعنی ہم نے قرآن شریف نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ لیکن قرآن کا نظام تو بالکل معطّل ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی نگاہوں سے بھی اوجھل۔ بالکل پوشیدہ۔ کہیں قرآن پر عمل نہیں ہوتا۔ حفاظت کے معنی یہ تو نہیں کہ سینوں میں یا المار یوں کی زینت بنا رہے اور عمل درآمد کہیں بھی نہ ہو۔ اگر کسی ملک میں بادشاہ اور حکومت کے قانون پر عمل بالکل ترک ہو گیا۔ اور سب لوگ قانون شاہی کے کھلے بندوں مخالف اور باغی ہو گئے ہوں تو کیا ایسی حکومت کو محافظِ قانون کہا جا سکتا ہے پس کسی حکومت کے قانون کو معطّل اور بے کار ثابت کرنا حکومت کو برطرف ماننا ہے جب پرویز کا یہ قول اور ایمان ہے کہ دُنیا میں کہیں بھی قرآنی نظام قائم نہیں ہے۔ خدا کی حکومت پر طعن اور قرآن پاک کی سخت توہین ہے۔ حالانکہ دُنیا میں مسلمان عام طور سے قرآنی نظام پر چل رہے ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ صدقات۔ خیرات۔ نیکی تبلیغ و اشاعت دینی علوم سیکھنا۔ ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ بیواؤں یتیموں۔ مفلسوں اور مساکین کی پرورش کرنا زنا چوری۔ جھوٹ۔ فریب۔ سُود۔ ظلم و ستم۔ بدگمانی۔ بداخلاقی کسی کے مال و دولت پر ناجائز تصرف۔ بے حیائی۔ بے پردگی۔ شراب۔ جُوئے اور دوسرے بُرے کاموں سے پرہیز۔ ہر ملک کے مسلمانوں میں کسی نہ کسی قدر ہمیشہ موجود رہا ہے اور خدا کے فضل سے اب بھی ہے اور قیامت تک رہیگا۔ ہاں۔ پرویز جیسے انگریزی زدہ نیچریوں۔ مادہ۔ اور تصویر۔ بلکہ کفار اور مشرک پرستوں نے مسلمانوں کو ان کے

فرائض نماز۔ روزے حج۔ زکوٰۃ۔ قربانی وغیرہ سے روک دیا ہے ان کاموں کو باطل بتا کر جاہلوں کی نگاہوں سے گراتے ہیں۔ بے پردگی۔ بے حیائی۔ کافروں، مشرکوں کے طور طریق۔ ناٹک سینما۔ ناچ رنگ ڈانس اور ہر قسم کی بُرائیوں کی طرف رغبت دلا کر احکامِ قرآنی سے برگشتہ کر کے بغاوت پھیلا رہے ہیں اور قرآن پاک کے اصلی معنی مطلب احکام خداوندی کے سیدھے راستے احادیث اور اسلاف۔ مہاجرین و انصار کے مبارک راستوں سے جُدا کر کے اسلام کی بیخکنی کی کوشش میں لگے ہیں اور وہ چیز جو قرآنی احکام کے اجراء اور نظامِ قرآنی کے انفاذ کا بہترین ذریعہ ہے اس کی توہین ان بے دینوں نے اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ کہ حدیث کو خلاف قرآن کہہ کر قرآن کے نظامِ ابدی کو فنا کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ حدیثوں پر عمل ہی خدائے تعالےٰ کے وعدوں کی صداقت اور قرآن شریف کے سچے اور درست معنوں کی اشاعت بلکہ قرآن کی مقرر کی ہوئی صراطِ مستقیم ہے۔ کیونکہ حدیث تو ان کا ارشاد ہے جن پر قرآن آیا۔ اور جن کو اپنے عمل اور اقوال سے نظامِ قرآنی ہمیشہ کے لئے جاری کرنے کو بھیجا گیا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک حدیث بھی قرآن پاک کے خلاف نہیں ہو سکتی!

یہ ہمارا وہ دعویٰ ہے جس کی نہایت مضبوط دلیلیں ہم نے قرآن پاک سے پہلے پیش کی ہیں۔ جو جاہل بے دین حدیث کو خلاف قرآن کہتے ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا باغی اور قرآن کا دشمن ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ دُنیا جانتی ہے کہ دُنیا میں سب سے زیادہ خدا کے برگزیدہ مقبول پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کی اطاعت خدا کی محبت کی شرط ہے۔ اور جن کی فرمانبرداری کو خدا نے اپنی فرمانبرداری فرمایا۔ آپ کے فیصلے کو اپنا فیصلہ قرار دیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور ان کی بیعت کو اپنی بیعت ان کی رمی کو اپنی رمی کہا۔ اور تمام قرآن پاک شروع سے آخر تک امّتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے پُر ہے۔

ان کی باتیں ۔ حدیثیں ۔ قرآن اور خدائے پاک کے خلاف ہونا ممکن نہیں ۔ قرآن کے معنی اور مطلب تو وہی ہیں جو حدیثوں میں حضور اکرمؐ کے بیان فرمائے ہوئے ہیں ان منکرین حدیث نے قرآن کے معانی اور مطلب کو خلاف قرآن کس دلیل سے سمجھا۔ قرآن تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ۔ پھر ان کو خدائے پاک نے قرآن کا معلم بنایا اور انہی پر قرآن کی تمام باریکیاں حکمتیں رموز و نکات ظاہر کئے گئے ان کی بات کو قرآن کے خلاف کہنا نہایت ہی جہالت اور بے دینی ہے ۔ ہاں چونکہ ان کا ماحول اتنا خراب ہے کہ ان کی عقل میں اچھی باتیں بھی بری معلوم ہوتی ہیں اس لئے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو برا بتا کر قرآن پاک کی طرف سے لوگوں کو ہٹانا چاہتے ہیں ۔ ورنہ یہ بیچارے جاہل مطلق انگریزوں کے پلیٹ چٹ بھلا قرآن پاک کو کیا سمجھیں ان کو حسین چھوکریوں یا ان کی برہنہ تصاویر کی زیارت ۔ یا ان سے خلا ملا ۔ بے تکلفی سے میل جول ۔ ناچ رنگ ۔ نفس پرستی ۔ منصبوں کی جستجو ۔ لوگوں پر حکومت کرنے کے فرعونی خیالوں سے ہی چھٹکارا نہیں ۔ قرآن پر عمل کرنے والے اماموں ۔ جاننے اور سمجھنے والے فقہاء علماء فضلاءؒ اور اہل علم و عقل سے تو ان کو نفرت ہے بتلایئے ان کو دین کے علم اور قرآن پاک کے معانی اور مطالب سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے ۔ ہر کام ۔ ہر ہنر ۔ ہر علم سمجھنے اور جاننے کے لئے استادوں ۔ جان کاروں ۔ عالموں اور ماہروں کی شاگردی کرنی ۔ ان کے حکموں پر عمل کرنا پڑتا ہے جب کہیں جا کر کوئی فن اور علم انسان کو آتا ہے ۔ ان بے دینوں نے تو ہوش سنبھالتے ہی ملا صاحب شریعت کے پہنچانے والوں سے گریز شروع کر دیا ان کو تو وہ اذان جو پیدائش پر محلہ کے امام صاحب نے ان کے کان میں کہی ہوگی ناگوار لگی ہوگی چونکہ بچے کے کان میں اذان دینا قرآن میں صاف نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی خفی کے طور پر مذکور ہے تو بتاؤ ان کو خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہو تو کیسے ہو ۔ اگر ان کے ماں باپ مسلمان ہونگے حدیثوں پر ایمان

لائے ہونگے تو ان منکرینِ حدیث کی ختنہ بھی ہوئی ہوگی ورنہ یہ تو۔ تراشیدن کے باب سے کورے اور سچ مچ لالہ۔ جی کرو پرکاش جیسے ہی ہونگے۔ یہ مخالفتِ اسلام نہ کریں تب بھی تعجب ہو۔ لیکن وہ ان کی طرح دھوکا نہیں دیتے۔ یہ چکڑالوی اور پرویزی تو جس ہانڈی میں کھاتے ہیں اُسی میں سوراخ کرتے ہیں۔ ہم پہلے قرآن پاک سے یہ بھی ثابت کرآئے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پر اس کامل طور سے عمل کیا کہ ان کے غلاموں۔ اطاعت گُزار مہاجرین و انصار کو خدائے قدوس نے اپنی رضامندی کی سندیں دیں۔ اور ان کی اطاعت اور پیروی کو ان کے بعد قیامت تک آنے والوں کے لئے نجات کا ذریعہ ٹھہرایا جیساکہ ہم آیتوں سے ثابت کر آئے ہیں۔ اور پرویز نے بھی کسی کے ڈر خوف یا مسلمانوں کا صحیح عقیدہ ظاہر کرنے کے لئے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲ پر شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ازالۃ الخفا سے لکھا ہے کہ:۔

شاہ صاحب اس دَور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ) کو خیر القرون قرار دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل ازالۃ الخفا میں موجود ہے۔ اسے ساری دُنیا جانتی ہے اس زمانے میں قرآن عظیم کے سوا کوئی لکھی ہوئی چیز نہ تھی (احادیث پر عمل ہوتا تھا لکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی) اس پر یہ جماعت اپنی پالیٹکس کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمل کرتی تھی۔ اس پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کی طرف اشارہ ہے۔ اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (یعنی وہ مہاجرین و انصار اور جن لوگوں نے ان کی اطاعت کی پُورے طور پر۔ اللہ پاک ان سب سے راضی ہُوا اور وہ اللہ تعالٰے سے راضی ہوئے) رسُول اللہ کی تعلیم سے یہ جماعت قرآن کریم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوئی اس کا وہ مرکزی حصہ جس کا یہ قول و فعل خدائے تعالٰے کے ہاں پسندیدہ ہے۔ وہ مہاجرین و انصار کا پہلا طبقہ

دگروہ) تھا۔ اس کی اتباع قرآن پر عمل کرنے کے لئے قیامت تک مسلمانوں پر ضروری ہے۔ یہ تو ترجمہ لکھا میاں پرویز نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ازالۃ الخفا کا۔ اب آگے پرویزی خباثت بھی پوشیدہ نہ رہ سکی۔ اب پرویز کی پچر بھی لگی ہوئی دیکھئے۔ یعنی قرآن کے اصولوں میں نہ فرعی قوانین میں۔

ناظرین کرام۔ آپ کو ایک بہت بڑے عالم اور امام الوقت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ کی مبارک تعلیم حدیث شریف کی بدولت مہاجرین و انصار قرآن پاک پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوئے اور وہ مہاجرین و انصار ہیں جنہوں نے حدیثوں کے مطابق قرآن پر عمل کیا کہ ان کے فرمانبرداروں کی اطاعت قیامت تک کے مسلمانوں پر فرض عین ہے۔ یہ ہے اس حدیث پاک کا مرتبہ جس کو پرویز نے اس قدر غیر مہذب خدا رسول پر طعن کرنے والی قرار دیا ہے کہ جس کا بیان پرویز بھی نہ کر سکا۔ کیا کوئی عقلمند اس مبارک حدیث کو کبھی بھی بے حیائی۔ بے شرمی۔ یا کسی بری بات کا محرک اور باعث سمجھ سکتا ہے۔ پرویز نے حقیقت میں اپنی بے دینی اور بے وقوفی ثابت کرنے کے لئے ہی اس حدیث کو قرآن اور رسول اور تمام مہاجرین و انصار کے خلاف معنی مطلب چسپاں کر دئے مگر چاند سورج پر خاک ڈالنے سے اٹ نہیں سکتے جو ان کی طرف خاک ڈالیگا الٹی اسی کی طرف آئیگی۔ یہ پرویز حدیث کو خلاف قرآن۔ اور سبک ثابت کرنا چاہتا تھا مگر اس کی خباثت اور بے دینی ثابت ہو گئی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کو اس بے دینی اور حماقت سے بچائے۔ دوزخ سے نجات دے۔ آمین۔ ہاں پرویز نے اپنی جعقلی کے ثبوت دینے کے لئے کئی جگہ اصل و فرع یا فروع کا رٹنا لگایا ہے۔ اب ہم قرآن اور عقل سلیم سے اصل و فرع کو ایک ہی ثابت کرتے ہیں ذرا غور سے پڑھئے۔

فرع اصل میں ہوتی ہے اصل سے جدا نہیں ہوتی	یہ تو بہت ہی موٹی بات ہے بے پڑھا لکھا آدمی۔ ہر گنوار کسان بھی سمجھتا ہے کہ اصل۔ یعنی بیج ہی میں۔ تنہ۔ شاخیں

پتے سب کچھ ہوتے ہیں۔ مثلاً سرسوں کا ننھا سا دانہ لیجئے اس کو زمین میں باقاعدہ بو دیجئے تو کچھ عرصے کے بعد۔ اس میں سے ایک کونپل پھوٹ کر نکلے گی۔ پھر خدا کے فضل سے تنہ بھی ہو جائیگا۔ تنے میں شاخیں اور شاخوں میں پتے پھول اور پھل سب کچھ نمودار ہوں گے۔ تو اصل تو وہ ایک دانہ ہے۔ اب سارے کا سارا درخت اور پھول پتے بھی اسی میں سے نکل پڑے یہ کہیں اور سے نہیں آئے۔ لیکن اس دانہ میں نادانوں کو نہ تو تنہ ہی دکھائی دیا۔ نہ شاخیں اور پھول پتے نظر آئے تو یہ قصور تو نادانوں کی بصیرت کا ہے دانہ نے تو پورا درخت۔ شاخیں پھول پتے سب نکال کر دکھا دیئے کہ خدائے قدوس نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھ ننھے سے بیج میں اتنا بڑا درخت چھپا رکھا تھا جس کو تم فرع کہو فروع کہو مگر وہ سب کچھ مجھ میں سے ہے اور میرا ہے مجھ سے جدا نہیں ہے۔ نیم کی اصل نبولی ہے تلخ ہے کڑوی ہے اب اس میں سے نکلا تنہ پھر شاخیں پتے پھل پھول والا ایک تناور درخت بن گیا۔ مگر اس کی اصل۔ اس کا مادہ تو وہی ایک نبولی ہے اسی طرح قرآن پاک ایک اصل ہے دانے کی پرورش گاہ زمین ہوتی ہے جس میں پرورش پاکر دانہ درخت والا یا درخت کی اصل کہلاتا ہے اور دانۂ قرآن کی نشوونما کی مبارک زمین ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک جس میں قرآن کریم کا دانہ بویا گیا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل نے اس کی پرورش کی تو پھر وہ صاحب فروع کثیرہ ہو گیا۔ یعنی تمام مسائل۔ احادیث جلی خفی۔ متلو۔ غیر متلو۔ الہام۔ سب کچھ اسی سے رُونما ہوئے جس طرح دانہ میں شاخیں۔ پھول پتے پھل سب کچھ چھپے ہوئے تھے اسی طرح قرآن میں حدیثی۔ فقہی۔ اجماعی قیاسی تمام قسم کے احکام شرع پوشیدہ تھے مضمر تھے محل خفا میں تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت اور بصیرت نے ان سب کو ایک ایک کر کے منصۂ شہود میں لا موجود کیا۔ اب اصل و فرع کو یعنی قرآن کو اور قرآنی ان مسائل کو جو حدیث اجماع۔ قیاس کی صورتوں میں ظہور پذیر ہیں غیر قرآن یا قرآن کے خلاف کہنا نادانی اور بے علمی کی کھلی دلیل ہے اب قرآن سے اس کا

ثبوت لیجئے کہ اصل و فرع ایک ہی ہوتی ہے دو چیزیں نہیں تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ جیسے قرآن کریم کے الفاظ و معنی میں تبدیلی محال ہے اسی طرح حدیث کے احکام اور دین ہونے کی حیثیت میں تبدیلی ممکن نہیں۔ حدیثیں بھی اور ان سے نکلے ہوئے اجماع و قیاس بھی قیامت تک رہنمائی کرتے رہیں گے۔ مگر ان سب کی اصل قرآن پاک ہی ہے چاہے نادان کو قرآن میں یہ مسائل۔ اور ان مسائل کے ذریعے سے قرآن کریم کا علم ہو یا نہ ہو۔ حقیقت واقعیہ کسی کے جاننے یا نہ جاننے پر موقوف نہیں۔ اس کا ہونا ہی اس کے ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ پ۱۳ ۱۶۔ اچھی بات (حدیث شریف) اس درخت کی مثل ہے جس کی جڑ زمین میں محکم اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔ اصل و فرع دونوں ایک ہی درخت کی ہیں۔ اصل، شاخ۔ درخت سے جدا اور علیحدہ نہیں ہیں۔

ہر کُل جزوں سے بنتا ہے

برادرانِ اسلام و منصفانِ واجب الاحترام۔ ایک بڑا فریب پرویز کا یہ بھی ہے کہ دین کو کُل مانتا ہے اور پھر اس کے اجزاء کا انکار کرتا ہے کہتا ہے قرآن میں تو تبدیلی چاہے نہ بھی ہو مگر اس کے اجزاء میں ہر زمانے کی خواہشوں کے مطابق تبدیلی لازمی ہے۔ ملاحظہ ہو دانائے حقیقت ناآشنا پرویز کی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صـ۲۶ـ پر لکھا ہے کہ :-

دین خدا کی کتاب کے اندر ہے یا اُن جزئیات کے اندر جو کتاب اللہ کے اصولوں کے تحت ہر زمانے میں قرآنی احکام نافذ کرنے والی حکومت وضع اور نافذ کرے۔ لہٰذا اگر یہ کسی طرح ثابت بھی ہو جائے کہ فلاں روایت (حدیث ارشاد رسول کریم) یقینی طور پر سچی ہے تو بھی اس سے مفہوم یہ ہوگا کہ حضور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں دین کے فلاں گوشے پر کس طرح عمل کیا گیا تھا اگر بعد کے زمانے کا مرکزِ حکومت قرآنی سمجھے کہ اس عمل میں کسی ردو بدل کی ضرورت نہیں

ہے تو اُسے علیٰ حالہ رائج کردے اور اگر سمجھے کہ ہمارے زمانے کے اقتضاآت اس میں ردّ و بدل چاہتے ہیں تو اس میں ردّ و بدل کردے یہ ہے احادیث کی صحیح دینی حیثیت۔ ناظرین! یہ اہل ذکر و القرآن کہلانے والے پرویز کی عبارت تھی اس میں قرآن پاک کی کس قدر توہین ہے کہ خدا کا کلام ہوتے ہوئے بھی انسانوں کو ہر زمانے میں اس کو اپنی مرضی پر چلانے کا اختیار ہے آج تک تو تمام دُنیا کے مسلمانوں۔ قرآن کو کلامِ خدا ماننے والوں کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ جس طرح خدائے قدوس سب کا خالق مالک اور سب پر غالب ہے اسی طرح اس کا کلام قرآن تمام کلاموں پر غالب ہے وہ کسی کی بات سے مٹ نہیں سکتا۔ منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر خدا ہی اس کے کسی حکم کو بند کردے جو کسی خاص وقت اور موقع کے لئے بندوں کی اضطراری حالت پر صادر ہوا ہو تو یہ تو ٹھیک ہے کہ خدا کو سب کچھ اختیار ہے۔ حکم وقتی۔ عارضی اور دائمی جیسے چاہے دے یا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی طرح وحی خفی۔ غیر متلو سے اس حکم کی تنسیخ کی اجازت دیدے یہ تو سب درست اور بجا ہے۔ وہ خود قرآن کا مختار ہے کیونکہ اسی کا کلام ہے اور اسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اور چونکہ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے۔ اور قرآن کے تمام تقاضوں۔ اس کے احکام کے اصول و فروع۔ کل اور جزء کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر روشن کردیا ہے۔ وہ جس کو خدا کے حکم خاص وحی متلو یا غیر متلو کے ذریعے موقت فرمادیں یا غیر موقت دائمی تو ویسا ہی ماننا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ لیکن پرویز نے قرآن پاک اور قرآن پاک کے مخاطب مہبط۔ اور اس کے مفہوم کی حقیقت کے جاننے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد حدیث یقینی کو بھی۔ ہر زمانے کے لوگوں کی خواہشوں کا پابند اور محکوم بنا کر اپنی حقیقتِ ضمیر و عقیدہ آشکارا کردیا۔ کہ چشم بد دُور آپ کو خدائے تعالےٰ اور نبی کریم نائب اعظم خدائے قدوس سے برتری کا دعویٰ بھی ہے (نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) کہ آپ (پرویز) یا پرویز کی جماعت چاہے تو قرآن اور

حدیث کو ان کے حال پر چھوڑ ئیے یا ان میں تبدیلی۔ اُلٹ پھیر۔ اِدھر اُدھر جیسا اس کا جی چاہے کردے۔ افسوس کیا اسی پرویز کی طرف فرزندانِ توحید اور اُمتیانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوستی کا ہاتھ بڑھا کر خدا کی دُشمنی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے خریدار ہیں۔ تو بتائیں تو کہ پرویز میں کونسا سُرخاب کا پَر لگا ہے کہ وہ چاہے خدا پر طعن کرے چاہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی حقیقی اور یقینی دینی تعلیم کی توہین کرے۔ آخر کوئی وجہ تو پرویز کی برتری کی بیان کرو۔ یاد رکھیے عقلمند دانا۔ بزرگوں کا قول ہے کہ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہِ صفا ۔ تواں رفت جز بر پئے مصطفےٰ

مجھے توان عقلوں پر رہ رہ کر ہنسی آتی ہے جو ایسے بے دین اور بے سمجھ کی پیروی کر رہے ہیں۔ اللہ پاک پرویز اور اس کے نادان ساتھیوں کو ان کے کفر قبیح و شرک کریہہ سے نجات دے آمین۔ ثم آمین۔

اصل سے جزو جدا نہیں مگر جزو سے اصل جدا ہو سکتا ہے

دیکھئے پرویز کی اُوپر والی تحریر میں ۔ دین کتاب کے اندر ہے یا اُن جزئیات کے اندر جو کتاب اللہ کے اُصولوں کے تحت ہر زمانے میں قرآنی احکام نافذ کرنے والی حکومت وضع اور نافذ کرے۔

یہ پرویز کی عبارت جو ایک طویل جملہ ہے کس قدر فصاحت و بلاغت بلکہ ادبیت کے اعتبار سے غلط ہے۔ کتاب اللہ کے اصولوں میں تو خود جزئیات شامل ہیں۔ یعنی اصل کی جمع اُصول ہے تو جزئیات تو انہیں کے اندر ہیں اصل۔ اور کل ایک معنی ہیں۔ کل اور اصل کا مرکب تو جزئیات یا فروعات ہی سے ہوتا ہے۔ اگر جزئیات اُصول قرآنی کے ہیں تو قرآن میں اپنی اصل کے ساتھ ہیں۔ پھر ان کے لئے وضع کرنے بنانے کا لفظ کیوں استعمال کیا۔ اور اگر وہ انسانی پیداوار ہیں تو پھر ان کو قرآنی۔ یا تحت اصول قرآنی کیوں کہا۔ اس سے ثابت

ہُوا کہ پرویز نے یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ وہ جُزئیات قرآن کے اُصول کے ہیں جو اپنے اصول کے تحت قرآن میں موجود ہیں اور کلامِ خدا ہیں پھر بھی ان کو انسانی موضوعات اور اس کی ملائشی کے پیدا کردہ جُزئیات بنا دیا کیا یہ کُفر سے کچھ کم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پرویز چونکہ ان مسائل منطق اور فلسفی سے مطلق ہی ناآشنا ہے اس واسطے ایسی غلط بیانی کر بیٹھتا ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ کلی۔ جزئیات سے جُدا نہیں مثلاً انسان ایک کُلی ہے۔ جو اپنے اجزاء۔ افراد۔ زید۔ خالد وغیرہ کی اصل ہے۔ یہ ہر ہر آدمی اس کے جزو ہیں تو ہر فرد میں انسانیت کا رہنا لازم ہے۔ یعنی نطق۔ اور حیوانیت کبھی بھی اس سے منفک جُدا نہیں ہو سکتی۔ تو حیوانیت* اور نطق جب عین میں موجود ہے تو اس کے ہر ہر فرد کو لازم ہے۔ اس سے ثابت ہُوا کہ قرآن اور قرآنی احکام و اُصول ایک ہی چیز ہے کُل۔ ذراس کے جُزیات کہے ہیں وہ مسائل جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر کئے ہوئے احادیث میں ہیں وہ بھی قرآن کے ہیں۔ چونکہ قرآن آپ پر اسی لئے نازل کیا گیا تھا کہ آپ اس کی تمام اُصولی۔ فروعی۔ کُلی جزئی حالتیں بیان کر دیں۔ آپ نے خود بھی ان پر عمل کیا اور اپنے ساتھیوں سے بھی عمل کرایا۔ اور قیامت تک آنے والوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی پیروی خدا کی محبت میں سچا ہونے کے لئے لازم قرار دیدی گئی۔ کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ خدائے برتر نے خود ہی اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ شرط لگوا دی کہ اگر تم کو خدا کی محبت ہے تو میری پیروی کرو اور خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی جو وحی متلو ہے۔ دوسری وحی متلو سے تصدیق بھی فرما دی کہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اس نے خدائے پاک کی پوری اور کامل اطاعت کر لی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں کی اطاعت بھی قیامت تک آنے والے لوگوں پر لازم اور فرض کر دی جیسا کہ قرآن کریم سے پہلے ثابت ہو چکا اور جس کا پرویز اور اس کا

* حساس متحرک بالارادہ جانور۔

اُستاد اسلم جیراجپوری نے بھی اسی مقام حدیث میں اقرار کیا ہے جس کا بیان آپ ان کی عبارت سے پڑھ چکے ہیں اب بتائیے کہ قرآنی اُصولوں میں بیان کئے ہوئے جزئیات کو انسانی دستبرد کا نشانہ بنانا کونسا ایمان ہوسکتا ہے یہ تو سارے کا سارا ہی کفر ہے۔ بلکہ شرک فی الوحدت وشرک فی النبوّت ہے جس کو ہر عقلمند دین کی حیثیت سے بدترین گناہ۔ اور سخت ترین حرام سمجھتا ہے۔ شاید پرویز نے اجماع اور قیاس کے تحت اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو مسائل دینی میں دخل اندازی کا اہل سمجھا ہوگا چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اجماع اور قیاس کی حقیقت

برادرانِ اسلام! ہم پہلے کہہ چکے کہ دین کی اصل قرآن اور قرآن کی فرع یا جزو حدیث شریف ہے قرآن کریم اور حدیث صراط مستقیم کے سوا دین کا وجود ممکن نہیں۔ محال مطلق ہے۔ مسلمانوں میں دین، چار چیزوں کو سمجھا جاتا ہے۔ کتاب یعنی قرآن۔ سنت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل۔ اجماع۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار مہاجرین و انصار کی متفقہ رائے یا ان کی پیروی کرنے والے اماموں۔ قرآن وحدیث کے ماہرین کی متفقہ رائے یا فیصلے کو اجماع کہتے ہیں۔ اور اگر کسی شخص عالم اور ماہر شریعت عامل و دانائے قرآن وحدیث و واقفِ اعمالِ صحابہ و اہلبیت اور ان کی پیروی کرنے والے عالم کو کوئی صورت ایسی درپیش ہو کہ جس کے متعلق کتاب سُنّت اور اجماع صحابہ یا ائمہ اِس عالم اور مفتی کو یاد نہ رہا ہو۔ یا سرے سے ان تینوں میں اس کا ذکر ہی نہ ہو تو پھر یہ تبع قرآن وحدیث وصحابہؓ۔ ان مذکورہ وسائل دینی کے رُو سے اس مسئلہ کو قیاس بھی کرسکتا ہے یعنی شریعتِ محمدی اور اسلامی میں قرآن وحدیث کے ماہر عاملان کا قیاس دین سمجھا جاتا ہے نہ کہ قرآن وحدیث کے مُنکروں کا۔ اِس تقریر سے میری یہ غرض ہے کہ منکرینِ حدیث جو حقیقت میں منکرینِ قرآن ہیں۔ ان کے قیاس کو کبھی اور کسی زمانے میں بھی دین نہیں سمجھا جاسکتا چہ جائیکہ اُن کی حکومت کو قرآنی نظام کہا جائے۔

ان کے اعمال و اقوال تو ہیں حدیث کے خلاف جو قرآن سے بھی پہلی یعنی قابلِ تسلیم دین ہے پھر ان کا قیاس تو گمراہی اور بے دینی ہی ہو سکتا ہے۔ قرآنی نظام تو انہیں ائمہ مجتہدین اور علمائے برحق کا ہو سکتا ہے جو حدیث شریف کو مان کر اس پر عمل کر کے قرآن پر ایمان لانے کا ثبوت عمل بالحدیث سے ثابت کریں۔ منکرین حدیث تو سرے سے حدیث کے منکر ہیں یہ اس کے مطابق عمل کیا کریں گے۔ اب ہم اُن ائمہ اور علمائے مجتہدین کی قرآن پاک سے پیروی ثابت کرتے ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث اور اعمال صحابہ و اہل بیت پر پورے طور سے عمل کیا اور کرتے ہیں یا آئندہ کرینگے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

ائمہ مجتہدین علماء دین کی قرآنی فضیلتیں

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ پ۱۴ ۱۳۔ پھر پوچھ لو تم ذکر (علم) والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں ہے۔ ظاہر اور صاف بیان اور کتابوں سے۔ اور اے محمد صلی اللہ علیک وسلم ہم نے اُتارا آپ پر ذکر (قرآن و حدیث) تاکہ آپ لوگوں کو بتا دیں جو کچھ ان کے واسطے اُتارا گیا ہے اور اُمید ہے وہ غور کریں گے۔ ناظرین کرام یہاں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بالکل صاف صاف ہے کہ اگر تم کو قرآن پاک کی حکمتیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور قرآن سمجھنے کی طاقت خداداد۔ اور قرآن پاک کا مطلب اصلی معلوم کرنے ہوں تو جاننے والے عالموں سے دریافت کر لو۔ **تنبیہ**:۔ اس آیت کریمہ کے پہلے اللہ پاک نے فرما دیا ہے کہ اے نبی کریم آپ کے پہلے بھی ہم نے اپنے بہت سے لوگوں پر وحی کی۔ اگر تم کو ان نبیوں کی پوری وحی کے مضمون یا ان کے دین کے مسائل اور زمانے کے حالات سے واقفیت نہ ہو سکے تو تم ان سے پوچھ لو جو لوگ جانتے ہیں۔ برادران اسلام آپ جانتے ہیں کہ پہلے نبیوں کی اُمتوں نے جب خدا کی کتاب بھی صحیح طور سے

محفوظ نہ رکھی اور اس میں تحریف کرلی تو بھلا اُن پہلے نبیوں کے تشریحی اور تفریحی احکام دریافت کرنے چاہو تو علم والوں سے دریافت کرو۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسا علم۔ کونسی کتابیں ہیں جن میں صحیح سندوں سے انبیاء اللہ علیہ السلام کے حالات اور ان کے مذہب اور مسلک طریقے ہوں۔ ان کو اجمالی بتلانے والی اور اُن کی تفصیل بیان کرنے والی حدیثیں کی ہیں پس قرآن پاک اور حدیث کے علماء ہی اس آیت کریمہ میں مراد ہیں۔ جن کو پورے طور سے قرآن پاک اور اس کی شرح تفصیل احادیث کا کامل علم ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قابل ہیں کہ لوگ ان سے دینی باتیں معلوم کرتے رہیں۔ پھر نبی کریمؐ کے متعلق فرمایا کہ ہم نے آپ پر ذکر یعنی قرآن شریف نازل کیا اور وہ معانی اور مطالب جو ہم نے آپؐ کو بتائے ہیں ان کو بیان کیجئے تو برادران اسلام معلوم ہوا کہ آپ ذکر کا مطلب بیان کرنے کا کامل اختیار رکھتے ہیں آپ کے بتائے بغیر اس کا مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اسی لئے چودہ سو برس سے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک کا مطلب لُغت کے اعتبار سے شخص بتانے کا مجاز نہیں بلکہ سخت گنہگار ہے کیونکہ اگر خدا کو یہ منظور ہوتا کہ ہر آدمی لُغت اور زبان دان ہونے پر سمجھتا رہے تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی احتیاج نہ ہوتی اور نہ قرآن پاک کے سمجھنے کے لئے حضور اکرمؐ کی تشریف آوری کی ضرورت تھی لیکن آپ پر قرآن کا نازل ہونا اور پھر ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے کو لازم قرار دینا ثابت کرتا ہے کہ آپ کے ارشاد کے بغیر قرآن شریف صحیح معنوں میں سمجھا نہیں جا سکتا۔ پس حضور اکرمؐ کا بیان کیا ہوا مطلب لینا اور ماننا فرض ہوا اور آپؐ کے وہ ارشادات حدیث کہلاتے ہیں پس حدیث کا ماننا یہاں فرض ہوا۔ اور یہ تو بہت آسان بات ہے کہ حبیب اللہ پاک نے ہر آدمی پر کتاب نہیں اُتاری فقط اپنے ایک نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری تو آپ کی خصوصیت کی وجہ ضرور ہے اور وہ وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کے سوا اللہ پاک کے کلام کا سچا مطلب کوئی نہیں جان سکتا۔ اس طرح بھی آپؐ کا ماننا فرض ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا فرمان

حدیثیں دونوں پر عمل کرنا یوں بھی فرض ہوگیا۔ اللہ اکبر قرآن پاک اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ حدیثوں کا علم جن بزرگوں کو ہے وہ ہر مسلمان کے لئے واجب الاتباع ہیں۔ بیدین ہی ان کی پیروی اور اطاعت سے روگردانی کرکے قرآن پاک کی توہین کرتے ہیں۔

علمائے دین کی عزت واجب اور توہین حرام ہے۔

قرآن پاک کی ایک آیت تو ان علماء کے متعلق آپ نے پڑھ لی جن میں ان کو اہل ذکر فرمایا گیا ہے تعجب ہے کہ منکرین حدیث نے جو دراصل منکرین قرآن ہیں اپنا نام اہل قرآن اور اہل ذکر رکھ چھوڑا ہے یہ تو بالکل ایسا ہے جیسے حبشی کا نام کافور یا بگلا رکھدیں یا کسی جاہل کو عالم کہہ کر پکاریں۔ عبداللہ چکڑالوی۔ یا اس کے چیلے چاٹوں۔ پرویز۔ برق وغیرہا پر قرآن شریف نازل نہیں ہُوا۔ نہ ان کی مادری زبان میں اُترا۔ نہ کہیں قرآن میں عبداللہ چکڑالوی۔ برق لاہوری اور پرویز بٹالوی کا ذکر ہے پھر یہ اپنے آپ میاں مٹھو۔ اہل قرآن کیسے بن بیٹھے۔ قرآن تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ شریف اور مدینہ شریف میں اُترا۔ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر اُترا جن کے نام قرآن میں مہاجرین و انصار کہہ کر۔ اور وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ سے بتائے گئے ہیں۔ ان چکڑالویوں کا تو کسی قسم کا تعلق لگاؤ ہی قرآن پاک سے نہیں ان کو اہل ذکر یا القرآن کہلانا تو قانوناً سخت جرم ہے۔ جیسے کوئی آدمی فن طب کا ایک نسخہ بھی نہ جانتا ہو۔ اور اپنے ماتھے پر طبیب حکیم اور ڈاکٹر کا سائن بورڈ لگالے۔ یا کسی آدمی کو سونے چاندی کے زیور بنانے بنوانے سے کچھ تعلق بھی نہ ہو۔ اور دوکان پر سائن بورڈ لگالے سنار کا تو قانوناً یہ دونوں طرح کے سائن بورڈ فریب اور پبلک کو دھوکا دینے کے سمجھ کر حکومت عالیہ دفعہ ۴۲۰ میں فوراً چالان کر دیتی ہے۔ لہٰذا ان چکڑالویوں کا بھی حکومت اسلامیہ پاکستان کو چالان کر دینا واجب ہے کہ یہ دشمن قرآن ہو کر اہل قرآن بنے بیٹھے ہیں اور دین اسلام اور قرآن پاک سے نفرت دلا رہے ہیں۔ نمازیں۔ قربانی۔ حج۔ زکوٰۃ۔ عقیقہ۔

ختنہ اور تمام احکام قرآنی کے منکر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ہماری کتاب قرآنی تعزیرات۔ یا ان چکڑالویوں کے وہ رسائل اور کتابیں جن کے حوالے ہم نے دئے ہیں۔ لاہوری۔ چکڑالوی۔ فقط دو یا تین وقت کی نماز بتاتے ہیں۔ اور ہر وقت کی رکعت فقط دو مانتے ہیں اور ساری دُنیا کے مسلمانوں کے خلاف فقط ایک ہی سجدہ کرتے ہیں۔ دوسرے سجدے کو باطل کہتے ہیں۔ پھر چنڈو۔ تاڑی۔ بھنگ۔ چرس۔ افیون وغیرہ اور ان تمام کاموں اور چیزوں کو حلال جانتے ہیں جن کو ساری دُنیا کے مسلمان حرام جانتے یہ کہتے ہیں کہ ہم ہی قرآن شریف سمجھتے ہیں۔ اور چودہ سو برس سے جمہور مسلمان قرآن کو سمجھ نہیں سکے اور اگر سمجھے بھی تو انہوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے۔ برادران اسلام۔ اور مبران حکومت آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ تمام بزرگان دین اسلاف مہاجرین و انصار۔ ائمہ اہلبیت اور علماء۔ اور جمہور مسلمانوں کی کھلی ہوئی توہین نہیں ہے یقیناً ہے پھران پر توہین کرنے کی دفعہ کیوں نہیں لگائی جاتی۔ کیا حکومت ایسے بدترین جرموں پر سزا نہ دے کر اپنے کو کمزور ثابت کرنا چاہتی ہے۔

عُلماء ہی اللہ پاک سے ڈرتے ہیں۔

فرمایا اللہ پاک نے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا پ ۲۲-۱۶- ترجمہ۔ یقیناً تمام بندوں میں خدائے تعالےٰ سے ڈرنے والے علماء ہیں۔ ناظرین اللہ تعالےٰ علماء کرام کی حیثیت۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کو کتنے زور کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ عُلماء ہی سچ مچ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور پھر ان ڈرنے والوں۔ خدائے تعالیٰ کا خوف کرنے والوں کے متعلق صاف صاف فرما دیا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ○ پ ۳۰-۲۳- یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک

کام کیئے وہی لوگ تمام دُنیا سے بہتر ہیں۔ اللہ پاک کے ہاں ان کا بدلہ بہترین جنتیں ہیں جن میں نہریں جاری ہیں اور وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ ان جنتوں میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ تمام نعمتیں اس کے لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔ ناظرین پہلی آیت میں تو خدائے تعالےٰ نے خود فرما دیا کہ ہم سے کامل طور سے ڈرنے والے صرف علماء ہیں۔ اور یہاں ان علماء کو تمام دُنیا سے بہتر۔ ہمیشہ ہمیشہ جنتوں میں رہنے کا حقدار ثابت کیا۔ اور اپنی رضامندی کی سند بھی دیدی اور بعد میں فرما دیا یہ سب کچھ اس گروہ کے لئے ہے جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ اور بھی آیات قرآن پاک میں علماء کے متعلق ہیں مگر ہم نے مختصر پر اکتفا کیا۔ ایماندار کی تسکین کو کافی ہے۔

محدثین و فقہاء کی قرآن میں تعریف

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا پ ۵ ترجمہ پس کیا ہوگیا ہے اس قوم (منافقین منکرین حدیث) کو کہ حدیث سمجھنے کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ ناظرین حدیثوں کے سمجھنے سے قاصرین کی یہاں مذمت ہے۔ اور حدیث کے سمجھنے جمع کرنے اور اُس پر عمل کرنے والوں کی تعریف ہے۔

فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ لا وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ پ ۱ ۔ سورۂ مائدہ ۔ ترجمہ :-

اور جب سُنا (شریف طبیعت) لوگوں نے اُس چیز کو جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری (قرآن وحدیث) تو دیکھتے ہو تم کہ ان کی آنکھوں سے اس کی صداقت کی وجہ سے آنسُو جاری ہو گئے (یقینی طور پر ایسا ہُوا) اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لائے پس ہم کو گواہوں میں شامل کرلے (یعنی قرآن وحدیث کی سچائی کی گواہی دینے والوں میں) اور ہم کو کیا ہُوا کہ ہم اللہ تعالےٰ پر اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس آئی اس پر ایمان نہ لائیں (یعنی ہم تو ضرور ایمان لاتے ہیں) اور ہم اللہ تعالےٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ہم کو اپنے نیک بندوں کی جماعت میں شامل کریگا (حضور اکرم صلی اللہ علیہ اور ان کے صحابہ کبار کی) پس بدلہ دیا اُن کو اللہ پاک نے ان کی تمنا کے مطابق ایسی جنتوں کا جن میں نہریں جاری ہیں اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کا بدلہ۔ ناظرین کرام۔ یہ وہی اسلاف بزرگانِ دین ائمہ حدیث و فقہا ہیں جنہوں نے قرآن پاک اور اس کی تفصیل وشرح۔ وحی غیر متلو کو جو قرآن کریم میں نازل ہوئی حق سمجھا اور اُس کی معرفت اور صداقت پر رقیق القلب ہو گئے۔ رات دن ان پر عمل کرنے کے شوق میں، حدیثوں کی تلاش کرتے پھرے۔ نمازیں پڑھ پڑھ کر ان کو جمع کیا لکھا۔ اُن سے مسائل نکالے۔ ان محدثین وفقہا اور علمائے برحق کی یہ حالت ہوتی تھی کہ تمام دُنیا کی دولتوں پر لات مار کر صرف حدیث اور حدیث شریف کے مسائل فقہی کی اشاعت وتبلیغ میں لگے رہتے تھے۔ آپ اُن اسلاف بزرگانِ دین کے کارنامے زندگی کے حالات تاریخوں میں پڑھ کر دیکھیے کہ یہ لوگ قرآن کریم اور حدیث شریف پر عمل کرنے کے کتنے حریص تھے۔ ان کی عبادات ریاضات۔ زہد وتقویٰ۔ اخلاق وعادات ہی ان کی بزرگی اور آیات بینات پر عمل کرنے کی نہایت روشن دلیل ہیں۔ قابلِ غور نکتہ۔ قرآن پاک میں مَآ اُنْزِلَ

یا ما اُنزِلَ۔ معروف ومجہول دونوں صیغوں سے جتنی آیات بھی مذکور ہیں اُن میں قرآن وحدیث یعنی وہ حکمت۔ نبوّت روح من امرِ اللہ جو حدیثوں میں مذکور ہے سب کی مراد ہے۔ اگر صرف وہ الفاظ قرآنی مُراد ہوتے جن کو لغات کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے تو فقط مَا اُنزِلَ القُرآنُ کہنے میں خدائے تعالیٰ کو کچھ دُشواری نہ تھی۔ مَا سے موصولہ کو لاکر فائدہ عموم یعنی قرآن وماجاءَ فیہ مِنَ الامور الدینیہ کی دلیل بیّن بیان کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے تمام علماء فضلاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کو فرض عین سمجھتے چلے آئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی دلیل اتم ہے۔ من یطع الرَّسُوْلَ فقد اطاع اللہ بھی اسی کی توثیق کے لئے ہے۔

حدیث کے بغیر قرآن میں غور وخوض کرنے والوں کی بُرائی

فرمایا اللہ پاک نے وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوضُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ۔ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جب آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ قرآن شریف میں اپنی عقل سے غور وخوض کر رہے ہیں تو اُن سے پرہیز کیجئے یہاں تک کہ وہ لوگ قرآن شریف کے علاوہ حدیث شریف کی طرف توجہ کریں۔ ناظرین کرام۔ کافر ومنافق لوگ قرآن پاک کا مطلب لُغت (زبان دانی سے صرف الفاظ) سمجھنے میں لگ جاتے تھے۔ لیکن جب قرآن پاک میں بعض واقعات یا احکام اپنی کافرانہ مذاق کے خلاف پاتے تو قرآن کریم کی آیتوں کی ہنسی اُڑاتے حالانکہ قرآن شریف سمجھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنا ضروری تھا چونکہ آپ کو قرآن کریم کا معلّم اور پڑھانے والا بنا کر بھیجا تھا۔ اگر صرف عربی دانی کے بل بوتے پر قرآن پاک سمجھا جا سکتا تو پھر اللہ پاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم قرآن کے لئے نہ بھیجتا نہ آپ کی پیروی اور شاگردی فرض کرتا۔ تو اس آیت کریمہ میں خدا نے ان کی مذمت کی اور یہ طریق قرآن فہمی جو ان

منافقوں نے اختیار کیا ہے یہ قرآن کی تخریب اور بڑا گناہ ہے آپ ان کافروں منافقوں کے ساتھ بالکل تعلق نہ رکھئے جب تک یہ آپ کی خدمت کے ذریعے قرآن پاک کی سمجھ حاصل نہ کریں۔ برادرانِ اسلام۔ اس آیت قرآنی سے اِن مُنکرینِ حدیث اور مدعیانِ قرآن فہمی کی مذمت معلوم ہوگئی ہاں حدیث شریف میں غور و خوض کرنا اور اِس کے ذریعے سے قرآن پاک کو سمجھنے کی کوشش جد و جہد ایسی مبارک ہے کہ حضور کو ایسی کوشش کرنے والوں سے محبت کی ضرورت فرمادی۔ دراصل قرآن کو وہ محدثین ہی بخوبی سمجھے جنہوں نے احادیث شریف میں خوب مہارت حاصل کی اور ان احادیث ہی کے ذریعے سے قرآن پاک کا صحیح مفہوم معلوم کر سکے اللہ تعالیٰ ان محدثین پر رحم فرمائے جن کے ذریعے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیاری حدیثیں محفوظ ہوگئیں جن کے ذریعے قرآن پاک کا پُورا پُورا اور بالکل صحیح مطلب معلوم ہوگیا۔ پرویز نے خود تسلیم کیا ہے کہ حدیث رسول اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کو کہتے ہیں پس یہاں بھی لفظ حدیث سے وہی سمجھئے۔ اہلِ قرآن کہلانے والے چونکہ حدیث کے مُنکر ہیں لہٰذا ان کے لئے آیت مذکورہ کا ترجمہ یہی صحیح ہے جو یہاں کیا گیا۔ حدیث شریف میں ایک دوسرے معنی بھی ہیں مگر وہ ہم جیسے حدیث پر ایمان لانے والوں کیلئے ہیں پرویز اس کی پارٹی تو سرے سے حدیث ہی کی منکر ہے اور ہم ان کو فقط آیات قرآنی سے ہی سمجھانا چاہتے ہیں۔ معذور دارید علمائے کرام۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۔ پ۱۵ ۱۳۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کافرین و منافقین حدیث شریف پر ایمان نہیں لاتے تو کیا آپ غم اور افسوس میں اپنی جان دے دینگے سبحان اللہ کیا شان ہے حدیث شریف کی کہ حضور اسی کو ہدایت کا بہترین ذریعہ سمجھتے تھے

کہ اس کے نہ ماننے والوں پر انتہائی افسوس و غم کرتے تھے۔ محدثین نے خدا ان پر رحم فرمائے حدیثوں کی تدوین کر کے حدیثوں کا عامل بنا دیا۔ اور یہ چیز یعنی عمل بالحدیث حضور اکرم کی خوشی کا باعث ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ پ ۲۲ ع ۴۔ سورۂ احزاب۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو بے اجازت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانوں میں نہ جایا کرو۔ ہاں اجازت دیدیں تو چلے جاؤ۔ (امہات المومنین پردہ کرتی تھیں) کھانے کے واسطے لیکن (اس قدر پہلے سے نہ چلے جاؤ) کہ تمہیں کھانا پکنے کا انتظار کرنا پڑے۔ مگر جب کھانے کو بلائے جاؤ تو چلے جاؤ۔ اور کھانا کھا کر اپنا راستہ لو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے محبت کی وجہ سے وہاں بیٹھے نہ رہو۔ اس سے نبی کریم کو تکلیف ہوگی (چونکہ ان کی پاک بیویاں تمہارے گھر میں بیٹھنے کی وجہ سے نہ تو آواز سے بول سکیں گی اور نہ گھر میں چل پھر سکیں گی ایک کونے میں دبکی لگی بیٹھی رہیں گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق حمیدہ کی وجہ سے تم کو چلے جانے کے لئے بھی کہتے ہوئے شرمائیں گے) اور اللہ تعالیٰ حق بات میں شرم محسوس نہیں فرماتا ناظرین آپ کو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوگیا کہ صحابہ کبار کو حضور کی احادیث شریف سے اتنی محبت تھی کہ حضور کے گھر جاتے تو حدیثوں میں محو ہو جاتے حالانکہ جانتے تھے کہ حضور کی ازواج مطہرات ہماری وجہ سے پردہ کئے ہوئے بیٹھی ہیں اور حضور اکرم کا وقت بھی قیمتی ہے دین کی تبلیغ و اشاعت اور قوم کی فلاح و بہبود کے بہت اہم ترین کام ہیں جن پر غور و خوض اور عمل کے آسان طریقے سوچتے ہیں۔ اور حضور اکرم اخلاق کے خلاف سمجھتے تھے کہ لوگوں سے کہیں کہ تشریف لے جائیے تو

اللہ پاک کو فرمانا پڑا۔ کہ حدیث کے شوقینوں تعلیم و تعلّم کا موقع محل ہوتا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ مدرسہ۔ صفہ میں بھی تم کو تعلیم حدیث کے ذریعے سے قرآن پڑھائیں اور جب آرام کے یا کھانے کے لئے گھر میں جائیں تو وہاں بھی تم پڑھنے لگو۔ ہر کام وقت مناسب پر درست ہے۔ نماز عبادت ہے مگر سورج نکلتے۔ سورج ڈوبتے اور زوال کے وقت حرام مطلق ہے۔ اسی طرح مانا کہ صحابہ حدیث کے بڑے شوقین تھے مگر حضور اکرم کے آرام کا خیال بھی لازمی تھا جس کو صحابہ شوق حدیث میں بھول جاتے تو اللہ پاک نے ایک آیت نازل فرمائی۔ محدثین کو بھی حدیث سے محبت تھی کہ حدیثیں جمع کر دیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حدیث نازل فرمانیکا اقرار کیا اور حدیث کو ہدایت فرمایا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُہُمْ وَقُلُوْبُہُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ۔ پ ۲۳ ع ۱۷۔

اللہ تعالیٰ نے بہت ہی اچھی حدیث اتاری ہے جو متشابہ کتاب ہے (قرآن سے ملتی جلتی ہے) بار بار پڑھی جانے والی ہے (درس حدیث بھی ہوتا ہے اور تشہد۔ درود کی صورت نمازوں میں بھی دہرائی جاتی ہے) جس سے خدائے تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے بدن کانپ جاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل خدائے تعالیٰ کے ذکر میں خوشی سے مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ (حدیث) اللہ پاک کی ہدایت ہے جو اس پر یقین کرتا ہے اور جس کو اللہ پاک (حدیث کے نہ ماننے کی وجہ سے) گمراہ کرتا ہے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ ناظرین کرام۔ دیکھی آپ نے حدیث کی عظمت کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی متشابہ فرمایا جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ثابت کیا ہے

آیات محکمات قرآن کا ظاہری حصہ ہے اور آیات متشابہات کو خود اللہ تعالیٰ نے حدیث فرما دیا۔ اب کسی قرآن کے ماننے والے کو حدیث شریف سے انکار ممکن نہیں ہے کیونکہ قرآن کے محکمات کی طرح حدیث بھی ہدایت اور بہت ہی بڑی ہدایت ہے کہ اس پر یقین کرنے والے ہی راہ راست صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اور حدیث کے منکر خدا کے گمراہ کئے ہوئے ہیں۔ فرمایا۔ تِلْكَ اٰيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ج فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ پ۲۵ ۱۷۔ سورۂ جاثیہ۔ ترجمہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آئیتیں ونشانیاں) ہیں جن کو اے محمدؐ آپ پر ہم پڑھتے ہیں سچ مچ۔ پس لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کی آیتوں والی حدیث کے بعد کونسی چیز پر ایمان لائیں گے یعنی حدیث سے بہتر تو ایمان لانے کی کوئی چیز ہی نہیں کیونکہ حدیث قرآن کا مغز ہے۔ ناظرین کرام۔ اسی لئے مولانائے روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :ے

مَنْ ز قرآں مغز ہا برداشتم ✤ اُستخواں پیشِ سگاں انداختم

یعنی میں نے تو قرآن پاک سے اس کا مغز حدیث شریف کو لے لیا ہے جو قرآن پاک کا اصلی مطلب ہے اور الفاظ محض نادانوں کے لئے چھوڑ دیئے ہیں جو حدیث کے بغیر قرآن کے پیچھے پڑ کر کتّوں کی طرح لڑ رہے ہیں۔ اگر حدیث پر عمل کرتے تو ایک ہو جاتے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو فیصلے کرنے اور جھگڑے مٹانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ حدیث شریف کلام محمدؐ ہی سچا۔ اٹل فیصلہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ یعنی خدا کی قسم لوگ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک اے محمدؐ صلے اللہ علیک وسلم آپ کے فیصلوں حدیثوں پر عمل نہ کریں۔ اور عمل بھی ایسا کہ کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے بالکل کامل یقین ہو۔ اسی واسطے جن لوگوں نے حدیث کو ظنی سمجھ کر اس پر عمل نہیں کیا اللہ پاک نے ان کو سخت عذاب کا حقدار بتا دیا یا ان کے لئے نہایت سخت عذاب مقرر کیا

منکرانِ حدیث کی قرآنی سخت ترین سزائیں

فرمایا وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتْلٰی عَلَیْہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْہَا ج فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۰ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْئًا اتَّخَذَہَا ھُزُوًا ط اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ ط مِنْ وَّرَآئِہِمْ جَہَنَّمُ پ۲۵ ع۱۷۔ ترجمہ۔ بہت ہی بڑی خرابی ہے جھوٹے نافرمان کے لئے اللہ کی آیات (حدیث) قرآن میں اس پر تلاوت کی جاتی ہیں پھر بھی ضد اور تکبر سے انکار کرتا ہے۔ گویا ان کو نہیں سُنا۔ (اَن سُنی کر دیتا ہے) اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ ایسے متکبر منکر حدیث منافق کو دردناک عذاب کی خبر سُنا دیجئے۔ اور جب ہماری آیتوں حدیثوں کا علم ہوتا ہے تو ان کا مذاق اُڑاتا ہے۔ یہی بے دین منکرین حدیث ہیں جن کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔ ناظرین یہ ہیں حدیث شریف۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی قرآن سے ملی جُلی باتیں جن کی تعریف آپ نے قرآن کی آیتوں سے معلوم کرلی۔ اور ان کے انکار کرنے والے مغروروں کی سزائیں بھی ملاحظہ فرما لیں۔ عبداللہ چکڑالوی کے چیلے چانٹے۔ برق۔ پرویز اور جتنے بھی اخبث الناس ہیں سب کے سب حدیثوں۔ قرآن کی شرحوں۔ سردارِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن پاک کی زبان سے نکلی ہوئی باتوں۔ حدیثوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ برق نے دو قرآن۔ دو اسلام کتابوں میں قرآن و حدیث کا مذاق بنایا ہے۔ پرویز طلوعِ اسلام اور دوسری کتابوں کے ذریعے رات دن احادیث کی ہنسی اُڑا رہا ہے اور اپنے تکبر و غرور کی وجہ سے حدیثوں کو حقیر اور بداخلاقی بے دینی کا مجموعہ سمجھتا ہے جیسا کہ ہم نے پرویز کی بہت سی عبارتوں سے ثابت کردیا ہے۔ اب پرویز کی ایک عبارت جس میں تکبر کی وجہ سے حدیث کے غیر یقینی۔ غیر معتبر ہونے اور نہ ماننے پر ضد کرتا ہے ملاحظہ فرمائیے:۔

وہ کتنے ہی بڑے عالم سہی۔ تھے تو بالآخر انسان۔ اور ایک انسان کے متعلق

یہ سمجھ لینا کہ اس کی تحقیق کا نتیجہ ایسا ہے کہ اُس پر ایمان لانا ضروری ہے اور وہ تنقید کی حد سے بالا ہے سوائے شخصیت پرستی کے اور کیا ہے۔

مقام حدیث جلد اوّل ص۶ ۵ و ۶ ۵۔ یہ تھی پرویز کے تکبّر کی اصلی تصویر۔ کہ صحابہ کبار مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم۔ اہلبیت عظام۔ ائمہ کرام۔ محدثین واجب احترام سب کے سب انسان تھے ان کی جمع کی ہوئی حدیثوں پر ایمان لانا شخصیت پرستی ہے جس کو کئی جگہ اسی کتاب میں پرویز نے کہا ہے۔ یہ ہے اس پرویز منکرِ حدیث کا تکبر کہ خود تو فرشتہ یا خدا (نعوذ باللہ) بن کر اپنی بے ایمانی کی باتیں منوانا چاہتا ہے۔ اور جن کی تعریفیں قرآن پاک میں موجود ہیں ان کو انسان کہہ کر قابلِ نفرت اور ان کی جمع کی ہوئی حدیثوں کی پیروی کو شرک بتاتا ہے۔ اب تو آپ کو یقین ہوگیا ہوگا کہ قرآن کی مذکورہ عذاب والی آیتیں پرویز جیسے منکرین حدیث منافقوں ہی کے لئے ہیں۔

حدیثوں کے قرآنی آیات ہونیکا اور بھی ثبوت لیجئے

فرمایا اللہ تعالےٰ نے هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۞ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ص۳۶ پ ۱۹ سورۃ الذاریات

ترجمہ۔ (اے محمدؐ) کیا آپ کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عزت دار مہمانوں کی حدیث آگئی۔ جبکہ داخل ہوئے وہ حضرت ابراہیمؑ پر۔ تو مہمانوں نے کہا آپ پر سلامتی ہو۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اور دل میں کہا یہ انوکھی قوم ہے۔ ناظرینِ کرام دیکھیئے قرآن پاک میں خدائے قدوس اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرماتا ہے (یہ استفہامِ اقراری ہے) کہ آپ پر وہ حدیث آگئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کے بارے میں ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوگیا۔ بالکل ثابت ہو گیا کہ حدیث بھی خدا کی طرف سے آتی تھی۔ قرآن کی تفصیلی کیفیت اور اس کی حکمت و موعظت یا تو قرآن کے ساتھ ہی حضور کے قلب پاک پر خدا کی طرف سے ظاہر ہوتی

تھی یا اس کے اوّل و آخر مگر ہوتی تھی وہ خدا ہی کی طرف سے۔ اسی واسطے تو اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے بس ثابت ہوا کہ حدیث جو رسول اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہیں وہ بھی منزل من اللہ ہیں۔

قرآن کی رُو سے حدیث کی سند خدا تک جا پہنچی۔

اس حیثیت سے تو احادیث کی سند قرآن کی رُو سے اللہ تعالےٰ تک جا پہنچتی ہے پھر منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ حدیثوں کی سند صرف انسانوں پر ختم ہو جاتی ہے قرآن پاک کا صریح انکار ہے۔ دیکھئے پرویز صاحب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں:۔

غرضیکہ ان کی سند کسی نہ کسی انسان تک جا کر رہ جائیگی اس سے آگے نہیں بڑھ سکے گی یہ ان کا مبلغ علم ہے۔ کہیں خدا کا نام نہیں۔ کسی جگہ خدا کا ذکر نہیں۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۷۵ پر لکھتے ہیں لیکن بآخر ہیں تو یہ انسانی کارنامے۔ خدا کی حفاظت کی ذمہ داری تو ان کے ساتھ نہیں۔

برادران اسلام! یہ تھی منکرین حدیث کی وہ عبارت جو حدیثوں کے متعلق تھی۔ آپ کو میں نے پہلے بھی حدیث کو قرآن سے یقینی ثابت کیا ہے۔ اب تمام منکرین حدیث یہ بھی کہنے لگے ہیں کہ قرآن میں جہاں بھی حدیث کا لفظ ہے وہ قرآن ہی کے لئے ہے۔ تو سُبحان اللہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ چونکہ قرآن بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہی سے انسانوں تک پہنچا ہے اس واسطے قرآن کو حدیث یعنی ارشاد و قول نبی کریم صلی اللہ علیہ فرمایا۔ فرشتے یا خدائے تعالیٰ نے تو کسی انسان سے آکر نہیں کہا۔ حضورؐ کے دل پر خدا نے ڈالا یا جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے چپکے سے کہدیا۔ وہی ارشادِ باری تعالیٰ آپ کے دہن مبارک اور زبانِ وحی ترجمان سے بندگانِ خدا تک جا پہنچا۔ اسی لئے خدا نے قرآن کو بھی حدیث کہا اور

حدیث کا مضمون یا الفاظ و معنی دونوں خدا کی طرف سے تفصیل کے ساتھ آپ پر نازل ہوئے القاء ہوئے۔ بہر حال ہوئے وہ من جانبِ اللہ تعالےٰ۔ اس سے انکار خدائے قدوس سے کھلا ہُوا انکار ہے۔ اب ہم اپنی اس دلیل کے لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ اور زُبان سے نکلے ہوئے کلام۔ اور آپ کے کام اور آپ کے حالات مبارک کے مجموعوں کا نام ہی لُغت میں حدیث اور علم حدیث ہے ثابت کرتے ہیں۔ دیکھیئے عربی کی نہایت پکّی لغت المنجد مصری کے صفحہ ۱۱ پر ہے۔ علم الحدیث۔ عند المسلمین علمٌ تعرف به اقوال النبیؐ و افعاله و احواله۔ یعنی مسلمانوں کے نزدیک علم حدیث اُسے کہتے ہیں جس کے ذریعے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال باتیں اعمال۔ کام اور آپ کے حالات معلوم ہوں۔ اور کسی عقلمند انسان کو اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ قرآن کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے نکل کر۔ دُنیا تک پہنچا ہے جیسے کہ آپ کی دوسری باتیں آپ کے دہن مبارک و زبان سے دوسروں تک پہنچی تھیں اس لئے قرآن کو بھی خدائے تعالےٰ نے حدیث فرمایا ہے۔ اب تو قرآن کا حدیث اور حدیث کا قرآنی ہونا ثابت ہوگیا۔ اب دیکھتے ہیں کہ پرویز اور دوسرے مُنکرینِ حدیث جو قرآن کے ماننے کے دعویدار ہیں اس اُوپر کی آیت کی بنا پر حدیث شریف پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہ لائیں گے تو اپنے منکرین قرآن ہونے کا ثبوت بیّن پیش کرینگے۔ اتنی سچّی اور پکّی بات بھی جو نہ سمجھے اُسے خدا سمجھے۔ ہاں۔ اس اُوپر کی آیت میں جس حدیث شریف کے نازل ہونے یا اللہ کی طرف سے تشریف لانے کا اشارہ ہے وہ مہمان کون تھے۔ اور انہوں نے کس بی بی کو اولاد کی بشارت دی تھی اور پھر ان کے بطن سے کون صاحب پیدا ہوئے یہ سب باتیں اُس پُوری حدیث شریف کے ساتھ حدیثوں میں موجود ہیں۔ مسلمان ہو تو اس حدیث کو حدیثوں میں تلاش کرکے پڑھ لے۔ ایمان تازہ کرلے ۔

قرآن کی رُو سے حدیث گھڑی نہیں ہوتی

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَہٗ ج بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ج فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِہٖٓ اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ پ ۲۷ ع ۴۔ سُوْرَۃُ الطُّوْر۔ ترجمہ۔ کیا یہ (منکرین حدیث) حدیث کو گھڑی ہوئی (موضوع) کہتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ بے ایمان ہیں۔ اگر حدیث موضوع بناوٹی ہو سکتی ہے تو بھلا حدیث جیسی ایک چیز تو لے آئیں اور اپنی سچائی ثابت کریں۔ ناظرین ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ حدیث تو وُہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے وہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کے ذریعے سے ظاہر فرما دیتے ہیں۔ کوئی آدمی جو کوئی جُملہ یا عبارت بنائے اُسے قرآن پاک اور مسلمانوں کے نزدیک حدیث نہیں کہتے۔ موضوعات کہلاتی ہیں۔ حدیث سے موضوعات کا عقلاً کوئی تعلق ہی نہیں ہے آپ عالموں سے دریافت کیجیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ سے مسلمان بزرگان دین جوامع الکلم مانتے چلے آتے ہیں۔ یعنی حضور اکرم کی حدیثیں بیحد خوبیوں سے لبریز ہوتی ہیں اور کسی انسان کی باتیں چاہے کتنی بھی کوشش کر کے بنائے ایسی مفید حکمتوں سے پُر نہیں ہو سکتیں جب ہی تو یہ منکرین حدیث منافقین کبھی ایک بات بھی حدیث و قرآن جیسی نہیں بنا سکتے۔ قرآن پاک میں تو ان کو کتنی بار اللہ پاک نے چیلنج دیا ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ پ ۲۷۔ ترجمہ۔ کیا تم اس حدیث کے (منجانب اللہ) ہونے میں تعجب کرتے۔ اور اس پر ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ۔ پ ۲۷۔ دراصل تم بالکل غافل ہو۔ ناظرین کرام۔ آپ انصاف فرمایئے کہ منکرین حدیث حدیث شریف کی ہنسی بناتے ہیں۔ سچا واقعہ۔ پرویز صاحب کے ایک پیرو نے مجھے دو مہینے سے کہہ رکھا تھا کہ ہم پرویز صاحب کو بُلا کر علمائے لاہور سے گفتگو پر آمادہ کریں گے۔ پرویز صاحب لاہور آئے تو

میں نے تعیین وقت کے لئے ان سے تقاضا کیا تو آجکل آجکل کرتے رہے وہ بیچارے مناظرے اور مردانہ گفتگو کے ہمیشہ سے چور ہیں بھلا وہ کیا آتے بھاگ کے چلے گئے لاہور سے سیالکوٹ وہاں سے آنے پر گفتگو کا وعدہ بھی تھا اب مگر وہ مرید پرویز ہی غائب ہوگئے۔ آخر کار میں آج ۲ دسمبر ۱۹۵۶ء کو صبح آٹھ بجے ۲۴ بی بلاک گلبرگ پہنچا تو ان کے میزبان نے گفتگو سے گریز کی پرانی چال چلی کہ ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ ابھی چائے پی کر آئینگے اور فوراً منٹگمری چلے جائینگے۔ تھوڑی دیر میں پرویز صاحب آئے تو میں نے کہا کہ آپ سے گفتگو کی اُمید پر دو ماہ سے آپ کے مریدوں نے ہم سے وعدہ کر لیا ہے آپ کیوں بھاگتے ہیں تو کہنے لگے مجھ سے تو کسی نے کبھی نہیں کہا میں نے کہا تو اب میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ علمائے لاہور سے قرآن کی رُو سے حدیث کو ایمان۔ اور دین سمجھ کر ایمان لے آئیے تو مسٹر پرویز اور ان کے ساتھی جن میں دو نوجوان فیشن ایبل دوشیزہ بھی تھیں۔ خوب زور سے ہنسے اور کہا جناب ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ میں نے کہا وقت نکال کر یہ کام لازمی ہے تو کہا فرصت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان منافقین اور منکرین کے پاس اس گمراہی کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ یہ دشمنانِ اسلام کے ایجنٹ اور نفسانی خواہشات کے پابند ہیں۔ آزادی ان کی زندگی کا نصب العین ہے۔ یہ خدا کے خوف یا اپنے گناہوں پر کیوں روئیں۔ اُنہوں نے تو حدیث شریف کی توہین اور تکذیب کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے اس کے بدلے کفار و مشرکین اور بد اعمالوں سے بڑی بڑی رقمیں نذرانوں اور چندوں میں وصول کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ۔ پ ۲۷ ع ۱۶ ۔ ترجمہ۔ کیا تم اس حدیث شریف کے منکر ہو۔ اور اس کے جھوٹا بتلانے کو اپنا ذریعہ رزق بنا لیا ہے۔ ناظرین دیکھئے خدا نے اپنے نبی کریم کے زمانے کے منافقوں، منکرین حدیث کی بھی حقیقت قرآن میں بیان فرما دی اور ان منکرین حدیث کی بھی جو آجکل ہیں جن کا ذریعہ معاش صرف انکار و توہین

حدیث ہی ہے اس پر ان کو مخالفین اسلام سے ہر قسم کی امداد ملتی ہے۔ دعوتیں کھاتے ہیں کتابیں چھپوانے کو رقم وصول کرتے ہیں۔ چندے بھی کرتے ہیں۔

اور پھر کتابیں بھی بڑی بڑی قیمتوں میں بیچتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ پ ۲۹ ع ۴ سورۃ قلم۔ ترجمہ۔ اے نبی کریم آپ منکرین حدیث (منافقین) کے متعلق ہم سے سفارش بھی نہ کیجئے۔ ہم ان کو آہستہ آہستہ دوزخ میں ڈالیں گے اور ان کو معلوم بھی نہیں ہوگا۔ اور ہم (جو عذاب فوراً نہیں بھیجتے) تو ہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں (یہ ہمارا داؤ ہے) اور یقیناً ہمارا داؤ بہت ہی پکا ہے یہ بیدین منافق اس سے بچ نہیں سکتے۔ ناظرین دیکھئے انکار حدیث کس قدر بڑا جرم ہے جس کا بدلہ یقینی جہنم ہے۔ اب یہ منکرین حدیث اپنے کو اس عذاب الیم سے بچانے کے لئے کہتے ہیں کہ یہاں حدیث کے معنی قرآن ہیں۔ یہ معقل قرآن کی آیتوں اور اس کے الفاظ کو بدلنے کا بھی گناہ یعنی تحریف قرآن بھی کر رہے ہیں قرآن پاک میں صاف صاف حدیث کے الفاظ ہیں اگر خدا کی مراد قرآن ہوتی تو کیا اسے قرآن کہنا نہیں آتا تھا۔ تو بار بار حدیث شریف کی طرف توجہ دلانا ہے کہ حدیث کا انکار کرکے دائمی جہنمی بن جائیں مگر ان کو تو خدا نے اور اس کے قرآن سے دلی دشمنی ہے اس لئے قرآن کو بدلنے اور اس کی صورت مسخ کرنے پر تلے ہیں۔ کیا حکومت پاکستان۔ اسلامی حکومت اور برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ اور قرآن پر ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے پاک کلام قرآن پاک کی عزت ان منکرین حدیث دشمن قرآن کے ہاتھوں سے بچا کر اپنی ایمانداری کا ثبوت دیں گے جو امتحان ہے تیرے ایمان کا خودداری کا۔ اور ایک اٹل فیصلہ فرما دیا اللہ تعالیٰ نے فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ پ ۲۹ ع ۲۲ سورۃ مرسلات۔ ترجمہ۔ پھر منافقین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ ناظرین حدیث

کے بعد تو ایمان کا ذریعہ ہی نہیں۔ دُنیا کو سچے خدائے تعالیٰ اور قرآن دونوں کا علم صرف رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے ہؤا ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہی کو حدیث شریف کہتے ہیں۔ جو حدیث پر ایمان نہیں لاتا وہ کسی صورت میں بھی مومن نہیں بن سکتا۔ اللہ پاک نے خود فرما دیا۔ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ٥ پ ۲۹-۵۔ ترجمہ۔ انہوں نے اللہ کے رسُول کی نافرمانی کی تو اللہ تعالےٰ نے اُن پر سخت عذاب کیا۔

قرآن میں حدیث شریف اکثر لے کا دُوسرا ثبوت

فرمایا اللہ تعالیٰ نے هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ٥ اِذْ نَادٰهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى پ ۳۰-سُورۃ والنّٰزِعٰت۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق حدیث آگئی (استفہام اقراری ہے) یعنی ضرور آگئی۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کے رب نے طوی کی پاک وادی میں پکارا۔ ناظرین اس حدیث پاک کی پوری تفصیل بھی حدیثوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ فرمایا هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ۔ پ ۳۰۔ سورۃ بروج۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کے پاس فرعون اور ثمود کے لشکروں کے متعلق حدیث آئی۔ ناظرین ان کے لشکروں کی پُوری حدیث بھی حدیثوں میں موجود ہے۔ افسوس ہے اس بیدین اور جاہل جماعت پر جو قرآن کی طرح اللہ تعالےٰ کے پاس سے آئی ہوئی حدیثوں کا انکار کرکے کافر بن رہے ہیں۔ خدا خود فرماتا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ کیا تم بعض حصہ قرآن پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ یہ گویا اللہ پاک ان کافروں۔ منافقوں حدیث کے منکروں سے پُوچھ رہا ہے۔ دیں تو اس کا خدا کو کیا جواب دیتے ہیں۔ خدا نے تو حدیث نازل کرکے قرآن کے سمجھنے کا کامل ذریعہ

بنا دیا ہے۔ پھر فرمایا هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ٥ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ
پ ۱۳۔ ترجمہ۔ اے محمدؐ کیا آپ کے پاس قیامت کے متعلق حدیث آگئی جس دن
بہت سے چہرے خوفزدہ ہونگے۔ ناظرین کرام۔ کہاں تک لکھوں۔ ہر طرح خدا تعالیٰ
نے حدیث شریف کے قرآنی ہونے کے ثبوت فرما دیئے اب بھی کوئی نہ مانے تو اپنی
بے دینی پر تمام دُنیا کو گواہ اور اپنی جہالت پر سب کو شاہد بنا رہا ہے۔ مسلمانوں کو
ایسی دُشمن، خدا رسول جماعت سے بچ کر دوسرے مسلمانوں کو بچا کر اپنی دینداری
کا ثبوت بیّن دینا چاہیئے۔

پرویز نے حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی توہین کی

مقام حدیث جلد اوّل کے صـ۲۵۷ پر موٹے حرفوں میں لکھا ہے تین بڑے منکرین حدیث۔ امام ابو حنیفہ۔
شاہ ولی اللہؒ اور علامہ اقبالؒ۔ یہ منکرین کی عبارت تھی۔ اور اس کے ثبوت
میں علامہ اقبالؒ کی عبارت کا حوالہ دیا ہے اور ان کی بڑی لمبی عبارت نقل کی ہے
یہاں اِس عبارت اور تحریر کا اہم حصّہ ناظرین باتمکین کے ملاحظہ کے واسطے پیش ہے
جو شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی ہے۔

شاہ صاحبؒ نے کہا ہے کہ پیغمبرانہ طریقِ تعلیم یہ ہوتا ہے کہ رسُولؐ کے
احکام ان لوگوں کے عادات و اطوار۔ رسوم و رواج کو خاص طور پر ملحوظ
رکھتے ہیں جو اس کے اوّلین مخاطب ہوتے ہیں۔ پیغمبر کی تعلیم کا مقصد یہی ہوتا
ہے کہ وہ عالمگیر اصول قائم کردے۔ پیغمبر کا طریق یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص
قوم کو تیار کرتا ہے اور انہیں ایک عالمگیر شریعت کے لئے بطور خمیر استعمال
کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ ان اُصولوں پر زور دیتا ہے جو تمام نوع انسان
کی معاشرتی زندگی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ یہ عبارت تھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی

ناظرین! آپ ذرا انصاف فرمایئے کہ اس مضمون میں شاہ ولی اللہ صاحب سے حدیثوں کا انکار کس طرح ثابت ہوتا ہے۔ غور طلب دو باتیں ہیں اوّل یہ کہ شاہ صاحب نے یہاں خدا کے احکام نہیں کہا بلکہ رسُول کے احکام کہا ہے۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ قرآن شریف میں تو اللہ پاک کے احکام ہیں۔ اور اس کو پرویز نے بہت سی جگہ اسی مقام حدیث میں لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ رسول خود انہی احکام کی پابندی کرتا ہے اور شاہ صاحبؒ رسُول کے احکام بتلاتے ہیں جو صرف حدیث ہی کے معنی میں ہے۔ اس سے تو حدیث شریف کے دین ہونے کا ثبوت ہو گیا چونکہ رسُول صرف دین ہی کی تعلیم کے لئے مبعوث ہوتے ہیں اور ان کا وہ حکم یا اس کی جمع احکام دینی ہیں تو شاہ صاحب کی عبارت نے تو اور منکرین حدیث پر ایک ضرب شدید لگا دی۔ کیونکہ وہ حدیث یعنی احکام رسُول کے منکر ہیں۔ دوسری بات غور طلب یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ پیغمبر عالمگیر اصول دیتا ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان کی زندگی کے لئے واجب العمل ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ یہ جماعت جس کو عالمگیر شریعت۔ قانون دیا جاتا ہے وہ بطور خمیر استعمال کی جاتی ہے یعنی اس قوم کی چاشنیٔ عمل تمام بنی نوع انسان میں رہنمائی کرتی رہے گی۔ یہ بات ہم نہایت مستحکم آیاتِ قرآنی سے ثابت کر آئے ہیں کہ مہاجرین و انصار کی پیروی قیامت تک کے ہونے والوں کی زندگی اور معاشرے کی شریعت یعنی قانون ہے۔ انصاف کیجئے کہ شاہ صاحب نے تو حدیث اور حدیث کے عاملوں اور راویوں کی پیروی کو تمام انسانوں کے لئے نمونہ ثابت کر دیا۔ پھر بھی شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو منکرِ حدیث کہنا کیا تہمتِ انکارِ حدیث نہیں ہے۔ یقیناً بڑی سخت گستاخی ہے ایسے محدث کی شان میں جن کو تمام دُنیا کے علماء اولیاء محدّث اور حدیث کے فن کا امام مانتے ہیں۔ عرب اور عجم سب جن کی حدیث دانی اور حدیث پر پُورا پُورا عمل کرنے کے مدعی ہیں۔ اور ان کی پیروی کو شریعت مانتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ کی شان کے متعلق چند جملے اسی عبارت کے

آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن کو پرویز نے علامہ اقبال کی طرف منسوب کیا ہے۔

غالباً یہی وجہ تھی کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے اس فقہ کی تدوین میں حدیثوں سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے تدوین فقہ میں استحسان کا اصول وضع کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قانون وضع کرتے وقت اپنے زمانے کے تقاضوں کو سامنے رکھنا چاہئے۔ ان حالات کی روشنی میں میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ان احادیث کے متعلق جن کی حیثیت قانونی ہے۔ امام ابوحنیفہ کا یہ طرزِ عمل بالکل معقول اور مناسب تھا۔ اور اگر آج کوئی وسیع النظر مقنن یہ کہتا ہے کہ حدیث ہمارے لئے من وعن شریعت کے احکام نہیں بن سکتیں تو اس کا یہ طرزِ عمل امام ابوحنیفہ کے طرزِ عمل کے ہم آہنگ ہوگا۔ جن کا شمار فقہ اسلامی کے سب سے بڑے مقننین میں ہوتا ہے۔

پرویز کی کتاب کی عبارت ختم ہوئی۔ یہ پچھلی عبارت علامہ اقبال کے خطبات سے کی بتائی گئی ہے۔ تنقید شدید جناب علامہ اقبالؒ ایک قابل قانوندان بیرسٹر تھے۔ ان کے قلم یا زبان سے ایسی عامیانہ عبارت ممکن نہیں۔ کیونکہ اس عبارت مذکورہ بالا میں احادیث کی حیثیت کو قانونی تسلیم کیا ہے۔ اور چونکہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو کہتے ہیں جیساکہ آپ نے قرآن پاک سے پچھلے صفحات میں پڑھ لیا جس کو پرویز اور ان کے استاد اسلم جیراجپوری نے بھی مانا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون یقیناً اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق ہے۔ کیونکہ اس کی پیروی کا جابجا قرآن میں حکم دیا گیا ہے۔ اور قرآن کے تمام احکامات خواہ آیات کے ذریعے ہوں جن کو وحی متلو کہتے ہیں یا احادیث کے ذریعے جن کو وحی غیر متلو کہتے ہیں ہمیشہ واجب العمل ہیں

قانون کی صحیح پوزیشن

میرے خیال میں تو علامہ اقبالؒ ایسی جسارت نہیں کر سکتے کہ

خدائے قدوس جیسے غالب وخالق مطلق عالم غیب خدا پر کسی دوسرے مقنن کو ترجیح دیکر ارتکاب شرک وکفر کریں ہاں یہ تو پرویز ہی کے شایانِ شان ہے۔ پھر جب احادیث کی حیثیت قانونی ہے تو قانون تو وہی ہے جس کا نفاذ ہو جب نفاذ ہی ممکن نہیں تو قانون کیسا ؟ اور علامہ اقبالؒ ایک مُدبّر بیرسٹر ہو کر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ قانون سے رُوگردانی مستحسن ہے کیونکہ ساری عمر تو قانون کی طرفداری اور قوتِ نافذۂ قانون کی حفاظت کی وکالت کرتے رہے جب انھوں نے انسانی حکومت کے قانون کی حمایت کو اپنا فرض منصبی سمجھا تو حکومتِ الٰہیہ کے قانون کی مخالفت کو اچھا کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ قانون ہی ایسی چیز ہے جس کی بدولت اشرار۔ مخربانِ اخلاق واعمال قوم اور مہلکانِ معاشرہ کا انسداد کیا جاتا ہے۔ حکومتِ نافذۂ قانون اسی وجہ سے تمام اہلِ مُلک پر فوقیت اور حکمرانی کا منصب جلیل رکھتی ہے کہ وہ مختلف الطبائع افراد کو نظم ونسق ومعاشرتی زندگی میں ہم آہنگ کر دیتی ہے اور یہی حکومت کی کامیابی اور محبوبیت کی دلیلِ اتم ہوتی ہے۔ آپ ہمیشہ اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ وُزرأ وگورنران کی تقریروں میں سنتے ہیں کہ قانون کا احترام کرو۔ قانون کے خلاف جد وجہد چھوڑدو۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لو۔ یعنی آزاد ہو کر قانون کو مت ٹھکراؤ۔ اور عدالتوں۔ کچہریوں۔ کورٹوں میں تمام مقدمات کے فیصلے ان بیرسٹروں کی وساطت سے قانوندان ججوں کے قلموں سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ سب حکومت کے قانون کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔ بیرسٹر اور جج قانون کی تمام کتابوں اور ان کی شرحوں اور تمام دفعات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ رٹتے ہیں اور اسی کی مشق کرتے رہتے ہیں۔ کوئی جاہل سے جاہل آدمی بھی نہیں کہہ سکتا کہ قانون کی مخالفت اس سے رُوگردانی کسی بھی فردِ رعایا کے لئے مستحسن اور مفید ہے۔ ہاں یہ تو سب کہتے ہیں کہ قانون کی مخالفت۔ لاقانونیت۔ بغاوت ہے۔ بتایئے علامہ اقبالؒ یا کوئی عقلمند آدمی حدیث شریف کی قانونی حیثیت ماننے کے بعد اس کی مخالفت پر لب کشائی کس طرح کر سکتا ہے۔ پرویز کی جہالت اور بغاوت مزاجی کا صحیح ترجمان اس کا یہ فقرہ ہے کہ ہر زمانے میں زمانے

کے تقاضوں کے مطابق قانون ہونا چاہئے۔ یہ جملہ نہایت ہی باغیانہ ہے کیونکہ قانون تو ہمیشہ زمانے کے تقاضوں کے خلاف ہی ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمانے میں رشوت۔

قانون کی قسمیں

زنا چور بازاری۔ ذخیرہ اندوزی۔ جوئے۔ چوری۔ فریب۔ بے دینی۔ مذہب سے آزادی۔ عیاشی نفس پرستی بیحیائی اور بے شرمی۔ بے مروتی۔ کم ورکشی۔ عریانی کھیل تماشوں۔ سینماؤں۔ اور دوسرے سینکڑوں مخرب اخلاق اعمال کی کثرت کا زمانہ ہے۔ اگر اس زمانے کے مطابق قانون سے یہ مراد ہے کہ ان کاموں کو جو اکثر لوگوں کے معمول بہ اور مرغوب طبع ہیں جائز قرار دیا جائے تو پھر یہ وہ قانون نہیں کہلا سکتا جو ملک میں جرائم۔ بد اخلاقی کی روک تھام کر سکے بلکہ اس قانون اور اس قانون والی حکومت کو۔ بدمعاشی۔ بے دینی۔ بد اخلاقی پھیلانے والا شیطانی طریقہ اور شیطانی حکومت کہا جائیگا۔ یا فرعونی قانون اور حکومت کو فرعون کہا جائیگا۔ اور ایسی حکومت اور ایسے قانون کا تخیل پاکستان کے لئے پرویز اور اس کے حواری بالکل چھوڑ دیں یہ حکومتِ اسلام۔ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں بنی ہے یہاں ان بدمعاشیوں کو رہنے نہیں دیا جائیگا۔ اور جو ایسی شیطانی اور گمراہی پھیلانے کی باتیں کریگا اس کو کان پکڑ کر قرآن پاک کے حکم سے نکال باہر کیا جائیگا۔ فرماتا ہے تمام جہان کا خالق و مالک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہوئی کتاب قرآن مجید میں اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ پ ۱۸۔ سورۂ نور۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان والی قوم میں بُرے کاموں (بدکاری) کے پھیلنے کے خواہشمند ہیں ان کے لئے دُنیا میں بھی دردناک عذاب (سزا) ہے اور آخرت میں بھی۔ ناظرین کرام یہ ہے وہ قانون جس کی بِنا پر ہم پاکستان میں بدکاریوں کی اشاعت اور رواج کو روکیں گے کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور ہم خدائے قدوس کے احکام پر عمل کرنے کو دُنیا کی ہر دولت سے بہتر

سمجھتے ہیں اور ہم مومنوں کے واسطے خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْکَرِ۔ پ ۱۸ ع ۹۔ سورۂ نور۔ اے ایمان والو شیطان کے طریقے پر مت چلو اور جو آدمی شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے یقیناً وہ فحش باتوں اور بُرے کاموں کا حکم کرتا ہے۔ ناظرین مسلمان شیطان اور شیطانی جماعت کی پیروی کو حرام مطلق سمجھتے ہیں اور انشاء اللہ سمجھتے رہیں گے۔

قانون کی اصلی صورت

اب اگر زمانے کے تقاضوں سے یہ مراد ہو کہ زمانے میں جن بُرے کاموں کی کثرت ہے، جن خرابیوں میں زمانے والے مبتلا ہیں ان سے روکا جائے تو پھر یہ حیثیت ہر قانونِ خداوندی۔ قانونِ شریعت۔ میں ہوتی ہی ہے۔ تمام قرآن پاک۔ ساری حدیثیں جن کو شریعت کا قانون مانا جاتا ہے وہ تمام فواحشات اور منکرات کو ممنوع اور حرام قرار دیتی ہیں۔ جتنے بُرے کام اور معاشرے کو بگاڑنے والے کام ہیں سب سے روکتی ہیں اسی لئے ان کو بنی نوع انسان کے لئے ضابطہ اور لائحہ عمل قرار دیا گیا ہے جس کا کامل طور پر بہترین طریقہ جاری کرنے والی جماعت مہاجرین و انصار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی۔ جس کی پیروی قیامت تک آنے والوں کے لئے فرض ہے جس کا اقرار خود پرویز کی پیش کی ہوئی شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت میں موجود ہے۔ اب بتائیے کہ اس قانون کو ہر زمانے کے تقاضوں سے کیا واسطہ رہا۔ بلکہ ہر زمانے کے لوگوں کو اس پر عمل کرنا۔ اور حکومتِ اسلامیہ کی طرف سے عمل کرانا فرض ٹھہرا۔ حکومت ارکانِ حکومت اور تمام رعایا کو قیامت تک آنے والے تمام زمانوں میں اس کی تعمیل لازمی اور ضروری ہے اسی لئے اس قانون کے مقنن حقیقی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پ ۱۸ ع ۸۔ ترجمہ۔ یعنی اے انسانو تمہاری مفید باتیں تو خدا ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

تمہارا فرض ہے کہ میرے قانون پر چلو اپنی ناقص عقلوں کی پیروی نہ کرو۔

پرویز نے تینوں بزرگوں پر غلط تہمت لگائی۔

بس ثابت ہوا کہ وہ عبارت جس میں حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث اور علّامہ اقبالؒ کو منکرینِ حدیث کہا ہے پرویز کی گھڑی ہوئی ہے۔ علّامہ اقبال ایسی نادانی اور خلافِ اسلام بات نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر ان کی بھی ہو تو ہم سمجھیں گے کہ علّامہ نے کسی غیر حالتِ اسلامی یا جذبۂ اتفاقیہ کے تحت لکھدی ہوگی اور یہ ان سے غلطی ہوئی اللہ تعالےٰ ان کو معاف کرے علّامہ اقبالؒ کوئی محدّث یا مفتی تو تھے ہی نہیں کہ ان کا قول اس باب میں خلافِ قرآن و حدیث تسلیم کے قابل ہو۔ اگر کوئی مفتی بھی قرآن و حدیث کے خلاف کہے تو وہ بھی تسلیم کے قابل نہیں ہو سکتا۔ بس یہ ثابت ہوا کہ پرویز نے دھوکہ دینے کے لئے لکھی ہے۔ واہ رے پرویز خدائے تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کرنے اور اپنی جاہل شخصیت کے منوانے کے لئے کیا کیا مکر و فریب گھڑتا ہے بدیں عقل و دانش بباید گریست۔

فقہا یعنی دینی مسئلے نکالنے والے اماموں کی قرآن میں تعریف

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ پ۱۱ ع۴۔ سورۂ توبہ۔ ترجمہ۔ اور نہیں ہیں تمام مومن (اس کے لائق) کہ چل پڑیں سب کے سب پس کیوں نہ چلی جائے ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت کہ دین کی سمجھ (مسائل کی تحقیق) حاصل کرے اور تاکہ ڈرائے اپنی قوم کو (دین کے مسئلے بتائے) جبکہ وہ دین کی چھان بین سے واپس آئے۔ تاکہ لوگ برائیوں سے دور ہو جائیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا پ۲۹ ع۱ سورۂ جن

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ یقیناً جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کریم سُنا۔ پھر اُن لوگوں نے کہا کہ بیشک ہم نے عجیب وغریب (حکمت ونصیحت والا) قرآن کریم سُنا ہے۔ ناظرین کرام آپ کو معلوم ہوگیا کہ خدائے تعالےٰ نے قرآن پاک میں بڑے فرقے میں سے ایک گروہ کو دین کے مسائل (فقہی معلومات) حاصل کرنے کے لئے سفر کرنے کا حکم دیا۔ اگر دین یا دین کی ساری حکمتیں رمُوز ونکات اور مسئلے قرآن کی عبارت سے معلوم ہو سکتے تو خدائے تعالےٰ فرقوں میں ایک ایک جماعت کو تلاش کرنے کا حکم نہ دیتا۔ کیونکہ قرآن تو ہر بڑی چھوٹی جماعت کے پاس موجود تھا لیکن قرآن پاک کا سمجھنا موقوف تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی پر اس واسطے ہر قبیلے اور قوم کے لوگوں کو حکم ہُوا کہ تھوڑے بہت لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں جا کر دین کے مسئلے۔ قرآن کے معنی یاد کریں۔ ہاں اگر کسی جماعت یا گروہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی وجہ سے حاضری کا موقع اور فرصت نہ مل سکے تو پھر صحابۂ کبار اور اہلبیت اور حضوؐر کی خدمت میں رہ کر مسائل سیکھنے والوں سے دریافت کر لیا کرو۔ یہی حکم خدائے قدوس کا قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہے

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے فضائل۔

حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہ حضوؐر کے زمانے والوں کے بعد سب سے پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ارشادات حدیث شریف کی جُستجو کی اور چونکہ اس زمانے میں صحابہ بھی موجود تھے۔ اور صحابہ کبار کے فیض یافتہ تو بہت سے تابعین کرام تھے جن سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں حاصل کیں اور ان حدیثوں سے انسان کی زندگی اور معاشرے کے نظام کے بہت سے مسائل حاصل کئے اور ان میں نہایت آسان اور سہل العمل طریقے اپنے زمانے کے مسلمانوں کو بتائے۔ اور آپ کے شاگردوں نے آئندہ آنے والوں

کے لئے بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حاصل کردہ مسائل کا بیش بہا خزانہ اپنی تصانیف میں چھوڑا ہے بتائیے جس امامِ فقہاء نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے تلاش کرنے میں اکثر ملکوں کے سفر کئے۔ نہایت محنت اور دیانتداری سے قرآن وحدیث کے مسائل کو دُنیا میں جاری کیا۔ وہ کسی ذی علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور پھر امام صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کہیں میری بات اور میرا مسئلہ حدیث کے خلاف نظر آئے تو حدیث شریف پر عمل کرو۔ اور میرا مذہب اور طریقہ بھی حدیث شریف ہی سے مُستنبط ہے۔ بیہقی نے اپنی مدخل میں صحیح سند سے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا اِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّے اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَی الرَّاسِ وَالْعَیْنِ وَاِذَا جَاءَ عَنْ اَصحابِہٖ نَخْتَارُ مِنْ قَوْلِہِمْ۔ اور فرمایا امام اعظم رح نے اُتْرُکُوْا قَوْلِی بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ۔ وَاِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ روضۃ العلماء ایسے مُحِب ومطیع حدیث امام کو حدیث کے خلاف کہنا نہایت قبیح ترین جُرم۔ اور مُضر ترین تہمت ہے۔ اب ہم مانتے ہوئے اور معتبر چند ایسے بزرگوں کی شہادتیں پیش کرتے ہیں جن کو تمام دُنیا کے مسلمان ولی اللہ۔ اور بزرگانِ دین کہتے اور مانتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَتَبَحَّرَ فِی الْفِقْہِ فَھُوَ عِیَالٌ عَلٰی اَبُوحنیفہ۔ بڑے سے بڑا دین کا عالم حضرت ابوحنیفہ رح کی عیال میں سے ہے۔ فَاِنَّہٗ کان عالما عاملا ورعا زاھدا عابدا اماما فی علوم الشریعۃ (اکمال فی اسماء الرجال ص۶۲۴ محمدی) یعنی حضرت امام ابوحنیفہ۔ عالم۔ عامل۔ پرہیزگار۔ زاہد۔ عبادت گزار۔ شریعت کے تمام علوم میں امام تھے۔ اور اکمال کے صفحہ ۶۲۴ پر ہے وکان فی ایامہ اربعۃ من الصحابۃ (۱) انس بن مالکؓ بالبصرہ (۲) عبداللہ بن ابی اوفیٰ بالکوفہ۔ (۳) سہل ابن سعد الساعدی بالمدینۃ (۴) ابو الطفیل عامر بن واسلۃ بمکۃ۔ یعنی امام ابوحنیفہ رح کے وقت چار صحابہ کبار موجود

تھے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے اور ملاقات کرنے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے والوں کا مبارک زمانہ پایا۔ وَذَھَبَ ثابت الیٰ علی ابن ابی طالب وھو صغیر فدعا لہ بالبرکت فیہ وَفِی ذریتہ (اکمال صفحہ) یعنی حضرت ثابت حضرت امام ابو حنیفہ رح کے والد ماجد حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ کم سن تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کے لئے دعا کی۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ حضرت ابو حنیفہ حضرت علی علیہ السلام جیسے بلند مرتبہ دامادِ رسول۔ زوجِ بتول رض۔ اسد اللہ الغالب کی دعا کی برکت سے علوم و قرآن و حدیث میں کامل۔ اور تمام اعمالِ حسنہ کے حامل تھے۔ ان کی شان میں انکارِ حدیث کی تہمت کس درجہ ظلم اور گناہ ہے۔ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرہ اولیاء میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے۔ آں عارفِ عالم صوفی امام جہان ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ صفت کسیکہ بہمہ زبانہا ستودہ باشد و بہمہ ملتہا مقبول کہ تواند گفت ریاضت و مجاہدہ او و خلوت و مشاہدہ او نہایت نداشت و در اصولِ طریقت و فروعِ شریعت درجۂ رفیع و نظرے نافذ داشت۔ (تذکرہ اولیا صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۹) بسیار اصحابہ و مشائخ را دیدہ بود و با صادق رضی اللہ عنہ صحبت داشت۔ و استادِ علم فضیل و ابراہیم ادھم و بشر حافی و داؤد طائی بود۔ اور حضرت علی ہجویری معروف داتا گنج بخش لاہوری لکھتے ہیں امام اماماں و مقتدائے سُنیاں شرف فقہاء و عزِ علماء ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما وے را اندر مجاہدات و عبادات قدمے درست بود۔ کشف المحجوب صفحہ ۔ پھر حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق اپنا خواب تحریر فرماتے ہیں سنیو ادب۔ و من کہ علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنہ بشام بودم برسر روضہ بلال رض مؤذن خفتہ بودم خود را بمکہ دیدم اندر خواب کہ پیغامبر از باب بنی شیبہ اندر آمد و پیرے را در کنار گرفتہ چنانکہ اطفال را گیرند بشفقتے پیش او دویدم و بر پشت پائش بوسہ

دادم و اندر تعجب آں بودم تا آں پیر کیست وے بحکم اعجاز بر باطن و اندیشۂ من مشرف شد مرا گفت ایں امام تست و اہلِ دیارِ تو یعنی ابو حنیفہ مرا بدیں اُمید بزرگ است و با اہلِ شہر خواہم درست شد (کشف المحجوب صـ۱۰۳) پھر فرماتے ہیں۔ از یں خوابِ مرا یقین شد کہ وے یکے از آناں بودہ است کہ از اوصافِ طبع فانی بودند و باحکامِ شرع باقی و بداں قائم چنانکہ برندۂ وے پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است و اگر وے خود رفتے باقی الصفتہ بودے و باقی الصفتہ یا مخطی بودے یا مصیب چوں برندۂ وے پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بودہ فانی الصفتہ باشد و قائم بصفت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم (صـ۱۰۳) ناظرین یہ فارسی عبارت حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب کشف المحجوب کی تھی۔ اس خواب کا مختصر ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ میں علی بن عثمان جلالی ہوں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مکہ شریف میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ باب ابن ابی شیبہ سے بیت اللہ شریف میں تشریف لائے اور ایک بزرگ آدمی کو بچوں کی طرح گود میں لئے ہوئے تھے تو میں فرطِ محبت سے حضور سرورِ دوجہان کی خدمت میں دوڑ کر حاضر ہوا اور میں نے حضور کے پائے مبارک کو چوما اور دل میں اس بات پر حیران تھا کہ یہ بوڑھا شخص کون ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا خیال معلوم ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ یہ تیرا امام اور تیرا ہم وطن (عجمی) ابو حنیفہ ہے مجھے اس (ابو حنیفہ) سے بڑی اُمید ہے اور اپنے شہر والوں میں سے اچھا ہے۔ اس خواب سے مجھ کو یقین ہو گیا۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنی صفات مٹا چکے ہیں اور شریعت کے احکام کی وجہ سے باقی اور قائم یہاں تک کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود گود میں لئے ہوئے ہیں اور اگر امام ابو حنیفہ خود چلتے (حدیث کی پیروی نہ کرتے) تو ان کی صفت باقی رہتی۔ جس کی صفت ذاتی باقی ہوتی ہے (جو اپنے قیاس و بصیرت سے کام لیتا ہے۔ وہ کبھی مسئلے میں خطا کرتا ہے اور کبھی درستی۔ جب ان کو پیغمبر

اُٹھائے ہوئے ہیں تو وہ ابو حنیفہ اپنی صفت فنا کر چکے اور حضور اکرم کی صفت سے باقی اور حضور نبیؐ کی صفت سے قائم ہیں۔ یعنی امام ابو حنیفہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہی کو شریعت کے مسائل کی اصل مانتے ہیں۔

حضرت علی ابن عثمان جلالی رحمۃ اللہ علیہ و کشف المحجوب۔

برادران اسلام۔ حضرت داتا گنج بخش جن کا نام نامی تمام دُنیا میں مشہور ہے۔ وہ بزرگ اور ولی اللہ ہیں۔ جنہوں نے لاکھوں گم گشتگانِ راہ کو نور ایمان و ایقان بلکہ عرفان سے مالامال کر دیا۔ اور حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کشف کرامات اور معرفتِ خداوندی کے ذوق و شوق کے جام انہیں کے آستانہ عالیہ سے نوش فرمائے اور محبانِ طریقت وحقیقت کو سیراب کرتے رہے کشف المحجوب بھی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی وہ قابلِ قدر کتاب ہے جس کو تصوف اور خدائے تعالیٰ کی معرفت کا آفتاب عالمتاب کہا جائے تو بجا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب جامع اور مانع ہونے کی وجہ سے فصاحت و بلاغت کا گلدستہ ہے جس میں شریعت۔ طریقت حقیقت اور معرفت کے گلہائے رنگا رنگ سلیم الطبع دماغوں کو معطر کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا مولوی محمد فیروز الدین علیہ الرحمۃ نے اُردو میں اس کا سہل اور عام فہم ترجمہ کر کے اس کے فیوض و برکات کو عام کر دیا ہے کہ ہر پڑھا لکھا آدمی ایمان و ایقان کی تجلیوں سے مالامال ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مولانا مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کے فرزندانِ ارجمند میاں عبد المجید و میاں عبد الحمید و ڈاکٹر عبد الوحید خان صاحبان وغیرہم کے خاندانوں کو اپنی عنایات بے غایات سے سرفراز فرماتا رہے۔ آمین۔ بزرگانِ دین کی تعلیم کو جاری کرنا۔ اور ان کے ارشادات کی اشاعت و تبلیغ حقیقت میں بہت ہی بڑی نیکی ہے۔ جس کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ ملتا رہتا ہے۔ اور قوم میں نیکی اور خدا پرستی کے ولولے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اسی لئے تو کشف المحجوب کو محکمۂ تعلیم پنجاب نے کئی سال تک منشی

فاضل وغیرہ درجوں کے نصاب میں داخل رکھا لیکن افسوس کہ اسلامی حکومتِ عالیہ پاکستان کے سرفرازانِ تعلیم نے ایسی متبرک اور مفید کتاب کے فیوض و برکات سے محروم کردیا۔ اب کئی سال سے یہ مبارک سرمایۂ دین وایمان نصاب میں قُرأتشانی نہیں فرماتی۔ مجھے اُمید ہے کہ صاحبانِ حل وعقدِ حکومتِ علیہ نونہالان و حاملانِ فرائض ترقی و استحکام مُلک و ملّت بچوں کو ایسی مفید کتابوں سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع دے کر اپنی اسلام دوستی اور قوم پروری کا ثبوت دینگے۔ نیز بداخلاقی۔ الحاد و بیدینی۔ تعیش ونفس پرستی کی جانب پیدا کرنے والی کتابیں کورس سے نکال کر اپنی پاکبازی اور خدا پرستی کی دلیل پیش کریں گے۔ مُلک بھر جرائم۔ بیدینی۔ بیحیائی اور فواحش کو پھیلانا اور نفسانی خواہشات کو عروج پہ لانا بدترین گناہ شدید ترین نادانی ہے۔ اللہ پاک اِس گناہ کبیرہ سے ہمارے حکّام اور اہلِ مُلک کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت امام ابوحنیفہ رح کے تمام مسائل قرآن وحدیث ہی سے ہیں

مقتدائے حقیقت ومعرفت حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے متعلق اپنے الہٰی نامے (حدیقۂ سنائی) میں فرماتے ہیں:۔

دیں چو بگذشت ازیں جوان مرداں ❖ خلق در دیں شدند سرگرداں !
ہمہ را باز رائے نعمانی ❖ آشتی داد با مسلمانی
آفتاب سپہرِ معروفی ❖ بدرِ دیں بوحنیفۂ کوفی
ہمہ را از پئے صلاحِ جہاں ❖ معزِ سُنّت نہاد اندر جان
بُود در زیر گنبدِ ازرق ❖ حجّتِ صدق و محجتِ برحق
کُرسیِ اوز رائے او حد او ❖ لوحِ محفوظ شرعِ احمدؐ او

دیدہ بے واسطہ ہدایت نقل ❊ چہرۂ سُنت از دریچۂ عقل
قابلِ تابشِ نبوت بود ❊ لوحِ محفوظِ شرع و سُنت بود
چوں درآمد بباغ دینِ نبیؐ ❊ گرد روشن چراغِ دینِ نبیؐ
ہر زمانیکہ گفت خواہد قال ❊ تاقیامت درا پوند عیال

ص۲۹۹ تا ص۳۰۰ حدیقہ سنائیؒ۔ ناظرین ان اشعار میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کو دینِ نبیؐ کا چراغ کہا گیا ہے اور ان کے ہر مسئلے کو سنت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و عمل کا مغز بتایا گیا ہے۔ اور ان کو حدیث و سنت کا لوحِ محفوظ ثابت کیا گیا ہے حضرت حکیم سنائیؒ وہ بزرگِ دین ہیں جن کی تعریف میں حضرت شیخ جلال الدین مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں چند بار رطب اللسان ہیں اور ان کے ایک ایک شعر بلکہ مصرع کی شرح میں مثنوی کے کئی کئی اشعار نظم کئے ہیں حقیقت میں مولانائے روم نے اپنی مثنوی کو حدیقہ حکیم سنائیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح قرار دیا ہے اور حضرت مولانائے روم وہ ہیں جن کی پیروی کو تمام بزرگانِ دین عبادت سمجھتے ہیں اور علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے نظمی اور حقیقی مسلک کو مثنوی شریف کی فرع کہہ کر فخر کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کے متعلق فرماتے ہیں

ومذھب عبداللہ ابن مسعود و اصحابہ وقضایا علی وشریح والشعبی وفتاوی ابراھیم حق یاخذ اھل الکوفۃ من غیرہ (انصاف ص۲۲ کتاب شاہ ولی اللہ)

یعنی مذہب عبداللہ ابن مسعودؓ اور ان کے شاگردوں کا اور فیصلے حضرت علیؓ اور قاضی شریح اور شعبی اور ابراہیم کے اہلِ کوفہ کے مسائل کی اصل ہیں۔ پھر حضرت امام ابوحنیفہؒ کے متعلق فرماتے ہیں وکان ابوحنیفۃ الزمہم بمذھب ابراھیم واقرانہ

لایجاوزہ الا ما شاء اللہ وکان عظیم الشان فی التخریج علی مذھبہ دقیق النظر فی وجوہ التخریجات مقبلاً علی الفروع اتم اقبال (صفحہ ۲ انصاف) یعنی حضرت ابوحنیفہ رح حضرت ابراہیم نخعی کے اور ان کے ساتھیوں کے طریقے پر بہت پکے تھے اس سے بہت ہی کم تجاوز کرتے تھے اور ان کے مذہب کے مطابق (قرآن وحدیث) سے مسائل نکالنے میں بڑی شان والے تھے اور قرآن وحدیث سے مسئلے نکالنے میں ان کی نظر بہت ہی گہری تھی اور فروع کی طرف بہت ہی زیادہ متوجہ تھے۔ ناظرین اب آپ کو حضرت ابراہیم رح کے متعلق محدث دہلوی شاہ ولی اللہ رح کی تحریر دکھاتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ وکان سعد بن مسیب وابراھیم نخعی وامثالھما جمعوا ابواب الفقہ اجمعھا وکان لھما فی کل باب اصل تلقوھا من السلف (صفحہ ۱۶ انصاف) یعنی سعد بن مسیبؒ اور ابراہیم رح نے فقہ کے تمام ابواب جمع کئے جن کی اصل سلف کا جمع کیا ہوا سرمایہ تھا۔ اور اسی کتاب انصاف کے صفحہ ۱۸ پر فرماتے ہیں واصل مذھبہ فتاوی عبداللہ بن مسعود وقضایا علیؓ وفتاوی وقضایا شریح۔ یعنی ابراہیم نخعی کے مذہب (طریقے) کی اصل حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتاوی اور حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے اور قاضی شریح کے فیصلے اور فتوے تھے۔ ناظرین کرام۔ آپ پہلے پڑھ چکے کہ قاضی شریح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بنائے ہوئے قاضی تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے احکام کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود خود جلیل صحابی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کا مرتبہ بھی آپ سب کو معلوم ہے یہ بھی مہاجرین وانصار ہیں جن کی پیروی کا حکم قرآن پاک میں چند بار ہے جیسا کہ آپ پہلے اسی کتاب میں پڑھ چکے تو آپ کو اب پورا یقین ہو گیا ہوگا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نکالے ہوئے تمام مسئلے اور ان کی فقہ کے تمام احکام جو صحیح طور پر ان ہی کے ہیں قرآن پاک اور حدیث شریف کے بالکل مطابق ہیں۔ آپ نے

وہ تمام آیات بھی پڑھ لیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ کے صحابہ کبار اہل بیت اطہار بلکہ سچے مومنوں کی راہ چھوڑنے والوں کی سزا کے بارے میں ہیں۔ جب حضور اکرمؐ اور صحابہ اور اہل بیت بلکہ ان کے طریقوں پر چلنے والوں کی پیروی ایمان کی شرط ہے تو آپ سوچئے کہ حدیث کا منکر امام کیسے ہو سکتا ہے۔

اور امام بھی ایسے بڑے مرتبہ کا کہ تمام بزرگانِ دین، اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی بڑی شان والا امام اور قرآن وحدیث کی باریکیوں کو سمجھنے والا فقیہہ عالم مانتے ہیں کیا حضرت شاہ محدث دہلویؒ ایسے امام اعظم کو منکرِ حدیث کہہ سکتے ہیں۔ نعوذ باللہ یہ ہے پرویز کی بے دینی کہ اپنی بے دینی ثابت رکھنے کے لئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بے دینی کا الزام لگاتا ہے۔ پرویز نے جعلسازی سے علامہ اقبالؒ کی طرف منسوب کر کے لکھ مارا۔ اگر پرویز میں شمہ صداقت بھی ہوتی تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب کا نام اور صفحہ لکھتا آپ خود فیصلہ کیجئے کہ جو پرویز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حدیثوں کو نہیں مانتا جن کے روایت کرنے والے خدا کے ستودہ اور برگزیدہ اہلبیت اور صحابہ ہیں تو یہ حضرت شاہ صاحب یا علامہ اقبال کی بات کیا مانے گا اگر واقعی یہ شاہ صاحب پر ایمان رکھتا تو ہم نے ابو حنیفہ رہ کے متعلق شاہ صاحب کی کتاب انصاف کی عبارتیں لکھ دی ہیں ان پر ایمان لائے اور اخباروں میں اعلان کرے کہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور شاہ ولی اللہ کو منکرِ حدیث کہنے سے توبہ کرتا ہوں اور اپنی سابقہ گمراہی پر لعنت بھیجتا ہوں لیکن چونکہ پرویز کافروں کا ایجنٹ ہے اور مسلمانوں کو کافر مشرک بنانا اپنا فرض سمجھتا ہے اس واسطے ان بزرگوں کی طرف عبارت منسوب کر کے لکھ دیتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ حدیثوں اور ابو حنیفہ رہ کے متعلق فرماتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انصاف ۷ صفحہ پر جو کچھ فرماتے ہیں ہم اختصار کے لئے

اس کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ مثلاً سلف کا دستور تھا کہ حدیث شریف کو لکھتے تھے پھر آج حدیث شریف کا لکھنا واجب ہے (تاکہ حدیثوں کی تعلیم جاری رہے) کیونکہ آج کل حدیث شریف کے بیان اور روایت کے لئے اور کوئی طریقہ ان کتابوں کے سوا نہیں ہے۔ (حدیثوں کے حافظ نہیں ہیں) پھر فرماتے ہیں۔ اور اسی لئے ایک خاص امام کی پیروی کرنا واجب ہے۔ اور ہندوستان اور عجم کے شہروں میں لوگ جاہل ہیں (قرآن و حدیث کے تمام مسائل سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں) اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی موجود نہیں اور نہ ان مذہبوں (طریقوں کی) کوئی کامل کتاب ہے تو ہر آدمی پر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کرے (کیونکہ ان کے طریقے کے علماء اور کتابیں موجود ہیں) اور ان کی پیروی اور اطاعت سے باہر ہونا حرام ہے (کیونکہ ان کی پیروی نہ کرنے پر شریعت سے دور ہو جائیگا) ناظرین! آپ نے دیکھا کہ محدث دہلوی شاہ صاحب حدیث شریف کی اشاعت اور ان پر عمل کرنے کو واجب یعنی فرض سمجھتے تھے۔ اور چونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ عین قرآن و حدیث کے مطابق ہے اس واسطے اُن کی پیروی بھی فرض مانتے ہیں۔ اب تو آپ کو پرویز کا فریب ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محدث دہلوی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ پر انکارِ حدیث کی تہمت لگا کر حدیث شریف اور امام ابو حنیفہؒ کی پیروی سے روکا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ جس پیروی کو شاہ صاحب شریعت کہتے ہیں اس سے روکنے اور بہکانے والا کون ہے؟ شاہ ولی اللہ صاحب محدث کہلاتے ہیں۔ محدث کے معنے ہیں حدیث کا جید عالم اور حدیث کی تعلیم دینے والا۔ چنانچہ اس برِاعظم ہندوپاک میں حدیث شریف کی اشاعت کی ابتدا کا سہرا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بزرگ خاندان ہی کے سر ہے۔ محدث کو منکرِ حدیث کہنا پرویز کی شایانِ شان ہو تو ہو کسی اہلِ علم عقلمند سے تو ایسا کہنا ممکن نہیں ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالعزیز رح کی نظر میں ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے متعلق فرماتے ہیں ۔ من الطائف التی قلما ظفر جد لی لحفظ مذہبہ ما اخترعہ المتاخرون لحفظ مذہب ابی حنیفۃ وہی عدۃ قواعد یردون بھا جمیع ما یحتج بہ علیہم من الاحادیث الصحیحۃ ۔ فتاویٰ عزیزی صـ۶۶ مجتبائی ۔ ترجمہ یعنی علمائے متاخرین نے حضرت امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کے مخالفوں کے رد کرنے کے لئے حضرت امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو صحیح حدیثوں سے ثابت کرنے کے متعدد طریقے نکالے ہیں ۔ یہ تو تھا ترجمہ ۔ ناظرین کرام ۔ پھر اسی صـ۶۶ سے صـ۶۸ تک حضرت شاہ صاحبؒ نے امام صاحب کے بہت سے مسائل کی صحیح حدیثیں بھی لکھی ہیں جو مسلم شریف ابو داؤد ترمذی ۔ ابن ماجہ نسائی وغیرہ حدیث کی صحاح ستہ میں موجود ہیں ۔ پھر حضرت

حضرت امام ابو حنیفہ رح اور کوئی امام حدیث کے خلاف نہیں

شاہ صاحب رح ۔ اسی کتاب فتاویٰ عزیزی کے صـ۱۷۶ پر فرماتے ہیں کہ از ائمہ اربعہ بصراحت و تاکید ثابت شدہ است کہ ہر کہ حدیث صحیح را برخلاف قول ما دریابد عمل بحدیث بکند کہ فی الحقیقت مذہب ما ہمیں است یعنے کہ چاروں اماموں (۱) حضرت ابو حنیفہ رح (۲) حضرت امام مالک رح (۳) حضرت امام شافعی رح (۴) حضرت امام حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت ہی تاکید فرمائی ہے کہ جو آدمی ہماری بات کو حدیث شریف کے خلاف پائے تو وہ حدیث شریف ہی پر عمل کرے کیونکہ حقیقت میں ہمارا بھی یہی طریقہ ہے ۔ ناظرین کرام! آپ کو معلوم ہو گیا ۔ مذکورہ چاروں اماموں کا دین مذہب اور طریقہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات یعنی احادیث میں ہے ۔ اور یہ ممکن نہیں کہ نور الہدیٰ بدر الدجیٰ خاتم الانبیاء محمد صلی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت بغیر کوئی مومن اور مسلمان ہو جائے ۔ تو پھر

امام اور رحمۃ اللہ علیہ تو بہت ہی بڑی چیز ہے۔ اسی لئے شاہ عبد العزیز صاحب ص۲۶
پر یوں فرماتے ہیں و چونکہ چنیں نباشد در توہم خلافِ آں نسبتِ سلب ایمان از اکابر
لازم مے آید۔ گویا دعویٰ رسالتِ مقتدائے خود میکنند۔ و دیدہ و دانستہ مقتدا را
مجوز مخالفتِ امرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مے پندارند نعوذ باللہ من ذالک یعنی اگر
امامانِ دین حدیث پر عمل نہ کرنے والے مان لئے جائیں تو پھر اس اعتبار سے کہ انھوں
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مخالفت کی تو لازم آئیگا ان بزرگوں میں ایمان
نہیں تھا (چونکہ ایمان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں پر عمل لازم
ہے) تو گویا ان اماموں کے ماننے والوں نے اپنے اپنے پیشوا کو رسالت کا دعویٰ کرنے
والا مانا یا مانتے ہیں اور جان بوجھ کر اپنے امام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی
مخالفت کا جائز کرنے والا مانتے ہیں اس باطل عقیدے سے اللہ تعالےٰ پناہ میں رکھے۔
ناظرین! اس عبارت سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ تمام اماموں نے حدیثوں پر عمل
کیا ہے اور حدیثوں کی مخالفت کو بے دینی اور گمراہی سمجھتے رہے ہیں۔ بعض نادان مقلدین
جو اماموں کو یا ان کی رائے اور قیاس کو خلافِ حدیث سمجھتے ہیں وہ غلطی بلکہ گناہ کرتے
ہیں۔ ایک گناہ تو یہ کہ اپنے امام کو حدیث کی مخالفت کا الزام لگاتے ہیں اور دوسرے یہ
حدیث کے خلاف جانتے ہوئے بھی عمل کرتے یا مانتے ہیں۔ دیکھئے حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ
اسی ص۲۶ پر فرماتے ہیں۔ و نیز شبہ نیست کہ عصاتِ ہر مذہب باوجود مخالفت صاحب
مذہب از اں مذہب خارج نمے شوند پس باقتدائے قولِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چگونہ از اں
مذہب خارج شوند۔ یعنی اس بات میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ کسی مذہب کے مسائل کو
چھوڑنے والے اس مذہب کے امام کی نافرمانی کی وجہ سے اس مذہب (طریقے) سے خارج نہیں
ہوجاتے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرنے سے اپنے امام کے مذہب
سے کس طرح خارج ہو سکتے ہیں۔ ناظرین جب خود اماموں نے فرمادیا کہ حدیث شریف پر

عمل کرنا ہی ہمارا دین ایمان ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ حدیث پر عمل کرنا ہی اماموں کی صحیح پیروی اور تقلید ہے لیکن حدیث فہمی کی لیاقت اماموں سے ہی سیکھنی چاہیئے۔

تقلیدِ شخصی کی وجوہات

برادرانِ اسلام یہ بات تو ظاہر ہے کہ کسی فن کی باریکیاں اور رموز سمجھنے کے لئے اس فن میں مہارت تامہ۔ کامل مشق اور تجربے کی ضرورت ہے۔ دین اگرچہ قرآن پاک اور حدیثوں میں ہی ہے مگر قرآن اور حدیث کے صحیح مقصد اور پورے مطلب کو سمجھنے کے لئے دین کی کامل محبت اور مذہب کی پوری لگن درکار ہے دین کی غرض وغایت کا علم ضروری ہے۔ پس جن عالموں اماموں کو اللہ تعالیٰ سے کامل محبت تھی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی طرف توجہ کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن فہمی اور مسائل نکالنے کے تمام طریقے یاد رکھے اور ان ہی طریقوں پر ایسی باتوں اور مسائل میں نہایت غور وخوض اور احتیاط سے کام لیا جو ان کے سامنے پیش آتے رہے۔ اپنی دانست میں ہر مسئلے کو آیات و احادیث کی کسوٹی پر پرکھا۔ خود بھی عمل کیا اور لوگوں کو بھی اجازت دی۔ چونکہ دنیا کے عام لوگوں کو قرآن وحدیث اور دین کی باریکیوں میں غور کرنے کا ان لوگوں کی برابر موقع نہ ملا یا ان بزرگوں کی برابر علوم اور تجربے حاصل نہ کر سکے تو لوگوں نے ان بزرگوں کے طریقوں پر عمل کیا۔ اور عقل کی رو سے بھی ہر آدمی کو ان کے بتائے ہوئے راستوں اور طریقوں پر چلنا پڑتا ہے جو واقف اور جان کار ہوں۔ آپ سب دنیا میں زندگی کے مختلف ادوار سے گزرتے ہیں۔ آپ کو علاج معالجے۔ معاملے۔ مقدمے۔ شادی بیاہ۔ لین دین۔ تجارت۔ بیوپار۔ ملازمت۔ صنعت وحرفت۔ علم وہنر۔ عادات واخلاق اور زندگی کے اکثر معاملات میں استادوں۔ ڈاکٹروں۔ طبیبوں۔ ماہرین فن تجربہ کار بزرگوں کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنا پڑتا ہے۔ قدرتی طور پر ہر بچہ جذبۂ تقلید لے کر پیدا ہوتا ہے۔ ہر بچہ کھانے پینے۔ بیٹھنے اٹھنے۔ چلنے پھرنے۔ بولنے چالنے۔ آتے جانے۔ لکھنے پڑھنے بلکہ زندگی بسر کرنے کے تمام

رسم ورواج اپنے ماں باپ گھر والوں سے ہی سیکھتا ہے۔ بتائیے اس کو خدا کے سوا کس نے ماں باپ اور گھر والوں کی تقلید کی تعلیم دی۔ پھر دُنیا کا کوئی ملک اور طبقہ تقلید شخصی سے محروم نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے۔ کُلّ مولد یولد علیٰ فطرۃ الاسلام ابواہ یھودانیہ وینصرانیہ اویمجسانہ۔ یعنے ہر بچہ فرمانبرداری کی قوت لے کر آتا ہے۔ اس کے ماں باپ یہودی بنا لیتے ہیں۔ نصاریٰ بنا لیتے ہیں یا مجوسی کر لیتے ہیں۔ تو تقلید شخصی کے بغیر انسانی نشوونما ممکن نہیں لیکن عقل وشعور ہونے پر آدمی کو چاہئے کہ بُری باتوں اور بُرے کاموں سے بچے اور اپنے نفع و نقصان کو سوچے۔ جان بُوجھ کر خدائے تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنا کُفر ہے۔ اور خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے سمجھنے والوں کی اطاعت سے بھاگنا گمراہی ہے۔ اپنی ناقص عقل پر اتنا بھروسہ اور اعتبار بھی سخت حماقت اور نادانی ہے کہ دین کے سمجھنے اور عمل کرنے والوں کو اپنے سے کم درجے سمجھ کر ان کی اُن مفید باتوں کو ٹھکرا دے جن پر بڑے بڑے عالموں نے صحیح سمجھ کر عمل کیا اور اپنی انفرادی اور شخصی رائے یا دانش کی پیروی کرے تو یہ بھی شخصی ہی تقلید ہے مگر یہ سراسر گمراہی ہے جس کا ثبوت پہلے تجربہ کاروں کی مخالفت ہے۔ پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اتبعوا سواد الاعظم۔ ومن شذ شذ فی النار۔ یعنی مومنوں کی بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو جماعت سے جُدا ہو وہ دوزخی ہے۔ میری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ چاروں اماموں کو قرآن وحدیث کے جاننے اور سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ہی امام۔ پیشوا مانا جاتا ہے۔ اور جب انہوں نے حدیث ہی کو اپنا مذہب بتایا ہے تو ان کو حدیث کا مخالف کہنا بہت ہی بڑا الزام ہے۔ ان اماموں کے دینی مسائل جن کو فقہ کہتے ہیں قرآن وحدیث کے موافق ہوتے ہیں۔ بعض لوگ کسی عالم سے فقہ کی کتاب تو پڑھتے نہیں اپنی ناقص عقل کے نہ سمجھنے پر ہی خلافِ حدیث کہہ کر بُرا کہہ دیتے

ہیں یہ بالکل ایسا ہی ہے جس طرح منکرین حدیث حدیث کو کسی حدیث داں عالم سے سمجھے بغیر ہی حدیث کو قرآن کے خلاف کہہ دیتے ہیں بڑی خوشی ہے کہ فقہ حنفی کی کتاب ھدایہ کی تخریج لکھ کر فقہ کو حدیث شریف کے مطابق ثابت کر کے مخالفتِ حدیث کی تردید کر دی۔ میرا ارادہ ہے کہ تمام احادیث کو اس طرح ایک کتاب میں جمع کر دوں کہ ہر حدیث کے ساتھ وہ آیت بھی لکھ دوں جس کی تفصیل یا تفسیر کے طور پر یہ حدیث واقع ہوئی ہے۔ تو پھر منکرین حدیث کو اسلام سے برگشتہ کرنے کا راستہ نہیں ملیگا۔

حدیث کیخلاف کسی کا قول بھی مقبول نہیں

حضرات کرام! آپ کو بہت سی آیتوں سے معلوم ہو گیا کہ حدیثوں پر عمل کرنا دین ہے چونکہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات ہیں جو قرآن پاک کی تفصیل۔ یا تفسیر ہیں اور وہ کتابیں جن میں احادیث ہیں دین و ایمان کی کتابیں ہیں اور ان کی روایات تمام مسلمانوں کے لئے قابلِ عمل بلکہ واجب العمل ہیں اس لئے ان احادیث مروجہ صحاح ستہ میں شک و شبہ کرنا تمام مومنین کے مسلک کے خلاف ہے اور مومنوں کی راہ سے جدائی قرآن پاک کی رُو سے گمراہی پہلے ثابت ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خلاصہ کلام آنکہ اگر مسلمانے را بمزاولت علوم عربیہ فہم کتاب و سُنت بسلیقہ بے تکلف میسر شود و حدیثے دریابد کہ محققانِ فن حدیث حکم بصحت آن کردہ اند و از جملہ فقہائے اہلِ سُنت جمعے بران رفتہ بوجہیکہ از مخالفتِ اجماع بیروں آمدہ و از اُستادان معتبر و شروح و حواشی دریافتہ باشد را انتفاء نسخ آنرا پس آں مسلمان را حق واہ لانہ نہیں است کہ از ہر مذہبے کہ باشد در آن مسئلہ اتباع حدیث بکنند و در چیزیکہ ایں چنیں نص یافتہ نشود بہر کسے کہ حُسنِ ظن داشتہ باشد تقلید او نماید فتاوی عزیزی صـ ۱۷۵ و صـ ۱۷۶ مجتبائی۔ شاہ صاحب کی عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ آخری بات یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو عربی کی پوری واقفیت کی وجہ سے قرآن و

حدیث کا سمجھنا آسانی سے نصیب ہو اور وہ ایسی حدیث پائے جس کو حدیث کے سمجھنے اور جاننے والوں نے صحیح کہا ہے اور اُس پہ تمام اہلسنت فقیہوں (اماموں نے اجماع کی مخالفت کے بغیر عمل کیا ہے اور شرحوں اور حاشیوں سے منسوخ نہ ہونے کا پُورا علم ہو۔ اور حق اور نہایت ضروری ہے کہ جس مذہب کا بھی ہو (حنفی، شافعی، مالکی حنبلی) اس مسئلہ میں حدیث پر عمل کرے۔ اور اگر کوئی بات یقینی طور پر حدیث سے معلوم نہ ہو تو جس امام کو اچھا سمجھے اس کی تقلید کرے۔ و دریں قسم حکم واضح شارع را بتوہم آنکہ صاحب مذہب در ترک آں حجت داشتہ باشد نگزارد۔ ملتقطاً فتاوی عزیزی یعنی اِس قسم کے مسئلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی (حدیث) کو اس گمان سے کہ اس کے امام کے پاس اس حدیث کے چھوڑنے کی کوئی وجہ ہو گی حدیث شریف کو نہ چھوڑے۔ ناظرین کرام آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز علیہما الرحمۃ کی تحریروں سے جان لیا کہ یہ حضرات حدیث کو دین۔ ایمان سمجھتے تھے۔ اس کی مخالفت کو گناہ سمجھتے تھے۔ منکرینِ حدیث ان سب بزرگانِ دین کے خلاف تو تھے ہی مگر دوسرے سادہ لوحوں کو بھی اپنی طرح بے دین بنانے کے لئے کیسی کیسی دھوکے بازیاں کرتے ہیں۔ لیکن عقلمند لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ چودہ سو برس کے مہاجرین و انصار صحابہ تابعین۔ ائمہ اور فقہا تمام علمائے دین حدیث شریف کو دین اور واجب العمل سمجھتے چلے آتے ہیں۔ بتائیے کہ جاہل بے علم۔ مخالفِ قرآن۔ دُشمنِ دین و ایمان پرویز کی بیہودہ بکواس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ ہاں نفس کے غلاموں۔ خواہش پرستوں کے گناہوں اور بداطواریوں کے جواز کے لئے یہ لوگ پرویز کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جن پر قرآن اُترا جنہوں نے قرآن سمجھا اور اس پر پُورے طور پر عمل کرتے رہے حدیثوں کو دین سمجھتے تھے۔ اُن سے زیادہ سمجھ پرویز میں کدھر سے آگئی کہ تمام بزرگانِ دین کے خلاف اس کی باتوں کو باور کیا جائے۔

پرویز کے اُستاد اسلم جیراجپوری نے حضرت امام ابُوحنیفہ اور امام بُخاری علیہما الرحمۃ کی توہین کی۔

شیخ اسلم جیراجپوری نے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۱۹۴ پر یُوں اپنی اسلام دشمنی ظاہر کی ہے۔ کہ بخاری خالص حدیث کی کتاب ہے۔ حدیث میں یہ سب سے چوٹی کی کتاب ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کی گئی ہے۔ اور اس کی جملہ روایات صحیح مانی گئی ہیں۔

یہ پرویز کے اُستاد اسلم جیراجپوری کی تحریر تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ تمام یا اکثر مسلمانوں نے بخاری شریف کو قرآن کریم کے بعد قابلِ تعمیل سمجھا ہے۔ اور اس کی روایتوں کو صحیح مانا ہے۔ لیکن چونکہ قرآن کریم میں مومنوں ایمان والوں کے طریقوں پر عمل کرنا قیامت تک کے آنے والوں پر فرض کیا گیا ہے۔ اس واسطے میاں اُستادِ پرویز بھی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں اور اُس مومنین کی مسلّمہ کتاب سے رُوگردانی کر کے اپنی گمراہی اور جہالت کا ثبوت پیش کر کے قرآن کی مخالفت کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَنْ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور جو آدمی ایمان والوں کا راستہ چھوڑتا ہے ہم اس کو ڈھیل دیتے ہیں اور ہم اس کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اب اسلم صاحب کی فریب کاری والی عبارت کو بھی اُوپر کی عبارت سے نیچے پڑھئے:۔

اس میں شک نہیں کہ امام بخاری حدیث کے بلند پایہ امام تھے مگر چونکہ محدثین کا دارو مدار اسناد کی صحت پر رہ گیا تھا اس لئے اس کتاب میں بھی ایسی روایتیں آگئیں جو درایت کے اعتبار سے صحت کے معیار پر نہیں اُترتیں۔ مثلاً اس (بخاری) کے ایک باب کتاب الانبیاء کو لے لیجئے۔

برادرانِ اسلام ذرا غیرت کو کام میں لائیے۔ اور پرویز کے استاد کی عبارت کو پڑھئے پہلے تو اقرار کیا کہ بخاری کو مسلمانانِ عالم بعد کتاب اللہ مانتے ہیں اور صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

پھر لکھ دیا کہ وہ صحیح نہیں ہے تو گویا تمام دُنیا کے ان مسلمانوں کو جن میں بڑے بڑے امام۔ اولیا محدثین و مفسرین شامل ہیں۔ بے عقل۔ نادان بلکہ بیوقوف بنا دیا (نعوذ باللہ) اب اس گم کردہ راہِ مومنین سے کوئی پُوچھے کہ تم تو جاہلوں کے گاؤں کافروں کے مقام چیرا چپور کے رہنے والے ہو تم میں وہ عقل اور سمجھ کہاں سے آ گئی۔ کہ تمام بزرگانِ دین کو بیوقوف بنا رہے ہو۔ لیکن چونکہ یہ جماعت منکرینِ حدیث خدائے تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانی دُشمن ہے تو ان کے فرمانبرداروں کی دوست کس طرح ہو سکتی ہے۔ لامحالہ اپنی عداوت کو اس پیرایہ میں ظاہر کرتی ہے۔ بخاری شریف کو صحیح اور بعد قرآن ماننے والے حضرات اولیاء کرام۔ بزرگانِ دین جو عرب۔ ایران۔ ترک روم۔ چین۔ ہندوستان اور پاکستان میں ہوئے اور اب بھی موجود ہیں ان سب کو یہ منکرین حدیث بیوقوف کہہ کر اپنے کو عقلمند سمجھ کر تکبر کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا مَن یَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِینِهِ فَسَوْفَ یَأْتِی اللَّهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِینَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِینَ یُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللَّهِ وَلَا یَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو جو آدمی تمہارے دین سے (منکرِ حدیث ہو کر) پھر جائے تو تم پرواہ مت کرو عنقریب اللہ تعالےٰ ایسی قوم کو لائیگا جن سے اللہ محبت کریگا وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گی اور مومنوں کے لئے منکسر عاجزی کرنے والی اور کافروں پر رعب جمانے والی اور اللہ تعالےٰ کے راستے میں جہاد کرنے والی ہوگی اور کسی (کافر سے دین کی) ملامت سے نہیں ڈریگی۔ ناظرین اگر ان منکرینِ حدیث میں ایمان و اسلام کا ذرہ بھی ہوتا تو چودہ سو سال کے بزرگانِ دین کی توہین نہ کرتے۔ مگر یہ تو اسلام کے دُشمن ہیں اس واسطے مسلمانوں کو دُنیا کے سامنے ذلیل کرنے میں مصروف ہیں اور خود ان سے بڑا بننا چاہتے ہیں یہ ہے ان کا غرور اور تکبر قبیح ۔

مُنکرینِ حدیث کا کُفر و نادانی

مقامِ حدیث جلد اول کے صفحہ ۱۹۵ پر میاں اسلم جیراجپوری یُوں الاپتے ہیں کہ

بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے اس اُمید پر کہ ہر بیوی ایک ایک فرزند جنے گی ایک رات میں اپنی نوے بیویوں پر گشت لگایا۔
اور بخاری میں ہے کہ حضرت موسیٰ نے ملک الموت کو جب وہ ان کی جان لینے آیا ایسا تھپڑ مارا کہ واپس لوٹ گیا۔ اور حضرت آدم کو اللہ تعالےٰ نے ساٹھ گز کا پیدا کیا۔ یہ اور اسی قسم کی بعض دیگر روایتیں جو اس (بخاری) میں ملتی ہیں اگر اُن کو درایتاً دیکھا جائے اور عقل اور قرآن کی کسوٹی پر کسا جائے تو صحیح نہیں ثابت ہوتیں۔

یہ تھی وہ عبارت جس میں بخاری شریف پر پرویز کے اُستاد اسلم صاحب نے اعتراضات کئے ہیں اب ان کے جوابات بھی قرآن شریف سے پڑھئے۔ اور یاد رکھئے تاکہ آپ بھی منکرینِ حدیث کو دندان شکن جوابات دے سکیں اور تبلیغِ دین کر سکیں۔

جوابِ اوّل: حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ پ ۱۹ ۱۸ سورۂ نمل۔ ترجمہ۔ اور یقیناً دیا ہم نے داؤد اور سلیمان کو ہر چیز کا علم۔ اور اُن دونوں نے کہا تمام تعریفیں اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہم کو بہت سے ایمانداروں پر فضیلت بخشی۔ ناظرین کرام حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے لوہے اور تمام دھاتوں، معدنیات کو موم کرنے کا علم اور قوت بخشی تھی کہ سخت سے سخت لوہا آپ کے ہاتھ میں موم ہو جایا کرتا تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ پ ۱۷ سورۂ انبیاء۔ اور ہم نے فرمانبردار کر دیا داؤد کا

پہاڑوں کو وہ تسبیح کرتے تھے داؤد کے ساتھ اور پرندوں کو بھی ان کا مطیع کر دیا۔ اور یہ سب ہمارے ہی کام تھے اور ہم نے داؤد کو زرہ (لڑائی کا لباس بنانا سکھایا) بنانے کا ہنر دیا۔ تاکہ اے انسانوں تم کو زرہ نقصان سے یا تکلیف سے بچائے۔ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ۔ یعنی اور زور کی ہوا۔ آندھی کو سلیمان کا تابع بنا دیا کہ اُن کے حکم سے چلتی ہے۔ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ اور شیطانوں کو بھی سلیمان کے قبضے میں دیدیا جو سلیمان کے لئے غوطہ لگا کر موتی اور دریائی چیزیں نکالتے تھے اور اس کے سوا دوسری خدمتیں بھی کرتے تھے۔

اور فرمایا اللہ تعالے نے وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ پ۲۲ ع ۸ سورۃ سبا۔ ترجمہ۔ اور یقیناً ہم نے اپنی طرف سے داؤد کو بزرگی دی (اور ہم نے پہاڑوں سے کہا) داؤد کے ساتھ میری عبادت و ذکر کرو اور پرندوں کو بھی حکم دیا۔ اور ہم نے داؤد کے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ (اور داؤد سے کہا) کہ اس سے زرہ بناؤ اور اس کی کڑیاں بھی مناسب رکھو۔ (اور ان زرہوں سے) نیک کام کرو۔ جہاد یا مظلوموں کی حفاظت۔ نیکوں کی مدد کرو۔ میں یقیناً تمہارے کام دیکھتا ہوں۔ اور ہم نے ہوا کو سلیمان کے قبضے میں دیدیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی ہوگی۔ اور شام کی منزل ایک مہینے کی ہوگی (یعنی سلیمان علیہ السلام کا دن دو مہینے کا ہوگا) اور ہم نے سلیمان کے لئے تانبا پگھلا کر دریا جاری کر دیا۔ اور جن بھی سلیمان کے فرمانبردار کر دیئے جو اُن کے سامنے

ان کی حسب منشاء کام کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے (اور ان جنّوں سے کہہ دیا تھا) کہ جو ہماری نافرمانی کریگا ہم اس کو دوزخ کا عذاب دیں گے۔ وہ جن سلیمان کے حکم کے مطابق تمام کام کرتے تھے۔ بڑی بڑی عمارتیں بناتے اور حوض جیسی لگنیں اور جگہ سے نہ ہلنے والی دیگیں بناتے تھے۔ ناظرینِ کرام آپ نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خداداد۔ تمام عقلوں اور انسانی طاقتوں سے زیادہ قوتیں اور معجزات دیکھ لئے۔ اور یہ بھی دیکھ لیا کہ رات دن۔ ہوا۔ پرندے۔ وغیرہ سب ان کے قبضے میں تھے۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو خدا اتنی قوت دے کہ وہ نوّے بیویوں سے مل سکیں اور ایک رات میں چلیں جو ہمارے دو مہینے کی برابر ہو تو اس میں مسلمان کی عقل اور سمجھ کو کیا انکار یا شبہ ہو سکتا ہے۔ اور جب اللہ پاک معمولی ایمانداروں کی خواہش پوری کرتا ہے تو انبیاء علیہ السلام تو اس کے خاص الخاص ہوتے ہیں ان کی تمنائیں اور ارادے کیوں پورے نہ ہوں۔ قرآن شریف میں مومنوں کے متعلق ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے جو مانگتے ہیں ملتا ہے۔ علامہ اقبالؒ اسی آیت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں ؎ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ مگر اسلم جیراجپوری جو تمام معجزات اور کرامات قرآنی کا منکر ہے اور نبیوں کی قوتوں کو اپنی قوت پر محمول کرتا ہے وہ نبیوں کے انوکھے خلافِ فطرت انسانی طاقتوں سے بالاتر کاموں کے متعلق لکھتا ہے۔

> کہ سلیمان علیہ السلام کا ایک رات میں نوّے بیویوں سے ملنا عقل اور انسانی فطرت کے خلاف ہے اِس لئے یہ قابلِ یقین نہیں ملاحظہ ہو مقامِ حدیث جلد اوّل کا صفحہ ۱۹۵۔

نبیوں کے معجزات حضرت سلیمان علیہ السلام نے عجیب وغریب بشری طاقتوں اور عقلوں میں نہ آنے والے تو خدائے تعالےٰ کے حکم سے بہت سے کام کئے تھے۔ ہُدہُد پرندے سے باتیں کرنا۔ چیونٹی کی آواز سُننا اور اس کی بات سمجھنا۔ جنّوں پریوں اور تمام مخلوقات پر حکومت کرنا وغیرہ کام قرآن پاک میں مذکور ہیں ملاحظہ ہو عزمایا

خدائے تعالےٰ نے وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا پ ۱۹ ۱۷ - سورۂ نمل - ترجمہ - اور حضرت سلیمان علیہ السّلام جب داؤد علیہ السّلام کے جانشین ہوئے تو سلیمان علیہ السّلام نے لوگوں سے کہا اے انسانو ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہم کو تمام چیزیں دی گئیں ہیں۔ اور یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا فضل ہے (یا ہماری تمام انسانوں پر ظاہر ہونے والی بزرگی ہے) اور سلیمان علیہ السلام کے لشکر جمع ہوئے تو ان میں جن۔ انسان اور پرندے بھی تھے۔ ان کو سلیمان کے قبضے میں رکھا جاتا تھا) یہاں تک کہ جب وہ جنوں انسانوں اور پرندوں کی فوج چیونٹیوں کے میدان میں پہنچی تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنی جگہوں میں گھس جاؤ۔ کہیں بے خبری میں تم کو سلیمان اور اُن کی فوج نہ کچل دے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام چیونٹی کی اس بات پر ہنس پڑے۔ ناظرین تمام نبیوں کو معجزات دئے جاتے تھے معجزہ تو وہی عجیب کام ہوتا تھا جس کے سمجھنے اور جاننے میں انسانی عقلیں عاجز ہوتی ہیں اور انسانوں میں سے کوئی انسان ان کاموں کو کبھی بھی نہیں کر سکتا۔ اور جن اولیائے کرام اور بزرگان دین کو انبیاء علیہ السّلام کی کامل پیروی کی شرافت حاصل ہوتی ہے وہ بھی خدا کے فضل سے عجیب اور انسانی طاقتوں سے ناممکن کام کر دکھاتے ہیں ان کاموں کو کرامات کہتے ہیں۔ برادران اسلام پرویز اور اس کے اُستاد اسلم جیراجپوری کی عقل میں حضرت سلیمان علیہ السّلام کا قوتے بیویوں سے ایک رات میں ملنا نہیں آتا تو جنوں۔ تمام انسانوں پرندوں پر حکومت

اور چیونٹیوں کی باتیں سمجھنا کیسے آئیگا۔ ان بے دینوں کی اصلی غرض یہ ہے کہ دُنیا کی نگاہوں میں قرآن پاک کو غلط اور خلافِ عقل بتاکر قرآن پاک سے نفرت دلائی جائے چونکہ قرآن شریف اور اس کی تفسیر حدیث ہی نفس پرست بے دینوں کی آزادی میں رکاوٹ ہیں۔ جھوٹ چوری۔ زنا۔ فریب۔ غیر عورتوں کا غیر مردوں سے معاشقہ بے پردگی بے حیائی۔ اور خود غرضی وغیرہ وغیرہ بُرائیاں دُور کرنے والی کتابیں ہیں۔ اگر ان کتابوں کو عقل اور انسانیت کے خلاف ثابت کر دیا جائے تو تمام بُرائیاں پاکستان میں بھی آزادی سے ہوسکتی ہیں۔ لیکن ان بے دینوں کی یہ آرزو پُوری نہیں ہوسکتی۔ پاکستان کو یورپ اور پیرس نہیں بنایا جاسکتا۔ انشاء اللہ تعالےٰ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ وسلم کے ارشادات کی برکت سے تمام جرائم دُور ہو کر رہیں گے۔ اب اس سے بھی زیادہ منکرین حدیث اور دُشمنانِ قرآن کی سمجھ میں نہ آنے والی بات بھی قرآن کریم سے سنئے فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ پ۱۹ ع۱۷ سورۂ نمل ترجمہ اور حاضری لی پرندوں کی تو فرمایا (سلیمان علیہ السلام نے) کہ فلاں ہُدہُد کہاں ہے۔ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ۔ پ۱۹ ع۱۷۔ ترجمہ البتہ میں اُس کو سخت سزا دونگا۔ نہیں تو ذبح کر ڈالونگا یا میرے سامنے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کرے۔ ناظرین بے شمار پرندوں میں صرف ایک ہُدہُد کے غیر حاضر ہونیکا علم ہوجانا اور پھر اس کو سخت سزا کی دھمکی۔ اور پھر اس ہُدہُد سے دلیل بیّن۔ حُجّتِ قاطع اور وجہ اتم کی باز پُرس کیا عقل و ادراکِ بشر سے خارج نہیں ہیں یقیناً ہیں مگر قرآن پاک کا ارشاد ہے بالکل سچا ہے اس میں شک کرنے والا کھلا ہوا کافر ہے فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ پ۱۹ ع۱۷ سورۂ نمل۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہُدہُد آگیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ جناب عالی میں ایسی بات معلوم کر کے

یا ہوں جو آپ کو بھی معلوم نہیں ہوئی۔ اور میں آپ کی خدمت میں سبا قبیلے کی ایک یقینی خبر لایا ہوں ۔ناظرین یہاں ہُدہُد کی صاف گوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کرنا ملکہ اپنی غیر حاضری کو ایک بہترین خبر معلوم کرنے کا ذریعہ بتانا ظاہر ہے۔ اب خدا ان منکرین حدیث سے کوئی پوچھے کہ یہ تو قرآنی آیات کے وہ معجزات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ راوی ہے۔ تو پھر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حدیثوں میں اگر سلیمان علیہ السلام اور کسی نبی کے متعلق کوئی عجیب عقول بشری کو عاجز کرنے والی باتیں ہیں تو تعجب کیوں ہے تو حدیثیں بھی تو قرآن شریف کی تفسیریں ہی ہیں۔ پھر ایک اور عجیب اور حیرت انگیز معجزہ سُنئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ - یعنی ایک جن نے کہا جس کا عفریت نام تھا کہ میں ملکہ سبا کا تخت آپ کے اپنی جگہ سے کھڑے ہونے کی مُدت سے پہلے لا سکتا ہوں تو دوسرا جن بولا قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ط پ ۱۹ ۔ ۱۸ سورہ نمل ۔ کہا اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اس کو آپ کی پلک جھپکنے کے پہلے لا سکتا ہوں۔ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي پ ۱۹ ع ۱۸ سورہ نمل ترجمہ۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے سامنے پایا تو کہا یہ میرے رب کی عنایت ہے۔ ناظرین کرام کئی سو کوس سے کسی چیز کا اتنی جلدی لے آنا کیا انسانی طاقت کا کام ہے مگر سلیمان علیہ السلام کے ایک ادنےٰ خادم کا معمولی کرشمہ تھا۔ اب خود ہی سوچئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کتنی بڑی قدرت اور طاقت خدا تعالےٰ نے دی ہو گی۔ جب دن ہوا جن۔ انسان۔ پرندے جس کے قبضے میں ہوں۔ خدا کے فضل سے وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ نبیوں اور ولیوں کی طاقت پر تعجب کرنا۔ ان کے یقینی ہونے میں شک کرنا۔ بہت اور بڑی ہی گمراہی ہے۔ تمام نبیوں کے سردار نے تو مکہ سے بیت المقدس اور تمام آسمانوں کی سیر بھی پلک جھپکنے میں ہی کی تھی۔ ان کے لئے وقت کو ٹھہرا دیا جاتا تھا [illegible] علیہ السلام

ملک الموت کو تھپڑ مارنا اور حضرت صالح علیہ السلام کا پہاڑ سے مع بچے کے اونٹنی ہمرا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسی کا سانپ بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگلنا اور پتھر سے
پانی کے چشمے نکالنا اپنے ہاتھ کو چاند جیسا کر دینا یہ سب عقل کے عاجز کرنے والے کام تھے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت اور قوت کا ذکر اور ان کی شان جلالی کا تذکرہ بھی
قرآن شریف میں موجود ہے۔ اگر حضرت ملک الموت علیہ السلام کو انسانی صورت میں
پہچان کر تھپڑ مار دیا تو اس میں کونسا تعجب آ گیا۔ حضرت ملک الموت جب ان کے غصے
اور طاقت نبوت کو جانتے تھے تو ان کو فرصت کے وقت اپنی اصلی صورت میں پیغام
دینا مناسب تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ پر داد فریاد نہ کرنا بتاتا ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام حق بجانب تھے۔ اس واقعہ سے اللہ پاک نے نبوت کی شان
جلالی کا بیان فرما دیا جس کا ذکر قرآن پاک کے معلم کل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو بخاری شریف میں ہے جب قرآن شریف میں انبیاء علیہ السلام کے معجزات
شان جمالی و جلالی کا ذکر ہے تو پھر حدیثوں میں دیکھ کر ان کا خلاف حقیقت سمجھنا قرآن پاک
کی مخالفت کی بین دلیل ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ جو کچھ قرآن اور اس کی شرح تفسیر
حدیث میں ہو اس پر یقین کامل کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دیتے رہیں۔ حدیثوں سے انکار
کرنا قرآن شریف سے انکار ہے۔ اپنی تاریک سینکڑوں غلطیاں کرنے والی عقل کو خدا تعالیٰ
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی کسوٹی بنانا کفر و شرک ہے ہاں انسانوں کی
عقلوں اور علوم کو قرآن و حدیث پر جانچتے رہنا لازم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساٹھ گز قد کی حقیقت اسلم جیراجپوری نے حضرت آدم علیہ السلام کا ساٹھ گز
کا قد نہ ہونے پر فتح الباری شارح صحیح بخاری کی سند پیش
کی ہے مگر خود وہ تحریر منکرین حدیث کے سخت خلاف ہے۔ میاں اسلم صاحب کی عبارت
ملاحظہ ہو۔ تیسری روایت صحیح تاریخ کے خلاف ہے چنانچہ خود صحیح بخاری میں بہتر بن شاہ

ظ ابن حجر لکھتے ہیں. کہ اقوام گ‍ئے آثار سے جہاں تک پتہ لگ سکا ہے انسان کا قد اتنا ثابت نہیں ہوتا اس لئے ابتک کوئی توجیہہ میری سمجھ میں نہیں آسکی ہے مقام حدیث د اقتل صد ۱۹۷ ۔ ناظرین یہ وہ عبارت تھی جو منکرین حدیث بخاری شریف کے بیان تے ہیں ۔ اس کا جواب باصواب سُنئے۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ نبیوں کو وہی حالات و معاملات ن کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے جن کو عام انسانی علوم اور طاقتیں دریافت نہیں کر سکتیں ۔ اگر ی علیہ السلام بھی وہی حالات اور معاملات اور واقعات بیان فرمائیں جو عام انسان بیان سکتے ہیں تو یہ تحصیل حاصل ہوگی جو خلاف عقل ہے. اور اس صورت میں نبی اور غیر نبی میں ئی چیز مابہ الامتیاز نہیں رہ سکتی ۔ اسی لئے حضرت شارح بخاری ابن حجر فرماتے ہیں کہ سانوں مؤرخوں کو آثار قدیمہ کی دریافت سے اتنا لمبا قد معلوم نہیں ہوسکا اور نہ میری ہ میں اس کی وجہ آسکی بتائیے جناب ناظرین کہ اس مذکورہ عبارت سے تو یہ ظاہر ہے کہ م علیہ السلام کے قد کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وجہ سے بیان کرنا پڑا کہ وں بلکہ محققوں کو بھی معلوم نہ ہو سکا ۔ اور میری سمجھ میں بھی نہ آسکا حالانکہ بہت ہی چق کی حقیقت کسی بات کا لوگوں کو معلوم نہ ہونا. اس بات یا چیز کے نہ ہونے کی دلیل نہیں سکتی ممکن ہے لوگوں کی رسائی وہاں تک نہ ہوئی ہو۔ اور ممکن ہے کہ انسانوں کی رسائی ن ہی نہ ہو جس کا بیان خدائے تعالے نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے کیا اور کچھ د میں لوگوں نے حضور کے فرمانے پر یقین کامل نہ کرکے تحقیق کی پھر معلوم ہوا کہ حدیث ریف کی خبر عقلاً بھی صحیح ہے۔ فرمایا اللہ پاک نے فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ یعنی ہر ایک لم سے بڑا عالم موجود ہے۔ حضرت ابن حجر شارح بخاری نے اس روایت کی صحت کا انکار یں کیا صرف یہ کہا کہ لوگوں کے دائرہ علمیہ سے ابھی تک بالاتر ہے۔ پھر یہ منکرین حدیث ریث کا انکار کرکے صرف اپنی بیدینی کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور قرآن و حدیث سے دگان خدا کو نفرت دلا کر بے ایمان بنانا چاہتے ہیں ۔

تحقیق سے حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز ثابت ہے

دنیا کے سب سے پہلے سیاح مسلمانان عالم کے فخر محقق حضرت ابن بطوطہ رح اپنی کتاب عجائبات کے صفحہ ۲۴۶ پر لکھتے ہیں کہ یہ قدم باوا آدم کے پاؤں کا نشان ہے ایک سخت سیاہ پتھر میں جو سطح سے اونچا ہے اور میدان میں پڑا ہوا ہے قدم مبارک پتھر میں گھس گیا تھا اور اس کا نشان ہو گیا تھا۔ اس کی لمبائی گیارہ بالشت ہے پہلے یہاں اہل چین آتے تھے وہ انگوٹھے کی جگہ پتھر میں سے توڑ کر لے گئے اور زیتون شہر کے ایک مندر میں جا رکھا۔ ناظرین حضرت ابن بطوطہ نے قدم مبارک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں کی بالشتوں سے ناپا تھا۔ اب حساب لگائیے جس کا پاؤں گیارہ بالشت یعنی پونے تین گز لمبا ہو تو اس کا قد کتنا لمبا ہوگا۔ اسی سفرنامہ ابن بطوطہ کی شرح کرنے والے خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب ایم۔ اے سی۔ آئی۔ ای اپنی ذاتی تحقیق یوں لکھتے ہیں سیلان کے باشندوں میں مشہور ہے کہ ہر شخص کو اس قدم کی لمبائی اس کے ایمان کے مطابق نظر آتی ہے۔ ابو زید سیرافی نے اس قدم کی لمبائی ستر ہاتھ لکھی ہے۔ اور اب اس قدم کی لمبائی ۵ یا ½ ۵ فٹ ہے۔ پھر خان بہادر صاحب لکھتے ہیں سرامرسن ٹے نٹ انگریز کے بیان سے ابن بطوطہ کی تائید ہو گئی ہے۔ سفرنامہ ابن بطوطہ کے صفحہ ۲۵۷ کے نیچے کا حصہ شرح ملاحظہ ہو۔ پھر صفحہ ۲۵۸ پر لکھتے ہیں کہ حضرت آدم کے پیالہ کے متعلق محققین لکھتے ہیں کہ اس پیالہ میں کھانا بھر کر جتنے آدمیوں کو کھلاتے جاؤ سب سیر ہو جاتے ہیں۔ ناظرین سرامیرسن ٹے نٹ نے بھی ابن بطوطہ کی تائید کی اب پیالے کا حال بھی آپ نے پڑھ لیا۔ انصاف کیجئے کہ جس شخص کا قدم پونے تین یا ابوزید حسن سیرافی کی تحقیق کے مطابق ستر ہاتھ کا ہو تو اس شخص کے قد کے ساٹھ گز ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کے چند شہروں میں ۹ گز ۔ ۱۱ ۔ بلکہ بارہ گز لمبی قبریں ابھی تک موجود ہیں اور لاہور میں بھی ٹکسالی دروازے کے اندر ۹ گز کی قبر بتائی جاتی ہے۔ میانوالی کے ضلع میں پانچ چھ گز کے لمبے آدمی بھی دیکھے گئے ہیں۔

مُنکرین حدیث کے شدید ترین فریب

منکرینِ قرآن وحدیث کی کتاب مقامِ حدیث کے صفحہ ۱۹۷ پر لکھا ہے کہ خود فنِ رجال ظنی ہے اس لئے اس کے اُصولِ مراعات سے بھی روایات کی صحت کی ضمانت نہیں ہو سکتی جس کے چند وجوہ ہیں۔ وجہ اوّل۔ اس فن میں رجال کے صدق وکذب کا مدار ان کے ہمعصروں کی شہادتوں پر رکھا گیا ہے حالانکہ یہ ایسی باطنی صفتیں ہیں کہ جن کے اُوپر سوائے ظنی اور تخمینی کے یقینی شہادت ہو ہی نہیں سکتی۔

ناظرین یہ عبارت پرویز کے اُستاد اسلم جیراجپوری کی ہے۔ ذرا اللہ ما فنہ توجہ کیجئے کہ حدیثوں اور بزرگانِ دین کی دُشمنی کو کس نامعقول طریقے سے ظاہر کیا ہے۔ تمام دُنیا جانتی ہے کسی کی سچائی۔ جھوٹ۔ فریب۔ مکاری۔ صداقت نیکی۔ تقویٰ پرہیزگاری۔ اچھائی۔ بُرائی نیکی بدی وغیرہ صفتیں۔ گھر والوں۔ محلے والوں میل جول رکھنے۔ معاملہ پڑنے والوں ہی کو معلوم ہوتی ہیں۔ اگر کوئی کسی کے متعلق کچھ پُوچھتا ہے تو جاننے والوں ہی) سے پوچھتا ہے اور چند آدمیوں کے کہنے گواہی دینے پر یقین کامل ہو جاتا ہے دُنیا کے تمام معاملے۔ مقدمے شادی بیاہ لین دین۔ کاروبار بیوپار۔ تجارت وغیرہ اسی طریقے پر ہو رہے ہیں۔ لوگوں کے حسب نسب۔ حلالی حرامی ہونا تک لوگوں کے کہنے پر یقینی مانا جاتا ہے۔ ہر آدمی اسی آدمی کو اپنا باپ سمجھتا ہے جس کے ساتھ اس کی ماں کا نکاح ہوا ہے اور جس کو گھر کے محلہ کے رشتے کُنبے کے لوگ بھی باپ کہتے ہیں۔ ان بدگمانی کے وسواس الخناس سے مرکب شیطانی پتلوں سے کوئی پوچھے کہ تم جو کسی کو اپنا باپ دادا کہتے ہو یہ یقینی ہے یا ظنی جن وسواسیوں کے نزدیک مہاجرین وانصار۔ محدثین علماء متبحرین جن کی سچائی کی بیشمار شہادتیں موجود ہیں وہ بھی یقین کے لائق نہیں تو انہوں نے صرف ناقص العقل ماں کے کہنے پر کسی کو اپنا باپ دادا یقینی کس طرح تسلیم کیا ہوگا۔ چونکہ کسی منکوحہ عورت کا دوسرے شوہر کے سوا مرد سے ملنا اور نطفہ لے لینا بھی ممکن ہے۔ برادرانِ اسلام بڑی شرم کی بات ہے کہ قرآن اور حدیث میں اللہ تعالےٰ نے جن کو سچا اور قابلِ یقین فرمایا ہو۔ ان کو بدگمانی اور ملامت کے تیروں سے زخمی کرنا۔ کیا بانیانِ اسلام۔ بزرگان واسلاف کی توہین کچھ گناہ نہیں۔

بہت بڑا گناہ بلکہ نالائقی اور بدتہذیبی کی کھلی دلیل ہے ان منکرینِ حدیث کی اس نادانی کو بھی خدائے تعالیٰ کا عذاب سمجھئے جو انکارِ حدیث کے بدلے میں اُن پر کیا جاتا ہے۔ ورنہ پڑھے لکھے ہو کر یہ پاگلوں کی سی باتیں کیوں کرتے۔

تمام حدیثوں اور انکے راویوں اور علمائے اسلام کی صداقت کی قرآنی شہادتیں

فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا پ۵۔ ۱۔ سورۂ نساء۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو جو تم کو سلام کرے یعنی سَلَامٌ عَلَیْکُمْ یا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے تو اس کو یوں نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ ناظرین خدائے قدوس کے نزدیک ایک مسلمان کی اس درجہ عزت ہے کہ اس کی سچائی پر ایمان لانے کا حکم فرمادیا۔ مسلمان کو جھوٹا کہنے سے نہی مطلق (پوری ممانعت کر دی) فرمادی۔ کیونکہ مسلمانوں کو خدا نے سچا بنایا ہے اور ان کا اس قدر اعتبار اور ان کی گواہی پر اس درجہ اعتماد کیا کہ تمام مخلوق کا چھٹکارا اور نجات مسلمانوں کی گواہی پر موقوف کر دی جیساکہ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ پ۲ ا سورۂ بقرہ۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح اے مسلمانو! ہم نے تم کو جماعتِ وسطیٰ بنایا تاکہ تم تمام انسانوں کی گواہی دو۔ ناظرین یہ اُمّت بھی معمولی نہیں ہے بلکہ وہ قابلِ تعظیم و تکریم اور چہیتی اُمّت ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کی دعاؤں سے پیدا کی گئی جیساکہ قرآن پاک میں ہے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ پ ۱ ع ۱۵ سورۂ بقرہ۔ ترجمہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے رب اور بنادے مجھے اور میرے بیٹے اسمٰعیل دونوں کو اپنا فرمانبردار اور ہماری اولاد کو بھی اپنی فرمانبردار جماعت بنادے۔ ناظرین کرام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد۔ بیویاں خاندان والے صحابہ اور تمام حضرات مہاجرین و انصار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین آیاتِ قرآنی کے مخاطبین ہیں اور ان کی پوری پیروی کرنے والے مومنین ہیں جن کو تابعین۔ تبع تابعین۔ آئمہ۔ مجتہدین اور محدثین کہتے ہیں ان مومنوں کی پیروی بعد کے آنے والوں پر فرض کی گئی ہے اور ان کی نافرمانی اور حکم عدولی سے اس شدید

تنبیہ کے ساتھ روکا گیا ہے کہ وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ۔ اس آیت کا ترجمہ ہم پچھلے صفحات میں لکھ چکے ہیں۔ قیامت تک ہونے والے مسلمانوں کو ان کی عزت و تعظیم اور پیروی واجب ہے لیکن آپ نے دیکھا کہ منکرین حدیث آنحضرت سے لے کر تمام بزرگانِ دین کو بُرا کہتے ہیں اور ان کے ارشادات اور روایات میں بدگمانی کرتے ہیں۔ حالانکہ ان بزرگانِ دین کو جن سے احادیث کی کتابوں بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ اور ابن ماجہ وغیرہ صحاح ستہ میں روایات ہیں قرآنِ پاک نے صادقین سچے فرمایا ہے۔

عقلی دلیل موجودہ حدیثوں کے یقینی ہونے کی یہ ہے

قرآن پاک کی آیتوں سے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں کی تعریفیں تو خود پڑھ لیں کہ ان کو خَيْرَ أُمَّةٍ۔ أُمَّةً مُّسْلِمَةً أُمَّةً وَسَطًا کہا۔ تو ہر قوم میں کچھ لوگ بُرے بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن جن کو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں پکارا۔ یا خطاب کیا وہ تو یقینی نیک اور خدا کے فرمانبردار ہی ہیں۔ تو کسی دانا صحیح العقل سے پُوچھئے کہ اُمّتِ محمدیہ میں قابلِ خطاب۔ بہترین اُمّت تمام انسانوں پر گواہی دینے کے قابل صحابہ۔ اہلبیت۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ اولیاء علماء۔ محدثین۔ فقہاء اور مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہو سکتے ہیں۔ یا ان کے مخالفین اور انگریزوں کافروں اور بےدینوں کے ایجنٹ جن کی صورت اور سیرت دونوں شیطان لعین سے ملتی جلتی ہے۔ آپ کو ہر آدمی جواب دیگا کہ بزرگانِ دین ہی قابلِ اعتبار و اعتماد ہو سکتے ہیں تو آنحضرت کے زمانے سے آج تک تمام بزرگانِ دین نے حدیثوں کو دین ایمان سمجھا ہے۔ اور ان کی نافرمانی اور مخالفت کو کفر جانا ہے اور قرآن پاک میں بار بار ارشاد ہے کہ نیک بندو نیکوں کی پیروی کرو لہٰذا موجودہ صحاح ستہ چونکہ مومنوں کی مانی اور تسلیم کی ہوئی واجب العمل ہیں اس لئے ان پر عمل کرتے رہنا قرآن کے مطابق مومنوں کی راہ پر چلنا ہے۔ اور ان کو نہ ماننا اور ان کی نافرمانی کرنا مومنوں کی راہ کو چھوڑنا ہے جن کی ممانعت کی آیتیں ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

چکڑالوی منکرین حدیث قرآن شریف کے بدترین دشمن ہیں

فرمایا اللہ تعالےٰ نے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ پ۲۶ ۱۴ سورہ حجرات ترجمہ
اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔ ناظرین ان منکرین حدیث کا
پیشہ اور شیوہ ہی بدگمانی ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کو بھی اپنی ناقص اور بھونڈی عقلوں کا تابع بنانا
چاہتے ہیں ورنہ اس کو بھی بدگمانی کا نشانہ بناتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَيُعَذِّبَ
الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ پ۲۶ ۹
ترجمہ۔ اور عذاب کریگا اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک
عورتوں پر جو اللہ تعالیٰ پر بدگمانی کرتے ہیں۔ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ
لَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا پ۲۶ ۹۔ ترجمہ انہیں پر سخت مصیبت
ہے اُن پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے واسطے دوزخ کا عذاب مقرر
کیا ہے جو بُرا ٹھکانہ ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ
اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ پ۲۳ ۱۲۔ سورہ ص۔ ترجمہ۔ یہ تو کافروں کی بدگمانی ہے
(جو کہتے ہیں کہ حدیثیں غلط ہیں) پس عذاب ہے کافروں کے لئے دوزخ کا۔ کیا ہم ایماندار نیک
لوگوں کو فساد کرنے والوں کی طرح بناتے ہیں (کہ وہ غلط بیانی کریں) یا ہم متقی پرہیزگاروں کو
بدوں کی طرح کرتے ہیں۔ ناظرینِ کرام یہاں تو صاف فرمادیا کہ چودہ سو برس کے بزرگانِ دین
پر بدگمانی کرنے والے کافر ہیں۔ بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم (اللہ تعالےٰ) ایماندار نیک عمل
والوں کو فساد کرنے والا کردیں (کہ اہلبیت اور صحابہ اور ان کی پیروی کرنے والوں سے غلط باتیں
بیان کرائیں) اور ہم پرہیزگاروں (محدثین اور مجتہدین و علماء) کو بدغلط عمل کرنے والا کردیں ج
ناظرین یہ قرآن کی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ ایماندار اور پرہیزگار بانیانِ اسلام
و بزرگانِ دین یقیناً سچے اور دیندار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ حدیث
پر عمل کرتے ہیں ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ دُنیا ان کو بزرگ امام، پیشوا، محدث اور مجتہد جیسے

مرتبوں والا مانتی۔ ہم بدوں کو نیک اور نیکوں کو بد نہیں منواتے بلکہ ان نیکوں اور بزرگان دین، فقہا و محدثین علمائے مجتہدین پر بدگمانی کرنے والے ہی کافر ہیں۔

قرآن میں منکرین حدیث کی مذمت

فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ پ ۸ سورۃ انعام

ترجمہ۔ اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ اے منافقو کہ تم جو میری حدیثوں میں شک کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو دکھاؤ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور اٹکل سے باتیں بناتے ہو۔ برادران اسلام۔ مہاجرین و انصار۔ ائمہ۔ فقہا۔ اولیائے کرام محدثین جن کی تعریفوں کی آیتیں ہم پیش کر چکے ہیں۔ حدیثوں کی روایتیں اور سندیں ساری کی ساری انہیں سے ہیں کوئی حدیث بھی ایسی نہیں جس کی سند اور روایت قرآن و عقل کی کسوٹی پر جانچی اور کسی نہ گئی ہو۔ اسی وجہ سے تو چودہ سو برس سے تمام مسلمان حدیث شریف کو دین سمجھتے اور مانتے چلے آتے ہیں اور کسی آدمی کی بے سند اور غیر مدلل باتوں پر عمل کرنے کو گناہ سمجھتے چلے آتے ہیں لیکن تم جو ان بزرگان دین پر قرآن و حدیث اور تمام مسلمانوں کے خلاف اعتراضات کرتے اور ان کی باتوں میں شک کرتے ہو۔ تمہارے پاس کونسی سند ہے؟ دیکھئے پرویز وغیرہ منکرین حدیث نے خود اقرار کیا کہ تیرہ سو برس سے مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا۔

حدیث و فقہ کے ماننے والے مسلمانوں کا مبارک طریقہ

منکرین حدیث کی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۸۴ پر ہے۔ بہر حال تیرہ سو برس سے امت میں یہ مسلک متفقہ چلا آرہا تھا یعنی یہ مسئلہ کہ کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دین کے معاملے میں اپنی بات کو بغیر سند کے منوا سکے یعنی وہ یہ کہے کہ جس بات کو میں صحیح کہدوں وہ صحیح ہے اور جس بات کو میں غلط کہوں وہ غلط ہے۔ تیرہ سو سال کے بعد اس مسئلہ کو مرزا غلام احمد نے توڑا۔

یہ مسٹر پرویز کی عبارت تھی۔ ناظرین خدا کے واسطے انصاف کیجئے کہ تیرہ سو برس سے تو وہی مسلمان

چلے آتے ہیں جن کا عمل قرآن پاک اور اس کی شرح حدیثوں پر متواتر رہا ہے۔ اور ان حدیثوں کی برکت سے ان میں ہر شخص صحیح طور پر شریعتِ اسلامی کا عامل تھا اور دینِ خداوندی کا ایسا فرمانبردار کہ کسی کی بات دین کے خلاف ماننے بلکہ سننے کو بھی تیار نہ تھا اور سنی شیعہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ تھا۔ اور اس کو مرزا غلام احمد نے توڑا۔ مگر پرویز صاحب کو ذرا اپنے گریبان میں بھی منہ ڈالنا چاہئے کہ وہ تیرہ سو برس کے مسلمانوں کی صراطِ مستقیم کے خلاف بلکہ اس کی بیخکنی میں کیا کچھ کر رہے ہیں۔ یہ وہی اسلاف اور آئمہ بزرگانِ دین ہی تو تھے جن کی مبارک جدوجہد سے تیرہ سو برس تک مسلمانوں نے شریعت سے سرِ مو تجاوز نہیں کیا۔ اور انشاء اللہ قیامت تک نہیں کریں گے۔ اور آپ اُن بزرگانِ دین کی مخالفت اور ان کی مبارک کوششوں کو مضر ثابت کرنے کے لئے دشمنانِ اسلام کی ایجنٹی کر رہے ہیں ؎

نشناختی بکجا روی زکجا بایں سفر آمدی ٭ تو خمارِ نشۂ کیستی کہ ز خویش بیخبر آمدی

آپ اب بھی تیرہ سو برس کے مسلمانوں کا مسلک اختیار کیجئے۔ اور مرزا غلام کے ساتھ غلام احمد پرویز بٹالوی کو مومنین کی راہ سے برگشتہ کرکے جہنمی نہ بنائیے۔

سنی اور شیعہ دونوں پر اتہام لگا دیا۔

مقام حدیث جلد اول کے صفحہ ۱۹ پر پرویز کے استاد کا بیان ہے کہ۔ یہ ہمعصروں کی شہادتیں بھی ہم خیالی۔ استادی شاگردی اور دیگر عواطف، و میلانات پر مبنی ہیں چنانچہ سنی شیعہ راویوں کو اور شیعہ سنی راویوں کو من حیث الجماعت غیر معتبر سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے سے روایت نہیں لیتے

یہ منکرین حدیث کی عبارت تھی۔ ناظرین آپ نے اس سے پہلے جو عبارت پڑھی جس میں ان منکرین حدیث نے تمام مسلمانوں کو متفقہ اسلام کا عامل بتایا تھا۔ ان متضاد بیانوں کو یاد رکھئے ناظرین کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اسوہ حسنہ کے جاننے اور ماننے والوں کو بغیر تفریق و تعصب بزرگ و قابلِ تعظیم مانا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ علماء سے حدیثیں یاد کیں ان سے حدیثیں پڑھیں اور ان کو استاد بنایا

دوسرے محدثین نے بھی شیعہ علماء اور بزرگوں سے حدیثیں لی ہیں۔ عام مسلمانوں کے دلوں میں تمام بزرگانِ دین کی عزت تھی اور ہے۔ شیعوں کی حدیثوں میں حضرت خدیجہ۔ حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ حضرت امام حضرت امام حسین علیہم السلام اور حضرت امام زین العابدین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہا کی روایتیں ہیں اور سُنیوں کی حدیثوں میں بھی ان بزرگانِ دین کی روایتیں موجود ہیں۔ جن جن بزرگوں کو شیعہ پیشوا اور امام جانتے ہیں تمام سُنی بھی ان کو امام اور واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ سُنیوں کی حدیثوں اور دینی کتابوں میں ان کی روایتیں اور ارشادات ہیں۔ خصوصاً فنِ تصوف اور ولایت میں حضراتِ ائمہ اہلبیت تمام بزرگانِ دین کے نزدیک مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اسی طرح شیعوں کی حدیث کی کتابوں میں سُنیوں کے بہت سے راویوں سے روایتیں ملتی ہیں اس سے ثابت ہوا کہ ان بزرگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دریافت کرنے میں پورے ذوق و شوق سے کام لیا ہے غرض اور نفس کو بالکل دخل نہیں تھا۔ منکرینِ حدیث چونکہ مسلمانوں کو کمزور اور بے دین بنانا چاہتے ہیں اس واسطے سُنی اور شیعہ میں تعصب اور تفریق کی تخم ریزی کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ

مسلمانوں میں فرقہ بندی اور دشمنی پھیلانا خلافِ قرآن ہے

عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

پ ۲ ۔ سورۂ عمران۔ مضبوط پکڑ لو اللہ پاک کے سلسلہ (قرآن و حدیث) کو متفق ہو کر اور آپس میں جدائی فرقے بندی نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد کرو جو تم پر ہے کہ مسلمان ہونے کے پہلے تم آپس میں دشمن تھے پھر مسلمان کر کے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں آپس میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی۔ تو تم اس کی مہربانی سے بھائی ہو گئے حالانکہ تم آپس کی دشمنی کی وجہ سے دوزخ کے کنارے پر تھے تم کو اس سے نکال لیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ

تم کو اپنی آیتیں بتاتا ہے تاکہ سیدھی راہ پر چلو۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے آپس میں (متضاد) فرقے بنا لئے۔ اور آپس میں اللہ تعالیٰ کے احکام آنے پر بھی اختلاف کیا انہیں کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ ناظرین کرام اللہ تعالیٰ نے تمام امت محمدی کو متفق رہنے کا حکم دیا۔ اور جنہوں نے قرآن شریف کے آنے کے بعد آپس میں اختلاف کیا اُن کو عذاب کا حقدار بتایا۔ لیکن یہ منکرین حدیث چودہ سو برس کے مسلمانوں کے خلاف فرقہ بنائے بیٹھے ہیں اور سُنی شیعوں میں دشمنی پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہ قرآن شریف کی کھلی ہوئی مخالفت کرتے ہیں۔ اور اپنے کو اہل قرآن کہلاتے نہیں شرماتے۔

مومنوں میں صلح کراؤ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا پ ۲۶ ع ۱۳۔ سورۂ حجرات۔ ترجمہ۔ اگر مومنوں کی دو ٹولیوں میں لڑائی ہو جائے تو اے مومنو! تم ان میں صلح کرا دو۔ پھر فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ پ ۲۶ ع ۱۳ ترجمہ۔ یقیناً تمام ایمان والے آپس میں بھائی ہیں پس تم اے ایمان والو دونوں بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (صلح نہ کراؤ گے تو عذاب ہوگا) اور صلح کراؤ گے تو اللہ پاک تم پر رحم فرمائیگا۔ ناظرین یہ دشمنانِ حدیث چاہتے ہیں کہ قرآن شریف اور اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کو جدا کر کے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائیں۔ اس لئے ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے بزرگانِ دین سے نفرت کر کے آپس میں لڑ مریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھیوں نے آپس میں محبت اور اخوت کا برتاؤ کر کے اپنی پیروی کرنے والوں کو اتفاق کی تعلیم دی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ پ ۲۶ ع ۱۲۔ ترجمہ۔ محمد اللہ پاک کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھی کافروں پر غالب زور آور تھے اور آپس میں رحم و کرم کرنے

والے تھے۔ ناظرین یہاں حضور اکرم اور اُن کے ساتھیوں کا مبارک طریقہ بیان فرمادیا اور انہیں کی پیروی سُنّی شیعہ تمام مومنوں پر قیامت تک فرض کر دی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے۔ آپ کی بیویاں بچیاں اور وہ حضرات تھے جو دین کے سیکھنے اور دینی خدمتوں کے لئے حضور اکرم کے ساتھ رہتے تھے یعنی اہلبیت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سب آپس میں رحم وکرم کرنے والے تھے۔ آپس میں اختلاف رائے تو ہوتا تھا مگر خدائے تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی اُخوّت اور یگانگت میں فرق نہیں آتا تھا اور یہ کس طرح ممکن ہوتا کہ وہ پاک نفوس دُنیا کی دولت۔ یا عارضی چند روزہ آرام و آسائش کی خاطر خدائے تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اُلفت واخوت کو چھوڑ دیتے۔ ان کو تو قیامت تک آنے والوں کے لئے صداقت زُہد و تقویٰ۔ اُخوت و محبت ایمانی میں نمونہ بن کر دُنیا کی رہنمائی فرمانی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان مبارک بُزرگوں کی پیروی کی ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین۔

سُنّی اور شیعہ کی اُخوّت کی مثالِ تازہ۔

دہلی میں ایک شیعہ میر صاحب تھے جو سُنّیوں سے ناراض رہتے تھے مگر صاف گو تھے میں ان کی صاف گوئی کی وجہ سے اُن کو سلام علیک۔ کرتا تو بسا اوقات مُنہ پھیر لیتے۔ جب ان کے محلّہ پر ہندو سکھوں کا دھاوا ہُوا تو شیعہ حضرات کے مکانوں کی طرف سے ہُوا میر صاحب تمام مومنین و مومنات شیعہ کو لیکر چلے تو آگے سُنّیوں کے مکانات تھے جو اپنے دروازوں پر کھڑے تھے جب ان میر صاحب کو مردوں عورتوں بچّوں کے ساتھ پریشان آتا دیکھا تو چلا چلا کر کہا میر صاحب جلدی آئیے عورتوں بچّوں کو بھی لائیے میر صاحب آئے تو سُنّی عورتوں نے گھروں کے دروازوں پر آکر اپنی بہنوں بچّوں کو بلالیا انہیں ٹھہرایا دلاسا دیا بڑی خاطر و مدارات کی پھر تمام مسلمان جمع ہو کر مقابلے کو نکلے ادھر وہ لوگ بھاگ گئے۔ میر صاحب کئی روز سُنّیوں کے مہمان رہے۔ کرفیو ختم ہونے پر میں بازار جارہا تھا تو حضرت میر صاحب دکھائی دئے اور مجھ کو دیکھ کر دور سے کہا سلام علیکم میں نے جواب دیا۔ مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا کہ

واقعی سُنّی ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ایسی سراسیمگی میں بھی ہمارے ساتھ اُخوت کا برتاؤ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اُخوت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم اہلبیت عظام اور صحابۂ کرام کی قائم کی ہوئی اُلفت و محبت سُنی اور شیعہ دونوں کے دلوں میں موجود ہے کبھی اختلافِ رائے پر جاہلوں میں کچھ تُو تو مَیں مَیں ہو جاتی ہے تو وہ بھی ان بزرگوں کی مبارک کوشش سے دُور ہو جاتی ہے جن کو قرآن کریم اور اُسوۂ رسول واجب التعظیم کی عزت ناموس کا پاس ہے۔

حدیثوں کو متضاد اور مخالف بتانا ان اسلام کے دشمنوں کا ایک مکر یہ ہے کہ حدیثوں میں مخالفت بیان کرکے لوگوں کو نفرت دلاتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا مقام حدیث جلد اوّل کے ص ۱۹۹ پر اسلم جیراجپوری کی تحریر ہے کہ:-

بلکہ ایک ہی مقام میں مختلف اور متضاد روایتیں ہوتی تھیں اس کا ایک نمونہ عبدالوارث بن سعید کا بیان ہے کہ وہ کہتے ہیں میں مکہ میں آیا تو معلوم ہوا یہاں عراق کے نامور فقہا حج کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ پہلے میں امام ابوحنیفہ کے پاس پہنچا کہ بیع میں بائع کوئی شرط لگائے تو کیا وہ جائز ہو گی جواب دیا بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی پھر ابن ابی لیلیٰ سے جا کر یہی سوال کیا۔ انہوں نے کہا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ اس کے بعد ابن شبرمہ بولے بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی۔

ناظرین کرام کوئی ان منکرین حدیث سے پوچھے کہ جب تم بخاری مسلم اور صحاح ستہ کی مستند اور پرکھی ہوئی نہایت معتبر روایتوں کو ظنی ناقابل یقین سمجھتے ہو تو تم نے عبدالوارث بن سعید کا بیان کیا قرآن کی کسی آیت میں پڑھا جس پر ایمان کا اٹل لے آئے۔

منکرین حدیث یہودی اور عیسائی ہیں آپ نے اسلم جیراجپوری جیسے مدعی علم کی وہ عبارتیں بھی پڑھی ہیں جن میں حدیثوں کی روایتوں کو غیر یقینی اور ظنی مانا ہے حالانکہ ان احادیث اور روایات کی سند اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے جیسا کہ ہم نے آیاتِ قرآنی سے ثابت کیا ہے

حدیثوں میں انہی مہاجرین وانصار اور مومنین کی روایتیں ہیں جن کی خدا تعالیٰ
قرآن شریف میں تعریف کرتا ہے اور جن کو چودہ سو برس سے تمام مسلمان اپنا پیشوا
اور مقتدا مانتا ہے جس کا ثبوت ہم پرویز کی تحریروں سے بھی اسی کتاب میں دے آئے
ہیں۔ آپ عقلمند ہونگے تو ضرور سوچیں گے کہ حدیثوں پر تو تمام مسلمانوں کا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے آجتک ایمان رہا ہے۔ اب یہ حدیثوں اور محدثوں
اور اماموں کے خلاف روایات جن کو یہ منکرینِ حدیث حدیثوں سے نفرت دلانے کے
واسطے پیش کرتے ہیں کہاں سے آئیں۔ لیکن ذرا غور کرنے سے آپ کی عقل ہی گواہی دیگی کہ
یہودی اور عیسائی ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی سے جلتے رہے ہیں اور مسلمانوں
میں پھوٹ ڈالنے میں ہمیشہ کوشاں رہے ہیں۔ انہوں نے عربی میں کچھ کتابیں ایسی لکھی
ہیں جن پر قرآن کی شرح حدیث سراپا اور دین کے سُنّی شیعہ اماموں کے خلاف لکھنے پر
ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ وہی کتابیں ان کافروں کے ایجنٹوں نے اپنا آلۂ کار بنالی
ہیں۔ اسی لئے کتاب تک کا نام نہیں لکھتے کہ ان کا فریب ظاہر ہو جائیگا۔ میں دعویٰ سے
کہتا ہوں کہ حدیثوں کے ظنّی۔ اماموں کے اختلاف، حدیثوں میں مخالفت یا تضاد والی
جاتنی عبارتیں بھی یہ لوگ منکرینِ حدیث پیش کرتے ہیں اکثر تو ان کے نفس کی گھڑی ہوئی ہیں
اور بعض یہودیوں کی اسلام کے خلاف تاریخوں اور کتابوں کی ہیں۔ اب میں اس
اختلاف کی حقیقت بتاؤں۔ مس ملاحظہ مقام حدیث میں ہے کہ عبدالوارث نے کہا
کہ میں ابو حنیفہؒ کے پاس گیا اور میں نے ان دونوں عالموں کا قول بیان کیا تو ابو حنیفہؒ
نے کہا معلوم نہیں وہ کیوں ایسا کہتے ہیں، مجھے تو حدیث ملی ہے۔ پھر امام ابو حنیفہؒ
نے یہ حدیث پڑھی حدثنی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ قال نہٰی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البیع وشرط۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔

منکرین کا فریب ناظرین آپ نے منکرین حدیث کا وہ مقولہ اور عبادت بھی پڑھ لی
جس میں حضرت امام ابو حنیفہ رح کو حدیث کا مخالف بتایا تھا اور یہاں عبدالوارث کے قول کے
مطابق یہ مان لیا کہ انہوں نے اپنی دلیل میں حدیث پڑھی۔ اس سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ
منکرین حدیث کی غرض صرف اماموں اور حدیثوں سے نفرت دلانا ہے۔ اب اپنے قلم سے ہی ثابت
کر دیا کہ وہ بغیر حدیث کے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ اس مذکورہ امام صاحب کی بیان کردہ حدیث
سے بیع کے ساتھ شرط کی ممانعت ثابت ہے اگر بیع مشروط نہ ہو تو بہر حال جائز ہے۔ اب ابن ابی لیلیٰ
والی حدیث کے الفاظ بھی پڑھئے حدثنی ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت
امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشتری بریرۃ فاعتقها فاشترط اھلها الولاء
لانفسہم فقال رسول اللہ ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل
یعنی حضرت عائشہ نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ نے حکم دیا کہ بریرہ کو خرید کر آزاد کر دوں تو بریرہ کے
مالکوں نے اپنے ولی رہنے کی شرط کی میں نے یہ بات حضور سے کہہ دی تو آپ نے فرمایا کہ جو شرط
قرآن میں نہیں وہ باطل ہے یعنی بیع جائز اور شرط باطل ہے۔ پھر عبدالوارث نے شبرمہ سے
وجہ پوچھی تو انہوں نے یہ حدیث پڑھی۔ حدثنی مسعر بن کدام عن محارب بن دثار عن
جابر قال بعت النبی بعیرًا وشرطت لہ حملانہ الی المدینۃ۔ یعنی میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اونٹ بیچا اور شرط کی کہ مجھ کو مدینہ تک اونٹ پر جانے دیجئے تو
میری شرط منظور فرمائی گئی یہاں بیع اور شرط دونوں کو حضور نے جائز رکھا۔

حدیث مذکور کی حقیقت آپ نے دیکھا کہ ابو حنیفہ رح۔ ابن ابی لیلیٰ اور شبرمہ نے اپنے دعووں
کے ثبوت میں حدیثیں بیان کیں اس سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ بزرگان دین۔ ائمہ اور فقہا ہر بات
حدیث کے مطابق کرتے تھے اور وہ حدیث کو دین سمجھتے تھے۔ پھر حضرت امام ابو حنیفہ رح اور ابن ابی لیلیٰ
کی حدیثوں میں اختلاف اور تضاد نام کو نہیں بلکہ دونوں میں بیع جائز اور شرط باطل ہے۔
شرط کے بغیر بکری۔ بیع نہ ہو سکے تو بیع ناجائز ہو گی۔ اور شبرمہ والی روایت میں چونکہ بیچنے والے

پیدل نہیں چل سکتا تھا اور یہ حضور اکرمؐ کے رحم وکرم کو پسند نہ تھا کہ اس کا اُونٹ خرید کر اُسے پیدل چلنے
ہو۔ بلکہ حضورؐ نے اس کی شرط کو درخواست اور التماس رحمہ سمجھا اور دوسری حدیثوں میں
لفظ عرض بھی آیا ہے۔ پھر حضورؐ جانتے تھے یہ شخص اُونٹ کو شرط بغیر بھی بیچنا پسند اور ضروری
سمجھتا ہے۔ اس لئے شرط عرض یا درخواست کے معنی میں ہوگی۔ یہی وضاحت حدیث کے
شارحین نے کی ہے۔ اب ایمان سے کہیئے۔ حدیثوں اور اماموں میں جن کا ذکر جید ابوارث کی نامعلوم
روایات لا کر منکرین حدیث نے کیا ہے اماموں اور روایتوں میں فرق یا اختلاف نہیں تھا۔

اختلافات کی معقول وجوہات

برادرانِ اسلام ہم نے الحدیث کاشف القرآن میں بہت مدلل طریقے پر روایات کے اختلافات کے
وجوہات بیان کر دیے ہیں۔ آپ خود جانتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکیم مطلق ہونے کے
اعتبار سے اپنے بندوں کی حالتوں اور طاقتوں اور بیماریوں کے مطابق احکامات نازل فرمائے
اور بعض نسخوں اور طریق علاج میں ضرورت کے موافق تبدیلیاں بھی کیں۔ اسی طرح حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خدائے تعالیٰ کے نائب اور بندوں کی اصلاح کے لئے تشریف لائے
تھے مزاجوں اور انسانوں کی بیماریوں کے اعتبار سے نسخے تجویز فرمائے ہیں جو احادیث شریفہ
میں ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا
پ ۱۳ سورہ بقرہ۔ ترجمہ۔ ہم کسی آیت کو منسوخ (متروک العمل) کر دیتے ہیں یا آپ سے
بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی مثل (اس کا بدل) دوسری آیت دے دیتے ہیں۔
ناظرینِ کرام۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک کی بعض آیتیں بھی منسوخ ہوئیں اور حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے ان کا علم لے لیا گیا اور ان کی بجائے دوسری آیتیں یا
مفہوم آپ کے دل پر ڈالا گیا۔ بس اسی وجہ سے حدیثوں میں حکم خداوندی کے مطابق حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی ہیں مگر ان کی حقیقت وجوہات اور ان کے بدلاؤ کا علم تو
انہیں کو ہے جو اصولِ تفسیر و اصولِ حدیث اور قرآن و حدیث کے علم سے پوری مہارت رکھتے ہیں

ان ماہرینِ قرآن وحدیث ہی کو فقہاء ائمہ اور مجتہدین کہتے ہیں۔ ہر آدمی کا فرض ہے کہ حدیث کا علم ناسخ و منسوخ سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ماہرینِ فن علماء و محدثین سے حدیث پڑھے۔ اس کی مثال علم طب سے ملتی ہے۔ طب میں ایک بیماری کے چند نسخے بیماری پیدا ہونے کے اسباب علل کی وجہ سے ہوتے ہیں پھر تشخیص مرض کے ساتھ ساتھ حکیم یا ڈاکٹر مزاج و اوزان کو پہچان کر دوائی مقدار تجویز کرتا ہے۔ پھر موسم اور آب و ہوا کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی آدمی بغیر استاد کے طب یا ڈاکٹری کی کتابیں پڑھ کر علاج کرنے لگیگا تو اس کو قانوناً مجرم قرار دیا جا سکتا ہے اسی طرح اگر وکالت اور بیرسٹری کی کتابیں خود بخود مطالعہ کر کے بیرسٹری یا وکالت کرنے لگیگا تو حکومت کے نزدیک نا اہل بلکہ مجرم ٹھہرے گا۔ پھر شریعت کے معاملے میں قرآن و حدیث انسان بغیر ماہر شریعت کے کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ قانوناً ایسے لوگ مجرم ہیں جو استادوں کے بغیر قرآن حدیث کے سمجھنے کے مدعی ہو کر قرآن و حدیث کے مسائل بیان کرتے ہیں۔ چونکہ ناواقف محض کر کے دنیا میں گمراہی پھیلاتے ہیں۔ ہم اس کی چند مثالیں اسلم جیراجپوری اور پرویز کی پہلے بھی درج کر چکے ہیں۔ اور بھی لیجئے۔

دو ہیروں اور خصوصاً آنجناب بخاری کا فریب منکرین ... اور ان کے قرآنی جوابات

پرویز نے مقام حدیث جلد اول کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے:

کیا دین بھی ایسی چیز ہے جسے خود اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم لوگوں کی انفرادی کوششوں کے حوالے کر دیتے یہ تو محض اتفاق ہے کہ امام بخاری یا ایسے دیگر حضرات نے ان باتوں کو یکجا کر دیا جو اس زمانہ میں عام طور پر مشہور تھیں ورنہ جس طرح ان سے پہلے اس قسم کی کوئی کتاب موجود نہ تھی اگر یہ حضرات بھی اس کی کوشش نہ کرتے تو دین کا کوئی حصہ (معاذ اللہ) کھویا ہوا تھا۔

یہ تھی منکرین حدیث کی عبارت۔ اب ذرا اس کا جواب باصواب بھی دیکھئے منکرین کو اگر آپ کو تھوڑا بہت دین کا علم ہے تو آپ جانتے ہیں کہ قرآن پاک بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے تھوڑا تھوڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پاک پر اترتا تھا۔ اور حضور کو یاد ہو جاتا

تھا۔ پھر دوسروں کو یاد کرنے کا حکم دیتے اور مختلف چیزوں پر صحابہ کبار۔ اہلبیت اطہار لکھ
بھی لیا کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قرآن پاک کی شہرت بھی یہی
رہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی حال رہا۔ مگر حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ کو قرآن شریف جمع کرنے کا خیال آیا اور آپ نے حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کو جمع کرنے پر مقرر کیا اور عام اعلان کیا گیا کہ جن کو قرآن شریف کی آیات یاد ہوں یا جن
کے پاس لکھی ہوئی آیات قرآنی ہوں وہ سب حاضر ہوں چنانچہ وہ تمام آیات جن کو آیات قرآنی
کہا گیا چند صحابہ کبار کے سامنے پیش ہوئیں۔ جو آیات نہایت مشہور تھیں اور جن کے آیات
قرآنی ہونے کا یقین کامل تھا ان کو کتابی صورت دی گئی۔ یعنی اس وقت جو دنیا میں قرآن
موجود ہے لکھ لیا گیا۔ اور بعض چیزیں جو قرآن سمجھ کر لوگوں نے لکھی تھیں لیکن ان کی صحت
قرآن ہونے کی حیثیت سے نہ تھی ان کو جلوا دیا گیا یہ بات جو میں لکھ رہا ہوں تمام دینی
تاریخ کی کتابوں میں ہے اور شیعہ سنی علمائے کرام کے نزدیک بالکل سچی ہے لیکن [illegible]
میں کو صحابہ کی کوششوں ہی سے کتابی صورت ملی دنیا کے تمام مسلمان چودہ سو برس سے
مانتے چلے آتے ہیں۔ شیعہ حضرات جن کو مسئلہ خلافت پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت
عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اختلاف بھی ہے وہ بھی اسی قرآن کو یقینی طور پر کلام اللہ
مانتے ہیں اور یقینی طور پر دین سمجھتے ہیں اور اس کی نافرمانی کو ضلالت اور گمراہی مانتے ہیں
بس اسی طرح حدیثوں کی تدوین اور کتابی صورت ہے۔ اگر ان جمع کرنے والے صحابہ [illegible]
کو نہ سچا جانتا تو پھر وہ قرآن جو دین کی اصل ہے ان کی انفرادی یا اجتماعی کوششوں سے
ہو تو [illegible] کیا وہ اس پر قادر نہ تھا کہ جبرئیل کے ذریعہ یا بے ذریعے پوری کتاب [illegible]
[illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتا اور وہ امت کو دے دیتے اور کسی انسان کی کوشش کی
ضرورت نہ رہتی۔

[illegible] ثانی ماخذ دین: بس قرآن پاک کی طرح اس کی شرح اس کی تفصیل حدیث [illegible]

بھی خدائے قدوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں اہلبیت اور صحابہ کے ذریعے سے محفوظ رکھا اور مسلمانوں میں ان احادیث کو اتنی شہرت اور مقبولیت دی کہ الملعون فرقہ اور سُنی شیعہ محدثین نے جمع کر دیا۔ اور اللہ میاں نے حدیث کی حفاظت کا بیّن اور یقینی ثبوت اس طرح پیش کیا کہ بخاری شریف سے جو حدیثیں رہ گئیں وہ مسلم شریف میں آئیں جو ان سے رہیں وہ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دوسری سُنی شیعوں کی کتابوں میں بیان ہو کر شائع ہوئیں۔ غرض یہ ہے کہ چونکہ حدیث دین و ایمان تھیں اس لئے خدائے پاک نے بہر حال ان کی حفاظت کر دی کہ قیامت تک سب لوگ قرآن پاک کے ساتھ ساتھ شرح حدیث سے دین حاصل کرتے رہیں اور یہ منکرین حدیث کی تحریروں سے بھی ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضورؐ نے خود حدیثیں لکھوائی تھیں۔

حدیثوں کے دین ہونے کا ثبوت مسلمان خصوصاً صحابہ کبار اور اہلبیت اطہار چونکہ حدیثوں کو دین سمجھتے تھے اسی لئے اس کے بیان کرنے میں احتیاط کرتے تھے اس کے متعلق پرویز نے مقام حدیث جلد اوّل میں خود تسلیم کیا ہے جس کا بیان ہم نے پہلے بھی اسی کتاب میں کیا ہے اور بھی لیجئے۔ مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۵۳ پر ہے:-

> "چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب وہ قال رسول کہتے تو کانپ اُٹھتے تھے اور کہتے تھے اس طرح۔ اس کے مثل یا اس کے قریب (مسند احمد) حضرت عمرؓ اسی خوف سے بیان نہیں کرتے تھے کہ کہیں مجھ سے حدیث کی روایت میں کمی بیشی نہ ہو جائے (انساب الاشراف از بلاذری)"

یہ منکرین حدیث کی جماعت تھی کہ حدیثیں دین نہ سمجھی جاتیں تو اس قدر کوشش سے جمع کی جاتیں اور جمع نہ ہوتیں تو مخالفین و منکرین کو کہاں سے ملتیں جن کو پیش کر کے اپنے مشن کو چلانا چاہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے چونکہ صحابہ کبار حدیث کو دین سمجھتے تھے اس واسطے اس کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے کہ حدیث بیان کرتے جو فرمانِ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے ارشاد یا عمل کی ہوتی۔ ناظرین ان حدیثوں کی کتابوں میں اُنہیں صحابۂ کبار کی روایتیں ہیں جو بڑے محتاط تھے۔ اب ان حدیثوں پر شک و شُبہ کرنا۔ ان بزرگان دین اہلبیت۔ صحابۂ کبار۔ مہاجرین انصار جن کی صداقت آپ قرآن پاک سے معلوم فرما چکے جن کی روایتیں سُنّی شیعہ کی حدیثوں میں موجود ہیں غلط ماننا قرآن پاک کی توہین ہے کہ خدا تو اُن کو سچا قابلِ اعتبار فرماتا ہے جو دین کے بیان کرنے میں بڑی احتیاط کرتے تھے اور یہ بیدین مُنکرینِ حدیث ان کی حدیثوں کو شکّی ظنّی۔ اور غیر یقینی کہکر خدا کو جھٹلاتے ہیں

سُنّی شیعوں کی حدیثوں پر زبردست اعتراض

مقامِ حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۹ پر منکرینِ حدیث لکھتے ہیں۔ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کے اختلاف کا سب سے بڑا مظاہرہ ہمارے سُنّی اور شیعہ جماعتوں کا وجود ہے۔ سُنّی حضرات کے مجموعے اپنے ہیں۔ اور ان کا سلسلۂ روایات تابعین و صحابہ تک پہنچتا ہے۔ جو حدیثیں شیعہ حضرات کے پاس ہیں ان کا سلسلۂ روایت بھی تابعین اور صحابہ تک پہنچتا ہے۔ اب سُنّی حضرات تو یہ تصور بھی نہیں لاسکتے کہ وہ بزرگانِ دین جو اُن احادیث کے راوی ہیں جو شیعہ حضرات کے مجموعوں میں داخل ہیں وہ (نعوذ باللہ) سب جھوٹے اور غیر معتبر تھے ان کو لامحالہ ثقہ اور معتبر ماننا پڑیگا۔ یہ منکرین حدیث نے ان کو بھی بے اعتبار ہی سمجھا ہے۔ اب صورت معاملہ یوں ہوئی کہ راویوں کی جماعت سے وہ احادیث ملیں جو شیعہ کے ہاں صحیح ہیں اور دونوں آپس میں متناقض۔ اب کہئے کونسی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرار دی جائے اور اسے جزو دین سمجھا جائے اور کونسی غلط۔

ناظرین یہ ہیں منکرین حدیث کی وہ عبارت جو حدیثوں سے نفرت دلانے کو لکھی ہے یہ منکرین سوچ سوچ کر ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے سُنّی شیعوں کی حدیثیں جھوٹی مانی جاسکیں۔ مگر سچ ایسی چیز ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔ یہاں تک تو منکرینِ حدیث کو اقرار ہے کہ سُنّی و شیعوں کی حدیثوں کے روایت کرنے والے سب کے سب قابلِ اعتبار

اور اعتقاد یہ ہے سُنّی شیعہ دونوں کو بزرگانِ دین اور سچا جانتے اور مانتے ہیں مگر اپنی طرف سے یہ جملہ انہوں نے شیطانی وسوسہ کے طور پر ہی لکھ دیا کہ دونوں ٹھہریں تناقض برادرانِ اسلام میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ سُنّی محدثین حتّٰی کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ شیعہ وعلمائے امامیہ کی روایتیں بخاری شریف میں لکھی ہیں۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ میں بھی موجود ہیں اس سے ثابت ہے کہ سُنّیوں نے شیعہ حضرات پر اعتماد کیا اور ان کو سچا جانا اور یہ ضروری تھا کیونکہ وہ روایات اہلبیت اطہار اور صحابہؓ کبار اور تابعین سے ہیں اور یہ سب سُنّی شیعہ دونوں کے نزدیک قابلِ تقلید پیشوایانِ دین ہیں جیسا کہ پرویز نے خود تسلیم کیا ہے پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ بزرگانِ دین کی روایات میں تناقض یا تضاد کیسے ہو سکتا ہے

سُنّی شیعہ کی حدیثیں آپس میں تضاد یا تناقض نہیں ہیں

آپ اگر سُنّی و شیعہ کی حدیثیں پڑھ چکے ہیں تو آپ کو معلوم ہے کہ جتنے ابواب سُنّیوں کی حدیثوں کے ہیں اتنے ہی شیعوں کی حدیثوں میں۔ ایمان۔ اسلام۔ طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ بیع و شریٰ۔ صدقات و خیرات۔ زہد و تقویٰ۔ احسان و سلوک۔ عدل و انصاف۔ رحم و کرم۔ اتفاق و اتحاد۔ فضائل اہلبیت و صحابہ۔ صبر و توکل۔ اخوت و محبت وغیرہ غالباً یکساں ہیں نیز باتیں سُنّیوں شیعوں میں کچھ کسی قدر مختلف ہیں بمسئلہ خلافت سو فضائل اہلبیت اور صحابہ کے اعتبار سے یہ دونوں کے ہاں قریب قریب ہیں۔ اور دوسرے فقہی مسائل میں جن میں بعض شیعوں کی احادیث سُنّیوں کے مطابق ہیں۔ اب بتایئے تناقض کہاں رہا غرض یہ ہے کہ شیعوں اور سُنّیوں کی بعض روایتوں میں جو کسی قدر اختلاف ہے وہ مصلحت کی بنا پر ہے نہ کہ ثقات اور محدثین کے اعتماد و عدم اعتماد کی بنا پر۔ اس قسم کی حدیثوں کا صحیح فرق معلوم کرنے کے لئے دونوں کے علمائے کرام کی شاگردی ضروری ہے یہ منکرینِ حدیث تو شیطان کی طرح اپنے کو سب سے بڑا عالم سمجھ کر ان علمائے کرام کو خاطر میں ہی نہیں لاتے تو ان جاہلوں کو ان روایات کا فرق اور صحت کس طرح معلوم ہو

بہرحال یہ تو آپ کو منکرین حدیث سے معلوم ہو گیا کہ سُنی شیعہ دونوں کا حدیثوں پر ایمان رہا ہے اور دونوں حدیثوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات گرامی سمجھتے ہیں جو اہلبیت اور صحابہ کبار کے ذریعے سے متواتر مشہور چلے آئے ہیں اگر یہ نہ جانتے تو عمل سے اور سینہ بسینہ قیامت تک قائم رہ سکتے تھے چونکہ قرآن مجید کی حفاظت کا خدائے تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے اسی کی صورتیں شکلیں اور مسائل تشریح ہیں لیکن ان بے دین منکرین حدیث سُنی شیعہ مومنین کے طریق اتباع حدیث سے بھاگنے والوں سے کوئی پوچھے کہ تم ان قرآن کریم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعداروں کی جماعت سے نکل کر منکرین حدیث و قرآن کس دلیل کس آیت اور حدیث کی رو سے بنے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں مومنین کے خلاف عمل اور تفرقہ کو حرام مطلق فرماتا ہے تو دیوانوں کی بے تکی بکواس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے۔

سُنی اور شیعوں کی حدیثوں میں موافقت

شیعوں کی حدیث اوّل۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ثلث من کن فیہ کان منافقا وان صام وصلی وزعم انہ مسلم من اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا وعد اخلف (اصول کافی ص۴۲۵ مع الصافی) ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تین باتیں جس جس آدمی میں موجود ہیں وہ منافق ہے اگرچہ وہ نماز۔ روزے کا پابند بھی ہو (۱) امانت میں خیانت کرنے والا (۲) جھوٹا (۳) وعدہ خلاف۔ اصول کافی جزو چہارم حصہ ۲

حدیث دوم: خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الناس فقال الا اخبرکم بشرارکم قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی یمنع رفدہ ویضرب عبدہ ویتزود وحدہ فظنوا ان اللہ لم یخلق خلقا ھو شر من ھذا ثم قال الا اخبرکم بمن ھو شر من ذالکم قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال الذی لا یرجی خیرہ ولا یؤمن شرہ فظنوا ان اللہ لم یخلق خلقا ھو شر من ھذا (اصول کافی ص۲۶۲ فی کتاب الایمان والکفر۔)

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی۔ اور فرمایا کہ سب سے بُرا وہ آدمی ہے جو اپنی دولت و مال میں سے کسی کو نہیں دیتا۔ اور اپنے غلاموں یا نوکروں اور گھوڑیوں کو مارتا ہے۔ اور اکیلا کھاتا ہے یعنی اپنی نعمتوں میں رشتہ داروں پڑوسیوں اور مفلسوں وغیرہ کو شریک نہیں کرتا۔ اور اس سے لوگ نیکی کی امید نہیں رکھتے اور اس کی تکلیف اور دُکھ سے بچتے ہیں یعنی سب کو ستاتا ہے یہ بدترین خلائق ہے

حدیث سوئم ۔ عن عبد اللہ علیہ السلام ان رجلا من خثعم جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ای الاعمال ابغض الی اللہ عز وجل فقال الشرک باللہ قال ثم ماذا قال قطیعۃ الرحم قال ثم ماذا قال الامر بالمنکر والنہی عن المعروف صفحہ ۱۲۳ ۔ اصول کافی ۔ ترجمہ۔ حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک آدمی قبیلہ بنی خثعم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے پوچھا کہ اللہ تعالے کے نزدیک سب سے بُرا کونسا کام ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا۔ اور رشتہ توڑنا بُرے کاموں کا حکم دینا۔ اور اچھے کاموں سے روکنا۔

حدیث چہارم ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد بریٔ من ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ ونقض العہد وقطیعۃ الرحم لان اللہ یقول لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار اصول کافی صفحہ ۱۱۰ ید الصافی ۔ ترجمہ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جان کر نماز چھوڑ دی اس کی نجات کا ذمہ نہ خدائے تعالیٰ پر رہا اس کے رسول پر۔ اور ایسے ہی اقرار کو پورا نہ کرنا۔ اور رشتہ توڑنا ہے کیونکہ اللہ پاک ان پر لعنت فرماتا ہے اور ان کے واسطے سخت عذاب ہے۔

حدیث پنجم ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزنی الزانی وھو مومن

ولا یسرق السارق وھو مومن - اصول کافی ص۲۸۱ - ترجمہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی زنا اور چوری کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے

حدیث ششم - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سباب المومن کالمشرف علی الھلکۃ ص۲۱۵ - ترجمہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو گالی دینا - دوزخ کا حقدار بنتا ہے -

حدیث ہفتم - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سباب المومن فسوق وقتالہ کفر واکل لحمہ معصیۃ وحرمۃ مالہ کحرمۃ دمہ ص۲۱۶ - ترجمہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - مومن کو گالی دینا بڑا گناہ ہے اور مومن سے لڑائی کرنا کفر ہے اور اس کی غیبت کرنا یا اس کا گوشت کھانا گناہ ہے اور اس کا مال ایسا ہی قابلِ احترام ہے جیسا اس کا خون - یعنی جیسے مومن کا خون کرنا حرام - اس کا مال لینا بھی حرام ہے -

حدیث ہشتم - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من طلب رضا الناس بسخط اللہ جعل اللہ حامدہ من الناس ذاما اصول کافی ص۲۳۰ - ترجمہ - جو آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہتا ہے - اللہ تعالیٰ انہیں سے اس کی برائی کراتا ہے -

حدیث نہم - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الجلوس فی المسجد انتظار الصلوٰۃ عبادۃ مالم یحدث قیل یا رسول اللہ وما یحدث قال اغتیاب - ص۲۱۲ - ترجمہ - نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا عبادت ہے جب تک حدث نہ ہو تو حضور سے عرض کیا گیا حدث کیا ہے تو آپ نے فرمایا غیبت - یعنی غیبت کرنا بڑا ہی گناہ ہے -

ناظرین کرام - یہ حدیثیں تو میں نے شیعہ حضرات کی معتبر حدیث اصول کافی

کی آپ کے سامنے بفضلہ تعالےٰ پیش کر دیں۔ اب ان کے بالکل مطابق ہو بہو ایسی ہی حدیثیں سنّی حضرات کی معتبر حدیثوں سے لکھتا ہوں آپ ان کو پڑھ کر منکرین حدیث کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں میں نفرت پھیلانے کے بدترین جذبات سے واقف ہو کر منکرین حدیث کی جدوجہد کو ناکام بنا دیں گے۔ میں سمجھونگا کہ آپ میں حدیثوں اور ان بزرگان دین کی عظمت کی قدر ہے جن سے حدیثیں پہنچی ہیں۔

سُنّیوں کی حدیث ۱ ۔ عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا (وان صام وصلی) اذا ائتمن خان و اذا حدث کذب و اذا عاهد غدر۔ و اذا خاصم فجر (بخاری مسلم) مشکوٰۃ ص۔ ترجمہ۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منافق کی چار نشانیاں ہیں (اگرچہ وہ نمازی روزے دار ہو) (۱) امانت میں خیانت کرے (۲) جھوٹ بولے (۳) اقرار توڑ ڈالے۔ لڑائی میں گالیاں دے۔ گالیوں کی برائی شیعوں کی حدیث سے ثابت ہو چکی ہے

حدیث ۲ ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف علی ناس جلوس فقال الا اخبرکم بخیرکم من شرکم قال فسکتوا فقال ذالک ثلث مرات فقال رجل بلی یا رسول اللہ اخبرنا بخیرنا من شرنا فقال خیرکم من یرجی خیرہ و یومن شرہ و شرکم من لا یرجی خیرہ و لا یومن شرہ (بیہقی و ترمذی) مشکوٰۃ ص۴۲۵۔ ترجمہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگ بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ تم میں بہتر آدمی کون ہے؟ راوی نے کہا کہ یہ سنکر لوگ خاموش ہو گئے پھر ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ہم کو بتائیے کہ ہم میں بہتر کون شخص ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر وہ آدمی ہے جس سے بھلائی کی امید کی جائے اور لوگ اس کی برائی سے بچیں۔ اور تم میں سب سے برا وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی امید نہ کریں اور نہ اس کی شرارت سے بچیں۔ ناظرین یہ تعلیم ہے حدیثوں کی جن

کو دشمنانِ دین مٹانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ بدترین خلائق ہیں کہ رات دن مخلوق کو دُکھ پہنچانا اور معاشرے کو اپنی بے دینی اور لامذہبی سے خراب کر رہے ہیں مسلمانوں کو یہودیوں اور انگریزوں سے بدتر بنانا چاہتے ہیں۔

حدیث ۳۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم الکبائر اشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس وشہادۃ الزور واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنت المومنات الغافلات (بخاری مسلم) (مشکوٰۃ ص۱۷) ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بڑے گناہ ہیں۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ کسی انسان کو قتل کرنا جھوٹی قسم کھانا۔ ناحق گواہی دینا۔ یا فریبی کی برائیت کی گواہی دینا۔ بیاج۔ سود لینا۔ یتیم کا مال کھانا۔ دشمنوں کے مقابلہ سے بھاگنا۔ پاکدامن عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانا۔

حدیث ۳۳۔ عن معاذ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات قال لا تشرک باللہ شیئاً و ان قتلت وحرقت ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک ولا تترکن صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فان من ترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فقد برأت منہ ذمۃ اللہ ولا تشربن خمرا فانہ راس کل فاحشۃ۔ مشکوٰۃ ص۱۸۔ ترجمہ حضرت معاذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی دس جملوں کے ذریعہ سے۔ فرمایا کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا چاہے تجھ کو قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔ اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ دونوں تجھ کو۔ تیرے بچوں اور تیرے مال سے جدا ہونے کا حکم دیں۔ اور جان کر فرض نماز کو مت چھوڑ لیو کہ جو آدمی فرض نماز کو جان کر چھوڑتا ہے۔ تو اس کی نجات کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ نہیں رہتا۔ اور شراب نہ پی کیونکہ شراب بے حیائی کے کاموں کی اصل ہے۔ اس کے بعد حدیث کے چند فقرے

اور ہیں جن کا) ترجمہ یہ ہے ۔ اور خبردار گناہ نہ کر گناہ سے خدا کا غصہ ہوتا ہے۔ اور خبردار جہاد کرتے وقت نہ بھاگ اگرچہ تیرے ساتھی شہید ہو رہے ہوں اور جب لوگوں کو موت لگی ہو تو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہ کر کافروں سے جہاد کرتا رہ اور اپنے بیوی بچوں پر مال خرچ کر (انہیں دکھ میں نہ رکھ) اور ان کو ادب تہذیب سکھا! اور اللہ تعالیٰ سے ڈراتا رہ ۔ ناظرین ۔ یہ ہیں وہ حدیثیں جن کو تمام مسلمانانِ دین و دُنیا دین ایمان سمجھ کر عمل کرتے ہیں ۔ بے دینوں اور نفس پرستوں کی بُرائیوں کا قلع قمع کرنے والی ہیں اسی لئے وہ اس سے انکار کرتے ہیں ۔

حدیث ۵ :۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن (بخاری مسلم) مشکوٰۃ ۱۷ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی زنا کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا اور جب کوئی چوری کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا اور جب شراب پیتا ہے تو ایماندار نہیں رہتا ۔

حدیث ۶ :۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر (بخاری مسلم) مشکوٰۃ ۴۱۱ ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا بڑا گناہ ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے ۔

حدیث ۷ :۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من التمس رضی اللہ بسخط الناس کفاہ اللہ مؤنۃ الناس ومن التمس رضی الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ الی الناس (ترمذی) مشکوٰۃ ۴۳۵ ۔ ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی لوگوں کو ناراض کر کے بھی طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی شرارت سے بچاتا ہے اور جو آدمی لوگوں کی رضامندی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اس کے دُکھ دینے کے لئے مقرر کر دیتا ہے۔ ناظرین! آپ نے دیکھا کہ سنی شیعہ کی حدیثوں میں موافقت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرصت اور موقعہ دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ سُنی شیعوں کی تمام حدیثیں ایک کتاب میں جمع کر دونگا جن سے امامت اور خلافت کے مسائل کی یکجہتی اور اتحاد بھی ثابت ہوگا اور آپس کا اختلاف فروعی جو دونوں میں ہے جاتا رہیگا اور مخالفین اسلام کو ہماری رسوائی کا موقع ہرگز نہ مل سکیگا

بخاری شریف کی روایتوں پر اعتراضات اور اُن کے جوابات

منکرین حدیث نے جلد اوّل صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ بخاری جلد دوم کی حدیث ہے جس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت حیادار پیدا کیا تھا کہ کوئی آدمی ان کے بدن کے حصّے کو نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن موذی بنی اسرائیل نے اس پردے کی وجہ سے ان کو جذامی یا کسی بیماری میں مبتلا سمجھا۔ اور جب ایک دن حضرت موسیٰ تنہائی میں نہیں غسل کرنے کھڑے ہوئے تو پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا حضرت موسیٰ علیہ السلام لاٹھی لے کر پتھر کے پیچھے بھاگے اور اس سے کہتے جاتے تھے میرے کپڑے دیدے اتنے میں ان بنی اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ دیکھ لیا تو ان کو بالکل صحیح سالم اور مناسب الاعضاء پایا۔ ہم اس تفسیر کو کبھی حضور اقدس کی طرف منسوب نہیں کر سکتے

یہ تھی منکرین حدیث کی عبارت جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر قرآنی پر جو بخاری شریف میں ہے اعتراض بلکہ انکار کیا ہے حالانکہ یہ قرآن پاک کی اس

آیت کی صحیح تفسیر ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ
اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا پ۲۲ ع ۶ سورۃ احزاب
ترجمہ۔ اے ایمان والو تم ایسے نہ بنو جیسے (بنی اسرائیل تھے) جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام
کو (بدگمانی کرکے) دکھ پہنچایا۔ پس اللہ پاک نے اُن کو اس تہمت۔ بدگمانی سے پاک کیا جو
بنی اسرائیل نے ان کے متعلق بیان کی تھی اور وہ بڑے ذی وقار تھے۔ ناظرین کرام شیعہ
سُنّی دونوں کی حدیثوں میں اس آیت کی وہی تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیان فرمائی تھی۔ اور جس کو بخاری شریف میں لایا گیا ہے۔ اب ایمان سے کہیئے کہ اس سے
بہتر قرآن شریف کی تفسیر کیا ہوسکتی ہے۔ قرآن شریف کے الفاظ تو یہ بتاتے ہیں کہ موسےٰ
علیہ السلام پر لوگوں نے تہمت لگا کر اُن کو رنج پہنچایا تھا تو اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام
کو اس تہمت سے پاک ثابت کردیا۔ یہ منکرین حدیث حقیقت میں قرآن کی آیتوں اور نبیوں
کے معجزوں کے ہی منکر ہیں۔ آپ نے قرآن میں خود پڑھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر
سے چشمے نکالے۔ تمام مخلوقات اللہ پاک کے قبضے میں ہے اگر پتھر خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ
السلام کے کپڑے لے بھاگا تو تعجب کی کونسی بات ہوگئی۔ یا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے
کپڑے طلب کئے تو اس میں کیا عیب ہوگیا۔ یہ سب اللہ پاک کی طرف سے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو خصیہ بیماری کا الزام لگانے والوں کی تردید کے لئے تھا اس میں منکرین حدیث
کو تعجب اس لئے ہوا ہوگا کہ وہ ایسی عجیب انوکھی باتوں کو اپنے پیشوایان دین جدید انگریزوں
کے خلاف مانتے ہیں مگر قرآن شریف میں تو نبیوں کے وہی کلام زیادہ تر پائے جاتے ہیں جو
شرابی اور شہوت انگریزوں کی سمجھ سے باہر ہیں۔ پانی کا بٹنا۔ تنور سے طوفان آنا پہاڑ سے
بچہ سمیت اونٹنی کا نکلنا۔ ایک منٹ میں تمام زمین آسمانوں کی سیر کرنا پلک جھپکنے میں
سیڑوں کوس سے بلقیس ملکہ سبا کا تخت مع ملکہ کے لے آنا وغیرہ قرآنی روایات ہیں۔
ہاں موسیٰ علیہ السلام کی روایت قرآنی میں حدیث کا ماننا فرض ثابت ہوتا ہے اس لئے

منکرین حدیث بہت پریشان ہوئے ہیں۔ کہ خدا نے اُس بُری بات کا بیان نہیں کیا جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی نہ بُری کرنے کی صورت بنائی۔ حدیث کے بغیر اِس آیت کا مفہوم معلوم نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حدیث شریف پر قرآن فہمی کو موقوف کر کے ان منکرین حدیث کو دُنیا ہی میں عذاب دے رہا ہے کہ چاروں طرف سے اُن پر لعنت برس رہی ہے۔

دُوسرا اعتراض | مقام حدیث جلد اوّل میں یہ اعتراض تیسری بار صفحہ ۲۸ پر یوں ہے کہ بخاری شریف جلد دوم میں حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔

اس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے عجائب الاسفار میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان کو گیارہ بالشت لمبا اور اس کی شرح کرنے والے محقق نے اِس نشان کو ۵ فٹ تسلیم کیا ہے اور مجھ سے چند حاجیوں نے کہا کہ ہم نے جدہ میں حضرت اماں حوا علیہا السلام کی قبر کے احاطے کی لمبائی کا اندازہ کیا تو بہت لمبا تھا۔ ناظرین منکرین حدیث کی عقل میں تو انگریزی شراب کی بُو بسی ہے اس میں نورانی۔ قرآنی اور ایمانی باتیں کب آسکتی ہیں۔

تیسرا اعتراض | مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۷ پر ہے کہ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ پر ایسا جادو کیا گیا تھا کہ آپ خیال کرتے تھے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔ فرمائیے کہ حضور کے متعلق یہ کس طرح باور کیا جائے کہ آپ پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا کہ آپ کو یہ بھی یاد نہیں رہتا تھا کہ نماز پڑھ لی ہے یا نہیں پڑھی۔ پھر صفحہ ۲۸ پر ہے کہ موسیٰ کی خشک لاٹھی پر تو جادو کا اثر نہ ہو سکا اور نہ حضرت موسیٰ پر ان ساحرین کا داؤ چلا۔ تو حضرت رسول اللہ پر کس طرح ایسا جادو چل گیا۔

قرآن شریف سے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ پ ۱۶ ع ۱۲ سورہ طٰہٰ ۔ ترجمہ۔ جب جادوگروں نے جادو کیا توان کی رسّیاں اور لاٹھیاں جادو کی وجہ سے سانپ بن کر دوڑتی معلوم ہوئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے دل میں خوفزدہ ہوئے تو ہم نے کہا موسیٰ مت ڈرو۔ تم غالب ہو

ناظرین آپ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی جادو کا اثر ہوا کہ وہ رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ سمجھ کر ڈر گئے اور ایسے ڈرے کہ اللہ تعالےٰ کو فرمانا پڑا کہ مت ڈرو۔ جس سے پہلے بھی یوں فرمایا۔ فَلَمَّا اَلْقَوْا سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝ پ ۹ ع ۴ سورہ اعراف۔ ترجمہ۔ جب جادوگروں نے (اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں) زمین پر ڈالدیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور وہ سب کو سانپ معلوم ہونے لگا اور وہ دہشت زدہ ہو گئے۔ اور جادوگروں نے بڑا بھاری جادو کیا۔

ناظرین کرام۔ اس آیت میں بھی تمام حاضرین کا جن کے سامنے جادوگروں نے رسیوں لاٹھیوں کے سانپ بنا کر چھوڑے تھے ڈرنا ثابت ہے اور ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل تھے تو دو آیتوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہوا۔ اگر ان پر جادو اثر نہ کرتا تو رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ سمجھ کر ڈر نہ جاتے۔ قاعدہ کلیہ جن چیز جس میں اللہ تعالےٰ نے کسی قسم کا اثر پیدا فرما دیا ہے ان کا وہی اثر ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو اللہ تعالےٰ کی تخلیق پر اعتراض ہوگا۔ کہ جس کام کے لئے چیز کو بنایا وہ کام نہیں کرتی بیکار رہتی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں تو جادو کو چند مصلحتوں کی وجہ سے پیدا کیا اور اس میں اثر بھی رکھا۔ زہر میں مار ڈالنے کی تاثیر ہے جو کھائیگا اس پر زہر اثر کریگا۔ دھار کاٹنے کا کام کرتی ہے جس پر چلیگی کاٹ دیگی۔ آگ جلاتی ہے جو اُسے چھوئے گا جلیگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کبھی وقت کسی چیز کے اثر کو زائل کرنا چاہے تو ایسا بھی کرتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زہر کا اثر نہیں ہوا۔

یا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ نے خدا کے حکم کی وجہ سے نہیں جلایا۔ لیکن حضرت ذکریا علیہ السلام پر ہتھیاروں کی دھاروں نے اثر کیا اور وہ آرے سے چیرے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں پر جادو نے اثر کیا اور ان کو رسیاں۔ لاٹھیاں سانپ نظر آئیں اور وہ ڈرے حالانکہ ان کو جادو زیر کرنے کا معجزہ لے کر خدائے تعالےٰ نے بھیجا تھا اور بحکم خدا آپ ہی کی لاٹھی نے اژدھا بن کر جادو کے سانپوں کو نگل لیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا

حضورؐ پر جادو کیا گیا۔ اور حضورؐ پر اس کا اثر بھی ہوا اس میں کیا تعجب ہے لیکن دیکھنا چاہیے کہ حضورؐ پر جادو کیوں اثر انداز ہوا۔ اس کی اصلی وجہ یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام عالموں کے لئے رحمت تھے اس لئے ضروری تھا کہ جس طرح آپ نے تمام امراض جسمانی اور روحانی سے بچانے کے قرآن پاک اور احادیث شریف کے ذریعے علاج بتائے۔ تو جادو کی بیماری جس میں عام انسانوں کیا بلکہ نبیوں کی طاقت بشری بھی اثر پذیر ہوتی ہے اس کا بھی علاج بتائیں چنانچہ وہ جادو جو آپ پر اثر انداز ہوا بہت ہی قبیح ترین جادو تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے دور کرنے کو قرآن پاک میں ارشاد فرمایا یعنی مُعَوِّذَتَیْن۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل ہوئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے جادو کا اثر زائل ہوگیا۔ اور قیامت تک آنے والوں کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ایک مجرب آزمایا ہوا نسخہ مل گیا۔ جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اوپر آزما لیا۔ اور آپ سے جادو کا اثر مطلق زائل ہوگیا۔ اب رہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر بھی بھول جاتے تھے سو یہ مخالفین حدیث کی گستاخی ہے جس کے وہ عادی ہیں۔ حدیث میں تو بعض نجی باتیں سہو ہو جانے کا ذکر ہے اور یہ حالت کچھ زیادہ دیر نہ رہی تھوڑے دنوں میں جاتی رہی۔ اور یہ بیماری وجہ یہ تھی جو جادو کے اثر سے زیادہ تیز تھا۔ سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور

سورۃ قل برب الناس کی جس قدر بھی تفسیریں احادیث معتبرہ سے ہیں ان سب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کے اثر کے تحت اس کے علاج کے طور پر یہی مانی گئیں ہیں دیکھئے تفسیر عزیزیؒ فارسی صفحہ ۲۹۸ یہ تفسیر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی ہے اور تفسیر یعقوب چرخیؒ فارسی صفحہ ۲۳۹ اور بیضاوی اتقان وغیرہ میں بھی یہی ہے

رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر منکرین حدیث کے اعتراضات

مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۱۲۵/۲۲ پر حدیث نہ ماننے والے لکھتے ہیں کہ :- اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوا کہ حضورؐ کی کئی ایک باتوں پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو ٹوکا تو آپ کی باتوں کو خدا کے مطابق کیسے مانا جائے۔ آپ نے ایک قسم کا شہد کھانے سے قسم کھائی تو ارشاد ہوا کہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ سورۃ تحریم یا مثلاً دوسری جگہ ہے عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ (سورۃ توبہ) اور اسی طرح ایک واقعہ قرآن میں آیا ہے کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی (سورۃ عبس) اے رسول تمہیں یہ بات بہت ہی ناگوار گذری وہ اندھا تمہارے پاس کیوں آیا۔ اس سے تمہاری پیشانی پر بل پڑ گئے۔ سو اگر حضورؐ کی پیشانی پر بل وحی کے ذریعے سے آئے تھے تو پھر وحی نے اس پر تنبیہ کیوں کی ؟

یہ عبارت مختصر طور پر لکھی گئی ہے یہ منکرین حدیث کی ہے ان کی غرض اس مضمون سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام انسانوں کی طرح تھے اور ان کی ہدایت کے لئے دوسروں کی طرح قرآن ہی نازل ہوا تھا۔ جیسے اور انسانوں کی رائیں غلط ہوتی تھیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی غلطیاں ہوتی تھیں اور اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان غلطیوں پر تنبیہ کی جاتی تھی۔ اس کے ثبوت میں ہم ان کے وہ جملے بھی صفحہ اور سطر کے حوالے سے پیش کریں گے پہلے اُوپر کے اعتراضوں کے جوابات دے دیں تاکہ

ناظرین کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

قرآن ہی سے ان کے مدلل جوابات

اوّل سورۂ تحریم۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

پ ۲۸ سورۂ تحریم۔ ترجمہ۔ اے نبی کیوں حرام کرتے ہیں آپ جس کو آپ پر اللہ نے حلال کیا۔ آپ اپنی بیویوں کی رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ ناظرین کرام ایمان سے کہیئے آیت کریمہ میں ڈانٹ ڈپٹ پائی جاتی ہے۔ اس میں نہ شہد کا ذکر ہے نہ اس چیز کا جس کو اللہ پاک نے حلال کیا تھا اور حضور نے حرام کرلیا۔ اور لِمَ حرفِ استفہام ہے۔ جس کے معنی ہیں کیوں۔ تو خدا اپنے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم سے حرام کی وجہ دریافت فرماتا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس لئے یہ پوچھنا معلوم کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ نبی کریم صلّی اللہ وسلم کے عدل وانصاف اور حقوق العباد کی ادائیگی کے شوق کو ثابت کرنا تھا۔ اس لئے خود ہی اللہ تعالےٰ نے فرما دیا یہ کام آپ نے بیویوں کو راضی رکھنے کے لئے کیا ہے سو اس میں کوئی حرج نہیں آپ کی بخشش اور اللہ کی مہربانی کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا خدائے تعالیٰ سے خاص تعلق ہے اور خدائے تعالیٰ ... ہی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ آپ نے بیویوں پر مہربانی فرما کر خدائے قدوس کی ... عمل کیا۔ اور آپ کے ذریعے سے ایک مسئلہ بھی قیامت تک آنے والوں کے لئے حل ہو گیا کہ اگر کوئی آدمی کسی جائز اور حلال کام یا چیز کو اپنے اوپر حرام کرے تو اس کو چاہئے کہ اس قسم کو توڑے اور کفارہ ادا کرے لیکن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے اوپر کفارہ کا حکم نہیں ہوا۔ نہ کسی قسم کی ناراضی خدا نے ظاہر فرمائی۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ پ ۲۸ سورۂ تحریم۔ ترجمہ۔ بیشک فرض کردیا اللہ تعالیٰ نے تم پر قسموں کا کھولنا۔ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مالک ہے اور

بہت جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ناظرین اس آیت میں کوئی لفظ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی یا تنبیہ کا نہیں ہے۔ آپ نے عورتوں کے حقوق کی پائیداری میں کسی ایسی حلال چیز کو بھی حرام کر لیا جو آپ کے لئے حلال تھی۔ یہ تھی بیویوں کے حقوق کی حفاظت اور پھر اس کے ذریعے قیامت تک ہونے والوں کو ایک مسئلہ بھی بتانا تھا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام نبوت کے دعوے کے پہلے بھی ایسے اچھے مفید اور باعث برکت تھے کہ مکہ والے آپ کو صادق اور امین کہتے تھے اور یہودی بھی آپ سے فیصلے کراتے تھے جیسا کہ ہم نے پہلے ثابت کیا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ خود قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى پ۲۷ ۵ سورۂ نجم۔ ترجمہ۔ تمہارے آقا۔ رفیق (محمدؐ) سیدھے راستے سے جدا نہیں ہوئے اور نہ بہکے (غلطی کی طرف چلے) وہ تو اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔ وہ تو وہی کہتے ہیں جو خدائے تعالےٰ کی طرف سے ملا ہے۔ ناظرین عدل و انصاف اور حقوق العباد کو ادا کرنے کا جذبہ تو حضور اکرم کو خدا ہی کی طرف سے ملا تھا اسی کی بنا پر یہ معاملہ ہوا تنبیہہ۔ اے مسلمانو آپ عقیدہ رکھیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے حلال اور حرام کرنے کا حق دیا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ پ۱۰ سورۂ توبہ۔ ترجمہ۔ یعنی وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے حرام کئے ہوئے کو حرام نہیں جانتے اگر آپ کی غلطی ہوتی تو خود اللہ تعالیٰ سورۂ تحریم میں آپ پر بیان فرما دیتا مگر یہ ممکن نہیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے متعلق صاف فرما دیا کہ وہ نہ صراطِ مستقیم سے دور ہو سکتے ہیں نہ بہک سکتے ہیں پھر گناہ کا کیا امکان بلکہ آپ کے طریقہ مبارک ہی کو صراطِ مستقیم فرمایا ہے جیسا ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر کسی قسم کے وقوعِ گناہ یا شرعی غلطی کا گمان تک بے ادبی ہے۔

حضرت آدم علیہ وسلّم	جب حضرت آدم علیہ السلام نے شیطان کے بہکانے سے اس

پیڑ کا پھل کھالیا جس کے پاس جانے کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا وَعَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی
پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ - ترجمہ - اور نافرمانی کی حضرت آدمؑ نے اپنے رب کی اور بھٹک گئے ناظرین
اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بھی خدا نہ کرے گناہ یا صراطِ مستقیم کے خلاف ہوتا تو خدا کو ظاہر
کرنے میں کس کا ڈر تھا وہ تمام مخلوقات کا خالق اور مالک اور حاکم ہے - برادرانِ اسلام
ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام معصوم ہیں وہ گناہ نہیں کرتے اور یہاں اللہ تعالیٰ نے
حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ نافرمانی کی اور بھٹک گئے - تو یقین کیجئے کہ یہ اتفاقی
یا ان کی شان ارفع اور اعلیٰ ہونے کی اعتبار سے تھا جیسے آئینے پر بھاپ سے بھی کدلاہٹ -
میل آجاتا ہے - چونکہ آدم علیہ السلام کو جنت میں ہمیشہ رہنے کے لالچ نے جس کو شیطان نے
پھل کھانے کا نتیجہ بتایا تھا پھل کھلا دیا حالانکہ قرآن شریف میں ہے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے
فرمایا تھا لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ - اس پیڑ کے پاس نہ جانا آپ اس کے پاس نہیں
گئے شیطان نے لا کر دیدیا اس کے بعد کھالینا آپ کی شانِ اعلیٰ کے مناسب نہ تھا علانکہ
نافرمانی نہیں تھی مگر شیطان کی طرف ذرا التفات بھی آپ کے لئے گوارا نہیں کیا تاکہ انسانوں
کو یاد رہے کہ شیطان کے جھکانے میں ایک دم کے لئے آنا بھی جائز نہیں ہے - پھر فوراً ہی
اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰی پ ۱۶
سورۂ طٰہٰ - ترجمہ - فوراً ہی اُن کے رب نے ان پر نوازش فرمائی اور ان کی لغزش بھی
بھی معاف فرمادی - ناظرین جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے - انبیاء علیہم
السلام خدا کے خاص الخاص دُنیا کے انتظامات کے لئے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں اور ان
کے فرائض ذاتی اور منصبی عام انسانوں سے جدا ہوتے ہیں جن کی حفاظت لازمی ہے
عام انسانوں کو اپنے اُوپر قیاس نہیں کرنا چاہئے ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر ❊ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

اگر بادشاہ اپنے ولی عہد کو کسی امر پر تنبیہ بھی کردے تو رعایا کو جائز نہیں ہے کہ وہ بھی

کہ ولی عہد بُرا ہے اور اس کا طریقہ بُرا ہے۔ وہ بادشاہ کا معتوب ہے۔ اگر بادشاہ ولی عہد
ہتک کی کوئی بات بھی رعایا سے سُنیگا تو اُسے سخت سزا دیگا۔ کیونکہ ولی عہد کی بے
حکومت کی بے عزّتی ہے اور لوگوں کو اس سے نفرت دلاتا ہے۔ حالانکہ بادشاہ نے ا
کی لیاقت کی وجہ سے تمام نظام ملکی اس کے سپرد کیا ہے اس کی بے عزّتی۔ قدر و منزل
کی کمی ملکی نظام میں خلل انداز ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی عزت واحترام
مخلوقات پر واجب ہے چونکہ انہیں کے ذریعے بنی نوع کا نظم و نسق ہوتا ہے ان میں عیب
نکالنا اور ان کی غلطیاں بیان کرنا درحقیقت اللہ تعالےٰ پر بدترین اعتراض ہوگا کہ
نے نااہل کو۔ بے سوچے سمجھے کام کرنے والے کو جو اپنے فرائض ادا نہیں کرسکتا نبی بنا
نعوذ باللہ من ذالک۔ **لطیفہ** یہ منکرین حدیث قرآن کو سمجھنے کا دعوی کرتے ہیں اور حد
کا انکار کرتے ہیں ذرا بتائیں تو قرآن شریف سے کہ وہ کونسی چیز تھی جس کو حضور نے حرام
تھا۔ اس قسم کی ہزاروں آیتیں ہیں جن کے سمجھنے میں حدیث شریف کی محتاجی ہے
حدیث کے سمجھ میں آنا ممکن نہیں۔ منکرین حدیث شہد کا لفظ کہاں سے کہتے ہیں اور کھا
کا لفظ قرآن کی کس آیت سے لاتے ہیں۔ آخر تو ان کو بھی حدیث ماننی ہی پڑی۔ پھر حدیث
انکار کرتے ان کو شرم نہیں آتی۔

دوسری اور تیسری آیت کا اصلی مطلب

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ پ ۱۰۔ سورۃ توبہ
ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ نے معاف کیا۔ آپ نے ان کو اجازت کیوں دی
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الصَّادِقِيْنَ یہاں تک کہ آپ پر سچے
اور جھوٹے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس آیت میں یہ بتایا کہ آپ نے اُن کو جہاد سے پیچھے رہنے
کی اجازت کیوں دی جنہوں نے جہاد میں نہ جانے کی مجبوری قسموں کے ذریعے بیان
تھی۔ ناظرین یہاں بھی حضور اکرم سے اللہ تعالےٰ نے دریافت فرمایا ہے۔ اور چونکہ
غالب و عالم غیب جانتا ہے کہ حضور نے رحمۃ اللعالمین ہونے کی وجہ سے اُن کی عاجز

ں پہ اعتبار کر کے اجازت دیدی۔ اگر یہ اجازت خدائے تعالےٰ کے نزدیک بری نامناسب
ی تو معاف کیوں فرماتا بلکہ تنبیہ یا توبیخ کرتا۔ عفا اللہ کہکر اَذِنْتَ ثابت کرتا ہے
ناراض نہیں۔ جب خدا نے معاف فرما دیا تو کسی کو گرفت کا کیا حق ہے یہ منکرین
ت بیج میں دخل درمعقولات کیکے اپنی خدا و رسول سے دشمنی ظاہر کرتے ہیں اگر
کے دل میں خدا کی عزت ہوتی تو اس کی مرضی کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ
ہ وسلم پر اعتراض نہ کرتے۔

ری آیت یہ ہے | عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ
اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ
عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ
تَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ پ ۳۰ سورۃ عبس۔ ترجمہ
ردہ ہوا۔ توجہ نہ کی۔ یہ کہ اس کے پاس اندھا آیا۔ اے نبی آپ کو کیا خبر شاید وہ
ہو جائے۔ یا نصیحت لے اور اس سے اس کو نفع ہو۔ لیکن جو لاپرواہی کرتا ہے
اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں حالانکہ اس کے درست نہ ہونے سے آپ پر کوئی الزام نہیں
۔ اور لیکن جو آپ کی طرف دوڑ کر آتا ہے اور وہ ڈرتا ہے تو آپ اس سے
ہی کرتے ہیں۔ اے نبی یہ باتیں آپ سے یاددہانی کے طور پر کہی ہیں ناظرین کرام
انصاف کیجئے کہ اس آیہ کریمہ میں نہ تو یہ بتایا کہ ناراض کون ہوا۔ اور منہ
نے پھیرا۔ نہ اندھے کا نام و نشان بتایا۔ نہ لاپرواہی کا سبب بیان کیا۔ نہ اس
پتا دیا جو نصیحت سے لاپروا تھا۔ اگر اس آیت کی تفسیر حدیث سے نہ لی
تو آیت تحریم کی طرح یہ آیت بھی بے معنی ہو کر رہ جائے گی لیکن منکر حدیث
اس آیت کا مخاطب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو تسلیم کر کے حقیقت نہ جاننے کا
لگایا اور حضور اکرمؐ کی بے خبری ثابت کی ہے۔ یہ حدیث لیکر پشیمان بھی لاتے

ہیں اور پھر اِنکار بھی کرتے جاتے ہیں۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل اکثر لوگ اندھوں۔ اپاہجوں یتیم اور بیواؤں کو منحوس اور کمبخت بلکہ بہت ہی حقیر سمجھتے تھے جیسے لڑکیوں کو۔ قرآن پاک میں ان سب کی امداد اور پرورش کرنے اور ان پر رحمت کرنے کے احکام کی آیات آپ روزانہ تلاوت کرتے ہی رہتے ہیں اس آیت میں اندھوں کی عزت کرنے کا سبق دیا گیا ہے اور ان کی طرف توجہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی تبلیغ میں پوری جدوجہد نہیں کرتے اپنے ہی ماننے والوں کو ہدایت کرکے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ اس آیت میں اس کا جواب بھی ہے اور اللہ تعالےٰ کو یہ ثابت فرمانا منظور ہے کہ میرے نبیؐ میرے احکام پہنچانے اور میرے دین کے پھیلانے میں اس قدر کوشش کرتے ہیں کہ جب اسلام کے سخت ترین دشمن بھی آپ کے پاس آجاتے ہیں تو آپ ان کے سمجھانے اور مسلمان بنانے کے شوق میں ان کی طرف اس قدر توجہ کرتے ہیں کہ اپنے ماننے والوں سے بھی لاپروائی کرتے ہیں۔ حدیثوں میں اس سورت عبس کی تفسیر اس طرح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکے کے بڑے بڑے عالم اور سردار آئے تھے۔ آپ ان کو مسلمان بنانے اور خدائے تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے کی کوشش میں مصروف تھے اور یہ کوشش آپؐ کا منصبی فریضہ تھا۔ ایسے وقت میں کسی کا آنا۔ اور اس گفتگو میں حارج ہونا قانوناً جرم تھا۔ اور عبداللہ ابن مکتوم جو نابینا ہونے کی وجہ سے موقع محل کو سمجھنے سے قاصر تھے لیکن چند آیتیں سیکھنے کے شوق میں آئے اور گفتگو ختم ہونے کے پہلے ہی کہہ بیٹھے کہ مجھ کو فلاں سورت یاد کرا دیجئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا ٹھہر جایئے۔ انہوں نے سمجھا کہ باتیں جلدی ختم ہونے والی نہیں ہیں بہت دیر لگ جائیگی وہ چلے گئے اور دل میں خیال کیا کہ میں چونکہ غریب اندھا ہوں میری کو کیا پرواہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کفار مکہ کے تمام سوالوں کے

جوابات دے چکے تو فوراً حضرت عبداللہ ابن مکتوم کے مکان پر تشریف لے گئے۔
اور فرمایا کہ آپ آزردہ خاطر نہ ہوں میں اس وقت ان لوگوں کے سمجھانے میں
مصروف تھا اس سے آپ سمجھے کہ میں نے آپ کی طرف سے لاپرواہی کی آپ کی تو اس
قدر عزت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلجوئی کرنے کو قرآن پاک میں یاد دلایا ہے
اس پر عبداللہ ابن مکتوم بہت ہی خوش ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم ان کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ برادران اسلام۔ اندھوں۔ دین کے چاہنے
والوں۔ اسلام کے سیکھنے کا شوق رکھنے والوں کی اس سے زیادہ عزت کیا ہوگی۔ اب رہا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ پاک نے قیامت تک آنے والوں کی ہدایت کے لیے نابینا
کی دلجوئی کے کلمات بیان فرمائے وہ بطور یاددہانی تھے۔ یاددہانی اسی کو کہتے ہیں کہ آدمی جان
کر دوسری طرف متوجہ ہو تو اس کو یاد کرا دیا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَلَّآ
اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ۔ یعنی یہ کلمات جو پہلے اے محمد آپ کے لئے ہیں وہ صرف یاددہانی ہے
کسی قسم کی ناراضگی یا خفگی نہیں ہے بلکہ۔ اِنَّهَا میں ھا ضمیر مؤنث غائب ہے؟
مبتدا ہے جس کا مرجع وہ تمام کلمات ہیں جو اس سے پہلے آئے ہیں۔ اور اس کی خبر تذکرۃ بھی
مؤنث ہے اس سے قرآن مراد لینا عربی اور قرآن شریف کے خلاف ہے آگے قرآن پاک
کے لیے ہے فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ۔ یعنی پس جو چاہے قرآن کو (عبداللہ ابن مکتوم کی
طرح شوق سے) یاد کرے۔ ہٗ ضمیر مذکر واحد غائب ہے جو اس قرآن کی طرف پھرتی ہے
جس کے سیکھنے کے لئے عبداللہ بن مکتوم آئے تھے یہ مرجع موعود ذہنی کہلاتا ہے۔ بھلا
اس صورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و فضل اور تبلیغ دین کی سچی کوشش کے
متعلق کیا اعتراض کیا جا سکتا ہے ان منکرین حدیث کی سمجھ حدیث کے نہ ماننے کی وجہ
سے ایسی خراب ہے کہ اچھی بات کو نہیں سمجھتے بھلا یہ قرآن کو کیا سمجھیں گے۔ ہاں حدیثوں
کی سچائی اور ان کی حفاظت خداوندی اور احتیاج کا ثبوت لیتے رہتے ہیں جو ہماری اصلی مراد ہے

رسول اللہ پر منکرین حدیث کے بہت سے اعتراضات

میں چاہتا تھا کہ کتاب مختصر ہو جائے لیکن منکرین حدیث نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ارشادات بلکہ قرآن شریف پر ہزاروں صفحوں میں بوچھاڑ کر دی ہے اس لئے ان کے تمام جوابات اختصار سے لکھنے پر بھی اتنے صفحات پر لکھی گئی۔ اگر کچھ اعتراضات جواب بغیر رہتے تو پھر بھی گمراہ ہونے کا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ بلند میں بے ادبی کا خطرہ رہتا اب ان کے بہت سے اعتراضات ایک جگہ لکھ کر صرف قرآن پاک سے ان کے جوابات پر اکتفا کروں گا امید ہے برادران اسلام غور سے پڑھیں گے۔

منکرین حدیث کا عذاب قبر سے انکار اور اس کا ثبوت

یہ تمام منکرین حدیث برق۔ پرویز اور ان کے ہمنوا کہتے ہیں کہ قرآن میں قبر کا عذاب ثابت نہیں مگر حدیثوں میں ہے لیکن نادان یہ نہیں سمجھتے کہ جب قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ماننے کا حکم ہے تو قبر کا عذاب و ثواب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ہی سے مان کر قرآن کو ماننے کا ثبوت دیتے۔ حالانکہ ہر وہ بات اور حکم جو حدیث میں ہے یقیناً قرآن شریف میں بھی ہے مگر قرآن سمجھنے کو عقل اور سمجھ درکار ہے جو اُن کافروں کے ایجنٹ منکرین حدیث سے کوسوں دور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ پ ۱۰ سورۃ انعام۔ ترجمہ۔ یعنی ہم نے اپنی آیات (قرآن) کو بہت صاف صاف بیان کیا ہے سمجھ داروں (فقیہوں) کے واسطے اور فرمایا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ پ ۱ یعنی قرآن شریف خلاصہ بیان ہے عالموں کے واسطے۔ اب عذاب قبر قرآن سے لیجئے فرمایا اللہ تعالےٰ نے سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ پ ۱۱ سورۃ توبہ ترجمہ۔ ہم ان کو دو بار عذاب دیںگے پھر بڑے عذاب یعنی دوزخ کی طرف لوٹا دیے جائیں گے۔ اس آیت میں منافقوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کے عذاب کا ذکر ہے کہ ایک بار تو دنیا میں ان کے نفاق کو ظاہر کر کے سزا دوائیں گے (جیسی کہ منافقوں کو سزا دی گئی)

اور پھر قبر میں عذاب ہوگا اور اسی عذاب قبر سے دوزخ کے بڑے عذاب کی طرف بھیج دیئے جائیں گے۔ جیسے دُنیا میں مجرموں کو فیصلے سے پہلے حوالات میں تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ اور پھر مقدمے کے فیصلے کے بعد جیل خانہ میں بھیج دیئے جاتے ہیں اور سزائیں پاتے ہیں۔ اور چونکہ منافقوں۔ کافروں کو عذاب قبر ضروری ہوتا ہے اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر پر جانے اور کھڑے ہونے سے منع فرما دیا۔ کہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ پ ۱۰ سورۂ توبہ۔ ترجمہ۔ یعنی اے محمدؐ آپ منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھئے نہ ان کی قبر پہ کھڑے ہوجئے۔ چونکہ حضورؐ کی نماز اور قبر پر تشریف رکھنے سے قبر کا عذاب نہیں ہوسکتا اور ان کو عذاب دینا ضروری ہے۔ اور مومنوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اطمینان حاصل ہوتا ہے جیساکہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ پ ۱۱ سورۂ توبہ۔ ترجمہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ مومنوں پر نماز جنازہ پڑھئے بیشک آپ کی نماز سے ان کو سکون ہوتا ہے۔ یعنی عذاب قبر سے بچ جاتے ہیں۔ اِن مذکورہ آیاتِ قرآنی سے عذاب قبر ثابت ہے۔ حضورؐ کی نماز یا قبر پر کھڑے ہونے سے سکون کا مطلب یہی ہے کہ قبر کے عذاب سے قبر والا محفوظ ہوجاتا ہے۔

چند مسائل حدیثی پر منکرین حدیث کی حیرانی

برادرانِ اسلام یہ تو ہر آدمی جانتا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے بندوں کو نیکی بدی بتانے اور حرام وحلال سے واقف کرنے کے لئے اپنے نبیوں کو بھیجا اور سب کے بعد ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جن کی شریعت (قانون) قیامت تک کے لوگوں کے لئے دستور العمل۔ اور زندگی کے تمام پہلوؤں کی ٹھیک ضامن ہے جیساکہ فرمایا اللہ پاک نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ ترجمہ۔ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تمہارے دین (قانونِ زندگی) کو پورا کامل کردیا اور تم پر تمام نعمتیں ختم کردیں یعنی حلت حرمت کے تمام مسئلے بتادیئے۔ ضروری تھا کہ جو باتیں انسانوں کو پیش آتی رہتی ہیں اُن میں اُن کی رہنمائی

کی جائے۔ اور ان کو صحیح اور خدائے تعالیٰ کی مرضی کے مطابق راستہ بتا دیا جائے اس
لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے مسئلے۔ باتیں بتا دیں۔ مردوں عورتوں کے
بغیر انسانی نشو و نما توالد و تناسل ممکن نہیں ہے اسی واسطے اللہ پاک نے فرمایا
نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ لِتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا تاکہ تم ان
سے سکون حاصل کرو۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ یعنی عورتیں تمہارا
لباس۔ تمہاری زینت تمہاری پردہ پوشی کا سبب ہیں۔ اور تم ان کا لباس اور پردہ پوشی
کا ذریعہ ہو۔ پردہ پوشی سے مراد وہ خواہشیں ہیں جن کو مرد اپنی بیوی کے سوا کسی پر ظاہر
نہیں کر سکتا۔ نہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی کو بتا سکتی ہے۔ تو ان خواہشوں کے پورا ہونے
کے طریقوں۔ کے حلال حرام ہونے کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے بحکم خدا اکثر نکاح کئے جن کے ذریعے سے تمام مسئلے مسلمانوں خدا کے فرمانبرداروں کے
واسطے بیان ہو گئے۔ مثلاً ایک آدمی کی بیوی کو حیض ہے۔ اُس سے جماع کرنا قرآن پاک کی
رو سے حرام ہے لیکن شوہر کا دل چاہتا ہے کہ اس کو چومے۔ اس کو دبوچے پیار کرے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے اس کو جائز قرار دیا۔ لیکن اگر کسی آدمی
کو حیض والی بیوی سے لپٹنے میں جماع کا اندیشہ ہو تو اس کو صرف چومنا پیار کرنا بھی گود لپٹنا
منع ہے اسی طرح روزے میں ایک مرد اپنی بیوی کو پیار کرنا یا دبوچنا چاہتا ہے تو اس کا بھی
یہی طریقہ ہے کہ جماع کا خطرہ نہ ہو۔ اسی قسم کے دوسرے معاملات ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے حلال اور جائز کئے تاکہ لوگ اپنی بیوی سے بالکل بے تعلق ہو کر دوسری عورتوں کی
طرف توجہ نہ کریں۔ اسی طرح چند باتیں امہات المومنین ازواج مطہرات سے مسلمانوں نے
دریافت کیں۔ چونکہ وہ حضور کے نجی اور گھریلو عورتوں کے ساتھ رہنے سہنے کے حالات
دوسروں سے بہتر اور زیادہ جانتی تھیں بلکہ غیروں کو ان سے واقف ہونا ممکن ہی نہ تھا
مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی نے پوچھا کہ عورت کے نہانے۔ غسل کرنے کو کم از کم

کتنا پانی کافی ہوسکتا ہے (چونکہ عرب میں پانی کمی سے ملتا تھا) تو انہوں نے کہا بیٹھئے میں ابھی غسل کر کے آتی ہوں اور آپ کو جواب دیتی ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے غسل خانے میں تشریف لے گئیں اور وہاں سے آکر بھائی سے کم از کم پانی کی مقدار بیان کر دی۔ یا ایک مرد یا عورت نے پوچھا کہ اگر پانی ایک ناند یا مٹکے میں ہو تو کیا میاں بیوی دونوں ایک وقت میں اس سے غسل کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ اس قسم کی دوسری روایتیں بھی ضروری مسائل کے متعلق آئی ہیں جو ایمان والوں کے لئے بڑی خوشی کا سبب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری گھریلو۔ خانگی زندگی کے بھی سارے مسائل بتا دیئے۔ مگر یہ منکرین حدیث حدیثوں کے جاننے اور سمجھنے والوں سے پوچھے بغیر ہی اپنی اوندھی عقل سے اُلٹے پلٹے مطلب لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پاک بیویوں کی ہنسی اُڑاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے گھر والوں بلکہ ان کے مبارک طریقوں پر عمل کرنے والوں کی اطاعت اور پیروی کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام انسان بیمار کی مثل ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کے ساتھی ان کے طریقوں۔ نسخوں کے جاننے والے بھی حکیم۔ طبیب کی مثل ہیں۔ بیمار کا کام تو طبیب کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنا ہے کیونکہ ہر بات۔ ہر دوا۔ اور ہر علاج کی وجہ دریافت کرنا۔ یا وہ حاکم کی مثل ہیں ہم سب مسلمان رعایا اور محکوم کی مثل ہیں۔ حاکم کے حکم کو جو یقیناً ہمارے فائدوں کے لئے ہے ماننا ہمارا فرض ہے اس کی وجہ اور سبب دریافت کرنا بے وقوفی اور نادانی ہے چونکہ طبیب تو مریض کی شفا کے طریقے عمل میں لاتا ہے اور حاکم رعایا کی فلاح و بہبود اور خوش حالی اس عالم کے قانون جاری کرتا ہے۔ پھر ہر کام کی اچھائی بُرائی ہر آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتی جبتک اس فن یا علم سے پوری واقفیت نہ ہو۔ اسی لئے تمام عقلمند والے عالموں و اماموں۔ چودہ سو برس سے دین کے بزرگوں نے حدیثوں پر بے چون وچرا عمل کیا

دین۔ ایمان سمجھا ہے کیونکہ حدیثوں میں ان کی تعلیم ہے جن کے اسوۂ حسنہ کی پیروی مسلمانوں پر فرض عین ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت قرآن شریف میں

اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ دُنیا کے پاک کرنے اور قرآن پاک سمجھانے کے واسطے بھیجا تھا اس واسطے ان کو قرآن شریف اور خدائے تعالیٰ کی مرضی پہچاننے کی سمجھ بھی دی تھی جس کو عربی میں بصیرت کہتے ہیں چنانچہ خدائے تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ پ ۱۳ ع ۶ سورۂ یوسف۔ ترجمہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں سے کہدیجئے یہ میرا راستہ ہے میں خدا کی طرف بصیرت (سمجھ بوجھ عقل کامل) سے بلاتا ہوں اور میرے طریقے پر چلنے والے بھی صراط مستقیم کی طرف بلاتے ہیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ پ ۲۶ ع ۱۶ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پردے کو دُور کر دیا پس آج اب آپ کی نظر بہت تیز ہے۔ ناظرین یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بصیرت (دانائی) جس سے اُنہوں نے خدائے تعالیٰ کے موافق زندگی۔ موت کے تمام قانون بیان فرمائے جن کو چودہ سو برس سے تمام بزرگان دین سُنّی شیعہ ماننے چلے آتے ہیں لیکن یہ کافروں کے ایجنٹ پرویز وغیرہ ان حدیثوں سے انکار کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد بصیرت سے منکر ہیں۔ ان کو تو حقیقت میں قرآن پاک اور خدائے قدوس سے دشمنی ہے۔ اس لئے اسلام کے مٹانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اب آپ ذرا پرویز کی وہ تحریر بھی دیکھئے جس میں حضور کی قرآنی بصیرت کا انکار ہے۔ مقام حدیث جلد اوّل ص ۳۲۴ پر لکھتے ہیں

کہ بصیرت کم و بیش ہر انسان میں موجود ہوتی ہے یعنی یہ خاصّہ مافوق البشر نہیں
ہے اگر یہ کہا جائے کہ نبی کی بصیرت دوسرے تمام انسانوں سے زیادہ ہوتی ہے
تو یہ فرق کمیّت Quantity کا ہوا۔ کیفیت Quality کا نہ ہوا۔

ناظرین آپ نے دیکھا قرآن شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت کو ذریعۂ تبلیغ دین فرمایا گیا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف پر عمل کرکے آپ کی پیروی کا ثبوت دینے والوں کی بصیرت (دینی سمجھ) کو بھی صراطِ مستقیم قرار دیا ہے کیونکہ پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضورؐ کا راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے اور آیت اوّل میں هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اسی راہ کو کہا گیا جو آپؐ کی اور آپ کے تابعین فرمانبرداروں کی بصیرتؐ کا نتیجہ ہے اور پھر دوسری آیت میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ ہم نے آپ سے تمام حجابات دُور کر دئے اور آپ کی (قرآن فہمی اور دین دانی) بصیرت کو بالکل تیز اور یقینی نتائج کا دارو مدار بنا دیا ہے۔ لیکن منکرینِ حدیث خصوصاً پرویز نے اس خداد بصیرت سے مذکورہ عبارت میں صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ جو حضورؐ کی بصیرت کے متعلق چودہ سو برس سے رہا ہے۔ اس کا بھی اعتراف کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقام حدیث جلد اوّل کے صـ۱۴ وصـ۱۵ پر ہے :۔

> البتہ ان (نبیوں) کی بصیرت حقائق و معارف کے اُس اُفقِ اعلیٰ پر ہوتی ہے جہاں عام انسانوں کی نگاہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اُن کے مزکی (پاک کرنے والے) مقدس (پاک) نفوس (ذاتوں) کی بلندیاں کائنات کے اس معراجِ کمال پر ہوتی ہیں۔ جہاں عام انسانوں کا شہپرِ تخیل (خیال کا بازو) بھی جلتا ہے۔ اُن کے قلب و دماغ کی یہ بلندیاں اپنی نظیر (مثال) آپ ہوتی ہیں اور یہ سب اس وحی کے ذریعے ہوتا ہے جس کا مہبط (اُترنے کی جگہ) اُن کا قلبِ منوّر (روشن دل) ہوتا ہے اور جس کے لئے انہیں خاص طور پر چُنا جاتا ہے اس مقام تک کوئی دوسرا انسان نہیں پہنچ سکتا۔

یہ عبارت پرویز کی تھی جس میں نبیوں کے متعلق تمام مسلمانوں کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ اگر یہ اعتقاد پرویز کے دل میں بھی ہوتا تو جب تمام نبیوں کا ان کی بصیرت کے

اعتبار سے یہ ایسا خاصہ (مخصوص معجزہ) ہے تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سردارِ انبیاء علیہم السلام میں ان کی بصیرت تمام انسانوں کی برابر کیسے ہو سکتی ہے جب ان کی بصیرت خداداد تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی زیادہ ہے تو یقیناً تمام انسانوں کی بصیرت ان کی بصیرت کے سامنے کالعدم (غیر موجود) ماننی پڑیگی۔ یہی وہ بصیرت تھی جس کی بنا پر آپ پر خدائے تعالےٰ نے قرآن پاک نازل فرمایا اور پھر آپ نے اپنی بصیرت خداداد سے اس کے معانی و مطالب بیان فرمائے جس کو صحابہ کبار لکھتے اور یاد کرتے تھے۔ جن کو تمام مسلمان حدیث کہتے ہیں جس کا اقرار ان منکرین حدیث نے بھی اپنی کتابوں میں کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور پھر بھی دیکھیئے مقامِ حدیث جلد اوّل کے صـ ۲۹۳ پر لکھتے ہیں :-

"جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے عہد میں احادیث کی باقاعدہ تدوین نہیں ہوئی۔ جو کچھ حدیثیں تھیں زبانوں پر تھیں اور اسی طرح ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتی رہتی تھیں"۔

یہ پرویز کی عبارت تھی۔ اس میں حدیثوں کی تدوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں باقاعدہ تو نہیں تھی۔ یعنی کوئی محکمہ یا دفتر حدیثوں کو لکھنے اور جمع کرنے کا نہ تھا بلکہ لوگ اپنے طور پر لکھتے تھے مگر زبانی لوگوں کو یاد تھیں اور ان کو برابر یاد کرنے کا طریقہ لازمی تھا۔ تو ہم اور تمام دُنیا کے مسلمان یہی تو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات و اعمال جن کو حضورؐ کے زمانے مبارک ہی سے لوگوں نے دین و ایمان سمجھ کر یاد کرنا شروع کیا تھا اور صحابہ سے تابعین نے یاد کیں انہیں کو ان محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں جمع کر دیا۔ اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ جو حدیثیں محدثین نے لکھی ہیں وہ حضورؐ کے زمانے ہی سے مسلمانوں میں

عار فرماتی تھیں اور دین سمجھی جاتی تھیں۔ پھر لے منکرین حدیث آپ کو کیا حق ہے کہ ان احادیث سے انکار کریں اور جن کو صحابہ کبار اور تابعین نے دین و ایمان سمجھ کر یاد کیا۔ آپ ان کو دین سے خارج کریں۔ کیا یہ آپ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام اور تابعین کی مخالفت نہیں ہے جس کو سب بے دینی کہتے ہیں آپ اس کو دین کیسے سمجھتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنے گریبانوں میں مُنہ ڈالئے اور حدیث کی مخالفت کر کے مومنوں کی راہ چھوڑ کر دوزخی نہ بنئے۔ حالانکہ آپ اقرار کر چکے ہیں کہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باتیں ہی ہیں دیکھئے آپ نے مقام حدیث جلد اوّل کے ص۳۲۵ پر لکھا ہے کہ لیجئے یہاں قرآن اور حدیث کا فرق خود سامنے آگیا قرآن ۲۳ سال کے عرصے میں حضورؐ پر نازل ہوا تھا اور احادیث وہ اقوال ہیں جو رسول اللہ نے حسب ضرورت ارشاد فرمائے۔ یہ پرویز صاحب کی عبارت تھی اس میں حدیثوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور ارشاد تسلیم کیا ہے۔ جان بوجھ کر حضورؐ کی باتوں سے انکار کرنا کہئے تو کونسی شرافت اور دینداری ہے؟ کفر در اصل محمدؐ سے عداوت رکھنا۔ سچا ایمان حدیثوں سے ارادت رکھنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط کاری کا الزام لگا دیا۔ مقام حدیث جلد اوّل کے ص۱۳۱ پر منکر حدیث نے لکھا ہے کہ ا۔ اگرچہ حضورؐ بصیرت ایمان کے بلند ترین مقام پر تھے اور آپ کی سیرت طیبہ مکارم اخلاق (بزرگ عادتیں) اور خلق عظیم کا مظہر اتم تھی (ظاہر ہونے کی کامل جگہ) لیکن بشریت کے تقاضے خواہشیں حضورؐ کے ساتھ بھی تھے۔ حضورؐ کی زندگی کے ان دو حصوں کو خود قرآن کریم نے متمیز (جدا جدا) کر کے دکھایا ہے۔ جب فرمایا ان سے کہدو اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں اس فرق کے ساتھ کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے اور دوسری جگہ ہے قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ وَ

اِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّيْ اِن سے کہدو کہ اگر میں غلطی کروں تو اس کی ذمہ داری خود مجھ پر ہے اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس قرآن کی بدولت ہے جو میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے۔ یہ منکرین حدیث کی عبارت تھی۔

اِس کا جواب باصواب فرمایا اللہ تعالےٰ نے قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ پ ۱۳ سورۂ انعام۔ اے محمدؐ آپ لوگوں سے کہدیجئے کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کرتا ہوں، نہ کرونگا۔ اگر میں ایسا کرونگا تو بے راہ ہو جاؤنگا۔ سیدھے راستے پر نہیں رہونگا۔ ناظرین یہ آیت کس قدر صاف ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کی خلاف دین پیروی نہیں کی اور اس کو گمراہی فرمایا۔ کیونکہ وہ تو لوگوں کی اصلاح کے لئے تشریف لائے تھے اور جو کچھ فرماتے تھے وہ صرف خدائے قدوس ہی کا حکم ہوتا تھا جہاں بھی قرآن شریف میں اس مضمون کی آیت ہوگی یہ آیت اس کی تفسیر ہے یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میں کافروں کی پیروی کروں تو غلطی ہوگی جیسا کہ اس آیت کریمہ کے بعد ہے قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ اے محمدؐ کہدیجئے میں تو اللہ تعالیٰ کی اس وحی بصیرت سے کام لیتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میری نبوت کی دلیل ہے۔ اور تم اس دلیل خداوندی کا انکار کرتے ہو۔ ناظرین یہ منکرین حدیث آخر ہیں تو انہیں منافقین کے چیلے چانٹے جو معجزات اور حضور کی وحی جلی اور خفی کا انکار کرتے تھے یہ حضورؐ کی تنقیص کی دُھن میں قرآن پاک اور خداداد بصیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بلکہ حضور اکرمؐ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ تو بہت سی باتوں میں کافروں کے رسم و رواج پر عمل کرتے تھے۔ برادران اسلام آپ کو اوپر والی آیت سے معلوم ہوگیا کہ حضورؐ کافروں منافقوں کی خواہشوں اور طریقوں کے خلاف احکام خداوندی بیان فرماتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے صاف فرمادیا تھا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ پ ۱۴ سورۂ بقرہ۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ خدا کی طرف سے علم کلی نازل ہونے کے بعد کافروں اور منافقوں کی پیروی کریں گے تو خدا آپ کا دوست اور مددگار نہیں ہوگا۔ اس آیت میں بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فرمایا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم کو تمام آیات قرآنی۔ احادیث اور علوم دین و فلاح و بہبود عطا فرمائے جو حدیثوں پر ہیں اس سے ظاہر ہے کہ حضور نے کافروں کی رسم و رواج اور طریقوں کی پیروی نہیں کی۔ اور حضور اکرم کو ایسا اس لئے کہا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ایماندار سمجھ لیں کہ بے دینوں کی پیروی اس قدر بڑا گناہ ہے کہ اگر نبی بھی کریں تو معاف نہیں ہو سکتا۔ مگر نبی معصوم ہوتے ہیں وہ گناہ نہیں کرتے۔ اب وہ آیت بھی لیجئے جو پرویز نے بیان کر کے حضور اکرم پر تہمت غلط کاری لگائی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۵ پ ۲۲ ۱۲۔ ترجمہ۔ اے محمد فرما دیجئے کہ حق (یعنی اور میری شریعت) آگیا باطل گم ہوا اور غالب نہیں ہوگا قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ ج وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ پ ۲۲ ۱۲ سورۂ سبا۔ اے نبی کہہ دیجئے کہ اگر (بالفرض محال) میں بھی بے راہ ہو جاؤں تو یہ بھی میری غلطی ہوگی اور اگر میں (سچ مچ) ہدایت پر ہوں تو یہ اس علم یا حکم کی وجہ سے ہے جو میرے رب نے مجھ پر وحی کیا ہے۔ ناظرین کرام یہاں تو حق اور اس وحی کی تعریف اور فیض رسانی کا بیان مقصود ہے جو حضور پر قرآن کریم یا حدیث شریف کی صورت میں کی گئی ہے۔ کہ اگر کوئی اب اس ہدایت کے بعد بھی غلط کام کرے تو اس کی غلطی ہے خدا کی طرف سے تو راہ راست آگئی ہے۔ اس آیت میں اِنْ حرفِ شرط ہے کہ اگر میں غلطی کروں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تمام جہان کا رہبر ہادی بنایا۔ اور آپ کے طریق مبارک کو اُسوۂ حسنہ فرمایا گیا تو آپ سے غلطی ہونا ناممکن تھا اور جب غلطی ممکن نہیں تو آپ کو غلط کار غلطی کرنے والا ماننا قرآن کے خلاف ہے اور جب

شرط کا وقوع نہیں تو مشروط یعنی آپ کا غلط کار ہونا بھی ناممکن ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط ہے اب حضور کو اپنی طرح غلط کار سمجھنے والی مخالفین حدیث کی جماعت ہی قرآن پاک اور اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگانے والی اور خدائے تعالیٰ کے قانون کی نافرمان ٹھہری جو حضور کو غلط کار کہتی ہے۔ اس مضمون کی آیت پہلے گزری جو اس کی تفسیر ہے کہ اگر میں جاہلوں کی پیروی بالفرض محال کروں تو میری غلطی ہوگی یہ تو راہ راست کی پیروی کی تاکید ہے۔ حضورؐ نے جاہلوں کی پیروی کبھی نہیں کی جس کو غلطی کی وجہ بتایا گیا ہے اس واسطے حضورؐ پر غلط کاری کا الزام حرام ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر دوسرے چند اعتراضات دیکھئے مقام حدیث جلد اوّل کے صـ۳۳۴ پر ہے۔ اگر رسول کی ہر بات وحی کی رو سے ہوتی تھی تو حضورؐ کو مشورہ کرنے کی کیا ضرورت تھی و صـ۳۳۳ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر صدیق کی رائے (جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق) پسند کی اور فدیہ (تاوان) لیکر چھوڑ دیا۔ اس پر خدا کا عتاب (غصّہ خفگی) آیا اور یہ آیت اُتری لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ اگر خدا کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا اس پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔ آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر یہ عتاب ربانی سُن کر رو پڑے یہ عبارت منکرین حدیث کی تھی۔

اس کا جواب باصواب فرمایا اللہ پاک نے فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ پ ۴۔ سورۃ ال عمران۔ ترجمہ اے نبی کریمؐ اگر لوگوں سے آپ کا قصور ہو جائے تو ان کو معاف فرما دیا کیجئے اور اگر ان سے کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو جائے تو آپ ان کی بخشش کی دُعا کر دیا کیجئے اور اُن سے بعض کاموں میں مشورہ کر لیا کیجئے اور جب آپ کسی کام کا قصد کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے یعنی اس کی مرضی پر کام کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ناظرین۔ اس آیت میں حضورؐ کے اُن کریمانہ طریقوں کا ذکر

جو آپ نے عوام کے ساتھ برتنے عمل کیا۔ اور اللہ پاک اخلاق مبارک کے موافق ان لوگوں کی
تالیف قلوب کے لئے (ان کے دل اپنی طرف جھکانے کے لئے) فرماتا ہے اُن سے مشورہ بھی
کرلیا کیجئے "تاکہ ان کے دل بڑھ جائیں اور خوش رہیں۔ پھر اُن سے دین کے بھاری کرنے کا کام
لینا ہے۔ ان کو رلئے زنی سوچ بچار کی مشق بھی کرائیے اور آپ جب کوئی کام کرنے
لگیں تو خدا کی اس وحی کے مطابق کیجئے جو آپ کے دل پر القائی ہے (ڈالی ہے) اور اس
کو سب کے مشوروں پر مقدم رکھئے۔ بتائیے اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ آپ کاموں
کی درستی کے لئے مشورہ کیجئے چونکہ آپ نہیں جانتے بلکہ صاف ہے کہ کام تو آپ اپنی
خداداد بصیرت اور وحی سے کیجئے اور اسی پر بھروسہ کیجئے کیونکہ اللہ تعالے آپ سے
محبت فرماتا ہے وہ ہر صحیح چیز آپ کو بتادیتا ہے۔ اس میں منکرین حدیث کو حضور اکرمؐ
کی لاعلمی۔ غلط خیالی کا کوئی سا لفظ مل گیا۔ دراصل چونکہ یہ بے دین اسلام سے دُنیا کو جُدا
کرنا چاہتے ہیں اس لئے بانیِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نادانی۔ بے سمجھی اور
غلط کاری کی تہمتیں تراشتے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ پاک نے اس جماعت مومنین کے
متعلق مُلکی اور قومی کام کرنے کا طریقۂ سُنّت بھی جاری فرمادیا مشورہ کرنا جیسا کہ خود فرمایا۔
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ پ۲۵ ۵ شوریٰ۔ ترجمہ۔ مومنوں کا کام آپس میں مشورہ کرنا
ہے۔ ناظرین چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صائب الرائے اور مطاع اور بالکل صحیح
درست علم رکھتے ہوئے بھی مشورہ کیا ہے اس لئے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کے طور پر مومنین
کے لئے مشورہ کرنا لازم قرار دیا۔ حضورؐ کو تو بذریعہ وحی یا بصیرتِ خداداد ہر کام کا فیصلہ اور
صحیح حکم معلوم ہوجاتا تھا مگر آپ کے بعد لوگوں میں ایسی یقینی اصابت رائے ضروری نہیں
لہٰذا آپس میں مشورہ کیا کریں۔ یہ سورۂ شوریٰ مومنوں کے عادات وخصائل بیان کرتی
ہے آخریں مومنوں کی صفت آپس میں مشورہ کرنا بھی بتادیا۔ اور مشورہ بہرحال مفید ہے گر
بعض وقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے مطابق مفید کام ہو اور اس میں لوگوں کا

شورہ بھی ہو تو وہ لوگ خوش ہو جاتے تھے اور اگر ظاہر میں وہ کام غیر مفید بھی معلوم ہوتا تھا تو چونکہ ان کے مشورہ سے ہوتا تھا بعد میں بین میخ نہیں نکالتے تھے۔ اگرچہ حضور اکرمؐ کے تمام کام اللہ پاک کے بتائے اشارات ہی ہوتے تھے لیکن بعض کاموں کی اچھائی ہر شخص کو نظر نہیں آتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم خیال ہو جاتے تو آخر میں اچھے نتیجے سے خوش ہوتے تھے اور اگر بعض وقت ان کے خلاف مصلحت شورہ پر عمل بھی کرتے تو اس کی فوراً تردید ہو جاتی اور لوگ سمجھ لیتے کہ ہماری رائے جو حضورؐ کی مرضی دریافت کئے بغیر تھی وہ درست نہیں تھی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہر کام کا فیصلہ کراتے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ پ۲۔ا سورۃ بقرہ۔ ترجمہ۔ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے مفید ہو۔ اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے اور رائے بالکل خدا تعالےٰ کے موافق ہوتی تھی۔ اُن سے مشورہ لینا ان کی اصابت رائے دریافت کرنے اور امتحان کے طور پر تھا۔ اب ہم نے قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑنے کی حقیقت بھی سُنئے جس کو باعث عذاب قرار دیا ہے۔

بدر کے قیدیوں سے فدیہ خدا کے حکم سے لیا تھا

فرمایا اللہ تعالےٰ نے لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ پ۱۰ سورۃ انفال اگر اللہ تعالےٰ کا حکم یا کتاب پہلے آ نہ جاتی تو تم کو اس کام میں جو تم نے اختیار کیا بڑا عذاب آتا۔ فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا پ۱۰ سورۃ انفال۔ ترجمہ پھر کھاؤ تم اس کو جو تم نے کافروں سے لیا حلال اور پاک سمجھ کر۔ ناظرین کرام! بتائیے اس آیت میں عذاب آنے کا کونسا لفظ ہے۔ آیت میں یہ ہے کہ تم نے جو فدیہ لیا یا ان کے ساتھ معاملہ کیا وہ اللہ تعالےٰ کی کتاب کے عین مطابق ہے اگر اس کے خلاف ہوتا

تو تم پر بڑا عذاب آتا۔ اور پھر اس وصول کئے مال کے متعلق بھی فرما دیا کہ وہ تمہارے لئے بالکل حلال اور پاک ہے۔ یہ تو ہے قرآن پاک کی آیت کریمہ جو فدیہ لینے کو عین کتاب خدا کے موافق بتاتی ہے اور وصول کئے ہوئے کو بھی حلال اور پاک بتاتی ہے۔ اب یہ منکرین حدیث اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق کے مشورہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر کاربند ہونے کا ترجمہ اور خدا کے خلاف ہونے کا الزام کہاں سے لگاتے ہیں۔ یہ تو اہل قرآن اور قرآن سمجھنے کے دعویدار ہیں بتائیں جواب دیں جو پوچھتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ان بے دینوں کو فریبی ثابت کرنے کے واسطے ایسی آیات پہلے ہی نازل کر چکا ہے جن میں حدیثوں کا ماننا لازم کیا گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا مشورہ دینا اور آنحضرت کا قبول فرمانا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قتل کے متعلق رائے ظاہر کرنا تو صرف حدیثوں میں ہی ہے تو پرویز جب حدیثوں کا منکر ہے تو اس حدیث پر ایمان کس طرح لایا۔ ہم کہتے ہیں جو وجہ اس حدیث پر ایمان لانے کی ہے اس سے تمام حدیثوں پر ایمان لاکر اپنی دیانت کا ثبوت پیش کرے۔ ہم حدیث کو چونکہ قرآن پاک کی تفسیر مانتے ہیں اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ بغیر حدیثوں کے قرآن کا شان نزول اور اصلی مطلب معلوم ہونا ہی ناممکن ہے۔

قرآن پاک میں فدیہ لیکر قیدیوں کو چھوڑنے کا حکم

اللہ تعالٰے نے فرمایا فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَٰلِكَ پ ۲۶ ع ۵ سورہ محمد

ترجمہ۔ پس جب تم کافروں سے لڑو تو ان کو قتل کرو۔ یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مار چکو تو پھر خوب مضبوط باندھ لو۔ پھر (اگر وہ لڑنے سے توبہ کریں) تو ان کو احسان کے طور پر چھوڑ دو۔ یا ان سے فدیہ (تاوان) لے لو جبتک کے وہ لڑنے سے باز نہ آئیں۔ یہ کام ضروری ہے۔ ناظرین کرام آپ کو معلوم ہو گیا کہ قرآن پاک میں فدیہ لیکر چھوڑنے کا حکم ہے

تو بدر کے قیدیوں کی رہائی بھی اسی کتاب خدا کے حکم سے ہوئی اس میں گناہ کیسا۔ اگر اس کے خلاف کیا جاتا تو البتہ خدا کا عذاب نازل ہو سکتا تھا۔ اب حدیث شریف کی اس روایت کی حقیقت یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ دینا کہ ہر آدمی ہم میں سے اپنے رشتے کے قیدی کو مار ڈالے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فدیہ لے کر چھوڑنے کے لئے کہنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کرنا نہایت غور سے پڑھیے اور حقیقت کو سمجھیے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ ناظرین کرام! اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر اپنے ارادے کے بغیر عمل کیا بلکہ اکثر و بیشتر محدثین و شارحین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور اکرمؐ کو پہلے ہی خدائے تعالےٰ کا حکم ہو چکا تھا کہ آپ فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے لیکن چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کے جانشین ہونے والے تھے اس لئے ان کی رائے کی تصویب (صحیح ظاہر کرنا) بھی مدنظر تھا اس لئے حضورؐ نے ان سے بھی مشورہ لیا تھا اور ان کا مشورہ عین حکم خداوندی کے موافق ہی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چونکہ دین کے معاملے میں بہت ہی سخت تھے ان کی رائے رافت و رحمت سے دور تھی اس لئے منظور نہیں ہوئی۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ اس آیت کے اترنے پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روئے تو اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تھا کہ اس نے اپنے حکم کے موافق ہی فیصلہ کرایا اور ان لوگوں کے قتل سے رک سکے جنہوں نے مسلمان ہو کر دین متین کی قابل قدر خدمات انجام دیں یہ رونا فرط مسرت اور اللہ تعالےٰ کے احسان عظیم کی بنا پر تھا نہ کہ اس لئے کہ نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی قصور ہوا تھا۔ اگر ان سے قصور اور غلطی کے احتمالات ہوتے تو ان پر قرآن شریف نازل فرما کر ان کو معلم قرآن مفروض الاطاعت نہ بنایا جاتا۔ ان کی طرف غلطی نقص اور قصور کا تصور کرنا خدائے قدوس اور قرآن پاک

کی بدترین توہین ہے۔ علماء اور عقلاء کا فرض ہے کہ حدیث شریف سے خلافِ قرآن مطلب نہ لیا کریں ہاں اگر کوئی حدیث کسی آیت کو منسوخ الحکم بتائے تو حدیث کو ایسا حق ہے کیونکہ قرآن کے معنی اور مطلب کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ہی موقوف کیا گیا ہے۔ چنانچہ مولانا سلیمان صاحب ندوی اپنی کتاب مختصر سیرت النبی کے صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں کہ اکثر علمائے محققین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے اور اس کے چند وجوہات بیان کئے ہیں (۱) قرآن پاک میں پہلے سے حضرت ابوبکر صدیق کی رائے کے مطابق حکم تھا (۲) اس رائے میں رحمت ملحوظ ہے جو سب چیزوں سے وسیع تر ہے۔ (۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں حضرت ابوبکر رض کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عمر رض کو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے (۴) ابوبکر رض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے موافق تھی (۵) بالآخر رب العالمین نے بھی اسی رائے کو برقرار رکھا۔ ناظرین آپ کو معلوم ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے قیدیوں کو تاوان لے کر چھوڑنا حکمِ خدا کے موافق تھا۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ جذبۂ جاں نثاری اور دشمنانِ دین کی بیخکنی کا خیال نہایت قابلِ قدر ہے جس کی بنا پر ان کے جذبات کو حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی اس میں دشمنانِ دین کی تخریب کا پہلو نمایاں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق کے جذبات رحمت و مآل اندیشی کو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ چونکہ اس میں تعمیری و تبلیغی پہلو نمایاں تھا ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ برادرانِ اسلام یہ منکرین حدیث تمام حدیثوں کو تو اپنے کا فرانہ شک و شبہ کی وجہ سے قابلِ اعتماد نہیں سمجھتے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قصور۔ نادانی۔ اور غلط کاری کے ثبوت کے لئے حدیثیں پیش کرتے ہیں کیا یہ ان کی دھوکے بازی اور اسلام دشمنی کا بین ثبوت نہیں ہے؟

منکرین حدیث کے حضور اکرم پر مخالفانہ اعتراضات۔

منکرین حدیث کے حضور اکرمؐ پر مخالفانہ اعتراضات

مقام حدیث جلد اوّل کے ص۲۳۴ کی نیچی سطروں میں ہے کہ علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ یہ عتاب مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق تھا لیکن یہ چیز تو اپنی جگہ موجود رہتی ہے کہ حضورؐ کے ایک فیصلے پر اللہ کی طرف سے ایسا عتاب نازل ہوا کہ حضورؐ رو پڑے۔

یہ پرویز کی عبارت ہے وہ یہ ثابت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے اور ارشادات غلط اور شرعاً ناجائز بلکہ گناہ تھے چونکہ عتاب تو گناہوں پر ہی ہو سکتا ہے آپ کو اس عبارت سے پرویز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی بخوبی ظاہر ہو گئی ہے۔ برادران اسلام تمام قرآن پاک میں حضورؐ کی عزت و احترام فرض کیا گیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنے کو بدترین کفر کہا گیا ہے۔ لیکن پرویز اس دشمنی کے ثبوت کے لئے بہت سی کتابیں سیاہ کر کے چھپوا چکا ہے اور اس کے مشن کا اصل مقصد یہی ہے کہ کسی صورت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو جدا کیا جائے۔ قرآن پاک اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور اسلام سے نفرت دلانے کا اس کے نزدیک بہترین یہی ذریعہ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرآن پاک کے مطالب معانی اور احکام بھی حضورؐ ہی کے صدقے میں معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کرتا ہے کہ لوگوں میں اس کی اور اس کے نفس پرست بے دینوں کی قدر و منزلت ہونے لگے۔

ایک بڑی تہمت

مقام حدیث جلد اوّل کے ص۲۳۳ پر لکھتا ہے کہ :- حضرت خباب بن منذر نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یہ انتخاب وحی سے یا فوجی تدبیر سے ہے تو آپؐ نے فرمایا وحی سے نہیں ہے تو حضرتؐ نے حضرت خباب بن منذر کے مشورہ پر عمل کیا یہ عبارت پرویز نے سیرت النبیؐ۔ علامہ شبلی سے لی ہے جو سیرت کے حصہ اوّل کے ص۲۹۵ پر بتائی ہے۔ پھر اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت خباب کو بھی

معلوم تھا کہ حضورؐ کی ہر بات وحی سے ہوتی ہے۔ اور رسول اللہؐ نے خود بھی فرمایا کہ وحی نہیں ہے تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو (معاذ اللہ) رسول اللہؐ کو بھی وہ بات معلوم نہ تھی جو رسولؐ کی ہر بات کو وحی کہنے والوں کو معلوم ہے۔ اگر رسول اللہؐ نے سچ فرمایا ہے اور کم بخت ہے جو رسول اللہؐ کے متعلق بھی یہ گمان کرے کہ (پناہ بخدا) حضورؐ نے سچ نہیں فرمایا تھا تو پھر جو لوگ حضورؐ کی ہر بات کو وحی کہتے ہیں آپ اندازہ کیجئے وہ کیا ہوا۔

ناظرین کرام۔ آپ پرویز کے مکر و فریب پر ذرا غور کیجئے کہ علامہ شبلی نے جو ایک بات مورخ کی حیثیت سے لکھ دی جس کی صحت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہونے کی کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔ مگر چونکہ وہ حضور کی غلطی (نعوذ باللہ) ظاہر کرتی ہے اس واسطے اس کو حضور اکرمؐ کا ارشاد سمجھ کر ایسا پکا ایمان لے آیا کہ اس کا غلط سمجھنا حضور اکرمؐ کا غلط کہنا ہے اور پھر کہتا ہے وہ بڑا ہی کمبخت ہے جو رسول اللہ کے ارشاد کو غلط سمجھے۔ برادران اسلام آپ پرویز کی وہ عبارتیں بھی پڑھ چکے ہیں جن میں بخاری مسلم اور صحاح ستہ کی ان حدیثوں کو غلط بے اعتبار لکھا ہے جو مہاجرین و انصار۔ اور تابعین سے متواتر مشہور روایتیں ہیں اور پھر مہاجرین و انصار کی اطاعت تابعین اور تبع تابعین کی فرمانبرداری اور پیروی بھی قرآن کریم سے فرض ثابت ہو چکی ہے مگر یہاں علامہ شبلی کی تاریخ پر اتنا ایمان ہے کہ اس کے جھوٹ سمجھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹا ہونے کا باعث سمجھتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ حُباب بن منذر کی روایت صحیح نہیں ہے اور نہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے چونکہ قرآن شریف کی اس آیت کے خلاف ہے کہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ کہ رسول اللہؐ اپنی خواہش سے کبھی بھی نہیں کہتے وہ صرف وحی کے مطابق ہی کہتے ہیں اور یہاں وحی سے قرآن مراد لینا بھی ارشادِ باری کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کا لفظ آیت میں نہیں ہے وحی کا لفظ ہے۔ جو قرآن و غیر قرآن پر دلالت کرتا ہے۔

اور اگر خباب والی روایت کو بالفرض محال صحیح بھی مانا جائے تو بھی اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اس وقت نئی کوئی وحی نہیں آئی بلکہ وہی بصیرت یا وحی خفی ہے جس کا قرآن پاک میں مذکور ہو چکا ہے پھر خباب کے مشورے کو صحیح قرار دینا بھی اس کی دلیل ہے کہ وہ حضور کی بصیرت خداداد کے موافق تھا ورنہ حضرت عمرؓ کے مشورہ کی طرح قبول نہ فرماتے۔

روایت مذکورہ کی حقیقت اکثر کتابوں میں یہ روایت اس طرح ہے کہ جب مکّہ والے کافر لوگ مدینہ شریف پر حملے کرنے کے لئے آئے تو حضور اپنے تین سو تیرہ صحابہ کرام کو لیکر بدر پہنچے آپؐ نے اپنے خیموں کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا تھا خباب یا کسی دوسرے صحابی نے کہا کہ میں اس مقام سے پوری طرح واقف ہوں چنانچہ وہ چشمے کے قریب پہنچے اور مسلمانوں کے خیمے نصب کئے گئے یہ دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت یا وحی خفی ہی کے موافق تھا جس کے متعلق فوراً ہی جلی بھی نازل ہوئی۔ یہ پرویز کا اتہام جھوٹ اور دھوکا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے کہتا ہوں۔ یہ روایت مدارج النبوۃ۔ معارج النبوۃ اور شواہد النبوۃ جیسی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ کافروں کا لشکر ایک ہزار تھا۔ اللہ پاک خود فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ پ ۴ ۔ یقیناً اللہ تعالےٰ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جبکہ تم کمزور بے سروسامان تھے اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ پ ۴۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جب آپ مومنوں سے فرما رہے تھے کہ اے لوگو کیا تم کو یہ کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے۔ ناظرین یہ ہے حضور اکرمؐ کی بصیرت یا وحی خفی جس کی وجہ سے آپ اپنے خالق کے ارشاد مبارک کے مطابق مومنوں کو فرشتوں کی مدد کا مژدہ سنا رہے تھے اور یہ خدا ہی کی طرف سے آپ کی بصیرت یا وحی خفی تھی جس کی تصدیق اللہ تبارک وتعالےٰ نے یوں فرما دی۔ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ پ ۴ سورۂ اٰل عمران

ترجمہ۔ ہاں کیوں نہیں (ضرور) اگر اے مومنو! تم صبر کرو اور صرف اللہ تعالیٰ سے خوف کرو (دشمنوں سے نہ ڈرو) اور کافر لوگ پانچ ہزار بھی یک لخت ٹوٹ پڑیں گے) تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری امداد فرمائیگا جو نہایت ہی خاص طور سے لڑیں گے۔ ناظرین یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور بصیرت جس کی قبولیت کے یقین کی دعا کی تھی۔ جب کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی تو ایک ہزار فرشتوں کا وعدہ کیا۔ جب کافر تین ہزار جمع ہو گئے تو فوراً تین ہزار کی بشارت دی اور جب بعض لوگوں نے افواہ اڑائی کہ کافر تو پانچ ہزار ہیں تو اللہ تعالیٰ نے پانچ ہزار کی امداد کا وعدہ فرمایا مگر چونکہ کافر تین ہزار ہی تھے اس لئے تین ہزار فرشتے مدد کو آئے یہ تھی قرآن پاک کے مطابق وہ خبر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور خدا نے اس کی قبولیت کی تصدیق بھی فرما دی۔ اب مسلمانوں کے مقام بدر میں قیام اور صف آرائی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خداداد بصیرت یا وحی کے ذریعے ہی کی جیسا کہ فرمایا وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ پ ۴۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جب آپ صبح اپنے مکان سے چل کر مسلمانوں کو لڑائی کی جگہ جما (نصب کر رہے) تھے۔ تو ثابت ہوا کہ حضور ہی نے اپنے خداداد صحیح علم ہی سے پڑاؤ اور فوجیں کھڑی کرنے کا کام انجام دیا۔ اب رہا یہ کہ آپ نے جو بعض موقعوں پر اپنے ساتھیوں سے مشورے کئے تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کو مشورہ دینے کسی معاملے کو سوچنے سمجھنے کی مشق ہو جائے۔ اور جو لوگ مشورہ دینے کے لائق تھے جن کے مشورے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم خداداد کے موافق ہوتے تھے ان کی سند کے طور پر دوسری وحی بھی آجاتی تھی تاکہ سب صحابہ کو بھی معلوم ہو جائے کہ فلاں صحابی مشورہ دینے یا سوچ بچار کے امتحان میں پاس ہوئے اور آئندہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی لوگ ان کے مشوروں پر عمل کر کے صحیح راستوں پر عمل کرتے رہیں مشورہ فرمانے کی غرض یہ نہیں تھی کہ حضور اکرم کو علم نہیں تھا۔ ان دشمنان دین منکرین حدیث

پر بڑی پھٹکار ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور بے عزتی کے لئے کیسے کیسے الزام تراشتے ہیں۔ بدر کی حدیث میں یہ بھی تو ہے کہ حضور اکرمؐ نے جس کافر کے قتل ہونے کی جو جگہ بھی اس کے قتل کے پہلے اپنی بصیرتِ نبوت سے مقرر کی تھی وہ اُسی جگہ قتل ہوا اس سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی کیا دلیل ہوگی۔ پرویز اس متواتر روایت پر ایمان کیوں نہیں لایا۔ اس لئے کہ حضورؐ کا جانی دُشمن ہے عیب ہی نکالنا چاہتا ہے۔

پرویز کی دھوکا دہی کا ظاہر ثبوت

حضرات آپ پرویز کی وہ تمام عبارتیں بھی پڑھ چکے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مشہور متواتر ارشادات کو حدیثوں میں ہی تسلیم کیا ہے جو حضورؐ اقدس کے زمانہ مبارک سے برابر چلے آتے تھے۔ اور انہیں کا اپنی تمام کتابوں میں انکار کیا ہے تو بتائیے کہ سب سے بڑا کم بخت اپنے قول کے مطابق پرویز ہی ٹھہرا کہ حضورؐ کے ان ارشادات سے انکار کرتا ہے جن کے ماننے کی تاکیدیں قرآن پاک میں موجود ہیں۔ مگر جاہلوں کو فریب دینے کے لئے ایسا خوش اعتقاد بننا چاہتا ہے کہ حضورؐ کی بات کو بڑا مانتا ہے حالانکہ وہ شبلی والی عبارت کوئی مستند صحاح ستہ کی حدیث بھی نہیں ہے مگر حضور اکرمؐ کے منصب خداداد کے خلاف ہے اس لئے اس پر ایمان لانا بھی فرض سمجھتا ہے اور قرآن کی ان آیتوں کا بھی انکار کرتا ہے جن میں حضورؐ کی علمیت اور بصیرت و اتباع پر تاکیدیں مذکور ہیں۔ اب فیصلہ کیجئے کہ پرویز کا دھوکا مکر اور فریب کس قدر قبیح ترین ہے پھر ان تمام منکرینِ حدیث کے طریقۂ بیدینی کی بنیاد بدگمانی پر ہے جس کی قرآن پاک میں بار بار بُرائی مذکور ہو چکی ہے جو اسی کتاب میں بیان کر دی گئی ہے۔ بخاری مسلم اور تمام مستند حدیثوں کے راویوں کی صداقت اور درایت پر تو شک کرتا ہے مگر علامہ شبلی کی تاریخ کی روایت پر بے چون و چرا ایمان کیوں لاتا ہے۔ آپ ہر طرح پرویز کے مکر و فریب سے واقف ہو چکے۔

رسول اللہ پر گناہ کرنیکا الزام اور مشوروں کی حقیقت

یہ منکرِ حدیث پرویز مقامِ حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۳ پر لکھتا ہے ا۔ یہ سوال کہ اگر رسول اللہ کی ہر بات وحی سے

ہوتی تھی تو آپؐ صحابہ سے مشورہ کیوں کرتے تھے بڑا اہم ہے۔ واضح رہے کہ یہ مشورہ فقط آپ کی مرضی پر منحصر نہ تھا بلکہ خدا نے حکم دیا تھا کہ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ۔ معاملات میں اُن سے مشورہ کیا کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ کو حکم دیتے ہیں کہ معاملات، باہمی مشاورت سے طے کیا کرو۔ رسول اللہ اس حکم کے مطابق صحابہ سے برابر مشورہ فرماتے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان باتوں میں نہ خدا کی طرف سے وحی ہوتی تھی نہ رسول اللہ اپنی بات کو وحی سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ اگر رسول اللہ کی ہر بات وحی ہوتی تو پھر مشورے سے کیا مطلب۔ اور صفحہ ۳۲۹ پر لکھتا ہے کہ بعض باتیں جو مشورہ کی رُو سے اختیار کی گئیں اللہ کی منشاء کے خلاف نکلیں اس لئے خدا کی وحی نے ان پر تنبیہہ کی ۔

یہ ساری عبارت پرویز کی تھی۔ ناظرین آپ کو اس عبارت سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ پرویز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں سے بھی زیادہ بے سمجھ۔ معاملوں کی سمجھ بوجھ نہ رکھنے والا۔ اور تمام کاموں میں دوسروں کے مشوروں کا محتاج ثابت کرنا چاہتا ہے اور یہ بھی ثابت کرنا اپنا ایمان سمجھتا ہے کہ رسول اللہ اور ان کے ساتھی بھی اس قدر نافہم۔ بُری رائے والے۔ غلط فیصلے کرنے والے تھے کہ بہت سے فیصلے خدا کی منشاء کے خلاف کرتے اور اللہ تعالیٰ کو تنبیہہ اور عذاب کرنا پڑتا تھا۔ برادرانِ اسلام کیا حضور اکرم اور صحابہ کبار کے متعلق چودہ سو برس سے کسی مومن مسلمان نے یہ عقیدہ رکھا ہے ؟ یا اس وقت خدا کے فضل سے دُنیا میں کروڑوں مسلمان۔ عالم فاضل فلسفی۔ علامہ۔ اور دیگر مذہبوں کے جاننے والے مسلمان بھی موجود ہیں کسی کا بھی حضورؐ اور صحابہ کے متعلق ایسا گندا عقیدہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ پرویز۔ برق اور ان کے دوسرے چند کافروں کے ایجنٹ چکڑالوی بے ایمانوں کے سوا کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم پہلے بھی اس کا مختصر جواب دے چکے ہیں مگر اب ہم نہایت ہی مدلل جواب دے کر ثابت کرتے ہیں کہ پرویز وغیرہ چکڑالوی خدا تعالیٰ اور

قرآن شریف ہی کو جاہل۔ بے علم اور غلط کاموں کا پھیلانے والا مانتے ہیں۔

حضورؐ کو مشورہ لینے کو کیوں فرمایا گیا

فرمایا اللہ تعالٰے نے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پ۴ ۸۔ سورۂ ال عمران۔ ترجمہ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ آپ لوگوں کے لئے نرم دل ہیں۔ اگر آپ (اے محمدؐ) غصّے سے بولنے والے اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس (کثرت سے مسلمان ہوکر) جمع نہ ہوتے۔ پھر آپ ان کی غلطیاں بھی معاف فرمایئے اور ان کی بخشش کے لئے دُعا بھی کیجئے اور ان سے (ان کے مفید) بعض کاموں میں مشورہ بھی کر لیا کیجئے (تاکہ ان کے دل آپ سے زیادہ خوش ہوں) لیکن جب آپ کسی کام کا ارادہ کرلیں تو صرف خدا پر بھروسہ کیجئے۔

ناظرین تمام علماء نے ان آیتوں کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ آپ عربی۔ فارسی۔ اُردو میں ان کی تفسیریں اور ترجمے دیکھ سکتے ہیں۔ مثال کے لئے ہم حضرت عبدالقادر شاہ صاحب دہلوی کا ترجمہ پیش کرتے ہیں جو شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھائی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمہم اللہ کے بیٹے ہیں اور جن کو تمام علماء بہت بڑا بزرگ اور عالم سمجھتے ہیں۔ دیکھئے تفسیر قادری۔ موضح القرآن صـ۱۲۳ پر لکھتے ہیں۔ پھر تو اب بخش ان کو اور معاف کر اور گناہ بخشوا ان کے اور مشورہ کر ان سے لڑائی کے کام میں پھر جب مشورت کے بعد قصد کرے تو اس کام کے کرنے کا تو پھر بھروسہ کر تو خدا تعالیٰ ہی پر۔ مشورہ پر بھروسہ نہ کر۔ برادرانِ اسلام میں پہلے قرآن پاک سے ثابت کرچکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرآن پاک کے معلّم سمجھانے اور پڑھانے والے ہیں اسی لئے ہر مسلمان قرآن پاک کے مطلب حضورؐ اکرم کے ارشادات حدیثوں ہی سے سمجھتا ہے چنانچہ جب وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (یعنی بعض کاموں میں مشورہ کرو) آیت اتری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (محمد) کو مشورہ کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ مسلمانوں کے لئے رحمت ہے یہ حدیث شریف ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کی ہے اور اسی کی تائید میں ابن عدی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا کے بیٹے سے روایت کی ہے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کے مطلب اور معنی لکھنے کی خدمت دی تھی۔ حضور فرماتے جاتے تھے اور وہ لکھتے جاتے تھے۔ اسی لئے تمام مسلمانوں نے تو حضورؐ کا فرمایا ہوا مطلب ہی مانا۔ کیونکہ پرویز کے بقول اس سے زیادہ کمبخت بدبخت کون ہوگا جو حضورؐ کے ارشاد کو نہ مانے لیکن وہ صرف پرویز ہی ہے جو حضورؐ اقدس کے ارشادات اور خود حضور اقدس کی توہین کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے ہے۔ اب ذرا ناظرین فیصلہ فرمائیں کہ دُنیا کے پردے پر۔ پرویز جیسا بدنصیب اور کمبخت کون ہوسکتا ہے ؟ اب ہم آیۂ کریمہ کے سیاق وسباق یعنی عبارت کی رفتار طرزِ تحریر۔ شانِ نزول کے اعتبار سے ثابت کرتے ہیں کہ خاتم المرسلین رحمت للعالمین۔ استاذ المعلمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مشورہ صرف ان کی دلجوئی۔ ہمت افزائی یا ان کی رایوں کو دُرست کرنے کے لئے ہی کیا کرتے تھے۔ آپ نے آیت کریمہ میں حضورؐ کی رحمت کا بیان پڑھا اور فَاعْفُ عَنْهُمْ۔ ان کو بخش دیجئے۔ معاف کر دیجئے وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ ان کے گناہوں کی بخشش کی دعا کیجئے۔ ان کو بخشوائیے۔ بھی پڑھ لیا۔ غور تو فرمائیے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم قابل معافی۔ اور خدائے تعالےٰ کے گنہگار بخشوانے قابل ہوں۔ کیا ان کی رائے سمجھ بوجھ۔ خدا کے نزدیک ایسی ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے پر ہی کام کریں۔ ظاہر ہے کہ جو اپنی سمجھ اور رائے کی کمی۔ بُرائی کی وجہ سے خدا اور رسولؐ کا گناہ کر چکا۔ اس کی رائے پر خدائے تعالیٰ کام کرنے کو فرمائے تو مطلب یہ ہوا کہ خدائے تعالےٰ خود اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غلط۔ بُرا۔ بلکہ گنہگاری کا راستہ بتاتا ہے کہ ان سے مشورہ

کرنے کا حکم دیتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) یہ عقیدہ خدائے تعالیٰ کے متعلق پرویز کے سوا کسی مسلمان اور اللہ تعالیٰ کے ماننے والے کا تو ممکن نہیں ہے۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جس نے رسُول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدانخواستہ گنہگاروں کے مشوروں پر کام کریں تو پھر نتیجہ نکلیگا کہ جس نے گنہگاروں۔خطا کاروں کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی (نعوذ باللہ من ہذا و الہفوات) پھر اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ یعنی اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جب آپ کسی کام کا ارادہ کرلیں تو صرف خدا پر ہی بھروسہ کیجئے۔ یعنی جو کچھ آپ کو نبی ہونے کی حیثیت سے حکومتِ الٰہیہ کے نفاذ۔ خدا کی حکومت کو جاری کرنے کی تعلیم دی ہے اسی کی رُو سے کام کیجئے آپ کسی کے مشورے کے محتاج نہیں۔ آپ کو اُن سے مشورہ کرنے کا حکم تو صرف اس لئے دیا ہے کہ وہ خوش ہو جائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنے مشورہ کے قابل سمجھتے ہیں۔ تاکہ وہ آپ کی خدمت میں شوق سے حاضر ہوں اور آپ کی صحبت کی برکت سے اصابت رائے۔ اچھی رائے۔ نیک خیال۔ مناسب سوچ بچار کی طرف توجہ کرنے لگیں۔ اور چونکہ قیامت تک آنے والے لوگوں پر صراطِ مستقیم پر چلنے کے واسطے مہاجرین وانصار کی پیروی لازم کی گئی ہے۔ ضرورت تھی کہ ان مہاجرین وانصار صحابہ کے خیالات۔ اعمال کی اصلاح (درستی) کی جائے تاکہ حضورؐ کی وفات کے بعد وہ حضورؐ کے خدائی مشن کو چلا سکیں۔ اس لئے اگر ان کے مشورے حضور اکرمؐ کی خدا داد بصیرت کے مطابق ہوتے تو حضورؐ نے ان پر عمل فرما کر ان کے حوصلے بڑھائے۔ اور لوگوں کی اصلاح کے لئے ان کو تیار کردیا۔ اور کبھی ان کے مشورے منصب نبوت کی بصیرت عظمیٰ (بہترین مصلحت) کے خلاف ہوئے تو آپؐ نے ان پر عمل نہیں کیا اور ان کی رائے کو غیر صحیح ثابت کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کبھی جلی یا خفی وحی بھیجدی تاکہ وہ لوگ مشورے کے صحیح اور غیر صحیح ہونے پر عبرت حاصل

کریں۔ اسی طرح مشق کرتے کرتے وہ لوگ مہاجرین و انصار حضورؐ کے زمانہ مبارک ہی میں ایسے صائب الرائے ہو گئے کہ حضورؐ کے بعد تمام کام سنبھال لیا۔ اور اسلام کو تمام دُنیا سے قابلِ عزت و احترام اور حاکم الادیان منوا کر چھوڑا۔ موٹی سی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نائب تمام دُنیا کا سردار بنایا تو اُن میں یقیناً وہ خوبیاں رکھدیں۔ جو ان کے سوا کسی انسان میں بھی نہیں تھیں تاکہ نبی اور غیر نبی کا فرق معلوم ہو۔ اگر خدانخواستہ نبی اپنے منصب۔ نبوّت کے کام عوام کے مشوروں پر موقوف کر دے تو وہ تو عوام سے بھی کم درجہ کا ہُوا۔ کیا کوئی عقلمند انسان نبی کو عام لوگوں سے کم درجہ مان سکتا ہے؟ اں صرف پرویز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کے مشوروں کا محتاج ماننا فرض سمجھتا ہے کہ حضورؐ کی احادیث اور حضورؐ کی بصیرت خداداد سمجھ بُوجھ اور معجزات کا منکر ہو کر اللہ تعالےٰ اور قرآن پاک کی توہین کر رہا ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے

برادرانِ اسلام۔ مشورے والی آیت میں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بُزرگی۔ برتری۔ اور یہ عزتِ عظیمہ آپ کو معلوم ہو گئی کہ ان کی جانب سے معاف کئے اور سفارش کئے بغیر غلط کاروں۔ گنہگاروں کی خطائیں معاف نہیں ہوتی ہیں یہ فرق امتیازی ہے آپ کو تمام انسانوں کے مقابلے میں پھر بھلا آپ کو کسی کے مشورے کی ضرورت ہی کیا رہی۔ مشورے لینے سے تو صرف صحابۂ کبار۔ مہاجرین و انصار کو صائب الرائے اور معاملہ فہم بنانا ہی مدِنظر تھا ورنہ حضور اکرمؐ کو نبوّت کے دعوے اور جبرئیل علیہ السلام کے نزول کے پہلے ہی عرب والے صادق اور امین کہتے تھے اور اپنے مقدمات اور معاملات کے فیصلے آپ سے ہی طلب کرتے تھے۔ چونکہ آپ خداداد بصیرت۔ دانائی کی وجہ سے صحیح اور حق فیصلے کرنے میں بالکل کامل اکمل تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیصلوں پر عمل کرنا قیامت تک آنے والوں پر فرضِ عین کر دیا جیسا کہ فرمایا۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ پ۵ سورۂ نساء

ترجمہ۔ پھر ہرگز آپ کے رب (مجھے اپنی) قسم لوگ ایماندار نہیں بن سکتے جب تک اپنے جھگڑوں (معاملوں) میں آپ سے فیصلہ طلب نہ کریں۔ پھر آپ کے فیصلے کو پورے اطمینان اور یقین کے ساتھ تسلیم نہ کرلیں کہ کسی قسم کا شک وشبہ ان کے دلوں میں باقی نہ رہے ناظرین کرام آپ نے دیکھا کہ حضورؐ کی بصیرت یا علم خداداد۔ کس قدر صحیح اور درست تھا کہ حضورؐ کے فیصلوں پر کاربند ہونے اور آپ کے فیصلے بے چون وچرا تسلیم کرنے کو ایمان کی شرط قرار دیا گیا یہ گمراہ لوگ خدائے تعالےٰ کے سخت مخالف ہیں۔ جو کہتے ہیں ۔۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے غلط تھے یا صرف غلطی کرنے والوں کے مشورے سے ہوتے تھے۔ تو گویا وہ خدائے تعالیٰ پر اتہام ظلم کی تہمت لگاتے ہیں کہ اس نے رسول اللہؐ کے وہ فیصلے تسلیم کرنا فرض کردیئے جو غلط اور حق کے خلاف تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک

پرویز نے خدائے تعالےٰ اور قرآن کو جھوٹا ٹھہرایا	پرویز نے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۳۵ و صفحہ ۳۳۶ پر لکھا ہے کہ:۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ بعض باتیں میں

اپنے گمان کی رُو سے کہتا ہوں اور بعض خدا کی جانب سے جو باتیں میں اپنے ظن اور تخمین کی بنا پر کہتا ہوں، وہ غلط بھی ہوسکتی ہیں۔ انہیں اختیار نہ کیا کرو۔ یہ پرویز کی عبارت تھی۔ ناظرین یہ کہتا ہے کہ میں قرآن ہی کو مانتا ہوں حدیث کو دینی حیثیت سے نہیں مانتا تو یہ ثابت کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں کس سورت کس آیت میں فرمایا ہے۔ قرآن میں تو رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ یعنی میں فقط خدائے پاک کے حکم ہی سے کہتا ہوں۔ اور خدا بھی فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانب۔ اپنے گمان۔ اور ظن سے کچھ نہیں کہتے جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ خالص اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ اس کاذب الدہر پرویز نے کونسا قرآن گھڑ رکھا ہے جس میں سے

یہ رسُول اللہ کا ارشاد نے آیا۔ اگر یہ حدیث پر ایمان لاتا تو ہم سمجھتے حدیث سے لایا ہوگا مگر حدیث میں ایسی بات جو قرآن کے خلاف ہو ملنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اور اس قدر جھوٹ اور بڑا الزام سردار دو جہان پر کہ خدا توان کے ہر ارشاد کو وحی فرماتے اور وہ اپنے کسی ارشاد کو گمانی یا ظنّی فرما کر قرآن کی مخالفت کریں۔ توبہ توبہ حضوؐر کی طرف ایسا گمان یا شبہ پرویز ہی کر سکتا ہے جس کا ایمان دھرم فقط شک شُبہ اور گمان پر ہے۔ کسی عقلمند انسان اور معمُولی سے معمُولی مسلمان سے تو یہ ممکن نہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا مخالف بتائے۔ پھر اس مرکز کفر کی دوسری عبارت بھی ملاحظہ فرمایئے جو مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۳۶ پر لکھی ہے۔

حضوؐر نے فرمایا کہ میرے پاس اہل مقدمہ آتے ہیں اور ممکن ہے کہ بعض بہ نسبت دوسروں کے زیادہ چرب زبان ہوں۔ چونکہ میں بھی انسان ہوں شاید میں اس کو سچا جاننے لگوں اور اس کے موافق فیصلہ دیدوں تو اس کو آگ کا ٹکڑا سمجھنا چاہئے۔ چاہے لے لے چاہے چھوڑ دے (بخاری کتاب المظالم)

ناظرین کرام دیکھئے اس دشمن رسُول کی حالت کہ حدیثوں کا انکار بلکہ ان کی بُرائی کرتے ہوئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور غلطی ثابت کرنے کے لئے بخاری پر ایمان لے آیا کر اہر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مان لیا۔ آپ نے سُنا ہوگا کہ بعض لوگ مطلب کے وقت گدھے کو بھی باپ بنا لیتے ہیں وہ یقیناً پرویز جیسے ہی انسان ہوتے ہیں۔

حدیث اور رسُول اللہ پر ظلم کی تہمت اور اس کا جواب

برادران اسلام! آپ اُوپر قرآن پاک کی وہ آیتیں پڑھ آئے ہیں کہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کو خدائے تعالےٰ کی وحی کے مطابق اور آپ کے فیصلوں کو سچا حق اور واجب التسلیم فرمایا گیا ہے۔ اور بخاری کی جس حدیث کا غلط سلط ترجمہ پرویز نے لکھ مارا

ہے اس سے حضور اکرمؐ کے فیصلوں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرکے اپنی بے دینی کا اور رسول اللہؐ سے پوری دشمنی کا بڑا بھاری ثبوت دیا ہے۔ لیجئے اب حدیث شریف کی اصلیت بھی ملاحظہ فرمایئے اس میں یہ الفاظ ہیں فاقضی لہ بنحو ما سمع منہ فمن قضیت لہ من حق اخیہ فلا یاخذ نہٗ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار (بخاری مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۴)۔ ترجمہ۔ پس فیصلہ کردوں میں اس کے موافق جو مدعی سے سنتا ہوں پس وہ آدمی جس کو میں اس کے کہنے کے مطابق اس کے بھائی کا حق دیدوں تو اُسے چاہئے کہ ہرگز نہ لے کیونکہ میں اس کو آگ کا ٹکڑا دے رہا ہوں۔ ناظرین آپ کو معلوم ہے کہ قرآن پاک میں خدائے قدوس نے مقدموں کے فیصلے کا طریقہ گواہوں اور قسموں کے اعتبار سے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی کا حق چھیننے کے لئے چند گواہ لے آیا یا اپنی چرب زبانی سے یا قسموں سے اس کی چیز کو اپنی بتا رہا ہے تو چونکہ قرآن پاک میں گواہوں کی گواہی یا بینہ پر فیصلے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے میں فیصلہ تو قرآن پاک کے مطابق ہی دونگا لیکن چونکہ محمد کو اپنی نبوت کی بصیرت یا وحی خفی کی وجہ سے یہ معلوم ہے کہ یہ اپنے بھائی کا حق مارنے کے لئے اپنے حق میں دلائل کے ذریعے فیصلہ لے رہا ہے تو میں اُسے دوزخ یا آگ کا ٹکڑا دے دیتا ہوں تاکہ اس کو اس کے جھوٹ اور بے ایمانی کی سزا مل جائے۔ یہاں تو مدعی کے کہنے کے مطابق فیصلہ میں غلطی کا امکان ہوا۔ حضورؐ نے تو خدائے تعالےٰ کے مطابق یہ حکم دیا۔ جھوٹے کو جھوٹ کی سزا دینے کی غرض ہے کہ لوگ آئندہ جھوٹے دعوے نہ کریں۔ تنبیہ۔ آپ قرآن پاک کی بہت سی آیتوں سے معلوم کرچکے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پیروی مسلمانوں پر فرض ہے اور رسول اللہ کے فیصلے صحیح اور حق ہونے کی وجہ سے تسلیم کرنے قابل بتائے گئے ہیں اور صحابہ کبار مہاجرین و انصار کی تعریفیں بھی آپ قرآن پاک سے پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہوا۔ اور اللہ پاک نے ان کو نبی۔ صدیق شہید اور صالحین ساتھی بلکہ خود صدیق و شہید اور صالح فرمایا ہے۔ ان سے ایسے دعوے تو

ممکن ہی نہ تھے لیکن یہودیوں کے مقدمے بھی آپ کے پاس آتے تھے اور وہ آپ کے فیصلوں پر عمل کرتے تھے تو ان میں اس قسم کے دعووں کا امکان تھا سو ان کی سزا بھی دیدی گئی۔ اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل غرض تو یہ تھی کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمیشہ ہمیشہ صحیح معاملوں میں فیصلے چاہیں اور کوئی آدمی کسی کے حق مارنے کی کوشش نہ کرے چونکہ قاضی مجسٹریٹ تو کسی کو ڈگری اس کے دلائل و براہینِ ظاہری کے اعتبار ہی سے دیگا۔ اگر کسی نے اپنے دلائل و براہین سے کسی کا حق مار لیا تو وہ جہنمی ہے اور وہ چیز جو اس نے جھوٹ بول کر بھائی کی لے لی ہے وہ اس کو آگ کی طرح نقصان پہنچانے والی۔ یا اس کی نیکیوں کو جلانے والی ہوگی۔ پرویز نے آگ کا ٹکڑا جو حدیث کا ترجمہ کیا ہے اس میں اگر کا لفظ ہے۔ اگر حرفِ شرط ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اگر حضور کسی معاملے میں غلط فیصلہ کرتے تو نہ مانا جاتا مگر قرآن پاک ان کے فیصلوں کے ماننے۔ بے چون وچرا تسلیم کرنے کا حکم دیتا ہے تو ان میں غلطی کا ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔ بتائیے اس مذکورہ روایت میں تو حضور اکرمؐ کا عدل و انصاف ظاہر ہے اور کسی کا حق تلف کرنے کی سخت ممانعت موجود ہے مگر چونکہ پرویز حضور اکرم کا بدترین دشمن ہے اس لئے حدیث سے حضورؐ کے فیصلے غلط ثابت کرنا چاہتا ہے پھر لطف یہ ہے کہ یہ اپنے کو اہلِ قرآن بھی کہتا ہے قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہے فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔ پ ۱۱۔ ترجمہ پس اے نبی کریم آپ حکم کیجئے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق اور حق معلوم ہونے کے بعد ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے۔ ناظرین حضورؐ نے کبھی بھی کفار و مشرکین کی پیروی نہیں کی اور حق کے خلاف فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپؐ نے اللہ پاک کی وحی اپنی زبان مبارک سے یوں بیان فرمایا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ أُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ پ ۱۱۔ یعنی جنہوں نے اللہ پاک کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کیا وہی فاسق (سخت گنہگار) ہیں آپ کے فیصلوں کو خدائے تعالیٰ کے خلاف کہنا قرآن اور اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے

مشوروں اورفیصلوں کی عقلی مثالی دلیل

یہ بات تو آپ خوب جانتے ہیں کہ دُنیا کی حکومتیں۔ بادشاہتیں اس جمہوری نظام کے زمانہ میں بھی کسی مفتوح یا مقبوضہ مُلک میں ایک گورنر یا وائسرائے مقرر کرتی ہیں۔ چنانچہ اس تقسیم کے پہلے برطانیہ کی جانب سے ہندوستان یا انڈیا کے سیاہ سفید کا مختار وہی وائسرائے ہوا کرتا تھا۔ الیکشن کے ذریعے اسمبلی کے ممبران بھی چُنے ہوئے ہوتے تھے۔ پھر وائسرائے کی خاص کونسل کے بھی خاص ممبر ہوا کرتے تھے اور گورنر جنرل وائسرائے صاحب ان سے حکومتِ برطانیہ کے مجوزہ۔ اور منظور شدہ منصوبوں کے متعلق مشورے لیا کرتے تھے۔ لیکن ان کو حکومت کی جانب سے یہ اختیار ہوتا تھا کہ وہ حکومت کی مقرر کردہ تجویز۔ اور پالیسی کے خلاف تمام ممبران کا متفقہ فیصلہ یا مشورہ بھی ٹھکرا دیں۔ سب کو مُسترد کردیں حالانکہ جمہوری حکومت کہلاتی تھی۔ بس اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی حکومت کے مختار عام یا وزیر اعظم اور گورنر جنرل ہیں۔ ان کو حاکم مطلق اللہ تعالے نے ملک نظام دین و دُنیا کے انتظام کے لئے مقرر فرمایا۔ اور انتظام کی بہتر سے بہتر پالیسیاں طریقے تجویزیں ان کے ذہن نشین کرادیں اور حکم دیا کہ آپ میرے بندوں اور اپنے ماتحتوں۔ فرمانبرداروں سے مشورہ کیجئے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو جو تالیفِ قلوب کا ذریعہ ہے اور ان کی سوچ سمجھ بھی اس قابل ہوجائے کہ اگر آپ کسی جگہ سے تشریف فرما ہوں تو وہ اپنی صحیح رائے سے جس کی مشق حکومت کی جانب سے آپ کراتے ہیں حکومت کا نظام سنبھال سکیں۔ چونکہ یہ مشورے تعلیم کے طور پر تھے۔ رایوں اور طبیعتوں کو حکومت اور انتظام مذہبی مُلکی کے قابل بنانے کے لئے تھے اگر مشیّت خداوندی۔ یا حضور اکرمؐ کی بصیرتِ خداداد کے موافق ہوتے تو مان کر ان کی رائے کی اصابت۔ درستی کی سند دی جاتی تھی اور اگر اللہ تعالے کی منشاء کے خلاف ہوتے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ردّ فرما دیتے تھے جیسے حضرت عمرؓ کا مشورہ بدر کے قیدیوں کے متعلق اور بعض کا مشورہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کے چھوڑنے کے متعلق۔ اور نماز کے اعلان کے متعلق۔ آگ جلانے یا گھنٹہ بجانے کے لئے یا حاتم طائی کے قبیلے کے قیدیوں اور مال و متاع کے ساتھ نہ چھوڑنے کے متعلق مشورے حضورِ اکرمؐ نے مسترد فرما دیئے۔ بتایئے اس میں اللہ تعالےٰ کے قانون اور نظام کی خلافات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ عالیہ کا اظہار ہے یا کسی قسم کی تنقیص ہے کبھی کسی عقلمند اور حکومتوں کے سیاسی علوم سے واقف کے دل میں یہ وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی بادشاہ اپنے مفتوحات اور مقبوضات ممالک کے انتظام میں رعایا کے مشوروں کا محتاج ہوتا ہے بلکہ خدا نے اُس میں حکومت کرنے ملک گیری اور ملک داری کی تمام صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں جن کی وجہ سے وہ حاکم بنا ہے تو پھر اللہ تعالےٰ جو حاکم الحاکمین ہے وہ اپنی حکومتِ الٰہیہ کے انتظام اور بقا کے لئے کسی کے مشورے کا محتاج کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور اس کے فرستادہ مقرر کردہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلم سردارِ دو جہان حکومتِ الٰہیہ کی بقا اور اجرا۔ یا نفاذ کے لئے کسی بندے کے محتاج کس طرح ہو سکتے ہیں غور کیجئے۔

پاکستان کی حکومت

برادرانِ اسلام۔ خدائے تعالےٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ جس نے سو سالہ غلامی کے بعد اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور ان کی دی ہوئی کتاب قرآن کریم کے طفیل میں حکومت عطا فرمائی۔ حاکمانِ بالادست رعایا اور عوام کا اہم ترین فرض ہے کہ اس عطیہ ربّانی کا شکر کریں اور وہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی قرآن اور احادیث کی رُو سے اپنی سیاسی۔ معاشرتی۔ معاشی اور تمدنی اصلاح کی طرف راغب ہوں۔ اپنے ذاتی اور ملکی معاملات میں احکام شریعتِ مطہرہ کے سچے فرمانبردار بن جائیں۔ افلاس۔ جرائم اور بیدینی کی بیخکنی کرکے پاکستان کو اسم بامسمیٰ کرکے اعلائے کلمۃ الحق کا ثبوت دیں۔ بفضلہ تعالیٰ پاکستانی رعایا میں حکومت عالیہ کے احکام کی پوری قدر و منزلت ہے اور فرمانبرداری کے جذبات ہر فرد و بشر کے دل میں موجزن ہیں

اختیاراتِ حکومت

اہلِ ملک کی شرافت اور رعایا کی مُلک و قوم پروری کا ثبوت۔

حکومت کے احکام مفیدہ کی تعمیل ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ پاکستانی رعایا اس معاملے میں قابلِ صد ہزار تحسین و آفرین ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جب خواجہ ناظم الدین صاحب گورنر جنرل تھے تو انہوں نے نظام جمہوری کے ہوتے ہوئے بھی مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ کو صرف ایک ہی حکم کے ذریعے سبکدوش کر دیا تھا۔ اور پھر جب غلام محمد صاحب مرحوم گورنر جنرل بنے تو انہوں نے بھی ایک ہی حکم کے ذریعے خواجہ ناظم الدین صاحب کو برطرف کر دیا تھا یہاں تک بھی آپ دیکھ چکے ہیں کہ مشرقی پاکستان و مغربی پاکستان میں حاکم اعلےٰ کے صرف ایک ہی حکم کے ذریعے گورنری راج ہو جاتا ہے۔ حالانکہ حکومت جمہوری ہے ان انقلابات میں کسی کے مشورے اور رائے کی پرسش نہیں ہوتی۔ اس سے آپ کو اپنے ملک کے حاکمانِ اعلیٰ کی حیثیتِ حکومت معلوم ہوتی ہے کہ وہ ملک کی درستی یا اصلاح کے لئے جمہور کے مشوروں اور رایوں کے خلاف بھی اپنا حکم منوا سکتے ہیں تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی اطاعت اور فرمانبرداری ایمان کی شرط ہے کس حیثیت کے مالک ہوئے یقیناً ان کو نبی ہونے کی حیثیت سے اختیار کُلی ہے کہ جو چاہیں بندگانِ خدائے تعالےٰ کو حکم دیں ہر شخص پر ان کے حکم کی تعمیل ضروری اور واجب ہے۔ دُنیا کے ایک گورنر جنرل کی حیثیتِ منصبی اہلِ مُلک کو اس کے احکام ماننے پر مجبور کرتی ہے تو پھر سردارِ دوجہان سلطان السلاطین محبوبِ رب العالمین کی حیثیت کی شان آپ خود سمجھ سکتے ہیں لیکن ہزار افسوس ہے۔

اس پرویز پر جو کہتا ہے کہ نبی کو اپنا حکم منوانے کا کوئی اختیار نہیں ہے ملاحظہ ہو اس کی تحریر مقام حدیث جلد اوّل کے ص۳۸۳ پر ہے۔ ایک نبی اور رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی سے یہ کہہ سکے کہ دین کا یہ حکم یوں اس لئے ہے کہ میں ایسا کہتا ہوں۔ پھر ص۳۸۳ پر ہے کہ اگر آج کوئی شخص اس قسم کا دعا کرتا ہے کہ اس کا حکم دین میں اس لئے واجب التعمیل ہے کہ وہ ایسا کہتا ہے تو در اصل وہ اپنے لئے نبوت کا دعویدار ہے بلکہ اس سے

کر بھی کچھ بڑھ کر کیونکہ اس ادّعا کا حق تو ایک نبی کو بھی حاصل نہیں ہے۔

یہ پرویز جیسے قرآن فہم کی عبارت تھی

پرویز کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت

پرویز نے مقامِ حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۴۱۳ پر لکھا ہے:۔ کہ قرآن شاہد ہے کہ رسول اللہ کو جو کچھ خدا کی طرف سے ملتا تھا حضور خود اس کی تلاوت فرماتے تھے اُسے قرآن میں شامل کرتے تھے۔ اس کا ایک ایک حرف دوسروں تک پہنچاتے تھے اور یہی وحی اب قرآن کی دفتین (جلد) میں ہے اس وحی کے بغیر حضورؐ کی حیثیت بشری تھی۔ اور اس حیثیت کا نتیجہ تھی وہ بصیرت (دانائی) جس میں تمام انسان اپنی اپنی استعداد (لیاقت) کے مطابق شریک سمجھے جاتے ہیں [illegible]

یہ تھی پرویز کی عبارت۔ ناظرین اس عبارت سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ پرویز کی غرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قابلِ اطاعت ہونے سے انکار کرنا ہے۔ ان کی دانائی اور بصیرت عام انسانوں کی طرح سے ہے کیونکہ قرآن پہنچانے کے بعد وہ فقط ایک بشر ہیں جیسے اور بشر ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ یعنی جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی اے محمدؐ لوگوں سے کہدیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ یعنی اے انسانو تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں مفید ترین نمونے ہیں۔ برادرانِ اسلام! قرآن پاک کا یہ مطلق فیصلہ جو پچاس آیتوں سے ثابت ہے کہ اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو مانے۔ قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ماننے کا بھی دعویٰ کرے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان سمجھے ان کی اطاعت سے انکار کرے تو وہ کافر مطلق ہے

لیکن اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ میں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری ہی کر سکتا ہوں تو قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیات اس کے کامل ایماندار ہونے کا فتویٰ دیتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ ہر ایک نبی ہی کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ پ۵ ع۶ سورۃ نساء۔ ترجمہ۔ کوئی رسول بھی ایسا نہیں جس کی اطاعت اللہ پاک کے حکم سے فرض نہ ہو۔ ناظرین جس طرح گورنر جنرل یا وزیراعظم وغیرہ ہونا ہی حکومت کی جانب سے قابل اطاعت ہونے کی دلیل ہے یعنی یہ منصب صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ ملک کی درستی اور انتظام برقرار رکھنے کے لئے رعایا اس کی اطاعت کرے اور اسی لئے گورنر۔ وزیراعظم اور دوسرے حکام بالادست بھی رعایا سے یہ کہہ کر اپنا حکم منوا سکتے ہیں کہ ہم گورنر یا وزیراعظم یا کمشنر ہونے کی حیثیت سے رعایا کو ایسا حکم دیتے ہیں۔ اور رعایا عقلمند ہے جانتی ہے کہ ان کو حکومت نے اسی لئے مقرر کیا ہے کہ یہ رعایا سے اپنے فرض منصبی احکام کی تعمیل کروائیں بلکہ یہاں تک بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی گورنر۔ یا بڑا حاکم رعایا سے کہدے کہ میں تم کو گورنر یا کمشنر یا ڈپٹی کمشنر ہونے کی حیثیت سے ایسا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور رعایا اس کے حکم کی تعمیل نہ کرے تو باغی سمجھی جاتی ہے۔ بس اسی طرح نبی اور رسول ہونا ہی اطاعت کرانے کا موجب ہے۔ نبی۔ رسول یعنی خدا کا بھیجا ہوا۔ خدا کی طرف سے حاکم اعلےٰ ہے اس کی حیثیت بندگان خدا یعنی تمام مخلوقات کے مقابلے میں نبی ہونے کی ہے اس حیثیت اور منصب اور اس منصب کے تقاضے سے جو بھی قابلیتیں اور طاقتیں اس میں ہوتی ہیں کوئی غیر نبی بشر نبی کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ وسلم کے فیصلوں کو اپنا فیصلہ فرمایا حضورؐ کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا حضورؐ کے دست مبارک کو اپنا ہاتھ بتایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رمی۔ کنکری مارنے کو اپنی رمی فرمایا ہم جس کے جوش

میں قرآن کی آیتیں اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ ظاہر طور سے بھی ہم رات دن گورنر۔ وزیر اعظم بلکہ کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر جج اور ادنی درجے کے مجسٹریٹوں کے حکموں اور فیصلوں کو بھی حکومت کے احکام اور حکومت کے فیصلے ہی کہتے ہیں تو پھر نبی۔ رسول کے حکم اور اس کے فیصلے کو خدائے تعالےٰ کا حکم اور فیصلہ کہنا ضروری ہے۔ اور ان کے احکام اور فیصلوں سے روگردانی خدائے تعالےٰ کے فیصلوں سے انحراف ہے۔ جس کی رات دن پرویز اسلامی حکومت میں جان توڑ کوشش کر رہا ہے۔ کیا ہے کوئی خدائے تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت و احترام کا چاہنے والا۔ ان کو بے عزتی اور بیحرمتی سے بچانے والا جو پرویز کے ہاتھوں سے بچائے اپنے سچے ایماندار۔ خدائے تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرفدار ہونے کا ثبوت دے۔ یعنی اس کی گندی تحریروں کو ضبط کرائے اور اس کے کافرانہ طریق کو مٹا دے اور اس کے منہ میں ہمیشہ کے لئے لگام لگا دے۔ امتحان ہے تیرے ایثار کا خودداری کا۔

نبی کے احکام کی تعمیل فرض ہے

فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا پ۲۲ ۲۔ ترجمہ۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کوئی حکم دیدیں تو ایماندار مرد۔ ایماندار عورت کو ان کے حکم کو ٹالنے کا اختیار نہیں ہے (ماننا ضروری ہے) اور جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ بہت بڑا گمراہ۔ بے دین ہے۔ ناظرین یہ ہے قرآن پاک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کہ ان کا حکم خدائے تعالےٰ کے حکم کی طرح ماننا فرض ہے اور ان کی نافرمانی خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کی طرح کفر اور بے دینی ہے ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ کا حکم تو قرآن ہے اور محمد کا حکم حدیث ہے جس کا پرویز۔ برق اور اسلم چکڑالوی انکار کرتے ہیں۔ حدیثوں سے انکار در اصل قرآن ہی سے انکار ہے۔

پرویز نے ظاہر طور سے قرآن پاک کا انکار کیا

پرویز نے مقامِ حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۳۶ پر لکھا ہے کہ حضرت زید کا واقعہ دیکھیے جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے کہ رسول اللہؐ زید سے فرماتے ہیں اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ یعنی اپنی بیوی کو طلاق مت دو۔ اس کے باوجود زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ اور اس سے نہ خدا ناراض ہوا نہ خدا کا رسول۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ کا حکم وحی کے مطابق اور واجب العمل نہ تھا۔

یہ پرویز کا عقیدہ تھا۔ اب قرآن پاک کی آیتِ کریمہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ۔ پ۲۲ سورۂ احزاب۔ ترجمہ۔ اے نبیؐ جب آپ کہتے تھے اُس آدمی سے جس پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بی بی کو روک لے اور اللہ تعالےٰ سے ڈر۔ یہ ہے قرآن پاک کی آیت اس میں یہ نہیں بتایا کہ وہ آدمی جس پر اللہ پاک اور اس کے رسول نے انعام کیا کون تھا پرویز نے اس کا نام زید بتایا دیکھیے یہ قرآن میں اپنی طرف سے کمی بیشی کرتا ہے جس کا نام ونشان اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا یہ پرویز اس کا نام زید بتاتا ہے۔ یہ پھر اپنے کو اہلِ قرآن بھی کہتا ہے اور حدیثوں سے انکار کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے تو قرآن پاک کا سمجھنا حدیثوں پر ہی موقوف کیا ہے پرویز سے تو اس کا نقش کا چٹانا منظور ہے آخرکار حدیث شریف کو ماننا اور کہنا پڑا کہ اس کا نام زید ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے ترجمے کے پڑھانے کے وقت فرمایا تھا کہ یہ آیت زید کے متعلق ہے اور زید بھی وہ جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی سے آزاد کرکے اپنا بیٹا بنالیا تھا۔ وہ بی بی جن کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے کردیا تھا وہ زینب بنتِ جحش تھیں قرآن کے الفاظ میں ان کا بھی نہیں صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بتایا جو حدیثوں میں ہے چونکہ قرآن

کا سمجھنا حدیثوں پر موقوف ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حدیثوں کی حفاظت بھی قرآن پاک کی طرح کردی کہ پرویز جیسے منکرین حدیث بھی حدیثوں کے طفیل میں قرآن پاک کا مطلب سمجھ لیتے ہیں اگر حدیثیں نہ ہوتیں تو کیا پتہ چلتا کہ وہ آدمی کون تھا۔ اور اس کی بی بی کونسی عورت تھی۔ خیر بات یہ تھی کہ عرب میں غلاموں کو حضور اکرمؐ کے آنے سے پہلے بہت ہی

اصلی واقعہ زیدؓ اور زینبؓ کا

حقیر سمجھتے تھے۔ لیکن حضورؐ نے غلامی کو مٹایا۔ ان کے آزاد کرنے کو اللہ پاک کے نزدیک بہترین عبادت قرار دیا۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ نے بہت سے غلام آزاد کئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی غلام تھے آپؐ نے آزاد کر کے ان کو اتنی عزت دی کہ اپنا بیٹا بنا لیا۔ جسے ہم منہ بولا بیٹا کہتے ہیں۔ پھر حضورؐ نے ایک بڑے شریف کی بیٹی سے ان کا نکاح کرا دیا تو مسلمان چونکہ آپؐ کے احکام سے انکار کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے اس واسطے حضرت زینبؓ کے والد نے بغیر چون و چرا نکاح کر دیا۔ مگر اتفاق کی بات کہ حضرت زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کی وجہ سے نازک مزاج تھے بات کی برداشت بہت کم کرتے تھے اور حضرت زینبؓ ان کی بیوی کا مزاج بھی کچھ ایسا ہی تھا کیونکہ وہ بھی اپنے باپ کی لاڈلی تھیں۔ حضرت زیدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں زینب کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ زینبؓ کو مت چھوڑو۔ حضورؐ کو یہ خیال تھا کہ میری خاطر سے تو زینبؓ کا اس کے والد نے زید سے نکاح کر دیا اب زید نے چھوڑ دیا تو زینب کا کنبہ بہت ناراض ہوگا اور پھر زینب کا نکاح بھی جلدی نہیں ہو سکیگا۔ لوگ کہیں گے کہ جو نبیؐ کے منہ بولے بیٹے کے ساتھ نباہ نہ کر سکی وہ کسی دوسرے کے ساتھ کیسے رہ سکے گی۔ چنانچہ اس وقت زید نے حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان کر طلاق نہیں دی۔ لیکن مزاجوں کی ناموافقت بدستور رہی تو پھر حضورؐ نے اجازت دیدی چونکہ یہی درست تھی تب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دیدی۔ اب چونکہ ان کا نکاح ہونا مشکل تھا۔ اور عرب میں یہ دستور تھا کہ منہ بولے بیٹے کو سگے بیٹے کی طرح وارث سمجھتے تھے۔ اس کو محرم جانتے تھے۔ نہ اس کو اپنی بیٹیاں دیتے تھے نہ اس کی

بیوی سے نکاح جائز سمجھتے تھے۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک یہ چیز جائز اور درست تھی جس کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر کے پیش کر دیا اور اس سے زینبؓ اور زینبؓ کے کنبے والے مسلمان بھی بہت ہی خوش ہوئے اب آپ کے سامنے اس آیت کو بھی پیش کرتا ہوں غور سے پڑھئے۔ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا ۝ پ۲۲ سورۂ احزاب۔ ترجمہ۔ اور اے نبی آپ چھپاتے تھے جس کو اللہ پاک ظاہر کرنے والا تھا۔ آپ لوگوں کی ناراضگی (زینبؓ کے والد وغیرہ) کا خیال کرتے تھے حالانکہ آپ تو اللہ پاک سے زیادہ ڈرتے ہیں اور جب اُس سے زید اکتا گیا تو اُس نے چھوڑ دیا ہم نے اُس (زینب) کا نکاح آپ سے کر دیا۔ تاکہ ایمانداروں کے نزدیک منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی دشواری نہ رہے اور یہ معاملہ تو ہمارے حکم سے ہی کیا گیا تھا۔ ناظرین چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زید کے زینب کو طلاق دینے سے اس کے کنبے والوں کی ناراضگی کا خیال تھا تو اللہ پاک نے حضرت زینب کا نکاح حضور اکرمؐ سے کر کے ان کو راضی کر دیا۔ کیونکہ حضور اکرمؐ بندگانِ خدا کے حقوق کا بہت خیال فرماتے تھے کہ اللہ پاک ناراض نہ ہو جائے۔ حقوق العباد کا پاس لحاظ بھی ہو گیا۔ پھر اللہ پاک نے فرمایا مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ حَرَجٌ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ۔ یعنی خدائے تعالیٰ کے فرض کئے ہوئے کام کرنے میں نبی پر کوئی حرف نہیں آتا۔ یہ اس لئے فرمایا کہ یہودی اور ان کے ایجنٹ منافق کہتے تھے کہ نبی کریمؐ نے تو ایک آزاد کئے ہوئے غلام۔ اور منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا تو اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ ان کی بکواس کی پروا نہ کیجئے ہم نے ضروری مسائل بیان کرنے ہی کو آپ کو پیدا کیا ہے۔

ناظرین پرویز نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف پر بہت سے اعتراض کئے ہیں

مگر وہ سب پرویز کی نادانی اور رسول دشمنی کی دلیل ہیں۔ آپ کو یقین کامل رکھنا چاہیئے کہ جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔ اور فیصلوں کو ماننا قیامت تک کے مسلمانوں پر قرآن پاک میں فرض کیا گیا ہے۔ ان کا کوئی کام کوئی حکم کوئی فیصلہ بھی خدائے تعالیٰ کی منشاء کے خلاف نہیں ہو سکتا جو حضورؐ کے حکموں۔ حکومتی فیصلوں کو غلط خلاف خدا کہتے ہیں وہ خدائے تعالیٰ اور قرآن پاک کے بدترین دشمن ہیں۔

حضور اکرم کی شان میں گستاخی اور اس کا جواب

پرویز نے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۳۲ پر لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ منافقین کی بہتان طرازی کے بعد آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے میکے بھیج دیا۔ اور حضورؐ وحی کا انتظار فرماتے رہے اس دوران میں حضورؐ نے لوگوں سے مشورہ بھی کیا۔ ناظرین اس پرویز کی عبارت کی غرض یہ ہے۔ کہ حضور اکرم کو حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی بصیرت خداداد سے کیوں نہ معلوم ہوئی اور آپ نے دوسری وحی کا انتظار یا مشورہ کیوں کیا۔

جواب۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ پ ۱۸۔ ترجمہ۔ جن لوگوں نے جھوٹا الزام لگایا ہے تمہارے ہی رشتے دار ہیں اس جھوٹے الزام کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ اچھا ہے (کہ اس سے دوست دشمن معلوم ہو گئے) جس جس نے یہ الزام لگایا ہے اس نے گناہ کیا ہے۔ اور جس نے اس جھوٹی تہمت میں زیادہ حصہ لیا ہے اس کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ پ ۱۸ ترجمہ۔ یعنی مومنوں نے اس کو سنکر اپنوں کے کسی آدمی کی طرف بدگمانی کیوں کی اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو بہت بڑا ظاہر جھوٹ ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ پ۱۸ ۸ ۔یعنی اے مومنو تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحم نہ کرتے) تو اس جھوٹ کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

ناظرینِ کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خداداد بصیرت سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تہمت یہودیوں کے ایجنٹ منافقوں کی تراشی ہوئی ہے جس میں بعض مسلمان بھی شریک ہو گئے ہیں اس لئے حضورؐ نے ان کی طرف دُعائے بد کا خیال نہیں فرمایا اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا تھا کہ اے محمدؐ آپ جس قوم میں ہونگے اُن کو دُنیا میں عذاب نہیں کرینگے دُنیا کے عذاب سے یُوں بچے تو پھر مومنوں نے اس سے توبہ کرلی تو عذاب آخرت سے بھی محفوظ ہو گئے لیکن جس نے جھوٹ گھڑا تھا اس پر البتہ عذاب ہے۔ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ۔ پ۱۸ ۸ ۔یعنی اے لوگو جب تم اپنی زبانوں سے اور مُنہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا اور تم اس جھوٹ کو معمولی بات سمجھے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی بُری بات ہے وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ۔ پ۱۸ ۸ سورۂ نور۔ ترجمہ۔ اے لوگو جب تم نے یہ جھوٹ سُنا تھا تو کیوں نہیں کہا کہ ہم کو ایسی بات مُنہ سے نکالنی جائز نہیں ہے۔ خدا کی پناہ یہ تو بہت ہی بڑی تہمت ہے۔ برادرانِ اسلام ہم نے تمام آیتیں اور ان کا ترجمہ لکھدیا جس سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کی طرف بدگمانی کرنی جائز نہیں ہے اور جن لوگوں نے یہ الزام لگایا انہوں نے بڑا ہی گناہ کیا ہے۔ اور یہ الزام بالکل غلط تھا۔ ان آیتوں میں نہ تو الزام لگانے والوں کا نام ہے۔ نہ اس کا نام ہے جس پر الزام لگایا گیا ہے۔ مُنکرینِ حدیث یا پرویز وغیرہ اس آیت کے ترجمے میں حضرت عائشہ صدیقہ کا نام کہاں سے لے آئے ذرا ان کو شرم کرنی چاہئے کہ اہلِ قرآن کہلاتے اور حدیثوں کا انکار کرتے ہوئے بھی وہ آیتوں کا ترجمہ

کرنے کے واسطے اور قرآن کا مطلب سمجھنے کے لئے حدیثوں پر ایمان لاتے ہیں مگر اس بات پر ایمان کیوں نہیں لاتے کہ قرآن بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سمجھا نہیں جا سکتا۔ اس لئے تمام حدیثوں پر ایمان لانا شرط ایمان ہے۔ یہ بیدین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے علمی اور غلطی ثابت کرنے کے واسطے (نعوذ باللہ من ذالک) حدیثیں لاتے ہیں در اصل اللہ پاک کی طرف سے یہ بھی ان پر ضرب کاری لگتی ہے کہ اللہ پاک نے قرآن کا سمجھنا حدیثوں پر موقوف کر دیا ہے اور اس کے سمجھنے کے لئے حدیثوں کی برابر حفاظت کر رہا ہے کہ ان گمراہوں منکرین حدیث کی تقریروں اور تحریروں سے بھی ان کی حفاظت کا ثبوت ملتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ حدیثوں کی حفاظت نہ کرتا تو ان کو کہاں سے مل سکتیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

خود پرویز نے پچھلی عبارت میں یہ لکھدیا کہ حضرت عائشہ رضی کی درخواست پر ان کو ان کے باپ کے گھر بھیج دیا۔ اگر حضور اکرم کو حضرت عائشہ رضی کی پاکدامنی اور بے قصوری کا علم بصیرت یا وحی خفی کے ذریعے نہ ہوتا تو اُن سے اتنے خوش نہ ہونے کہ سفر سے آنے پر جس طرح حضور کی ازواج مطہرات اپنے باپ کے گھر جایا کرتی تھیں۔ آپ نے ان کو میکے بھیج دیا۔ ایک معمولی آدمی بھی اپنی بیوی کی طرف شبہ کرتا ہے تو اس سے سخت ناراض ہوتا ہے اور اس کو دُکھ دینا چاہتا ہے تو حضرت اکرم تو تمام انسانوں سے زیادہ شرافت اور شرم و حیا کے مالک تھے۔

مشورہ

اب رہی یہ بات کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے متعلق لوگوں سے مشورہ اس لئے کیا کہ آپ ان کی طبیعتوں کا امتحان لے رہے تھے کہ آیا کون کون آدمی بدگمانی میں شریک ہے اور پھر آپ ان کو مشورے سکھانے آئے تھے جن لوگوں نے خدائے تعالیٰ کی منشاء اور حضور کی بصیرت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ ان کو ان کی رایوں کی خرابی پر آگاہ کرنا بھی اصل مقصد تھا تاکہ آئندہ یہ غلط مشوروں اور بُری رایوں سے بچیں جو کل ان پر قیامت تک ہونے والوں کی رہنمائی فرض ہے۔ چنانچہ فوراً ہی اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں اور

وہ لوگ اپنی رایوں کی غلطی پر نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور رحمت للعالمین
سے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ یہ سب باتیں ان ہی مُبارک
حدیثوں میں ہیں جن کے بغیر قرآن پاک کا سمجھنا ناممکن اور محال ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے
یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ پ۱۸ سورۂ نور
ترجمہ یعنی اے مسلمانو اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی غلط رائے اور بدگمانی
نہ کرنا یہ ایمان کے خلاف ہے۔ ناظرین دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے مومنوں
کے لئے بدگمانی کو حرام کردیا۔ اور ان کی رایوں کی درستی بھی کردی۔ افسوس کہ پرویز اور
اس کے ہم عقیدوں کا مذہب ایمان دھرم ہی بدگمانی کرنا ہے یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مہاجرین و انصار تبع تابعین سارے بزرگان دین جنکو اسلاف
کہتے ہیں ان سب کی باتوں اور طریقوں میں جھوٹ اور غلطی ممکن ہے۔ اس لئے ان کے طریقوں
کو دین یا مذہب کی بات سمجھنا جائز نہیں سمجھتے لیکن ان کی بکواس کے سچ ہونے پر یقین کرنے قابل
کونسی دلیل ہے؟ جن کو قرآن میں سچا قابلِ پیروی کہا گیا ان میں شک بالکل شیطانی طریقہ ہے۔

حدیثوں سے انکار کرنیکا بدترین طریقہ

یہ منکرین حدیث۔ اُن حدیثوں سے نفرت پیدا کرنے کی بہت سی چالیں چلتے ہیں۔ مگر بدترین روش یہ ہے کہ بعض مشہور عالموں کی ایسی
تحریریں پیش کرتے ہیں جن میں حدیثوں پر اعتراض ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ چودھری پرویز نے
بھی اپنی کتابوں میں مولوی عبید اللہ سندھی۔ مودودی اور ابوالکلام آزاد صاحبان وغیرہ
کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ حالانکہ پرویز اور ان کے اُستاد اسلم جیراجپوری نے خود تسلیم کیا
ہے کہ چودہ سو برس سے مسلمانوں کا یہ طریقہ مسلمہ۔ مانا ہوا چلا آتا ہے کہ وہ سند کے بغیر
کسی کا قول بھی نہیں مانتے تو پھر ان سے کوئی پوچھے کہ تم ان بیچارے مولویوں کی ایسی باتیں جو چودہ
سو سال کے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہیں کیوں پیش کرتے ہو؟ جب چودہ سو برس
سے تمام صحابہ۔ اہلبیت تبع تابعین۔ ائمہ مجتہدین۔ مجددین اولیائے کرام عُلمائے عظام

حدیثوں کو دین اور قرآن کی ایسی تفسیر مانتے چلے آتے ہیں جن کے بغیر قرآن شریف کا سمجھنا ناممکن و محال ہے تو پھر چند صاحبانِ غرض عزت و جاہ طلب، لوگوں کی حدیث کے خلاف باتیں کون مان سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو پرویز نے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھا ہے کہ حضرت آدم کے ساٹھ گز کی روایت کے تذکرے کے بعد جناب ابو الکلام صاحب لکھتے ہیں۔ روایت کی قسموں میں سے کتنی ہی بہتر قسم کی کوئی روایت ہو۔ بہر حال ایک غیر معصوم راوی کی شہادت (گواہی) سے زیادہ نہیں اور غیر معصوم کی شہادت ایک لمحہ کے لئے بھی یقینیات دینیہ کے مقابلے میں تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں مان لینا پڑیگا کہ یہ اللہ کے رسول کا قول نہیں ہو سکتا یقیناً راویوں سے غلطی ہوتی ہے۔ اور ایسا مان لینے سے نہ تو آسمان پھٹ پڑیگا نہ زمین شق ہو جائے گی۔ (ترجمان القرآن جلد دوم)۔

یہ ساری وہ عبارت تھی جو پرویز صاحب نے مولوی ابو الکلام صاحب کی بتائی ہے۔

تنقید شدید مجھے تعجب ہے کہ یہ قول ابو الکلام صاحب کا ہو کیونکہ وہ خود اہلِ حدیث ہیں کوئی اہلِ حدیث ان حدیثوں کے متعلق جن پر قرآن کا سمجھنا اور قرآن پر عمل کرنا موقوف ہے ایسا عقیدہ نہیں رکھتا لیکن جب ابو الکلام صاحب کے نزدیک غیر معصوم کی روایت حدیث بھی قابلِ تسلیم نہیں تو پھر ساری دُنیا کے مسلمانوں کے خلاف وہ اپنی یہ بات کیوں مانتے یا منواتے ہیں کیا وہ خود معصوم ہیں؟ اگر غیر معصوم ہونے کی وجہ سے کسی کی متواتر، مشہور روایت بھی تسلیم کرنے قابل نہیں تو پھر ان غیر معصوم نے قرآن اور سارے مسلمانوں کے خلاف بات کس اُمید پر کہدی۔ کیا وہ قرآن پاک اور سارے مومنوں کی راہ سے جُدا ہو کر غیر مسلموں کی راہ پسند کرتے ہیں؟ آدم علیہ السلام کے قد کے ساٹھ گز ہونے کی گواہی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عینی شہادت ہے فرماتے ہیں کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ۔ یعنی جب آدم علیہ السلام کا مجسمہ تیار ہو

رہا تھا تو میں نبی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عینی شہادت تو ایک معصوم کی شہادت ہوگئی تو پھر آپ انکار کرنے کی جرأت کس طرح کر سکتے ہیں؟ جب قرآن، اور اللہ تعالےٰ اور اُس کے محبوب سردار دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور نافرمانی کے باوجود آسمان نہیں پھٹتا نہ زمین دھنستی تو بھلا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رحمۃ للعالمین کے ارشادِ گرامی اور عینی شہادت پر آسمان اور زمین کے پھٹنے کا ذکر کسی عالم کے قلم سے ایسی بے تکی، لایعنی بات کس طرح نکلی؟ علیکہ روبحق نماید جہالت است پھر عقلاً بھی منکرینِ حدیث کی بات قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ جمہور ربانیان اسلام کے مقابلے میں کسی معمولی غیر معصوم کی بات ماننا بھی عقل و دین کے خلاف ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے لمبے قد سے انکار کی وجہ۔ دراصل یہ ہے کہ مولوی ابوالکلام صاحب آزاد اور دوسرے لوگوں کے سر تو ٹھہرے زیادہ سے زیادہ آدھ گز لمبے اور ان میں جو عقل ہے وہ مٹی سی ہے۔ اس میں ساٹھ ستر گز کا لمبا قد کس طرح آسکتا ہے۔ ہم اس کی تحقیق اور عینی شہادتیں اسی کتاب میں مفصل لکھ چکے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جس خدائے تعالےٰ نے آدم علیہ السلام اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور اس کا فرمانا تو ہر عاقل اور مسلمان کے نزدیک سچا ہی ہے اور اپنے نبیوں کو ان باتوں کی خبریں وہ خود ہی بتا رہا ہے جن کے سمجھنے میں عقل و ادراک بشر عاجز ہیں اسی لئے غیب کی دی ہوئی خبریں اور قانونِ خدا شریعت کا ماننا تمام عقلمندوں پر فرض ہے۔ شریعت اور غیبی خداداد خبروں کا ماننا ضروری ہے۔ ان کو اپنی ناقص اور غلط کار عقل کے مطابق بنانا۔ اور عقل نادان کو ان کی صحت کا معیار سمجھنا بدترین گمراہی ہے۔ ان کو قرآن پاک میں غیب کہتے ہیں اور نبیوں کو ہی غیب کی خبریں دینے کے لئے اُس نے بھیجا۔ اسی طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ پر وحی کرتے ہیں۔ پھر بتایئے کہ ان خداداد خبروں سے

انکار کرنا کسی مسلمان کو کس طرح جائز ہو سکتا ہے ۔ العاقل تکفیہ الاشارہ ۔ پرویز اور منکرین حدیث حدیث کی مخالفت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور قرآن پاک سے نفرت دلائیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پیاری باتیں ہی خدا تعالیٰ کی پہچان اور اس کے ارشاد کے سمجھنے کا ذریعہ ہیں جب لوگوں کے نزدیک یہ غیر معتبر ہو جائیں گی اور ان کی پیروی چھوڑ دیں گے تو لامحالہ اللہ تعالیٰ اور قرآن پاک سے دُور ہو جائیں گے اور یہی ان کافروں کے ایجنٹوں کی اصل غرض ہے ۔ بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش

من انداز قدت را مے شناسم ۔ من خوب مے شناسم شیطان پُر خطا را ۔

پرویز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور انکے معجزات سے انکار کر دیا

مقام حدیث جلد اوّل کے ص۳۲۹ پر لکھا ہے کہ خدا نے رسول اللہ صلعم کو صرف قرآن بطور معجزہ دیا ہے ۔ دین کی تبلیغ علی وجہ البصیرت ہوگی جتنی معجزات کی بنا پر نہیں ۔ وحی خفی (حدیث) کہتی ہے کہ رسول اللہ کو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں حسی معجزات عطا ہوئے تھے ۔ اور ص۴۱۳ پر لکھدیا ہے کہ اور یہی وحی قرآن کی دفتیں (جلد) میں موجود ہے اس وحی کے بغیر حضور کی حیثیت بشری تھی اور اس حیثیت (حیثیت بشری) کا نتیجہ تھی وہ بصیرت جس میں تمام انسان اپنی اپنی استعداد کے مطابق (حضور کے) شریک ہوتے ہیں یہی وہ بصیرت تھی جس کی رُو سے خود حضور خدا کی طرف دعوت دیتے تھے اور حضور کے متبعین بھی ۔ اور اسی کتاب کے ص۲۹۱ پر ہے کہ طلوع اسلام (منکر حدیث کا رسالہ) بار بار متنبہ کرتا رہا ہے اور اب بھی کرتا ہے کہ خدا کے لئے ان چور دروازوں کو بند کرو ۔ دین کی بنیاد صرف قرآن اور فقط قرآن پر ہے جو ابدالآباد تک کے لئے واجب العمل ہے ۔ روایات (حدیثیں) اس عہد مبارک کی تاریخ ہیں کہ رسول اللہ صلعم والذین معہ نے اپنے عہد میں قرآنی

اُصول کو کس طرح مشتمل (شکل والا) فرمایا تھا۔ یہ اس عہد مبارک کی شریعت ہے۔ قرآنی اُصول کی روشنی میں کسی فرد واحد (اکیلے آدمی) کو اپنے عہد (زمانے) کے لئے شریعت بنا دینے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ حق صرف قرآنی خطوط (نشانوں) پر قائم شدہ مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ کا ہے کہ وہ قرآنی اصول کی روشنی میں صرف ان جزئیات کو مرتب کرے (درست کردے قائم کردے) و مدون (ایک جگہ) کرسکے جن کی قرآن نے کوئی تصریح (خلاصہ بیان) نہیں کی پھر یہ جزئیات ہر زمانے میں ضرورت پڑنے پر تبدیل کی جا سکتی ہیں یہی اپنے زمانے کے لئے شریعت ہے۔ یہ تھی چودھری کی عبارت۔ ناظرین ذرا غور تو فرمایئے کہ یہ کیا عقیدہ ہے۔ تمام معجزوں سے انکار۔ رسول اللہ کو تمام انسانوں کی برابر کی حیثیت دنیا اوران کے طریق قرآنی یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور تمام عبادات و معاملات نبوی کو صرف ان کی زندگی والے زمانہ کی شریعت ماننا۔ اور ہر زمانے کے لوگوں کو اپنے خواہشات کے مطابق قرآن کے معنی مقرر کرلینا۔ اور اس پر عمل کرنے کو شریعت کہنا۔ یہ ہیں پرویزی کفریات اور شریعت اب ان کا جواب بھی صرف قرآن پاک ہی سے لیجئے۔ یاد کیجئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

قرآن سے معجزات بصیرت اور حضور ہی کی پیروی قیامت تک فرض ہونے کا ثبوت	فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ج وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ پ۱

ترجمہ۔ اور اتارا دین ہم نے آپ کی طرف (اے محمدؐ) ظاہر نشانیاں یعنی معجزات جن کا انکار صرف بدکار لوگ ہی کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن کے صفحہ ۲۸ پر اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اور مقرر اتاریں ہم نے تیری طرف اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آیتیں روشن یعنی قرآن اور معجزے۔ آیات آیت کی جمع ہے آیت ایک نشانی۔ آیات بہت سی نشانیاں۔ ایک نشانی تو قرآن ہے اور دوسری ظاہر نشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں جن

کو قرآن پاک کی بہت سی آیتوں سے ہم ثابت کرکے پرویز کی بدکاری اور فسق کو ظاہر کریں گے تاکہ اس سے مسلمان نفرت کرنے لگیں۔ اور اس کے فریب میں نہ آئیں چونکہ پرویز نے مقامِ حدیث میں کئی جگہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا ہے اس لئے ہم شاہ ولی اللہ صاحب ہی کے یا ان کے بیٹوں کے ارشادات دکھاتے ہیں اگر پرویز شاہ صاحب اور ان کے بیٹوں پر ایمان رکھتا ہے تو پھر انکار نہیں کر سکتا۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر فتح العزیز کے صفحہ ۲۱۸ پر وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ یعنی اے محمد یقیناً تمہارا رب تم کو اس قدر نعمتیں دیگا کہ تم بالکل خوش اور راضی ہو جاؤ گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات | فتح العزیز کے صفحہ ۲۱۸ کی فارسی عبارت کا ترجمہ اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدن مبارک کے متعلق اتنے معجزے (عجیب باتیں) اللہ پاک نے عطا فرمائے تھے ۱؎ حضور اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھ لیتے جس طرح سامنے سے دیکھتے ۲؎ اندھیری رات میں دن کی طرح دیکھتے تھے ۳؎ ان کے تھوک سے کھاری پانی میٹھا ہو جاتا تھا ۴؎ جن بچوں کے منہ میں حضور لعاب دہن ڈال دیتے وہ دن بھر بھوکے نہ ہوتے ۵؎ حضور اکرم کی بغل سفید تھی اور اس میں بال نہ تھے ۶؎ حضور کی آواز تمام انسانوں سے زیادہ دور پہنچتی تھی ۷؎ سوتے میں آنکھیں سوتی تھیں دل جاگتا تھا ۸؎ کبھی حضور کو جنبائی (اُباسی) نہیں آئی ۹؎ کبھی حضور کو احتلام نہیں ہوا ۱۰؎ حضور کے پسینے کی خوشبو مشک سے بہتر تھی جس کوچے سے حضور گذرتے مہک جاتا تھا ۱۱؎ کسی شخص نے حضور کا فضلہ (براز) کبھی زمین پر نہیں دیکھا زمین اس کو جذب کر لیتی تھی۔ ہاں اس جگہ سے مشک کی بو آتی تھی ۱۱؎ آپ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے اور ناف بریدہ اور بالکل پاک صاف کہ کسی قسم کا میل بھی آپ کے بدن پر نہیں تھا ۱۲؎ حضور نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا ۱۳؎

حضورؐ کی پیدائش پر تمام فضا روشن ہوگئی کہ آپؐ کی اماں جان نے شام ملک کے شہر تک دیکھ لئے ۱۴؎ حضورؐ کا جھولا (پنگوڑا) فرشتے ہلاتے تھے ۱۵؎ حضورؐ سے چاند باتیں کرتا تھا جبکہ آپ جھولے میں تھے ۱۶؎ دھوپ میں آپ پر بادل کا سایہ ہوتا تھا ۱۷؎ حضورؐ پیڑ کے نیچے تشریف لاتے تو اُس کا سایہ حضورؐ کی طرف آجاتا ۱۸؎ حضورؐ کا سایہ نہیں تھا پھر سب آپ کے سایہ میں تھے ۱۹؎ حضورؐ کے لباس پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی ۲۰؎ جب تک حضورؐ کسی چوپائے پر سوار رہتے وہ پیشاب و پاخانہ نہیں کرتا تھا ۲۱؎ پہاڑ اور درخت بھی حضورؐ کے اشارے پر آجاتے تھے۔ ناظرین یہ تو بہت ہی مختصر معجزے ہیں نے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سے آپ کو ظاہر کئے ہیں آپ کو تمام خداداد معجزے اور بزرگیاں بیان کرنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے ہی فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پ۳۰ یعنی اے نبی صلی اللہ علیک وسلم آپ ہماری نعمتوں کا بیان کیجئے تب ہی تو حضورؐ نے بیان فرمائے ہیں جو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ حدیثوں میں صاف صاف موجود ہیں جن کو تمام دُنیا کے مسلمان مانتے چلے آئے ہیں۔ برادرانِ اسلام قرآن پاک میں اکثر انبیاء علیہم السلام کے معجزے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں جن کو ہم نے اسی کتاب "قرآنی تعزیرات بجواب پرویزی خرافات" کے صہ۳ و صہ۴ اور دوسرے صفحوں میں بھی بیان کردیا ہے۔ اب ہم حضورؐ کے صرف قرآنی معجزے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو یقین کامل ہو جائے کہ پرویز، برق اور دوسرے بیدین جو معجزوں کا انکار کرتے ہیں حقیقت میں وہ قرآن شریف ہی کے منکر اور خدائے تعالیٰ کو جھوٹا سمجھنے والے ہیں اللہ پاک اس بیدینی سے سب کو بچائے آمین

قرآن شریف سے معجزوں کی تفصیل

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ پ۱ ۱۲ یعنی پھر یقیناً اُتارا اس (قرآن) کو جبرئیل علیہ السلام نے اے محمدؐ آپ کے دل پر اللہ پاک کے حکم سے۔ دُنیا بھر کے انسانوں کے سوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنا اور آپ کے

دل پر قرآن پاک کو ظاہر کرنا۔ یہ حضور کا معجزہ تھا کہ اللہ پاک نے آپ کو پسند فرمایا۔ اور اپنے فرشتے کو حضور کے پاس بھیجا اور پھر آپ کے دل کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں سے زیادہ وسیع اور قابل برداشت بنا دیا۔ یہ آپ کا معجزہ انوکھا کام تھا۔ جیسا کہ وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ یعنی اگر ہم قرآن کو پہاڑ پر بھی اُتارتے تو وہ ہمارے رعب سے پارہ پارہ ہو جاتا۔ مگر حضور کے دل نے قرآن کو برداشت کیا اور دوسری آیت میں ہے کہ آسمان اور زمینوں نے بھی قرآن کو برداشت نہ کرنے کا عذر کیا۔ حضور کے قلب مبارک نے وہ کام کیا جو کسی مخلوق سے نہ ہو سکا یہ بہت ہی بڑا معجزہ ہے۔ قرآن پاک کے نزول کے پہلے خدائے پاک کا محبوب قابل وحی اور فرشتوں کا مخدوم اُن کے۔ آنے کی قابل ہو جانا یہ معجزہ ہے۔ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ پ ۱۲۔ یعنی جب آیا اُن (یہود و نصاریٰ وغیرہ) کے پاس ہمارا رسول سچا بتانے والا ان کی کتابوں کو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی بے پڑھے لکھے ہی تمام مذہبوں کی کتابوں کے عالم تھے اور خدا کی طرف سے اُتری ہوئی کتابوں کی تائید کرتے تھے اور انسانوں کی من گھڑت کتابوں کی تکذیب کرتے تھے یہ بھی آپ کا معجزہ تھا۔ ہزار برس پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کے پیدا ہونے اور دُنیا کو معجزے دکھانے لوگوں کو گناہوں سے پاک کرنے اور کتاب خدا سُنانے والا ہونے کی دعا کی جیسا کہ قرآن میں ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ یعنی اے ہمارے رب انسانوں میں ہی سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیری نشانیاں دکھائے۔ ان کو پاک کرے ان کو تیری کتاب پڑھائے۔ اور باریکیاں سکھائے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ پھر چھ سَو برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ میرے بعد تمہارے پاس احمد آئیگا۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی تھا۔ پھر حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جن حاضر ہو کر مسلمان ہوتے اور آپ سے مسائل پوچھتے اور
قرآن پاک سنتے تھے جس کا بیان سورۂ جن میں طویل موجود ہے یہ سورہ جن قرآن پاک
میں ایک سورت ہے۔ پھر انبیاء علیہم السلام کے حالات معاملات اور پہلے اقوام کی خبریں یا
حدیثیں خدائے تعالےٰ کی جانب سے آتے رہنا بھی آپ کا معجزہ تھا جن کو ہم پہلے اسی کتاب
میں لکھ چکے ہیں حضور اکرم پر اللہ تعالےٰ اور تمام فرشتوں کا درود بھیجنا بھی حضور کا معجزہ
تھا کسی انسان پر آپ کے قبل اس طرح درود نہیں ہوا پھر آپ کے طفیل میں آپ کی
اُمت پر خدا نے اور فرشتوں نے درود بھیجی اور اب بھی بھیجتے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ
عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ۔ یعنی اے اُمتِ محمدؐ خدائے تعالےٰ وہ ہے جو اپنے فرشتوں کے
ساتھ تم پر درود بھیجتا ہے۔ یہ بھی حضورؐ کا ہی معجزہ ہے۔ اور آپ کی اُمت کے چھوٹے
چھوٹے بچوں کے دل قرآن پاک کے متحمل ہیں یہ بھی آپ ہی کا معجزہ ہے۔ کیونکہ آپ سے
پہلے کسی آسمانی کتاب کا کوئی حافظ نہیں ہوا۔ نہ اب ہے یہ بھی حضورؐ کا معجزہ ہے پلک جھپکنے
میں مکہ سے بیت المقدس ہوتے ہوئے تمام آسمانوں کی سیر اور خدائے قدوس سے جسمانی
ملاقات کر کے تشریف لے آئے یہ بھی آپ کا معجزہ ہے فرمایا اللہ پاک نے سُبْحَانَ الَّذِیْ
اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ
یعنی پاک ہے وہ ذات (خدائے تعالیٰ) جس نے اپنے بندے محمدؐ کو ایک رات اپنے ساتھ
تمام آسمانوں زمینوں کی سیر کرائی اور ان کو اپنی قدرت کی کارگزاریاں دکھائیں تمام مخلوقات
کا اپنے ساتھ معائنہ کرایا۔ اور یہ بھی آپ کا معجزہ ہے کہ قرآن میں تبدیلی کا امکان نہ رہا۔
اور خود خدائے قدوس اس کا محافظ بن گیا۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ وَنَحْنُ نَزَّلْنَا
الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یعنی قرآن میں تبدیلی ممکن نہیں ہم خود اس کے محافظ ہیں
پچھلے صحیفے اور کتابیں بھی خدا کی تھیں ان کو بھی ذکر کہا گیا تھا۔ مگر ان میں تحریف ہوئی ہے
اللہ پاک نے فرمایا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ۔ چونکہ قرآن حضورؐ کے دل مبارک

پر رہا۔ اور حضورؐ کی زبانِ مبارک اور دہنِ پاک کے ذریعے دُنیا تک پہنچا یہ بھی حضورؐ ہی کا معجزہ ہے۔ اور آپ نے دُنیا کو ان باتوں اور مفید کاموں کی تعلیم دی جن سے دُنیا بالکل ناواقف تھی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اے انسانو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ باتیں بتاتے ہیں جو تم (انسان) نہیں جانتے تھے یہ حضورؐ کا معجزہ ہے۔ جنگِ بدر میں آپ کی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے مدد کی یہ بھی آپ کا معجزہ تھا۔ عرب جو دُنیا میں سب سے کم اور کمزور تھے وہ تمام بڑے بڑے بادشاہوں پر غالب آئے اور ان کے ماننے والوں کی ابھی تک دُنیا میں حکومتیں ہیں یہ بھی حضورؐ کا ہی معجزہ ہے۔ مخالفین اسلام اسلام کو مٹانے اور کمزور کرنے میں ہمہ تن کوشاں ہیں مگر اسلام مخالفین کے ملکوں میں بھی ترقی کر رہا ہے یہ بھی حضورؐ ہی کا معجزہ ہے۔ مسلمان علم۔ ہنر۔ حُسن وجمال۔ زور اور طاقت میں تمام دُنیا پر غالب ہیں یہ بھی حضورؐ ہی کا معجزہ ہے۔ کسی نبی کے حالاتِ زندگی۔ اقوال وافعال دُنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اعمال مبارک حدیثوں کی نہایت مشہور۔ متواتر روایتوں کے ذریعے چودہ سو سال سے محفوظ ہیں یہ بھی حضورؐ ہی کا معجزہ ہے اور مخالفین حدیث منکرین خدا چکڑالویوں کی سرکوبی کو جو سیف الاسلام دبلوی دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ پیش کرتا ہے یہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا معجزہ ہے۔ ہائے منکرین تو قرآن پاک کو حضورؐ کا معجزہ کہتے ہوئے بھی کہتے ہو کہ اور کوئی معجزہ نہیں! قرآن پاک میں تو دُنیا و دین کی تمامی خوبیاں ہیں جس دل میں قرآن محفوظ رہا اُس نے نشو ونما پائی۔ پھر زبان سے نکلا اور مُنہ سے دُنیائی فیض رسانی اور نفاذ کے جلوے دکھائے کیا اُس سے قرآن پاک کی کوئی بات بھی پوشیدہ رہی جس ذات مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے قرآن پاک نے دُنیا میں تمام علوم ماکان ومایکون کا دعویٰ کیا اور تبیاناً لِكُلِّ شَيْءٍ کا ڈنکا بجایا کیا اس ذاتِ گرامی کے علوم و معجزات و اعجاز میں کبھی بھی کمی کا امکان ممکن ہو سکتا ہے

جس کا معجزہ خود قرآن شریف ہو اس کے معجزات کے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد ہونے میں شک وشبہ کرنا قرآن پاک کی وسعت علمی اور ہر چیز کا مفصل بیان ہونے کا انکار کرنا ہے پھر جس ذات گرامی کو قرآن پاک پڑھانے کے واسطے خدائے قدوس نے مقرر فرمایا ہو۔ اس کی ہمہ دانی میں شبہ کرنا قرآن پاک کی ہمہ گیری اور ہدایت تامہ ہونے کو جھٹلانا ہے عقلاً ہر کتاب کا ماسٹر اور معلّم شاگردوں کو کتاب ذہن نشین کرانے کے لئے کتاب کے علاوہ بھی ایسے علوم کا ماہر ہوتا ہے جن کے ذریعے کتاب طلبا کی سمجھ میں آسکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن علوم کا نام حکمت۔ آیات بینات۔ اور بصیرت رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ پ۱۳ ۷ ۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم لوگوں سے کہدیجئے یہ میرا راستہ ہے میں اسی کی طرف اپنی بصیرت سے بُلاتا ہوں۔ اور میرے ماننے والے بھی اسی راستے کی طرف بُلاتے رہیں گے اور اللہ تعالےٰ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (کہ اس بصیرت کو بشریت کی وجہ سے کہوں بلکہ یہ بصیرت دانائی تو صرف اللہ پاک ہی کی طرف سے ہے اِس میں کوئی میرا شریک نہیں ہے) اسی بصیرت سے حضور نے قرآن پاک پر عمل کیا اور تمام مسائل۔ نماز۔ روزے۔ حج۔ زکوٰۃ۔ خرید وفروخت معاملات مقدمات۔ حرفت وتجارت۔ جہاد اور زندگی کے پُورے مسائل مرتب فرمائے جس کو شریعت کہتے ہیں جس پر چودہ سو برس سے مسلمانوں کا عمل ہے اور اسی شریعت کی پیروی قیامت تک آنے والوں پر لازم کردی گئی ہے چونکہ یہی خدائے تعالےٰ کے نزدیک صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے یہ بھی حضور کا معجزہ ہے۔

صراط مستقیم کیا ہے | فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ پ۸ ۷ سورۃ انعام ۔ ترجمہ۔ یقیناً یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس تم سے

اِس کی پیروی کرو۔ دوسرے راستوں پر مت چلو۔ وہ راستے تم کو اللہ کے راستے سے جُدا کر دیں گے۔ اللہ پاک یہ تم کو تاکید سے ہدایت کرتا ہے تاکہ تم گمراہی سے بچو۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ پرویز اس راستے کے خلاف مرکز بناکر اس کی جاہلانہ تجویز وں کو شریعت کہتا ہے اور اس کی پیروی فرض بتاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے صراطِ مستقیم سے جُدا کرکے جہنم کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی صراطِ مستقیم ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ۸ سورۂ انعام۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم کہہ دیجئے کہ یقیناً میرے رب نے مجھ کو سیدھے راستے پر چلایا ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَا تَمْتَرُنَّ بِھَا وَاتَّبِعُوْنِ ط ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ۔ پ۲۵ ۱۲۔ ترجمہ۔ اُن نشانیوں (معجزوں) میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے ناظرین کرام یہ قرآن کی وہ آیات ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک راستے کو صراطِ مستقیم کہا ہے یہ صراطِ مستقیم وہی ہے جو ہر نمازی پانچوں وقت کی نمازیں خدائے قدوس سے طلب کرتا ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ تو ہم کو صراطِ مستقیم پر چلا۔ قیامت تک مسلمانوں پر نماز فرض ہے اور نمازیں وہ صراطِ مستقیم یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستے پر چلنے کی دُعا کرتے رہیں گے۔ پرویز نے اسی صراطِ مستقیم کے متعلق مقام حدیث جلد اول کے صفحہ ۳۹ لکھدیا ہے کہ یہ تو اس زمانہ کی تاریخ ہے کہ حضور نے اور ان کے ساتھیوں نے قرآنی جزیات کی کیا صورت بنائی تھی یہ ان کے زمانے کے لئے شریعت تھی۔ پھر یہ بھی لکھدیا رسول اللہ کی بشریت کی دانائی تمام انسانوں میں ہے لہٰذا اب ان طریقوں کو زمانے کی ضرورت کے مطابق تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ یہی اپنے زمانہ کی شریعت ہوگی۔ آپ نے دیکھا کہ پرویز کا یہ عقیدہ قرآن پاک کے بالکل خلاف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین توہین ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ۱۷
ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمام ایمان والوں کو صراط مستقیم پر چلائیگا۔ یا چلانے والا ہے۔
ناظرین اس آیت سے تو بالکل ہی ظاہر ہے کہ قیامت تک ہر مومن، مسلمان پر محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی شریعت یعنی حدیثوں کے مطابق عبادتیں۔ اطاعتیں اور معاملات کرنے
پڑیں گے۔ یہ ہیں قرآن پاک کی وہ آیتیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو ابدالآباد
کے لئے ثابت کرتی ہیں یہی قرآن ہے جس کے یہ احکام ہمیشہ رہیں گے قرآن کے ماننے والے
تو وہی ہو سکتے ہیں جو قرآن شریف کی ان تفسیروں پر عمل کرتے ہیں جو حدیثوں میں قیامت
تک قرآن پاک کی طرح محفوظ رہیں گی۔ پھر فرمایا وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اِنَّکَ لَعَلٰی ھُدًی
مُّسْتَقِیْمٍ پ۱۷ ۱۶ سورۃ حج۔ ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ لوگوں کو اپنے
رب کی طرف بلائیے یقیناً آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ پھر فرمایا وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ۱۸ ۴۔ اور یقیناً اے محمدؐ آپ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف ہی
بلاتے ہیں۔ فرمایا اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ۲۲ ۱۸ سورۃ یٰسٓ
ترجمہ۔ اے محمدؐ بیشک آپ رسول ہیں سیدھے راستے پر ہیں۔ فرمایا اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ۲۵ ۷ سورۃ شوریٰ یعنی اے محمد صلی اللہ علیک وسلم یقیناً آپ
صراط مستقیم ہی دکھاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْکَ
اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ۲۵ ۱۰ سورۃ زخرف۔ اے نبیؐ آپ دین کے مسئلے
ہماری اس وحی کے ذریعے جاری کیجیے جو آپ پر پہلے کی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز۔ روزے۔ حج زکوٰۃ۔ شرابی کی سزا۔ رجم وغیرہ جو حدیثوں میں
ہیں وہی قیامت تک کے آنے والوں پر واجب الاتباع ہیں انہیں کی پیروی کرنی لازم ہے
یقیناً آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وہ تمام مسائل اور
دینی کام جو حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے ہیں دین ہیں اسی واسطے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یعنی اے مومنو ہم نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس کے ذریعے سے) تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر (دینی مسائل کی تکمیل کی) نعمتیں ختم کر دیں۔ اور تمہارے لئے ہم نے صرف اسلام۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مہیا کئے طریقے کو پسند کیا ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ۔ جو آدمی اسلام کے سوا دین مذہب۔ طریقہ اختیار کریگا وہ اور اس کا طریقہ مردُود ہوگا۔ برادرانِ اسلام آپ اس دُشمنِ رسُولؐ پرویز کی عبارت میں پڑھ چکے کہ وہ ہر زمانے کی ضرورتوں کے مطابق مذہب سازی کی تعلیم دے رہا ہے اور اپنے آپ کو اور اپنے جاہل بے علم وعمل ساتھیوں کے مجموعے کو مرکزِ ملت بنانا چاہتا ہے اور ان سب کی بصیرت دانائی (در اصل نادانی) کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت کی برابر بتاکر شرک فی النبوّت کا مرتکب بن رہا ہے۔ ذرا مرکزِ ملت کا لفظ قرآن میں دکھائے تو ہم سمجھیں کہ یہ قرآن کا جانی دُشمن نہیں ہے۔ دین اور اس کے مسائل بشری بصیرت سے نکالنے کا مدعی پرویز کے سوا آجتک کوئی انسان بھی نہیں ہوا۔ تمام عقلمندوں نے دین کے مسائل کا استنباط۔ تشکیل کا ذریعہ صرف بصیرت خداداد یا وحی کو مانا ہے۔ یہ منشی فاضل اور بی۔ اے کی ڈگریاں رکھکر بھی ایسی جاہلانہ گپتیں مارتا ہے۔ بتائیے تو اس نے علم کو بھی جہالت کا مرکز بنا ڈالا۔ آپ نے اللہ پاک کا ارشاد بھی اُوپر پڑھ لیا ہے کہ اُس نے اپنے پیارے حبیبؐ کے تمام مسائل کو مطابق وحی فرمادیا اور تمام مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع قرار دے دیا۔ اور پھر یہ فرمایا کہ وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ پ۲۵۔ ۱۔ ترجمہ۔ اور یقیناً آپ کے نکالے ہوئے دینی مسئلے آپ کے اور آپ کی قوم کے لئے قانون ہے اور آپ سب سے اس قانون کی پوچھ گچھ ہوگی۔ ناظرین کتنی صاف بات ہے کہ حضورؐ کے وہ مسائل جو حدیثوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ قانون اور ضابطہ ہیں اُن کی خلاف ورزی پر باز پرس ہوگی۔ پھر تاکیداً فرمایا

وَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ پ ۲۵ ۱۲ - ترجمہ۔ تم اُن مسئلوں معجزوں۔ دین کی باتوں میں شک نہ کرو بے چون وچرا میری فرمانبرداری کرو۔ یہی صراطِ مستقیم ہے۔ اور اِسی صراطِ مستقیم کے معلوم کرنے کو انسان تو انسان جن بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنوں کی حاضری

فرمایا خالق کل نے وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ج پ ۲۶ ۴ سورۂ احقاف۔ ترجمہ۔ اور جب ہم جنوں کی ایک جماعت کو اے محمد آپ کی خدمت میں لائے جو قرآن سُننا چاہتے تھے یا قرآن سُنتے ہیں۔ ناظرین یہ حضور کا کتنا بڑا معجزہ ہے کہ جنوں کو اللہ پاک قرآن کی تعلیم والے کے واسطے آپ کی خدمت میں لایا۔ اگر قرآن حضور کے بغیر سمجھنا ممکن ہوتا تو خدا اُن کو قرآن وہیں دیدیتا یا حضور اکرم سے فرماتا کہ آپ ایک قرآن فلاں مقام پر جنوں کے پاس بھجوا دیجئے۔ اب اللہ تعالےٰ اُس جنوں کی جماعت کی حضور کی خدمت مبارک میں خادمانہ مؤدبانہ شاگردانہ حالت کا نقشہ بیان فرماتا ہے۔ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا ج فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ پ ۲۵ ۴ - ترجمہ۔ پھر جب وہ جن لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے آپس میں کہا خاموش رہو پھر جب حضور سے قرآن پاک کی تعلیم پا چکے سبق پڑھ چکے تو اپنی قوم کی طرف گئے ڈراتے ہوئے۔ قَالُوْا یٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ ۲۵ ۴ - ترجمہ۔ اُن جنوں نے اپنی قوم سے کہا اے قوم ہم نے تو ایسی کتاب سُنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اُتری اور پہلی کتابوں کو سچا بتاتی ہے۔ حق کی طرف اور صراطِ مستقیم سیدھے راستے کی طرف لے جانے والی ہے۔ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ پ ۲۶ ۴ - ترجمہ۔ اے ہماری قوم خدا کی طرف بلانے والے

(محمد) کی بات مانو۔ اور اس پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دیگا اور تم کو دردناک عذاب سے بچا لیگا۔ ناظرین دیکھا آپ نے حضور کا معجزہ کہ جن آپ کا کتنا ادب واحترام کرتے تھے اور آپ پر ایمان لانا آپ کی باتوں کی جن کے ذریعے قرآن پاک سمجھا جا سکتا ہے کتنی قدر کرتے تھے۔ اللہ کا داعی۔ خدائے تعالےٰ کی طرف بلانے والے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ آپ کا نام نامی اللہ پاک نے داعی الی اللہ۔ اللہ کی طرف بلانے والا رکھا ہے جیسا کہ فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ٥ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا پ ۲۲ ع ۳ سورۃ احزاب۔ ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیک وسلم یقیناً ہم نے آپ کو گواہ (یعنی شاہد) خوش خبری دینے اور عذاب سے ڈرانے والا۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ پ ۲۶ ع ۴۔ ترجمہ۔ اور جو گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری نہیں کریگا أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ پ ۲۶ ع ۴۔

وہی بہت بڑے گمراہ ہیں۔ ان آیات سے بالکل ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی شکلوں۔ مذہبی مسئلوں اور قرآن پاک کے معنی سمجھنے میں اطاعت اور پیروی تمام ہی مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور اپنی نادان عقلوں سے قرآن پاک سمجھنے اور مسئلے نکالنے کا خیال بہت بڑی گمراہی ہے جس کا محرک غلام احمد پرویز ہے یہ حضور اکرم کے مسائل اور حرام حلال کئے ہوئے تمام جانوروں مسئلوں سے انکار کرتا ہے۔

پرویز اور چکڑالویوں نے کتے بندر گدھے سب حلال کر دیئے

پرویز نے اپنی کتاب مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۴۹ پر لکھا ہے کہ وحی جلی (قرآن) کہتی ہے کہ یہ چار چیزیں حرام ہیں۔ لیکن وحی خفی (حدیث) حرام وحلال کی طول وطویل فہرستیں مرتب کر کے دیتی ہے۔ اور اسلامی معاشرے کے صفحہ ۱۰ پر۔ پرویز نے لکھا ہے کہ قرآن کریم نے چار چیزوں کے متعلق کہا ہے کہ ان کا کھانا حرام ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ بِغَيْرِ اللّٰهِ۔ تم پر حرام کیا جاتا ہے مُردار۔ بہتا ہُوا خُون (لہو) سؤر کا گوشت اور ہر وہ شے جسے اللہ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے۔ یہ تھا میاں پرویز صاحب کا فتویٰ۔ اِس سے ظاہر ہے کہ جما ہُوا خون۔ کُتا۔ بندر۔ گدھ۔ چیل۔ لومڑی۔ بھیڑیا۔ شیر۔ چیتا۔ سانپ۔ نیولا۔ وغیرہ جانور جو حدیثوں میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے حرام بتائے ہیں پرویز کے نزدیک حلال ہیں۔ ہم پہلے وہ آیات بھی اسی کتاب میں درج کر چکے ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور حلال بتانے کا حق اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے مگر پرویز حضور اکرم کے اس خداداد منصب کا مخالف ہے اور حضورؐ کے حرام کئے ہوؤں کو حلال اور حضورؐ کے حلال کئے ہوئے۔ خرگوش۔ ہرن۔ مُرغابی۔ مُرغی۔ انڈا وغیرہ کو حرام سمجھتا ہے۔ یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کی ہوئی صراطِ مستقیم سے اِنکار اور کھلی ہوئی گمراہی ۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۔ پ ۲۹ ۱۲ ۔ ترجمہ۔ اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کرتا ہے۔ یقیناً اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے اور وہ اس دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔ اب مومن۔ ایماندار ذرا فیصلہ فرمائیں کہ پرویز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستے کا بدترین مخالف ہے سچّا اور قابلِ پیروی ہو سکتا ہے یا وہ چودہ سو برس کے مہاجرین و انصار۔ اولیاء۔ ائمہ۔ بزرگانِ دین سچّے اور قابلِ پیروی ہیں جو حدیثوں کو دین مانتے چلے آئے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ پ ۲۹ ۲ سورۃ ملک۔ ترجمہ۔ کیا سیدھے راستے پر چلنے والے سے اُوندھے مُنہ گرنے۔ غلط راہ چلنے والا اچھا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ صراطِ مستقیم پر چلنے والے مسلمان خدا کے مقبول۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں اور مہاجرین و انصار کے سیدھے راستے کو چھوڑنے والے گمراہ بے دین اور بدترین مخلوقات ہیں۔ اللہ پاک ان کو ایمان دے اور ان کی ناپاک کوششوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین۔ ثم آمین ؎

حدیث کی روایت پر اعتراض اور اسکا جواب

مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۳۵ پر لکھدیا ہے کہ عرب ایک خاص موسم میں گابھا لگایا کرتے تھے حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ یوں نہ کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس سال کھجوروں میں پھل نہ آیا۔ یا بہت کم آیا۔ یعنی یہ تجربہ ناکام رہا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے صرف ایسا گمان کیا تھا۔ تخمینی بات کا مجھ سے مواخذہ نہ کرو لیکن جب میں خدا کی جانب سے کوئی بات بیان کروں تو اس کو اختیار کرو (حجۃ اللہ البالغہ) یہ پرویز کی عبارت تھی۔

حجۃ اللہ البالغہ سے لی ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ والے شاہ ولی اللہ رحمتہ علیہ تو خود بخاری مسلم ترمذی وغیرہ کو مانتے ہیں انہی کی روایتیں لاتے ہیں۔ اس روایت کے لانے سے پرویز کی غرض صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی (نعوذ باللہ) ثابت کی جائے۔ تاکہ ان کی ہر بات کو ماننا ضروری نہ ٹھہرے۔ ناظرین بتایئے کہ یہ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ ہم حدیث کو نہیں مانتے تو پھر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی ارشاد کے لئے کوئی قرآنی آیت لانی چاہئے جب ان کے نزدیک حدیثیں حضورؐ کے ارشاد نہیں ہیں تو پھر یہ کہنا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ کیا معنی رکھتا ہے؟ اور اگر حدیثیں حضورؐ ہی کا ارشاد ہیں تو پھر ان کو نہ ماننا۔ ان کی نافرمانی کرنا کفر ہے۔ لیکن یہ اس سے بھی زیادہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے لئے کوشش کرنا۔ اور اس کے ذریعے بندگانِ خدا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے روکنا۔ فرمایا اللہ پاک نے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا پ۵ ۶ ترجمہ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اُتاری ہوئی وحی کی طرف آؤ۔ اور رسول کی طرف تو اے رسول صلی اللہ علیک وسلم آپ منافقوں کو دیکھئے کہ وہ آپ کے پاس نہیں آتے نہ آنے دیتے ہیں۔ پھر فرمایا وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ پ۲۵ ۱۰ ترجمہ۔ اور یقیناً وہ منکرین حدیث لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے راستے (صراطِ مستقیم) سے روکتے ہیں اور اپنے دلوں میں خیال کرتے ہیں کہ ہدایت کرتے ہیں۔

ناظرین یہ منکرین حدیث پرویز وغیرہ اللہ کی صراطِ مستقیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے دُنیا کو روکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہدایت کر رہے ہیں اللہ پاک نے ان کی منافقت بخوبی ظاہر فرما دی۔

جواب روایتِ مذکورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کی دی ہوئی وحی خفی یا بصیرت سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس سال کھجوریں بیماری کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے حضورؐ نے وہ طریقہ جس سے کھجور زیادہ پیدا ہوں بند کروا دیا تھا۔ لیکن جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مادہ یا جراثیم بند ہو گئے تو حضورؐ نے اجازت دیدی لیکن وہ طریقہ جہالت کے زمانے سے کھجوروں کی پیداوار بڑھانے کا باعث سمجھا جاتا تھا وہ اسلامی اعتبار سے مناسب نہ تھا کہ خدائے تعالیٰ کی قدرتِ تخلیق میں اظہارِ نقص تھا۔ جنگلی درختوں، خود رو پودوں۔ جھاڑیوں میں مناسب ہی طریق نشو ونما ہوتا ہے وہ قدرت کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا لیکن بعض لوگوں نے جہالت کے طریق کو جاری رہنے کا خیال ظاہر کیا تو آپ نے ناراض ہو کر فرمایا جاؤ تم جانو تمہارا کام۔ اپنی دُنیا کے معاملے تم خوب سمجھتے ہو تو سمجھو پھر اللہ پاک نے فرمایا فَعَسَىٰٓ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا پ ۴ ع ۱۴۔ ترجمہ۔ پھر ممکن ہے کہ تم کسی چیز (یا طریق) کو ناپسند، مضر سمجھو اور اللہ تعالےٰ نے اس میں تمہارا زیادہ نفع رکھا ہو۔ صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ پھر کھجور کو جہالت کی رسم سے روکا گیا تو بہت ہی زیادہ اور لذیذ کھجوریں پیدا ہونے لگیں یہ بھی حضور اکرمؐ کا معجزہ تھا اور ابھی تک عرب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہی طریق رائج ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ حضور اکرمؐ ہی کا طریقہ رہے گا۔

حدیثوں پر قرآن کی مخالفت کا الزام مقامِ حدیث جلد اول کے صفحہ ۲۲۵ و صفحہ ۲۳۲ و صفحہ ۲۴۳ پر لکھا ہے کہ اس تصنیف اور اس کی شرح (حدیث) میں کس قدر باہمی تضاد (مخالفت) ہے سرِدست چند ایک مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ تصنیف قرآن میں ہے کہ ۱ زانی مرد اور زانی عورت میں سے ہر ایک کو سَو سَو کوڑے بطور سزا لگاؤ۔ اور اگر شادی شدہ ہیں تو انہیں سنگسار کر دو ۲ وحی جلی (قرآن) کہتی ہے کہ جنگ کے قیدیوں کو فدیہ دے کر آزاد کر دو یا بطور احسان۔ لیکن اس کے بعد اسی خدا کی طرف سے وحی خفی (حدیث) آتی ہے کہ نہیں جنگ کے قیدیوں کو غلام بناؤ۔ اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں اور ان لونڈیوں کو بلا حد و شمار اپنے حرم (زنان خانہ) میں داخل کرو۔ ۳ وحی جلی (قرآن) کہتا ہے کہ انسان کو ضمیر کی آزادی حاصل ہے جس کا جی چاہے اسلام لے آئے جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ لیکن وحی خفی (حدیث) کہتی ہے کہ نہیں اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ دے تو اس کی سزا قتل ہے۔ ۴ وحی جلی کہتی ہے اور بار بار کہتی ہے کہ تم اپنے مال کو وصیت کی رُو سے تقسیم کر سکتے ہو۔ لیکن وحی خفی (حدیث) کہتی ہے کہ یہ وصیت ایک تہائی میں ہوگی اور وہ بھی وارث کے لئے نہیں ۵ وحی جلی کہتی ہے کہ یتیموں کا خاص طور پر خیال رکھو۔ لیکن وحی خفی کہتی ہے کہ اگر کوئی بچہ اپنے دادا کی زندگی میں یتیم ہو جائے تو اُسے میراث میں سے ایک پائی بھی نہ دو۔ تمام جائیداد ان بچوں کو دیدو جن کا باپ زندہ ہے ۶ وحی جلی (قرآن) کہتی ہے کہ اللہ کے رسول سچے ہوتے ہیں وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے لیکن پر تمام نبیوں اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان حکموں کو جھوٹا کہہ کر حضورؐ پر جھوٹ کا الزام لگاتا ہے جن کے ذریعے قرآن کا پتہ چلا لیکن وحی خفی (حدیث) کہتی ہے کہ یہ غلط ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے تین بار جھوٹ بولا تھا اور جھوٹ بھی ایسا کہ جس کے احساس سے وہ (معاذ اللہ) روزِ محشر خدا کے حضور جانے سے نادم ہوں گے ۷ وحی جلی کہتی ہے کہ خدا کی کتاب (قرآن کریم) کا ہر حکم اپنی جگہ محکم مستقل اور ابدی ہے

لیکن وحی خفی کہتی ہے کہ نہیں۔ اس (قرآن) میں بہت سے احکام ایسے ہیں جو منسوخ ہو چکے ہیں اور یونہی برائے وزن بیعت کے لئے اس میں رہنے دئیے ہیں
۸۔ وحی جلی (قرآن) کہتی ہے کہ خدا کی کتاب بالکل محفوظ ہے۔ لیکن احادیث کہتی ہیں کہ ایسی آیات (مثلاً آیتِ رجم) بھی ہیں جو پہلے قرآن میں ہوا کرتی تھیں لیکن بعد میں اس میں نہ رہیں۔ ناظرین یہ تمام پرویز کی وہ عبارت تھی

جس میں حدیثوں کو قرآن شریف کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اسی کتاب میں کئی جگہ حدیثوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ارشادِ گرامی مانا ہے کہ جس سے بدبخت اور بے دین ہی روگردانی کرتا ہے۔ اور پھر بھی حدیثوں کو قرآن کے خلاف ثابت کرتا ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا مخالف ثابت کر کے قرآن ہی سے برگشتہ کرنے کی بدترین سکیم ہے۔ ظاہر ہے کہ جن پر قرآن پاک اُترا۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سمجھانے۔ سکھانے اور عمل کر کے دکھانے کے لئے بھیجا جب وہی قرآن شریف کے خلاف ہیں تو پھر قرآن کی کیا حیثیت رہی اور قرآن پاک۔ اللہ پاک کا کلام ہونے کی حیثیت سے نعوذ باللہ پرویز کے نزدیک بے قدر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی کیا قدر اور عزت رہی قرآن جس کا کلام ہے۔ ہائے افسوس پرویز نے خدا کا بندہ۔ غلامِ احمدؐ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہلاتے ہوئے بھی ان کی دشمنی میں کوئی عمل کوئی کوشش باقی نہیں رکھی۔ اگر کسی دُنیا کے بادشاہ کے متعلق کہا جائے کہ اس کا مقرر کیا ہوا گورنر جنرل یا وزیراعظم ہی اس کے احکام کی مخالفت کر کے اس کی توہین کرتا ہے تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ بادشاہ کی کس قدر توہین اور اس کے قانون کی کیسی تذلیل اور رعایا کو باغی بنانے کا کتنا بدترین طریقہ ہے کیا کوئی بادشاہ یا حکومت ایسے خیالات پھیلانے کی مُلک اور رعایا میں اجازت دے سکتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو حکومت بدترین بغاوت اور مُلک میں لاقانونیت کا محرک سمجھ کر فوراً سخت ترین سزا دے گی۔ برادرانِ اسلام اور اسلامی حکومت پر فیصلہ موقوف ہے کہ وہ اپنے خدائے تعالےٰ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے بغاوت کرنے والے پرویز کو کیا قانونی عبرت ناک سزا دے کر خدائے تعالےٰ اور اس کے کلام پاک قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت کا ثبوت پیش فرمائیں۔

حدیثوں پر الزاموں کے قرآن پاک سے جوابات

برادران اسلام۔ آپ نے خود بھی مذہبی کتابوں میں آسمانی خدائی کتابوں کا ذکر پڑھا ہوگا۔ کہیں بھی ان کو تصنیف نہیں کہا۔ صحیفہ۔ آیات۔ کتاب اللہ۔ منزل من اللہ۔ وحی ہی مانا ہے۔ لیکن علامہ مرزا ان چودھری پرویز کے نزدیک قرآن پاک کی حیثیت صرف ایک تصنیف جیسی ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ لغت میں تصنیف کہتے ہیں۔ اپنے خیال اور عقل سے باتیں بنا کر ایک جگہ لکھنے کو تو گویا پرویز کے نزدیک کلام خدا قرآن پاک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دماغ اور عقلی باتوں کی کتاب ثابت کرنا چاہتا ہے۔

جواب اوّل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ۔ پ۱۸، سورۂ نور۔ زنا کرانے والی عورت اور زانی مرد ہر ایک کو سو دُرّے لگاؤ۔ ناظرین! عقل یہ بتاتی ہے کہ یہ دونو کنوارے۔ بے شادی شدہ ہی ہیں کیونکہ میاں والی عورت اور بیوی والے مرد کو غیروں سے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں اور جب وہ مسلمان ہیں اور زنا کو حرام سمجھتے ہیں اور اُن کے ضمیر اور عقیدے کے خلاف ہے تو حلال کے ہوتے ہوئے حرام کی طرف کیوں جانے لگے۔ لیکن شادی نہ ہونے کی حالت میں مجبور ہو کر ایسا کرنا ممکن ہے لہٰذا یہ سزا بھی غیر شادی شدہ زانیہ اور زانی کی مقرر ہو گئی لیکن خدائے قدوس نے بھی آگے چل کر فرما دیا اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ یعنی کہ زانی مرد زانیہ اور مشرکہ سے نکاح کرتا ہے۔ اور زانیہ عورت سے زانی یا مشرک مرد نکاح کرتا ہے اس سے ثابت ہے کہ اوپر جس زانی اور زانیہ کا ذکر ہوا وہ دونوں بے نکاح تھے ان کی سزا اللہ تعالیٰ نے سو سو دُرّے مقرر کئے۔ لیکن اگر کوئی میاں دار عورت زنا کرائے یا جورو والا مرد کسی عورت سے

زنا کرے تو اس کی سزا کس سے دریافت کی جائے۔ اگر یہ کہیں کہ قرآن میں اس کی سزا نہیں ہے تو پھر قرآن جرائم کی روک تھام میں ناقص ہو جائیگا۔ چونکہ کسی بڑے بدترین گناہ پر سزا نہ دینا تو اس گناہ کو عام کرنا اور لوگوں میں پھیلانا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس بات کو مانتا ہے کہ قرآن گناہوں کے پھیلانے کو آیا ہے۔ مگر یہ دل و دماغ تو مسٹر پرویز کا ہی ہے کہ وہ نکاح والے مرد۔ عورتوں کے زنا کو قابل سزا جرم ماننا گناہ جانتے ہیں کیونکہ یورپ زدہ ہیں یورپ کے شعار کی پیروی کیسے نہ کریں۔ لیکن اللہ پاک فرماتا ہے کہ ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک کرنے اور قرآن پڑھانے کے واسطے ہی بھیجا ہے اس لئے قرآن کی تعزیرات کی شرح اور تفسیر کا ان کو پورا حق ہے انہوں نے جب فرما دیا کہ نکاحوں والے زانیوں کو رجم کیا جائے تو یقیناً یہ سزا خدائے تعالیٰ ہی کی مقرر کردہ ہوئی اور اس قسم کے زنا سے بچانے والی اس سے بہتر سزا ممکن ہی نہیں۔ تمام دنیا کے اہل مذہب تو جرائم کے روکنے کا ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر فرمودہ سزاؤں کو مانتے ہیں مگر چونکہ مسٹر پرویز یا تو خود اس قسم کے مجرم ہیں یا ان مجرموں کے ایجنٹ ہیں جن کے نزدیک یہ زنا عام دستور ہے۔ اسی طرح آپ شراب پینے والوں کی بھی ایجنسی فرماتے ہیں۔ دیکھئے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۴۴ پر رقمطراز ہیں کہ دیکھئے قرآن میں زنا اور سرقہ کی سزاؤں کا ذکر موجود ہے لیکن شراب کی سزا کہیں متعین نہیں کی گئی۔

ناظرین یہ پرویز صاحب کی عبارت کیا ہے شراب خواروں کی وکالت ہے یا شراب فروشوں کی ایجنسی ہے کہ جب قرآن میں شراب پینے کی کوئی سزا نہیں تو پھر۔ صدائے عام ہے مستان پُر خطا کے لئے۔ یا اللہ تعالیٰ پرویز اور اس کے ساتھیوں کو عقل دے کہ وہ حدیث پر ایمان لاکر قرآن پاک پر ایمان لانے کا ثبوت دیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کے مفید ہونے کا اعلان کریں۔ آمین۔ ہم نے قرآن سے پہلے بھی ثابت کر دیا ہے کہ قرآن کی آیات کی تعیین حضور نے فرمائی ہے جس آیت اور حکم کو

آپ مجمل یا مفصل فرمائیں اور جو شرح فرمائیں ماننا ضروری ہے

جواب دوم | قیدیوں کو غلام اور لونڈی بنانا حدیث شریف میں کیوں ہے ذرا غور
سے پڑھئے اور یاد بھی رکھیے۔ یہ اعتراض تمام ہی مخالفین اسلام کیا کرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ۔ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ
مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ پ۲ ۱۱ سورۂ بقرہ۔ ترجمہ۔ اور بیشک ایماندار لونڈی بہتر
ہے مشرکہ عورت سے اگرچہ وہ مشرک عورت مال جمال وغیرہ میں کامل ہی کیوں نہ ہو۔
ناظرین! عرب کیا اُس زمانہ میں تمام ملکوں میں غلام لونڈیاں رکھنے کا دستور تھا اور
تمام ملکوں میں غلاموں اور لونڈیوں کو بہت تکلیف دیتے تھے۔ اللہ پاک نے ان کو اس
ذلت وخواری سے نکالنے کے واسطے مومنوں کو حکم دیا کہ تم ایماندار لونڈیوں کو مشرک عورتوں
کی نسبت بہتر سمجھو۔ ان سے نکاح کرو۔ اسی طرح ایماندار غلاموں کی شادیاں کرنے میں عیب نہ
سمجھو بلکہ وہ آزاد مشرکوں سے بہتر ہیں۔ قرآن شریف میں لونڈی اور غلام رکھنے کی اجازت
تو اس مذکورہ آیت سے ثابت ہوئی۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ
الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ وَاِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
پ۱۸ ۱۰ سورۂ نور۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنی بیواؤں کے نکاح کرو اور اپنے نیک (ایماندار
غلاموں اور لونڈیوں کے اور اگر وہ لوگ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالےٰ ان کو اپنے فضل
سے مالدار کر دیگا۔ ناظرین یہ قرآن شریف کی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ لونڈی اور غلاموں
کو رکھنا جائز قرار دیتا ہے۔ مگر ان کے ساتھ بالکل مساویانہ برتاؤ کرنے اور تمام مسلمانوں کی
طرح ان کے نکاح کرنے کو ضروری فرماتا ہے۔ ان آیتوں کے بعد غلام اور لونڈیاں آزادوں کی
طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے اور بڑے بڑے مسلمان غریب لونڈیوں
کو اپنی بیویاں بناکر حرم میں رکھنے لگے اور غلاموں کو اپنی بہنیں اور لڑکیاں تک دینے لگے
جس کی تفصیل حدیثوں میں موجود ہے بتائیے غلام اور لونڈی رکھنے کو قرآن پاک کے خلاف

بتانا کیا اللہ تعالیٰ پہ بہتان اور قرآن پاک کی توہین نہیں ہے؟ بلکہ لونڈیوں کی اللہ تعالےٰ نے اتنی حفاظت فرمائی جو کسی مذہب میں نہیں تھی۔ فرمایا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ پارہ ۱۸ رکوع مذکور۔ یعنی لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور نہ کرو۔ ناظرین۔ آپ نے دیکھا کہ لونڈیوں کو کافروں سے اس واسطے خریدا جاتا تھا کہ اُن کو بیگم بنایا جائے اور اُن کو زنا کی لعنت سے بچایا جائے۔ چونکہ اسلام کے قبل یورپ۔ عرب۔ شام۔ ہندوستان اور تمام ملکوں میں لونڈیوں سے بدکاری کا پیشہ جبراً کرایا جاتا تھا۔ یا بغیر نکاح کے لوگ اپنے پاس رکھتے تھے اللہ پاک نے ان کی عزت اور حرمت اور شریف عورتوں کی طرح حفاظت کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرما دیا۔ کہ وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ پ ۱۸ ع ۱۰ سورۂ نور۔ ترجمہ۔ یعنی اگر کوئی شخص بُرائی پر ان لونڈیوں کو مجبور کریگا تو اُن لونڈیوں کو تو اللہ پاک سزا نہیں دیگا۔ بلکہ مجبور کرنے والا سزا پائیگا۔ سبحان اللہ کیا مہربانی ہے اللہ پاک کی ان لونڈیوں پر جن کو لوگ ذلیل سمجھتے تھے۔

نکاحوں کا بیان فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا پ ۴ ع ۱۲ سورۂ النساء۔ ترجمہ اگر تم کو یتیم لڑکیوں سے انصاف نہ کر سکنے کا خوف ہو (تو ان سے نکاح نہ کرو) پھر اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کرو۔ دو۔ تین اور چار سے۔ اگر تم ان سب میں انصاف نہ کر سکو تو فقط ایک عورت سے ہی نکاح کرو۔ یا جو لونڈی تمہارے قبضے میں ہو اس سے نکاح کرو۔ ان دونوں صورتوں میں بے انصافی کا اندیشہ کم ہے۔ ناظرین قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ لونڈی کو حرم میں رکھنے کی اجازت دیتا ہے اور ایک کو نہیں بلکہ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ جتنی جس قدر لونڈیاں تمہارے حصے اور قبضے میں ہوں۔ انصاف کر سکو تو ان کو حرم میں رکھو لیکن پرویز اس کو قرآن کے خلاف بتا کر خدائے پاک پر جھوٹ کا الزام لگاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو قرآن کی مخالفت کی تہمت لگا کر دُنیا میں گمراہی پھیلانا چاہتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا
الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ
مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ پ ۱۸ ع ۱۴ سورۂ نور۔
ترجمہ۔ اے ایمان والو تمہارے مکان (خلوت خانہ) میں آنے کی تمہارے غلاموں۔ اور
نابالغوں کو تین وقتوں میں تم سے اجازت لینی ضروری ہے۔ ۱ فجر کی نماز کے پہلے ۲
دوپہر کو جب تم آرام کرتے ہو۔ اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت پردے کے ہیں۔ یعنی
ان وقتوں میں خلوت خانہ میں بے اجازت آنا جانا جائز نہیں ہے۔ ناظرین اس آیت میں
بھی غلاموں کا بیان ہے جس سے ظاہر ہے کہ مسلمان عام طور سے غلام رکھنے کے مجاز تھے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ پ ۵ ع ۱۔
ترجمہ۔ یعنی حرام ہیں تم پر خاوند والی عورتیں مگر جو تمہارے قبضے میں ہوں وہ تمہارے لئے
جائز ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کے صاحبزادے حضرت شاہ عبد القادر
صاحب اِس آیت کا ترجمہ یُوں فرماتے ہیں:۔ حرام ہیں تم پر عورتیں خاوند والیاں مگر وہ
جن کے مالک ہو جاویں ہاتھ تمہارے یعنی دار الحرب کی بندی کی عورتیں اگر خاوند والی ہوں تو
بھی حرام نہیں۔ پر جب دار الحرب سے باہر نکلیں اور ان کے خاوند ساتھ نہ آویں تب مباح
(جائز) ہیں اور اگر ان کے خاوند مسلمان ہو جاویں تو اپنی جورو لے لیں تفسیر موضح القرآن ص ۱۲۳
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ پ ۵ ع ۱۔ ترجمہ۔ اور جو آدمی
تم میں سے آزاد عورتوں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اپنی مومن لونڈیوں کو حرم میں داخل کرے
پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا
مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ پ ۱۸ ع ۱۔ سُورۂ مومنون۔ ترجمہ۔ ایماندار

وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کو چھپاتے ہیں۔ مگر صرف اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے نہیں چھپاتے۔ یقیناً ان کو ملامت کرنا ناجائز ہے۔ پ ۲۹ رکوع ۷ میں بھی بعینہٖ یہی آیت ہے۔ ناظرین اس آیت میں پرویز اور ان منکرین حدیث و قرآن پر خدا کی پھٹکار بھی ہو گئی جو لونڈیوں کو حرم میں رکھنے کو برا جانتے ہیں۔ پھر فرمایا اللہ پاک نے وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ پ ۲۲ ۳ ترجمہ۔ اور اے نبیؐ آپ کے لئے وہ لونڈیاں بھی حلال ہیں جو آپ کو مالِ غنیمت سے ملی ہیں۔ ناظرین دیکھئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص ہی لونڈیوں کی اجازت قرآن میں موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پرویز قرآن پاک ہی کو دنیا کے نزدیک غیر مہذب ثابت کرنا چاہتا ہے حالانکہ دنیا کی تمام قوموں میں غلاموں اور لونڈیوں کا رواج رہا ہے اور اُن پر ظلم و ستم کئے جاتے تھے۔ اسلام نے ان کو منکوحہ عورتوں کی سی عزت عنایت فرمائی یہ اسلام کا لونڈیوں پر احسان ہے۔ اور غلاموں کو اپنے بچوں کی طرح رکھنے کا حکم دیا۔ اور خرید کر ان کے آزاد کرنے کو ثواب عظیم قرار دیا۔ چنانچہ حضور اکرمؐ صحابہ کبار اہلبیت اطہار اور ان تابعین تبع تابعین سے غلاموں لونڈیوں کا آزاد کرنا ثابت ہے لیکن جو غلام لونڈیاں آرام۔ بے فکری کی وجہ سے مالکوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اُن کو پاس ہی رکھتے تھے غلاموں کی بچوں کی طرح شادی بیاہ کرتے اسی طرح لونڈیوں کی حضرت زید غلام کا حال تو آپ پڑھ ہی چکے جن کو خود آنحضرتؐ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ پ ۲۲ ۴۔ ترجمہ۔ اور اے نبیؐ ہم وہ تمام احکام جانتے ہیں جو لوگوں کی بیویوں اور لونڈیوں کے متعلق ہم نے بھیجے ہیں۔ تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو یعنی آپ بھی غلاموں لونڈیوں کے تمام مسائل آسانی سے بیان فرما دیا کریں۔ آپ نے پڑھ لیا کہ قرآن میں قیدیوں کا غلام بنانا اور مالِ غنیمت میں لینا جائز ہے

لونڈیوں کیساتھ خاص رعایت فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ پ۵ سورۃ نساء ترجمہ
اور جب لونڈیوں کو بیویاں بنا لیا گیا اُس پر اُن سے کوئی گناہ ہوگیا تو اُن کو آزاد عورتوں سے آدھا عذاب (سزا) ہوگا۔ ناظرین غلام اور لونڈی بنانا اللہ پاک کے حکم کے مطابق اور مُشرکوں کافروں کی عورتوں کو لونڈیاں بنالینا بھی قرآن پاک کے عین حکم کے مطابق ہے پھر حدیث تو قرآن کی شرح یا تفسیر ہے اس میں بھی لونڈیوں غلاموں کے حالات اور مسائل اور ان پر رحم وکرم کرنے کے احکامات موجود ہیں۔ تو یہ تو حدیث کی قرآن کے ساتھ مطابقت موافقت ہے اس کو خلاف اور ضد کہنا۔ قرآن اور حدیث دونوں پر الزام لگانا اور خدا تعالیٰ کی تکذیب کرنا ہے جو پرویز اور دوسرے منکرینِ حدیث نے اختیار کر رکھا ہے۔ قرآن پاک میں غلام اور لونڈیوں کے متعلق دوسرے خرید و فروخت کے احکام ہیں ہم نے یہاں کتاب لمبی ہو جانے کے خوف سے چھوڑ دیے ہیں

حدیث شریف میں قیدیوں غلاموں لونڈیوں کے احکام

فرمایا سردارِ دو جہاں نے فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ (بخاری شریف کتاب الادب) قیدیوں کو آزاد کراؤ۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ بیماروں کی تیمارداری کرو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَلَّمَهَا وَأَحْسَنَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ (بخاری شریف کتاب العتق) یعنی جس آدمی کے پاس لونڈی تھی تو اُس نے اس لونڈی کو تعلیم دی اور اس سے اچھا برتاؤ کیا پھر اُس کو آزاد کر دیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ (یا اس کا کسی سے نکاح کر دیا) تو اس کے واسطے دوگنا ثواب ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اعتق رقبۃ مسلمۃ اعتق اللہ بکل عضو منہ عضوا من النار بخاری مسلم مشکوٰۃ ص ۲۹۳ باب العتق
حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا یا قرضدار کو قرض سے نجات دلائی، تو اللہ تعالیٰ اُس کو دوزخ سے نجات دلائیگا۔

برادرانِ اسلام آپ کو معلوم ہوگیا۔ کہ لڑائی کے قیدیوں کو اور دوسرے غلاموں کو مسلمانوں کے پاس رکھنے کا خدائے تعالیٰ نے صرف اس لئے حکم دیا تھا کہ غلاموں کو خدائے تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بنا دیں اُن کو تعلیم دیں اور تہذیب و ادب سکھا کر آزاد کردیں۔ اور پھر بڑے بڑے مرتبے بھی عنایت کر کے غلاموں۔ لونڈیوں سے ہمیشہ کے لئے ذلّت و حقارت کی لعنت دُور کر دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار۔ اہلبیت اطہار اور دوسرے خلفائے نامدار کے زمانوں میں غلاموں کو سرداریاں دی گئیں یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی مسلمان غلاموں کی حکومت۔ مدت تک رہی۔ یہ وہ واقعات اور سچائیاں ہیں جن کا کسی انسان سے بھی انکار نہیں ہوسکتا۔

جواب سوم
مُرتدین کا بیان

پرویز کی عبارت میں آپ نے لکھا دیکھا کہ قرآن کہتا ہے کہ ضمیر کی آزادی حاصل ہے چاہے آدمی مسلمان رہے یا کافر رہے اس کو اختیار ہے مگر حدیث مرتد (دین سے پھر جانے والے کو) کو قتل کا حکم دیتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ پ ۱۱ ترجمہ اور جو مسلمان دین اسلام سے پھر جائے پھر اسی حالت میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے سب کام باطل ہوگئے دُنیا میں (ان کی بیویاں نکاح سے باہر ہوگئیں وہ میراث سے محروم رہے اس کی جان و مال کی حفاظت مسلمانوں پر لازم نہیں رہی) اور آخرت میں بھی کسی نیکی کا ثواب نہیں ملیگا یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ ناظرین قرآن پاک نے دینِ اسلام سے پھر جانے کو بہت ہی بڑا گناہ اور تمام کاموں کے مٹ جانے اور یقینی دوزخی ہونے کا حکم لگا دیا لیکن پرویز نے اس حکم خداوندی کی سخت توہین کی اور دین سے پھر جانے۔ اسلام کو چھوڑنے کو جائز قرار دیدیا۔ ہم جو کہتے ہیں کہ یہ کافروں کا ایجنٹ اور بے دینوں کا خاص الخاص آدمی ہے اس کی اصل غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو کافر بنائے۔ اور اسلام کے نظام کو توڑ ڈالے۔

انصاف طلب بات

یہ ہے کہ دُنیا والوں کے اخلاق عادات اور اعمال و افعال کو دُرست کرنا اُن میں قوم۔ معاشرے اور اہلِ مُلک کو آرام دینے اور بُرائیوں کے دُور کرنے کی تعلیم کو جاری کرنا عقلاً لازمی اور ضروری ہے اسی واسطے خدائے تعالیٰ نے اپنے پاک بندوں نبیوں کے ذریعے سے دُنیا کی اصلاح کی۔ ان کو نیک کاموں کی رغبت دلائی۔ ظلم و ستم۔ دلآزاری۔ اور تمام بُرائیوں سے روکا یہ قدرت کا وہ انتظام ہے جو نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے اس نے بادشاہوں کو پیدا کیا ان کو امن و امان کے قانون چلانے اور فساد۔ قتل و غارت۔ اور سفاکیوں کے مٹانے کے اسباب دیئے۔ اگر کوئی آدمی یہ کہتا پھرے کہ حکومت یا ملک میں ضمیر کی آزادی ضروری ہے قانون کی پابندی ناجائز ہے تو بتایئے ایسے شیطان سیرت آدمی کو حکومت باغی سمجھ کر سزا دے گی یا نہ دیگی ؟ بس اسی طرح خدا کے نزدیک خدائے تعالیٰ کے امن و امان اور دُرستی کے ضابطہ حیات اسلام (خدائے تعالیٰ کے قانون) کی مخالفت بدترین جُرم ہے حکومتِ الٰہیہ اور اس کے حاکم اعلیٰ۔ گورنر جنرل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص، فرض تھا کہ وہ اس بغاوت اور حاکم اکل خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کے راستے سے لوگوں کو روک دیں۔ اسی واسطے آپؐ نے فرمایا کہ اسلام سے پھرنے والے مُرتدوں کو قتل کر دیا جائے تاکہ لوگ آیندہ مُرتد ہو کر خود دوزخی نہ بنیں اور دُنیا میں بغاوت کے شعلے نہ بھڑکائیں۔ برادرانِ اسلام یہ چیز تو خدائے قدوس اور ہر حکومت بھی خواہ ملک کے نزدیک نظامِ حکومتِ الٰہیہ کے لئے ضروری اور لابدی ہے۔ اس کو غلط بتانا اور ضمیر کی آزادی۔ لاقانونیت کی تعلیم دینا۔ خدائے قدوس کی منشاء اور نظامِ دُرستیٔ عالم کے سخت خلاف ہے لیکن پرویز تو ملک میں تمام بُرائیاں۔ اور حکومتِ اسلامی سے بغاوت کرانے کا بیڑا اُٹھا چکا ہے۔ اس واسطے وہ ان میں اس کی اشاعت کرتا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس دشمنِ دین و ایمان خلاف عمل۔ اور بدترین باغی کو سخت ترین سزا دیکر ملک کو لاقانونیت۔ بغاوت سے بچائے۔

خدا کے نافرمانوں ضابطۂ الٰہی کے مخالفوں سے جنگ

فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ پ۲ ع۸ ۔ یعنی لڑو اللہ پاک کے راستے میں،

اُن کافروں بے دینوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ ناظرین یہاں اللہ تعالےٰ نے صاف فرمایا کہ جو لوگ دینِ خدا کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کو خدا کا باغی بنانا چاہتے ہیں۔ اور تمہاری مخالفت کرتے ہیں تم ان سے جہاد کرو۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ پ۲ ع۸ یعنی کافروں خدائے تعالےٰ کے باغیوں کو جہاں کہیں پاؤ قتل کرو۔ اور ان کو ان کے شہروں۔ قصبوں۔ اور دیہات سے نکال باہر کرو جیسے طرح تم کو انہوں نے نکالا ہے۔ (یعنی تمہاری مخالفت کی ہے) اور بے دینی اور بغاوت پھیلانا قتل کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ پ۲ ع۹۔ اور قتل کرو کافروں۔ مُرتدوں کو یہاں تک کہ اُن کی بے دینی اور بغاوت مٹ جائے اور صرف اسلام ہی کے قانون جاری ہو جائیں۔ ناظرین۔ دُنیا سے خرابیوں کو دُور کرنے اور کامل طور سے امن و امان قائم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے کافروں اور مُرتدوں جیسے مُفسدوں اور باغیوں کی سزائیں ضروری سمجھی ہیں یہ ہیں وہ ارشاداتِ ربّانی جن کی مخالفت کی پرویز اور منکرینِ حدیث جان توڑ کوشش کر رہے ہیں اور ایسے مُلک اور حکومت میں جو صرف قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل میں بنی ہے۔ تنبیہ۔ جو کافر غیر مسلم۔ اسلامی حکومت کے قانون کو تسلیم کریں اور خدا کے دین۔ ضابطۂ امن و امان کی طرفداری کریں اور اس کی مخالفت نہ کریں تو کسی صورت میں ان سے جہاد کرنا۔ اور ان کو کسی قسم کی غیر قانونی تکلیف دینا جائز نہیں ہے بلکہ ان کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں اور اسلامی حکومت پر واجب ہے۔ جیساکہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ پ۲ ع۹ پس اگر کافر غیر مسلم۔ اسلام کی مخالفت سے رُک جائیں تو اُن پر کسی قسم کی سختی نہیں ہے۔

جواب چہارم وصیت کے متعلق	پرویز نے مقامِ حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۳۷ پر لکھا ہے جیساکہ پہلے گزرا کہ قرآن بار بار کہتا ہے کہ تم اپنے مال کو وصیت کی رُو سے

تقسیم کر سکتے ہو۔ لیکن حدیث کہتی ہے کہ یہ وصیت صرف ایک تہائی میں ہوگی اور وہ بھی وارث کے لئے نہیں۔ فرمایا اللہ پاک نے فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ

پ ۴ ع ۱۳ سورۃ النساء۔ ترجمہ۔ پھر اگر (وصیت کرنے والے کے بھائی) تین چار یا زیادہ ہوں تو وہ سب وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد تہائی مال کے حقدار ہوں گے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ یہ وصیت اللہ پاک کے حکم سے ہے۔ یہ اللہ پاک کے مقرر کئے ہوئے قانون ہیں۔ اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو نہروں والی جنتوں میں داخل کریگا۔ اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیگا یہ بڑی ہی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور رسول کے قانون کو توڑیگا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور یہ بڑی ہی ذلت کا عذاب ہوگا۔ ناظرین کرام۔ چوتھے پارے کے بارھویں و تیرھویں رکوع میں بیٹا بیٹی۔ ماں باپ۔ میاں۔ بیوی۔ بھائی بہن۔ دادا۔ دادی کے حقوق اللہ پاک نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ لوگ ذوالفرائض کہلاتے ہیں۔ لیکن ہر جگہ حق دینے کے پہلے وصیت اور مُردے کا قرض ادا کرنے کی تاکید ہی ہیں۔ وصیت پوری کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد مذکورہ لوگوں کے حقوق دیئے جائیں گے گویا اللہ پاک نے ہر مالدار جو کچھ تقسیم کے قابل چھوڑ کر مرا ہے۔ اس کے مال میں سے تین قسم کی تقسیم کا حکم دیا ہے۔ ۱ وصیت پوری کرنا ۲ قرض ادا کرنا ۳ بیٹا بیٹی۔ ماں۔ باپ۔ بھائی بہن۔ میاں۔ بیوی وغیرہ کو دینا۔ اور پھر یہ بھی فرمادیا کہ غَيْرَ مُضَآرٍّ۔ یعنی تینوں میں سے کسی کے نقصان کے بغیر تقسیم کرنی چاہئے۔ تو عقلاً اور قرآن کی رُو سے وصیت کے لئے کتنا مال مقرر ہوا۔ صرف

تہائی۔ کیونکہ اگر کوئی نادان سارا مال کسی آدمی کو دینے کی وصیت کردے تو پھر قرضخواہ۔ اور ذوالفرائض کا نقصان ہوگا اور یہ تقسیم قرآن کے خلاف ہوگی۔ کسی کا نقصان نہ ہونے کی صورت صرف یہی ہے کہ وصیت صرف تہائی مال سے پُوری کی جائے۔ اور باقی دو تہائی سے قرض ادا ہو۔ اور ذوالفرائض کو دیا جائے۔ تو قرآن کے حکم کے مطابق وصیت صرف تہائی مال سے پُوری ہونی چاہئے۔ اور اس وصیت کے بارے میں اللہ تعالےٰ کے حکم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی فرض کردی (یعنی حدیثوں کا ماننا) اور حدیثوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت تہائی مال ہی سے پُوری کرنے کو فرمادیا۔ چونکہ اس بارے میں وہ خدا کی طرف سے مجاز۔ حکم کرنے کے حقدار ہیں۔ اور باقی وارثوں کے حصے بھی تقسیم کرنے کا ان کو حق ہے چونکہ اُوپر والی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ کے قانون کو ماننا فرض بتادیا۔ اور ان کی نافرمانی (مخالفت) کفر بدترین گناہ فرمادی جس کی سزا بھی سخت ترین عذاب مقرر فرمادی۔ اگر تقسیم ترکہ کے باب میں صرف قرآن پاک کی تقسیم جاری کردی جاتی تو پھر یہ اللہ پاک کی خاص اطاعت ہو ہی گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تو صرف حدیث ہی کی اطاعت ہو سکتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی صرف حدیث ہی کی نافرمانی ہوتی ہے۔ چونکہ قرآن کی نافرمانی خدا کی نافرمانی اور قرآن کی اطاعت اللہ پاک کی اطاعت ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدائے تعالےٰ اور قرآن دونوں کی اطاعت ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے محمد رسول اللہ کی اطاعت کی اُس نے کامل طور سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرلی۔ ہائے دشمن دین ومخالف نبی کریم پرویز کو دُنیا کا کس قدر لالچ ہوگیا ہے کہ کافروں سے رقمیں وصول کرنے کے واسطے قرآن وحدیث کی توہین کر رہا ہے

پانچواں جواب یتیموں کے متعلق

فرمایا اللہ تعالےٰ نے لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا پ ۴ سورۂ نساء ترجمہ

مردوں کا حصّہ ہے ماں باپ اور قریبی رشتے داروں کے مال میں سے۔ اور عورتوں کا حصّہ ہے
ماں باپ اور قریبی رشتے داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں سے چاہے مال کم ہو یا زیادہ۔ یہ
حصّہ اللہ پاک نے مقرر فرما دیا ہے۔ ناظرین اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے مال میں سے اور
قریبی رشتے دار کے مال میں سے حصّہ خود مقرر فرما دیا ہے۔ قریبی رشتے داروں کی پھر آگے تفصیل
بھی کر دی ہے اب اس خدا کی تقسیم کو غلط کہنا کھلا ہوا کفر اور قرآن سے انکار ہے۔ اگر خدا تعالےٰ
یتیم پوتے پوتیوں اور بے ماں کے نواسے نواسیوں کو کسی کے مال کا حقدار نہیں سمجھتا تو پھر
رسولؐ کے سوا دوسرے آدمی کو پوتے پوتی اور نواسے نواسی کو حقدار ٹھہرانے کا کیا حق پہنچے۔
مال بھی اللہ تعالےٰ کا دیا ہوا۔ اور یہ انسان بھی سب اللہ تعالےٰ ہی کے بندے ہیں۔ اور اُس
نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے سب کا حصّہ مقرر کر دیا۔ اس کے مطابق دینا فرض ہے ان یتیموں کے
متعلق بھی جو دینا مناسب تھا خود فرما دیا إِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَ
الْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا پ ۱۲۔ ترجمہ۔ جب تقسیم
ترکہ کے وقت قریبی رشتے دار میت کے بھتیجہ بھتیجی۔ خالہ۔ ماموں۔ چچا۔ تائے۔ پوتے پوتیاں۔
نواسے نواسیاں اور چچا۔ خالہ۔ ماموں کی مسکین غریب اولاد آ جائے تو حصّہ پانے والوں کو چاہیئے
کہ ان کو بھی اس میں سے کھانے کو دیدیں اور اُن سے پیاری باتیں نرم گفتگو کریں (جاؤ جاؤ
تمہارا کچھ حق نہیں ہے نہ کہیں) لیکن مُردے۔ میت کی یتیم اولاد کا حق جو اللہ پاک نے مقرر کیا
ہے اس میں غبن نہ کریں۔ کہ مُردے کی یتیم اولاد کو تو کچھ نہ دیں اور جوان بھائی بہنیں۔ یا
دادا دادی۔ میاں۔ بیوی ہی اپنا اپنا حصّہ لے کر چپت ہو جائیں فرما دیا۔ وَلْيَخْشَ
الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا
قَوْلًا سَدِيدًا پ ۱۲۔ ترجمہ۔ ان لوگوں کو ڈرنا چاہیئے جو مال بانٹ رہے ہیں کہ اگر وہ
اپنے پیچھے مجبور کمزور اولاد چھوڑیں تو ان کی تکلیف کا خوف کرتے ہیں۔ پس ان کو دوسروں
کے یتیموں کے بارے میں بھی ڈرنا چاہیئے اور ان یتیموں سے نرمی اور محبت کی باتیں کرنی چاہیں

پھر فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا پ ۴ ع ۱۲۔ ترجمہ۔ بیشک جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں ظلم کرکے وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ جہنم میں داخل ہونگے۔ ناظرین یتیموں کے حق مارنے کی یہاں اس قدر سختی سے اس لئے ممانعت کی ہے کہ بسا اوقات۔ مُردے کے بڑے بیٹے کی جوان اولاد۔ جو باپ کے پہلے مر چکا ہے۔ اپنے دادا کے ان چھوٹے بچوں کو محروم کر دیا کرتے تھے جو دادا کی دوسری بیوی سے ہوتے تھے یا چچا۔ تائے۔ یتیم بھائی کا سارا مال لے لیتے تھے بعض پھوپھیاں بھی ایسا کرتی تھیں اور سوتیلی ماں اور سوتیلے باپ بھی میت کی اولادِ سابقہ کو محروم کرکے سب مال پر قبضہ کر لیتے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے یتیموں کا حصہ اور خدا کا دوایا ہوا مال کھانے کو حرام مطلق فرما دیا۔ اور کسی مُردہ عورت اور مرد کے چھوڑے ہوئے کل ملکیت میں تقسیم کرنے کا یہ طریقہ مقرر فرما دیا۔ یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یعنی ہدایت اور وصیت (حکم شدید) کرتا ہے تم کو اللہ پاک تمہاری اولاد کے بارے میں حکم فرماتا ہے۔ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کی برابر ہے۔ ناظرین کس قدر انصاف ہے کہ چونکہ لڑکے پر ماں باپ دونوں کے رشتے داروں کی دیکھ بھال اور خانہ داری کے تمام اخراجات بھی ضروری ہیں اس واسطے اس کا حصہ ڈبل کر دیا۔ لڑکی بالغ ہونے تک بھائی کے ذمے ہے پھر اس کی شادی بیاہ وغیرہ بھی بھائی پر ہی ہے لڑکی کے تمام نان نفقہ کا ذمہ دار اس کا شوہر ہو جائیگا۔ اس واسطے اس کا حق بھی آدھا ٹھہرایا۔ اگر صرف دو لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو تو مال میں سے دو تہائی ان کو ملیگا باقی اور وارثوں کو ملیگا۔ اور اگر صرف ایک لڑکی ہی ہو لڑکا کوئی نہ ہو تو لڑکی کو سارے مال کا آدھا حصہ ملیگا۔ ناظرین پھر دوسرے وارثوں کے حصے خدائے تعالےٰ نے مقرر کر دیئے اگر خدائے تعالےٰ یتیم پوتے کو حقدار سمجھتا تو اس کا بھی مقرر کر دیتا۔ اور مقرر نہ کرنے کی وجہ بھی نہایت معقول اور انصاف سے پُر ہے کہ جبتک وہ نابالغ ہے اس کی پرورش دادا اور دادا کی اولاد چچا۔ تائے پھوپھی وغیرہ پر فرض ہے۔ اس کا کھانا

کپڑا۔ تعلیم و تربیت کے تمام مصارف وہی برداشت کرینگے جب بڑا اور بالغ ہو جائیگا تو اپنے باپ کا کمایا اور خود حاصل کیا ہوا جو کچھ بھی ہے اُس کو مل جائیگا۔ مگر اس کے چچا۔ تائے۔ پھوپھی وغیرہ جن پر اس یتیم کی کفالت فرض ہے اپنے باپ ہی کا ترکہ پائیں گے اگر یتیم پوتے اور پوتی کا حق دادا کے مال میں سے دیدیا جاتا تو پھر یہ ان کی برابر کا حصہ دار ہو کر اپنی پرورش کا خود کفیل ہو جاتا۔ یعنی اسی دادا کے چھوڑے ہوئے مال میں گزر کرتا اور اگر وہ مال جو اس کو دادا کے ترکہ سے ملا ہے اس کی گزر کی قابل نہ ہوتا تو پھر اس کی پرورش کس طرح ہوتی؟ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے چچوں۔ تاؤں۔ پھوپھیوں اور دوسرے حصہ پانے والوں پر ہی اس کی پرورش فرض کر دی۔ چاہے ترکے کے مال سے ہو یا غیر ترکہ سے یہ صورت یتیموں کی پرورش کی عقلاً بھی نہایت مفید ہے۔ پھر باپ کی وجہ سے پوتے کا دادا سے رشتہ ہوتا ہے یعنی باپ کے ذریعہ سے پوتے کا دادا سے تعلق ہے۔ اور بیٹوں کا بلا ذریعے۔ اور وسیلہ باپ سے تعلق ہے۔ تو عقلاً بلا واسطہ تعلق۔ بالواسطہ تعلق پر ترجیح اور فوقیت رکھتا ہے۔ اسی لئے دادا کے ترکہ میں اللہ تعالےٰ نے پوتے پوتی کا حصہ علیحدہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ ان یتیموں کو انہیں پرورش کرنے والوں کے سپرد کر دیا۔ اب ہم قرآن پاک کی آیتوں کے مناسب حدیثیں پیش کرتے ہیں۔

حدیثوں میں یتیموں کی قدر | ۱؎ عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ لَہٗ وَلِغَیْرِہٖ فِی الْجَنَّۃِ ھٰکَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَھُمَا شَیْئًا (بخاری شریف مشکوٰۃ ص۴۲۲ مجتبائی) ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کسی اپنے یا دوسرے کے ایک یتیم بچے کو پرورش کریگا۔ وہ جنت میں میرے ساتھ اس طرح رہیگا اور آپ نے اپنی سبابہ اور وسطی انگلیوں کو ملا دیا فقط ذرا سی باقی رہی ۲؎ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَسَحَ رَأْسَ یَتِیْمٍ لَمْ یَمْسَحْہُ

اِلَّا لِلّٰہِ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ یَمُدُّ عَلَیْھَا یَدَہٗ حَسَنَاتٌ وَمَنْ اَحْسَنَ اِلٰی یَتِیْمَۃٍ اَوْ یَتِیْمٍ عِنْدَہٗ کُنْتُ اَنَا وَھُوَ فِی الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ وَقَرَنَ اَصْبَعَیْہِ (مسند احمد ترمذی ومشکوٰۃ ص۴۲۳) ترجمہ۔ حضرت ابو امامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ پاک کی رضامندی کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو اللہ پاک اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے میں نیکیاں عنایت فرماتا ہے۔ اور جو آدمی کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کو پالتا ہے۔ تو وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح رہیگا پھر آپ نے دونوں انگلیاں ملالیں ۳؎ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یحسن الیہ وشر بیت فی المسلمین بیت فیہ یساء الیہ (ابن ماجہ ومشکوٰۃ ص۴۲۳) ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ نیکی کی جائے اور سب سے بُرا وہ گھر ہے جس میں یتیم کو دُکھ دیا جائے۔

ناظرین کرام۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک (حدیثوں میں) یتیم کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کی پرورش کرنے کی کس قدر تاکید ہے۔ یعنی تمام فرضوں کی ادائگی سے یتیم کا پالنا حدیثوں کی رُو سے زیادہ ثواب ہے۔ پھر یہ کہنا کہ حدیثیں کہتی ہیں کہ یتیم کو ایک پائی بھی نہ دو کس قدر جھوٹ اور تہمت ہے۔ اللہ پاک ہی فرماتا ہے لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ جھوٹوں پر خدائے تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ بڑا ہی بدبخت ہے جو حدیثوں پر جھوٹا الزام لگاکر خدا کی لعنت مول لیتا ہے۔

یتیم بچی کا حق حدیث میں

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی نے صرف ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑی اور مال بھی چھوڑا تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے۔ تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ بیٹی کو آدھا مال دیا جائے۔ پوتی کو چھٹا حصہ اور باقی جو بچے وہ بہن کو دیدیا جائے ایسا ہی فیصلہ حضرت نبی کریم صلی اللہ وسلم

لے کیا تھا (بخاری مشکوٰۃ ص۲۶۲ باب الفرائض) ناظرین جب اللہ تعالٰے نے تمام حرام وحلال اور حقوق و فرائض کے مسائل سمجھانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بھیجا تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں اور حکموں۔ حدیثوں کو بے چون و چرا تسلیم کرلے ایسا ہی قرآن پاک میں کئی بار فرمایا گیا ہے۔ اور یہ بھی قرآن ہی میں ہے کہ جو رسول اللہ کے حکموں فیصلوں۔ حدیثوں کو نہیں مانتا وہ کافر مطلق بلکہ بدترین خلائق ہے جیسا کہ ہم اسی کتاب میں ثابت کرچکے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ قرآن پاک میں پوتے اور پوتی کا حق ظاہر الفاظ اور جملوں میں نہیں ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوتی کو چھٹا حصہ بھی عنایت فرما دیا۔ اسی لئے تو اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کے مسائل اور قوانین کی تفسیر اور تشریح کرنے کے لئے مقرر فرمایا کہ آپ جیسا موقع اور محل دیکھیں کریں آپ کی اطاعت ہم نے قیامت تک کے آنے والوں پر فرض کردی اور فرما دیا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے کامل طور سے اللہ تعالٰے کی عبادت و اطاعت کرلی۔

چھٹا جواب۔ حرام چیزوں کا قرآن سے بیان

فرمایا اللہ تبارک و تعالٰی نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ پ۶ سورۃ مائدہ

ترجمہ۔ اے ایماندارو تم پر (یہ) چیزیں حرام کی گئیں (۱) مردار (خود مرا ہوا) (۲) خون (۳) سور کا گوشت (۴) جو جانور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا جائے (۵) جو گلا گھونٹ کر مارا گیا (۶) جو پتھروں اور لکڑیوں سے (یا) گرا کر مارا گیا (۷) جو سینگوں سے مارا گیا ہو (۸) جس جانور کو کسی پھاڑنے والے جانور نے کھایا ہو ہاں اگر تم نے ذبح کر لیا تو حلال ہے (۹) جو جانور بتوں پر ذبح کیا گیا ہو (۱۰) جوئے کے طور سے تیروں سے ذبح کیا ہوا۔ ناظرین قرآن پاک کی آیتیں آپ پڑھ

رہے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے دس قسم کے گوشتوں کو حرام کیا ہے لیکن پرویز کی عبارت جو آپ نے پچھلے صفحوں میں بھی پڑھی اس میں صرف چار چیزوں ہی کو حرام لکھا ہے۔

پرویز نے خدا کے حرام اور حلال کئے ہوئے سے انکار کردیا

مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۴۹ اور اسلامی معاشرت کے صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے کہ قرآن کریم نے چار چیزوں کے متعلق کہا ہے کہ ان کا کھانا حرام ہے ۱۔ مُردار (۲) بہتا ہوا خون (۳) سور کا گوشت، (۴) وہ چیز جسے اللہ کے سوا کسی اَور کی طرف منسوب کیا جائے۔ یہ ہے پرویز کا عقیدہ

برادرانِ اسلام۔ نہایت افسوس اور شرم کی بات ہے کہ اسلامی حکومت میں رہ کر ایک آدمی خدائے تعالٰے اور قرآن شریف کے خلاف مسلمانوں میں عقائد اور اعمال پھیلائے اور حکومت اس کی روک تھام کر کے مسلمانوں کو خدائے قدوس کی مخالفت سے نہ روکے۔ خدائے پاک تمام مسلمانوں سے بھی باز پُرس کریگا کہ تم نے میرے قرآن کی حفاظت نہیں کی۔ پھر حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالٰے کے عطا کئے ہوئے مرتبہ نبوت کی وجہ سے جو چیزیں حرام یا حلال کی ہیں ان کا تو بہت ہی بُری طرح مخالف ہے جیسا کہ ہم نے پہلے صفحات میں پرویز کی عبارتوں سے ثابت کیا ہے۔

اللہ تعالٰی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور حلال کرنیکا حق دیدیا۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا پ ۲۸ ع ۴۔ یعنی اسے ایمان والو جو کچھ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدیں لے لو یعنی جس کو حلال بتائیں حلال مانو اور جس چیز کو منع کر دیں اُس سے رُک جاؤ جس چیز کو حرام کر دیں اس کو حرام سمجھو فرمایا اللہ تعالٰی نے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ پ ۸ ع ۷ شروع میں۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیک وسلم لوگوں سے کہدیجئے کہ میرے پاس آؤ تاکہ تم کو بتاؤں جو چیزیں تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں۔ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کی مرضی کے مطابق حرام چیزوں کے بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ پ۱۰ سورۃ توبہ۔ یعنی جہاد کرو اے مسلمانو! اُن لوگوں
سے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کے حرام
کئے ہوئے کو حرام نہیں سمجھتے۔ ناظرین اس آیت میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرام کئے
ہوؤں کو حرام نہ سمجھنا کفر کی نشانی فرمایا اور رسول اللہ کو حرام کرنے کا حقدار ثابت کیا گیا۔
اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں ظاہر طور سے حرام کیں اُن کو تو قرآن میں عام لوگ سمجھتے ہیں مگر جو
عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے اُن کا اظہار رسُول اللہ نے فرما دیا جو حدیثوں میں مفصّل مذکور ہیں
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرام کئے ہوئے کو حلال سمجھنے والے کافروں سے جہاد کرنے کا
حکم بھی آیت کریمہ میں موجود ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَسْئَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ
أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ پ۶ یعنی اے نبی کریمؐ لوگ آپ سے حلال چیزوں کے متعلق
سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ پاک چیزیں تم پر حلال کرتا ہوں۔ ناظرین اس آیت میں حلال کے بتلانے
اور بیان کرنے کا حق بھی رسُول اللہ کو ثابت ہوا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ اے نبی آپ سے حلال
چیزوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں اگر آپ کو حلال کرنے کا حق نہ ہوتا تو آپ سے لوگ کیوں
پوچھتے اور خدائے پاک آپ کو کہنے یا بیان کرنے کا حکم کیوں دیتا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے کہا وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ پ۳ ع۱۳
یعنی تاکہ میں تمہارے لئے بعض حرام کی ہوئی چیزیں حلال کر دوں۔ دوسرے انبیاء علیہم
السّلام کو بھی حرام۔ حلال کرنے کا حق تھا۔ ناظرین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن سے
حلال کرنے کا حق ثابت ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام نبیوں کے سردار ہیں۔
ان کو حلال کرنے کا حق ثابت ہونے کا یقین کامل رکھنا چاہئے لیجئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي
يَجِدُونَهٗ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰىهُمْ

هُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پ ۹ سورۂ اعراف

ترجمہ۔ جو لوگ پیروی کرتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی رسول کی جن کا ذکر یہ ہو لکھتا ہوں تو ریت۔ انجیل میں پاتے ہیں وہ نبیؐ ان کو اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں۔ بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور ان کے (انسانوں کے) لئے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں۔ معنر و ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں (گناہ بخشواتے ہیں) اور ان کی گردنوں سے (شرک وکفر کے) طوق نکالتے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو اُن (نبی اُمّی) پر ایمان لائے اور ان کی طرفداری کی اور ان کی مدد کی (قرآن اور حدیث کو پھیلایا) اور اُن کی اُس خداداد بصیرت یا وحی کی پیروی کی جو ان کے ساتھ نُور بن کر آئی۔ وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام جاری کرنے اور بُرائیوں سے روکنے اور حلال وحرام مقرر کرنے کا پورا پورا حق عطا کیا اور ان کی پیروی اور اطاعت کو قیامت تک کے آنے والوں پر فرض کیا۔ اور تمام مخلوق کا راہنما اور ہادی بنا دیا جیسا کہ فرمایا قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اے نبی کریمؐ کہدیجئے کہ میں تم سب مخلوق کا ہادی۔ رسول ہوں۔ پھر اللہ پاک نے حکم دیا وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اے بندو اور پیروی کرتے رہو تم ان کی یقیناً تم ہدایت پاؤ گے۔ ناظرین ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت قیامت تک کے مسلمانوں پر فرض ہے۔ حدیثوں میں جن چیزوں کو حرام یا حلال فرمایا ہے ان کو ایسا ہی سمجھنا۔ اور جو جو صورتیں مسئلوں۔ نمازوں۔ عبادتوں اور معاملات کی حدیثوں میں مذکور ہیں ان پر عمل کرتے رہنا ہی ایمان ہے ان کی مخالفت کرنا یا ان صورتوں سے اچھی صورت کا تصوّر بہت بڑا کفر ہے۔

پرویز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انکار

مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۴۲ پر لکھ ڈالا کہ :۔

قرآن کے ساتھ انسان کو بصیرت عطا ہوئی ہے۔ اس لئے جن اُمور کی تفصیل قرآن نے خود بیان نہیں کی۔ ان کی تفصیل قرآنی اصولوں کی روشنی میں از روئے بصیرت متعین کی جائے گی۔ پھر آگے چل کر لکھا ہے۔

اس باب میں اخلاق معاملات اور عبادات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر تفریق مقصود ہوتی تو عبادات کی جزئیات قرآن خود ہی متعین کر دیتا۔

ناظرین یہ پرویز کی عبارت تھی جس سے صاف ظاہر ہے کہ پرویز کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ اور مبارک طریقہ جس پر عمل کرنے کا خدا تعالےٰ بار بار حکم فرماتا ہے وہ صحیح اور درست نہیں بلکہ دوسرے لوگ اپنی بصیرت (دانائی) سے اخلاق و عادات اور عبادات کے طریقے خود مقرر کریں گے۔ پھر اپنی بیوقوفی کا ثبوت بھی یہ کہکر پیش کر دیا۔ کہ وہ جزئیات جو قرآن نے بیان نہیں کیں قرآنی اُصولوں پر متعین کی جائیں گی۔ جب قرآن نے ان جزئیات کو بیان ہی نہیں کیا۔ تو اس کے متعلق قرآن کا اُصول کہاں سے لاؤ گے۔ قرآن کی ان باتوں کے معلوم کرنے کا طریقہ تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بصیرت ہے جس کے متعلق ہم بہت سی آیتیں پیش کر چکے ہیں اور وہ ایسی بصیرت تھی جس پر تمام انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم نے عمل کیا اور چونکہ انہوں نے پُورے طور پر حضور اکرمؐ کے مبارک طریقے اپنا لئے تھے اور ان کی مشق میں کامل ہو گئے تھے اسی لئے ان مہاجرین و انصار کی پیروی بھی قیامت تک آنے والوں پر فرض کی گئی ہے جس کو ہم نے قرآن پاک سے ثابت کیا ہے اور جس کا میاں پرویز اور آپ کے اُستاد اسلم جیراجپوری نے بھی اقرار کیا ہے جس کو ہم نے اسی کتاب میں نقل کیا ہے۔ پھر مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۱۷ پر خود پرویز نے اقرار کیا ہے کہ اس وحی کی کنہ حقیقت کے متعلق ہم کچھ نہیں جان سکتے۔ یہ خاصۂ نبوت ہے۔ اور مقام نبوت حیطۂ ادراک سے ماوراء ہے۔ معلوم نہیں اس

کا نزول انبیاء کرام کی طرف کس طرح ہوتا تھا۔ نبی کے علاوہ کوئی انسان اس حقیقت سے باخبر نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی جناب پرویز صاحب بہادر کی عبارت تھی۔ بتائیے کہ جب بقولِ پرویز وحی کی حقیقت اور اس کے نزول کی اصلیت نبی کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ اور نبوت کا مرتبہ انسانوں کی عقل و سمجھ سے بھی بالاتر ہے۔ تو پھر نبی کے سوا اس وحی احکام خدا قرآن پاک کی جزئیات و کلیات کا علم کسی کو کس طرح ہوگا جس طرح وحی خاصۂ نبوت ہے اسی طرح وحی کے رموز و نکات اور تمام مسائل بھی خاصۂ نبوت ہی ہوئے۔ جب آپ پرویز یا چکڑالوی۔ وحی کی حقیقت کسی طرح معلوم ہی نہیں کر سکتے تو پھر آپ اس سے خدا کی منشا کی مطابق شریعت جدیدہ بنانے کے حقدار کس آیت اور ادراک کی رو سے بنتے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں اللہ پاک اور قرآن کریم کا کچھ خوف یا محبت نہیں ہے تو کم از کم اپنے جملوں ہی کا پاس و لحاظ کیجیے اور وحی کے بیان کرنے اور اس کے جزئیات بتانے کا منصب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف کر دیجیے جس طرح چودہ سو برس کے مسلمان کرتے چلے آتے ہیں۔ تو آپ بھی ان سب کی طرح مسلمان ہو کر خیر الناس بن جائیں گے

میاں پرویز پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مقدمہ اور پھر اس پر پرویز کا بیان دیکر نکلنا

بہاول نگر ضلع ریاست بہاول پور کے ڈسٹرکٹ جج محمد اکبر صاحب کے مقدمے کے فیصلے کے صفحہ پر میاں پرویز کا یہ مضمون چھپا ہے جو ہم بصائر السنہ کے صفحہ ۱۷ سے پیش کر رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام مامور من اللہ ہوتے ہیں اور ان کا سلسلہ اس دنیا میں خاص مشیت باری تعالیٰ کے ماتحت چلتا ہے۔ وہ نہ اپنے ماحول سے متاثر اور نہ احوال ظروف کے پیداوار ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کا انتخاب مملکتِ ایزدی سے ہوتا ہے۔ اور ان کا سرچشمۂ علوم و ہدایت علم باری تعالیٰ سے ہوتا ہے جس میں کسی سہو و خطا کی گنجائش نہیں۔ ان کا سینہ علمِ لدنی سے معمور (بھرا ہوا) اور ان کا قلب (دل) تجلیاتِ نورانی

سے منوّر (روشن) ہوتا ہے۔ نبوّت ایک موہبتِ ربّانی (خدا کی بخشش عنایت)
ہے اور عطائے یزدانی ہے جس میں کسب و مشق کو کچھ دخل نہیں اور وہ (نبی)
تمام انسانوں کو راستہ دکھانے والا اور ان کا مطاع (اطاعت کیا گیا) اس
کی اطاعت میں خدا کی اطاعت اور اس کی معصیت (گناہ) میں خدا کی معصیت
ہے۔ اور جو لائحۂ عمل (کام کا قانون) اس کی وساطت (ذریعے) سے دنیا کو ملتا
ہے اس میں کوئی دنیاوی طاقت ردّ و بدل (تبدیلی) نہیں کر سکتی بلکہ دنیا
بھر کی عقول میں جہاں کہیں اختلاف ہو اس کا فیصلہ بھی اس کی مشعلِ
ہدایت (ہدایت کی روشنی) سے ہو سکتا ہے۔

ناظرین یہ قید سے بچنے کے لئے مضمون تحریری جج صاحب کی خدمت میں مسٹر پرویز
صاحب نے پیش کیا تھا۔ اگر پرویز صاحب نے دھوکا دینے کے لئے یہ مضمون پیش
نہیں کیا تھا اور ان کا عقیدہ ایسا ہی تھا تو اب وہ عقیدہ کس نے بدل دیا۔ کیا رسول اللہ
کی بصیرت اور دانائی سے اپنی اور اپنے یارانِ غدار کی بصیرت کو بڑا کیسے سمجھنے لگے۔ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو برس کے متعینہ طریقوں کو چھوڑ کر آپ اپنی [illegible]
سے تمام معاملات۔ عبادات وغیرہ گھڑنے اور قوم کو گمراہ کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔
برادرانِ اسلام آپ کو پرویز کی حقیقت اس کے متضاد مضامین سے معلوم ہو گئی ہو گی۔ یہ
ابن الوقت ہے جیسا موقع دیکھا بن بیٹھا۔ یہ دین اور قرآن کے ساتھ کھیلتا ہے جس کو
تلاعب بالدین کہتے ہیں۔ پھر قرآن کے اترنے سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نازل
ہونے والے حصے کے مسائل احکام اور صورتوں کی تعلیم بھی وحی کے ذریعے ہو جاتی تھی جیسا کہ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ
رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا پ ١٥ سورۂ طٰہٰ۔ ترجمہ۔ آپ نبی کریم آپ قرآن کے طلب کرنے
میں اس کے بارے میں وحی آنے کے پہلے جلدی نہ کیجیے اور کہا کیجیے اے رب میرا علم زیادہ

کردے۔ ناظرین اسی وجہ سے قرآن پاک کی عبادتوں اور معاملات کی وہ شکلیں جو حضور نے مقرر فرمائیں خدا کی طرف سے ہی ہوئی تھیں ان شکلوں کے سوا قرآنی اصول کے مطابق اس کی جزئیات کی شکل کا خیال بھی تخریب دین سے کم نہیں اور پھر ان قرآنی جزئیات اور مسائل کی تشکیل کے کمال علم کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور کو دعا کرنے کی تلقین بھی فرما دی اب ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں پھر حضور کے علم اصول و جزئیاتِ قرآنی میں کمی۔ یا نقص کا احتمال ممکن ہی نہیں رہا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جن جزئیات کو اللہ پاک نے عام رکھا مثلاً نماز میں ہاتھ کھولنا یا باندھنا یا آمین بالجہر یا بالسر وغیرہ مختلف صورتیں ہیں جو سنی شیعہ وغیرہ مسلمانوں میں نماز کی پائی جاتی ہیں ان کی تعیین و تخصیص کو ضروری نہیں سمجھا اصلی چیز خلوص نیت اور قیام ارکانِ صلوٰۃ ہے۔ یہ چیزیں بھی اگر شکل نماز یا تکمیل نماز میں اہم اور ضروری ہوتیں تو تعمیم کی بجائے تخصیص ہو جاتی۔ اس قسم کے جاہلانہ اعتراضات کرنا خدا کی دی ہوئی تعمیم کو جس میں یسر کا پہلو زیادہ ہے ٹھکرا کر عسر کو طلب کرنا ہے۔ حالانکہ اللہ پاک نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُرِیْدُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ یعنی اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے تنگی اور دشواری نہیں چاہتا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ج ھٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ وَھُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ پ ۱۴ ترجمہ۔ اے نبی آپ کہہ دیجئے میں تو صرف وحی کے مطابق کام کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے آتی ہے۔ یہ کاموں کی حقیقتیں۔ رمونیں تمہارے رب کی طرف سے اور الٰہی ہدایت ہے اور رحمت ہے ایماندار قوم کے لئے۔ ناظرین اس آیت سے تو قطعی فیصلہ ہو گیا کہ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دینی کام وحی کے مطابق اور خداداد دانائیوں کے موافق ہوتے ہیں اس واسطے یہ میرے مقرر کئے ہوئے طریقے ہی ایمانداروں کے لئے کامل ہدایت اور رحمت ہیں ان طریقوں میں مسلمان کبھی بھی چون و چرا نہیں کر سکتا۔

چھٹا جواب پرویز نے مقامِ حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے کہ حدیث ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا کہتی ہے ہم اس کا جواب بہت وضاحت سے اِسی کتاب قرآنی تقریرات میں دے چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی ایسا خلافِ واقعہ نہیں کہتا جو جھوٹ کہا جائے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام معصوم تھے ان سے مذموم فعل ممکن نہیں اور یہ ممکن ہے وہ بات جو کسی نبی سے وقوع میں آئے ظاہر میں خلاف واقعہ معلوم ہو جیسے قرآن میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑا۔ اور کافروں نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان کے بڑے نے توڑا ہے۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ پ ۱۷ د یعنی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بلکہ کیا ہے وہ۔ ان کے بڑے نے پس بتوں سے پوچھو اگر وہ بتا سکیں۔ یہ توریہ ہی تھا حضرت ابراہیمؑ تمام کافروں سے بڑے تھے تو بتوں کی کیا حقیقت۔ یہ دوسرا حملہ ان کافروں کے شرمندہ کرنے کو تھا چنانچہ بتوں کی خاموشی پر وہ سب شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت سارہ علیہا السلام کے متعلق جب ظالم بادشاہ نے دریافت کیا تو آپ نے ان کو اپنی بہن بتایا کیونکہ وہ نکاح کے قبل آپ کے چچا کی بیٹی تھیں۔ اور مومن ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان عورت مرد آپس میں بھائی اور بہن ہیں۔ لیکن کا تعلق تو اتفاقی اور عارضی ہوتا ہے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔ ایمان کا رشتہ پائیدار اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے لہٰذا آپ نے اس کو ترجیح دی اور حضرت سارہؓ کو اپنی بہن بتا دیا یہ بات دیکھنے میں خلاف معلوم ہوتی ہے مگر سچی ہے بتائیے اس سے حضرت ابراہیم جھوٹے کیسے ہو گئے۔ واقعات تو قرآنی ہیں پھر حدیث کا اس میں کیا قصور ہے۔ ہاں حدیث میں مسلمانوں کو جھوٹ بولنے کی ممانعت کے اعتبار سے مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ تم پیغمبروں کے حالات میں ایسی باتیں دیکھ کر اپنی ذات کو ان کی برابر نہ سمجھنا اور خلاف نہ کہنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کسی حدیث میں نہیں ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا۔ وہ جھوٹے تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک الا تمام

نعوذ باللہ من ذالک الاتہام
ساتواں جواب

ناسخ و منسوخ پر۔ منکرین حدیث نے اعتراض کیا ہے۔
جس کا جواب ہم بہت کافی دے چکے ہیں یہاں پھر بتلا
دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا
أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پ ۱ ع ۱۳۔ سورۃ بقرہ ترجمہ
جب ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا آپ سے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر دوسری
آیت لاتے ہیں یا اس کی مثل۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز ہر کام پر کامل
قدرت رکھتا ہے۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ آیتوں کا ناسخ و منسوخ ہونا اس واسطے
ہے کہ انسان مختلف الاحوال ہے اس لئے احکام میں اس کے حالات کا لحاظ رکھا جاتا
تھا اور قرآن پاک چونکہ قیامت تک آنے والوں کے لئے قانون ہے اس لئے ہر قسم کے
حالات کے مطابق مسائل بیان کر دیئے گئے۔ علاوہ ازیں جب قرآن کے مطابق راستہ
بتانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب تھا تو پھر اس کے احکام میں عموم اور خصوص موقت
اور غیر موقت کی تعیین بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تھا۔ جیسا کہ فرمایا
اللہ تعالیٰ نے كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
پ ۱۳ ع ۱۔ یعنی اے محمد ہم نے قرآن آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے
نکال کر نور کی طرف لے جائیں۔ یعنی گناہوں سے بچا کر نیکیوں کی طرف مائل کریں۔ وَ
أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ۔ یعنی اے نبی
کریم قرآن پاک ہم نے آپ پر اتارا ہے حق اور درستی کے ساتھ یا یہ کہ آپ قرآن کے
حقدار ہیں۔ تاکہ آپ ان لوگوں میں شکلوں اور قرآنی صورتوں کے مطابق حکم کریں
جو آپ کو اللہ پاک نے مشاہدہ کرا دی ہیں۔ ناظرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر قرآن اس لئے اترا تھا کہ آپ اس کے تمام مسائل ذہن نشین کرا دیں اس لئے آپ
کو ان مسائل کی شرح اور تفصیل کی تمام صورتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی نے دکھا دیں یاد

کرادیں تاکہ قیامت تک کے آنے والوں کے لئے آپ اٹل اور نہ بدلنے والا ضابطہ حیات مقرر فرما کر قرآن پاک کو دُنیا کے لئے مفید ثابت کردیں۔ اسی لئے چودہ سو برس سے مسلمانوں نے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حدیثوں پر عمل کیا چونکہ قرآن کا اصلی مفہوم معنی وہی ہیں۔ حدیث متواتر۔ قوی مشہور اور ضعیف وغیرہ راویوں کی کثرت اور قلت کے اعتبار سے ہوتی ہے لیکن چونکہ سچے لوگوں کے ذریعے سے آئی ہے اس واسطے ہر حدیث پر علیٰ فرق مراتب عمل ہوتا رہا ہے اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔

حدیث شریف سے انکار کی اصلی وجہ

چونکہ کفار و مشرکین اور اُن کے ایجنٹ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے منظورِ نظر حضرات سے دشمنی رکھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ یہ بانیانِ اسلام دُنیا کی نظر میں حقیر ناقابلِ قبول ہو جائیں گے تو پھر قرآن شریف جو ان کے وسیلے اور ذریعے سے پہنچا ہے کم درجہ ہو جائیگا۔ پھر مسلمانوں کو کافر بنانا بہت آسان ہوگا جیسا کہ یہ بہت سے جاہلوں۔ ناواقف مسلمانوں کو اپنے فریب میں لا کر کافر اور بے دین بنائے چلے جاتے ہیں۔ انگریزیت۔ یہودیت اور شرک کے لئے راستہ ہموار کررہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے مقام حدیث جلد اوّل کے صفحہ ۲۲۰ و صفحہ ۲۲۱ و صفحہ ۲۲۲ تک لکھا ہے کہ یہ تمام حدیثیں بالکل غلط ہیں۔ عـ۱ زیارتِ قبرِ نبیؐ عـ۲ فضائل ائمہ اربعہ عـ۳ فضائل عرب و زبان عربی عـ۴ فضائلِ ابدال و اوتاد قطب و غوثؒ عـ۵ علماء اور متکلمین کے فضائل میں بھی تمام حدیثیں خود ساختہ ہیں عـ۶ فضائل صحابہؓ عـ۷ مناقب اہلبیتؓ عـ۸ فضائل درود عـ۹ مدائح نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی کہ حضور کی تعریفیں۔ پھر بعد میں حضور کی نبوت فطری اور علوم و فضائل کی تمام حدیث کو بناوٹی اور غلط کہا ہے آپ سمجھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ اہلبیتؓ عربی۔ اور بزرگانِ دین کے خداداد فضائل سے انکار کیوں ہے؟ اب ہم حضور اکرم کی وہ قدر نہیں بیان خدائے تعالیٰ نے آنحضرت اکرتے ہیں جو قرآن شریف میں ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کیا دیا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ اے پیارے حبیب کیا ہم نے آپ

کے سینے (دل) کو نہیں کھول دیا۔ یعنی ضرور کھولا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی کے صفحہ ٢٢٢ فارسی پر تحریر فرماتے ہیں۔ آیا کشادہ نساختہ ایم برائے تو سینۂ ترا تا بار وحی را تحمل کند و اسرار الٰہی دراں سینۂ پاک گنجائش نماید۔ کیا ہم نے آپ کا سینہ (دل) کھولا نہیں ہے آپ کے لئے تاکہ آپ کا دل وحی کا بوجھ برداشت کرے۔ اور اس پاک سینہ میں اللہ پاک کے بھید سمائیں۔ تفلوتین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو دعا کی کہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ اے رب میرا دل وسیع کردے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک تمام علوم و اسرار الٰہی کے سمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی کشادہ فرما دیا۔ اور پھر حضور کی رضامندی پوچھتا ہے کہ آپ اس سے راضی ہیں یا نہیں یہ ناز برداری ہے وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ اور ہم نے آپ سے قرآن اور دین کی اشاعت کی وہ تمام دقتیں دشواریاں دور کر دیں جن سے آپ فکرمند تھے آپ کو قرآن پاک کے تمام علوم آسان کر دئے۔ اور اس کے مسائل بیان کرنے کی تمام راہیں دکھا دیں۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ کہ تمام دنیا میں اذانوں۔ نمازوں میں آپ کی تعریفیں ہوتی رہیں گی کوئی ثنا آپ کی تعریف و توصیف کے بغیر کامل نہیں ہوگی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں دیکھئے تفسیر عزیزی صفحہ ٢٢٣ حالا ترا ہمراہ خدا یاد کنند و گویند اللہ و رسول دانا تر است۔ و اللہ و رسول چنیں فرمودہ کہ واجب الاطاعت است یعنی آپ کے ذکر کی بلندی اس طرح ثابت ہوئی کہ لوگ کہیں گے۔ کہ اللہ و رسولؐ زیادہ جاننے والے ہیں اور اللہ و رسول نے ایسا فرمایا جس کی اطاعت ہر انسان پر لازم ہے۔ ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام علوم و اسرار عطا فرمائے آپ کا ذکر ایسا بلند کیا کہ خدائے تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام لیا جائیگا۔

نہرِ کوثر اور نعمتوں کی زیادتی دی

فرمایا اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ یعنی اے نبی کریم ہم نے آپ کو وہ نہر دی جس کو تمام جنتی تلاش کریں گے لیکن وہ آپ کے قبضے میں دیدی اور کوثر سے مراد بے شمار نعمتیں اور رحمتیں ہیں جو اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔

فرمایا اللہ پاک نے: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى یعنی اے نبی صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو اپنے قرب خاص اور معیت سے جدا نہیں کیا اور آپ کا نام اپنے نام سے علیحدہ نہیں کیا اور آپ کی ہر طرح دلجوئی کی۔ کسی طرح بھی آپ کو ناراض نہیں کیا وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی آپ کی ہر بعد والی حالت پہلی حالت سے بہتر رہے گی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر صفحہ ۲۱۲ تفسیر عزیزی پر یوں فرماتے ہیں۔ تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند۔ و غلبۂ نورِ حق بر تو علی الدوام حاصل شود۔ یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا بالکل وجود نہیں رہے گا اور آپ پر اللہ تعالٰے کے نور کا غلبہ ہمیشہ رہیگا۔ پھر فرماتے ہیں۔ در روز قیامت اولین و آخرین بشفاعتِ ایشاں محتاج شوند۔ و زیرِ نشانِ سایہ یابند۔ و از آب حوض کوثر ایشاں سیراب گردند۔ و تقسیم درجات و منازل بہشت از ایشاں صورت گیرد۔ یعنی قیامت کے دن تمام اولین اور آخرین ان کی شفاعت کے محتاج ہوں گے اور ان کے جھنڈے کے سایہ میں رہیں گے۔ اور ان کے حوض کوثر سے پیاس بجھائیں گے۔ اور جنت میں درجوں اور مرتبوں کی تقسیم بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دست مبارک سے ہوگی پھر فرمایا اللہ تعالٰے نے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ کو آپ کا رب ہم اس قدر نعمتیں اور مرتبے ضرور دیگا کہ آپ بالکل خوش ہو جائیں گے ناظرین کرام ان آیتوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری اور بہتری اور آپ کے علوم قوتوں، بشریت مطہرہ کی وسعت اور مقبولیت ثابت ہوتی ہے۔ افسوس حضور کی تعریف کی تمام حدیثوں کو پرویز اور منکرین غلط مانتے ہیں جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحوں میں ثابت کیا اب تو قرآن پاک سے حضور اکرمؐ کے فضائل ثابت ہو گئے اب قرآن پاک کے متعلق یہ لوگ کیا کہتے ہیں

حضورؐ کے علوم و رموز و نکات

پھر فرمایا اللہ تعالٰے نے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى۔ ہم آپ کو ایسی تعلیم دینگے جو آپ بھولیں گے نہیں۔ شاہ صاحبؒ اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔ ما خود ترا خواہیم خوانید قرآن و علوم بے پایان تفسیر سورۂ اعلیٰ صفحہ ۱۷۲ یعنی ہم خود آپ

کو اے محمدؐ قرآن پڑھائیں گے اور بے انتہا علوم سکھائیں گے۔ کہ فراموش نخواہی کرد۔ کہ آپ نہیں بھولیں گے۔ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى پ ۳۰ ع ۱۲۔ اور ہم آپ پر قرآن پاک سے تمام مسائل کا نکالنا آسان کر دیں گے۔ فرمایا اللہ پاک نے عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ پھر فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى پ ۲۷ ۝ سورۃ نجم۔ ترجمہ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

معراج شریف

کو سخت طاقت والے نے تعلیم دی جس کی طاقت اصلی ہے۔ پھر وہ سامنے آیا۔ جبکہ وہ نہایت بلندی پر تھا۔ پھر پاس اور بالکل پاس آگیا۔ یہاں تک کہ دو کمانوں کے چلوں کی برابر فاصلہ رہ گیا پس وحی کی اپنے بندے محمدؐ کی طرف جو بھی وحی کی۔ اور دل نے جو کچھ دیکھا ہو بہو یاد رکھا۔ کیا تم اُن (محمدؐ) کی دیکھی ہوئی چیزوں شک کرتے ہو جھگڑتے ہو۔ اور اُس نے اس کو ایک بار پھر دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جنت ماوا تھی جبکہ سدرۃ المنتہیٰ کو چھپائے ہوئے دیکھا جو چھپائے تھا۔ نظر نہ ہٹی نہ جدا ہوئی بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔ ناظرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت کا مرتبہ دیا۔ ان کو تمام قدرتی عجائبات دکھائے۔ ان پر خاص خوبصورت حکمتیں اور رموز ظاہر کیے کہ جن کا ظہور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارشادات گرامی حدیثوں میں فرماتے رہے اور جو قیامت تک محفوظ رہیگا۔ ایسے سچے اور معتبر لوگوں کے ذریعے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے برابر چلا آتا ہے جن کی سچائی کی گواہی خدائے تعالیٰ نے دی ہے۔ بے ایمانوں اور کافروں کے سوا کسی کو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا لیکن بدبخت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی ایسی ظاہر آیتوں کی بیان کی ہوئی ان بزرگیوں اور علوم کا انکار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو غلط فرمائیں۔ اس کی سچی وجہ یہی ہے اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ
پ ۲۷ ع ۵ - وہ صرف اپنے جاہلانہ گمان وقیاس کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی شیطانی خواہشوں
کے غلام ہیں۔ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى حالانکہ ان کے پاس ان کے رب
کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت لا چکے ہیں۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا
الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا - لوگ صرف گمان اور خیال کو مانتے
ہیں اور خیال اور گمان حق کو ثابت نہیں کر سکتا۔ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا
وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا پ ۲۷ - آپ ان لوگوں سے کنارہ کیجئے جو ہمارے کلام
سے منہ پھیر لیں اور وہ صرف دنیا ہی کو طلب کرتے ہیں۔ یہی حال دور حاضر کے منکرین حدیث
فواحش اور گندے سوال کو جائز قرار دینے کے لئے قرآن و شریعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے بدلے بڑے بڑے جاہل
نفس پرستوں سے بڑی بڑی قسم وسوال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے۔ اسوہ
حسنہ رسول سے لوگوں کو ہٹا کر تباہی کی جانب لا رہے ہیں کہ ہم نظام قرآنی جاری کر کے
والامر کر رہے ہیں۔ پھر تو کافروں سے بھی دولت طبقی اور مسلمان اسلام سے جدا ہو کر
تمہارے مقلد ہو جائیں گے۔ پھر کیا تو اے کمبخت تمہاری ہی چلے جو چاہو کرو۔ **لطیفہ** لاہور
میں ایک مرتبہ یہ واقعہ ہوا کہ ایک صاحب رہتے ہیں وہ عبداللہ چکڑالوی کے ماننے والے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ رسول کی طریقوں سے منکر ہو کر رہتے ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ کے متعلق
تمام مشکلوں کے مسائل میں نماز کی تو ہنسی اڑاتے ہیں کہ یہ پانچ وقت اور تک بیٹھک ۲-۳-۴
رکعتیں اور یہ التحیات درود شریف اور تمام چیزیں خلاف قرآن ہیں۔ اس لئے نہ تو
خود کبھی نماز پڑھی نہ گھر والوں کو پڑھنے دی۔ اتفاق کی بات ان کے جوان لڑکے کا انتقال ہو گیا
تو گھر والوں کو بھی جنازگاہ ان کے ساتھ اپنے رسول ... کے موافق جانا پڑا۔ مگر کسی نے
ایم اے صاحب سے یہ نہیں کہا کہ جنازگاہ تو حدیث کے ماننے والے مسلمانوں کی ہے

تم اہل قرآن حدیثی جنازگاہ میں دفن کیوں کرتے ہو۔ خیر جب جنازگاہ پہنچے تو لوگ منتظر تھے کہ ایم۔ اے زندوں کی نماز کے تو منکر ہیں مُردے کی نماز کہ جو صرف حدیثوں میں ہی ہے مانتے ہیں یا نہیں۔ دیکھیں کہ لڑکے کو بے نماز گاڑتے ہیں یا نماز پڑھواتے ہیں۔ چنانچہ با صد دلِ ناخواستہ ایم۔ اے صاحب امام صاحب کو لائے اور انہوں نے محلے والوں کے ساتھ جنازے کی نماز پڑھائی ایم۔ اے صاحب نے شاید یہ نماز بے وضو بھی کس طرح پڑھی ہوگی۔ عقیقہ۔ ختنہ۔ جنازے کی نماز۔ پنج وقتوں کی نمازوں کی ادائیگی کی صورت ان کی دعائیں اور جنازے کی نماز مُردے کو کفن دینے اور دفن کرنے کے طریقے قرآن پاک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو معلوم نہیں تھے اس لئے یہ منکرینِ حدیث ان کو غلط کہتے ہیں ہاں جب یہ مہاجرین وانصار اور تابعین کی بیان کی ہوئی۔ متفقہ مشہور۔ متواتر شہادتوں پر ایمان لانا کسرِ شان سمجھتے ہیں تو پھر ان کے نکاح بھی کیسے ہوتے ہونگے کیونکہ نکاح میں وکیل اور گواہ تو ایسے ہی ہوتے ہیں جن کی صداقت۔ ثقاہت۔ اور سچائی کے ثبوت میں قرآن کی ایک آیت بھی نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے

فرمایا اللہ تعالے نے وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا پ۲۷ سورۂ طور۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ خدا کے حکم کو کافی سمجھئے کیونکہ ہم آپ کے محافظ ہیں۔ یا آپ کو ہم بغور دیکھ رہے ہیں۔ ناظرین اسی لئے جو تمہیں خدائے تعالیٰ نے نماز اور مسئلوں کی آپ کو بتائیں وہ آپ نے بیان کردیں۔ اسی لئے تو اللہ پاک نے آپ کے متعلق فرمایا۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا پ۲۶ ۱۲۔ سورۂ فتح۔ یعنی وہ ہے اللہ تعالے جس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھا راستہ دکھلایا اور کامل حق طریقہ بتایا کہ ان کے طریقے دنیا کے تمام طریقوں پر غالب کردے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی سچائی پر خدائے تعالے کی گواہی کافی ہے فرمایا اللہ تعالے نے إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ۝ وَلَقَدْ

رَاٰہُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ○ وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ○ پ۳۰ ع۶ ۔ بیشک وہ (یعنی
محمدؐ ہی) رسول کریم کا ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے رہنے والے ہیں اور ان کی اطاعت
واجب ہے عرش پر ان کو امانتدار کہا جاتا ہے۔ اور تمہارے نبی (جو انسانی عقول میں نہ آنے
والی باتیں بتاتے ہیں) دیوانے نہیں۔ بلکہ انہوں نے اس کو آسمان کے روشن کنارے پر دیکھا ہے
اور محمدؐ غیب کی باتیں اور مسئلے بتلانے میں تنگ نظر نہیں ہیں جو کچھ اللہ کی طرف سے ان کو فرمایا
جاتا ہے اس کو ہو بہو بیان کر دیتے ہیں ناظرین آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عالیشان والا رتبہ
دیکھ کر ان کو قرآنی اصول اور فروعات کی جو تعلیم بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ انہوں نے بلا
کم وکاست بیان فرما دی۔ ان کی باتوں میں شک کرنا سب سے بڑا کفر اور بے دینی ہے کیونکہ
ان کے سوا اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی نماز وغیرہ کی شکلوں کے معلوم کرنے کا تو دوسرا ذریعہ ممکن
ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا
مُّسْتَقِیْمًا ○ پ۲۶ ع۱۰ ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمتیں پوری کر دے اور آپ کو صراط مستقیم
ظاہر کر دے۔ حضورؐ پر تمام نعمتیں ختم کر دیں صراط مستقیم کے تمام اعمال و افعال آپ کو ظاہر کر دیئے

اللہ تعالیٰ نے چاند کو حضورؐ کا فرمانبردار بنایا

فرمایا اللہ تبارک تعالیٰ نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ پ۲۷ ع۱۰
ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کی گھڑی (یا قیامت) قریب آگئی کہ حضورؐ
کے ایک اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ کافر لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف
جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو عقل میں نہ آنے والا
پکا جادو ہے۔ ناظرین اللہ پاک نے حضورؐ کو زمین کی بادشاہت تو دی ہی تھی آسمان کی بادشاہت
بھی عطا فرما دی کہ اجرام فلکی بھی حضورؐ کے فرمانبردار ہو گئے اس کی تفسیر میں شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ فرماتے ہیں۔ کہ جو کفار
ہیں مگر شریعت میں بہت سے کافر بھی جمع تھے چاند کی رات آدمی ہو بلی تو چند کافروں نے

سردارِ دوجہان محبوبِ خالقِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی نشانی معجزہ طلب کیا۔ تو حضور اکرمؐ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ فوراً چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا مغرب کی طرف گیا ایک مشرق کی طرف۔ مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحبؒ دہلوی نے بھی اس معجزے کے ثبوت میں چند عقلی دلیلیں بیان کی ہیں جو ان کی تفسیر قرآن میں موجود ہیں۔ ناظرین جس زمانہ میں ضلع گورکھپور میں ہندو مذہب کی تعلیم انہیں کی زبان میں حاصل کر رہا تھا وہ خود ہندو دھرم کے قابل اچاریہ تھے لیکن ان کے بیل پار میں اجودھیا کے بڑے بھاری مہنت گدی نشین آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے میرا ذکر سُن کر مجھ کو بلایا اور بڑی خوش مزاجی سے مذہبی گفتگو شروع کی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گفتگو ہوئی تو کہا کہ کلگی پران میں ان کے زمانے کا ایک واقعہ ملتا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا تھا۔ اور اس کا ایک حصہ ہندوستان بھارت میں پُورب کو آکا ہوا معلوم ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ تمام مذہبوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ اور حضورؐ کے معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ افسوس ہے ان منکرینِ حدیث پرویز جیسے لوگوں پر کہ حضورؐ کے اُن معجزوں سے انکار کرتے ہیں جن کا غیر مسلمین بھی اعتراف اور اقرار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہی ساتھ رکھا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوۤا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پ ۳ سورۂ بقرہ۔ یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور سُود کا باقی جو چھوڑ دو اگر تم ایماندار ہو۔ پھر اگر تم ایسا نہیں کیا تو تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہاں لڑائی میں بھی اپنے رسولؐ کو ساتھ رکھا۔ فرمایا وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ پ ۴۔ یعنی اے لوگو تم کس طرح انکار کرتے ہو (اسلام کا) حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی نشانیاں (آیات) تلاوت کی جاتی ہیں۔ حالانکہ تم میں اللہ تعالیٰ کا رسولؐ بھی ہے (جو تمام نشانیاں بیان

کرتے اور دکھانے کو ہر وقت تیار ہے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنا قائم مقام گردانا کہ ان کی موجودگی میں انہیں پر توجہ فرمایا۔ پھر فرمایا وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پ ٢٢ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔ فرمایا وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی جو آدمی اپنے مکان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے نکلے گا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پ ٥ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر کامل ایمان لاؤ۔

دین سے پھرنے والے مرتدین کی سزائیں

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ پ ٦ سورۃ مائدہ۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں یا مخالفت کرتے ہیں۔ اور زمین کے اندر فساد کرتے ہیں۔ ان کی یہ سزا ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ یا سولی دے دی جائے۔ یا ان کے ہاتھ پاؤں اس طرح کاٹ دیئے جائیں کہ دایاں پاؤں کٹے تو بایاں ہاتھ کٹے یا ان کو زمین سے بالکل نکال دیا جائے۔ شہر بدر کر دیا جائے۔ یہ تو ان مرتدوں کی سزا دنیا میں ہے اور آخرت میں مرنے کے بعد ان کو بہت ہی بڑا قہر اور دوزخ کا عذاب ہوگا۔ اللہ پاک نے اس آیت میں اپنے ساتھ اپنے رسول کو بھی رکھا۔ سب سے بڑا فساد یہ ہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو نہیں مانتے اور بے عملی اور قرآن وحدیث کی مخالفت پر لوگوں کو آمادہ کرتے ابھارتے جیسے منکرین حدیث۔ کیونکہ دنیا میں بے گناہ لوٹ مار۔ قتل و غارت بغاوت وغیرہ جرائم کو روکنے والا اللہ پاک کا کلام قرآن شریف ہے یا اس کے مسئلوں اور سزاؤں کو بیان کرنے والا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پاک ہے جس کو حدیث شریف کہا جاتا ہے اور حدیث ہی ایسی چیز ہے جس پر قرآن پاک کا سمجھنا موقوف ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں

فرمایا اللہ پاک نے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ پ ۱۲ ۔یعنی اَے ایمان والو تمہارا دوست اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے محبت کریگا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پ یعنی پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر۔

مال غنیمت کس کا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ پ ۱۵ یعنی اے نبی کہدیجئے کہ تمام غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی (یعنی میری) ہیں۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔یعنی اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی۔ بِاَنَّھُمْ شَآقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ پ ۱۷ ۔یعنی اُن کی یہ سزا اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ اُس کو سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ پ ۱۷ ۔یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اُس کے رسول کی نافرمانی ہرگز نہ کرو (حدیثوں کے خلاف کام نہ کرو) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ۔یعنی اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول تم کو کسی کام کے لئے فرمائیں تو فوراً کرلیا کرو۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ۔یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی امانت میں خیانت نہ کرو یعنی قرآن پاک اور حدیث شریف کے خلاف کام نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عذاب نہیں آتا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ پ ۱۸ ۔یعنی اَے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس قوم کے بیچ میں ہیں اللہ تعالیٰ اُس پر عذاب نہیں کرتا نہ کریگا گویا حضور کے احکام حدیثوں پر عمل کرکے حضور کے ساتھ رہنا عذاب سے بچنے کا سبب ہے۔ فرمایا وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ

وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ۔ پ ۱۰ سورۂ انفال یعنی اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرو اور آپس میں مت لڑو کہ تم کمزور ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اتفاق کرانے والی اور کمزوری اور رُسوائی سے بچانے والی ہے۔ فرمایا بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پ ۱۰ یعنی اعلان (عام منادی) ہے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُول کی طرف سے۔ اَذَان کے متعلق مُنکرینِ حدیث کہتے ہیں کہ قرآن میں نہیں ہے دیکھا آپ نے کہ یہ قرآن ہی سے اعلان ہے جو کام بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا کرنے کا حکم دیا ہے وہ قرآن میں بلفظ ہو یا بالکنایہ ضرور ہے۔ فرمایا اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ پ ۱۰ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول مُشرکوں سے بیزار ہیں کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَھْدٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ رَسُوْلِہٖ پ ۱۰ یعنی مُشرکوں کا قول و قرار اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُول کے نزدیک اعتبار کے قابل کس طرح ہو سکتا ہے؟ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً پ ۱۰ یعنی اور اُنہوں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُول اور مومنوں کے سوا کسی کو دوست نہیں بنایا۔ ناظرین مومنوں قرآن و حدیث پر عمل کرنے والوں کو بھی اللہ پاک نے اپنے اور رسُول کے ساتھ یاد فرمایا۔ یہ مومنین صحابہ کبار اہلبیت اطہار۔ ائمہ نامدار۔ اَولیائے ذی وقار ہیں جنہوں نے حدیثوں کو دین ایمان سمجھا۔ ان پر عمل کیا اور قیامت تک آنے والوں کے لئے ان کی حفاظت کا انتظام کر گئے۔ اللہ پاک ان سب پر اپنی کامل رحمتیں بھیجتا رہے آمین۔ لیکن پرویز اور اس کے جیسے حدیث کے منکرین سب کو جھوٹا سمجھ کر کافر ہو رہے ہیں اور کافروں مشرکوں کی جھوٹی تاریخوں تحریروں پر ایمان لاکر العدل کالعقول پر عمل کر کے اپنی بے دینی کا ثبوت دے رہے ہیں حالانکہ اللہ پاک فرماتا ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ۔ یعنی ایماندار غلام بھی بڑے سے بڑے کافر اور مُشرک سے بہتر قابلِ یقین و اعتبار ہے۔ فرمایا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

پ۱۰ و کیا تم کو دُنیا کی دولت وعزیز واقارب اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُول سے زیادہ پیارے ہیں۔ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ پ۱۰۔ یعنی جہاد کرو ان لوگوں سے جو اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُول کے حرام کئے ہوئے کو حرام نہیں جانتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق حق سے جدا ہوتے ہیں۔ ناظرین حرام کرنے میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو جدا نہیں کیا بلکہ ان کے حرام کو بھی حرام ہی قرار دیا۔ حضور کو حرام حلال کرنے کا پورا منصب عطا فرمایا نیز فرمایا وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ پ۱۰۔ کیا اچھا ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بخشش پر راضی ہو جاتے وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ پ۱۰۔ اور کہتے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ عنقریب ہم کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دیگا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے۔ داد و دہش بھی اللہ تعالےٰ اپنے رسُول کے ذریعے ہی سے فرماتا ہے بخششوں عطیوں کے وقت بھی اپنے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ ہی رکھتا ہے اسی لئے فرمایا وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ پ۱۰۔ یعنی جن لوگوں نے (حدیث کی مخالفت کرکے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی ان کے لئے بہت ہی بڑا عذاب ہے۔ حالانکہ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ پ۱۰۔ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُول کا زیادہ حق ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو راضی رکھیں اگر یہ لوگ سچے مومن ہیں۔ ناظرین گویا اللہ تعالیٰ بھی اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی ہی چاہتا ہے۔ فرمایا اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا پ۱۰۔ یعنی کیا ان کو معلوم نہیں کہ جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُول کی مخالفت کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کا سخت عذاب ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ پ۱۰۔ یعنی اے نبی کہدیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں (معجزات) اور اس کے رسُول سے

سے دل لگی کرتے ہو؟ مومنوں کی نشانیوں سے بڑی نشانی یہ فرمائی وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ پ ۱۵۔ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اللہ تعالیٰ
ان پر رحم فرمائے گا۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ پ ۱۶
اور کافروں نے مسلمانوں کو اس وجہ سے ستایا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے
اپنے فضل سے غنی (مالدار) کر دیا ہے۔ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پ ۱۶ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا کیونکہ اُنہوں نے
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کی سزا

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ پ ۱۰ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے
آپ کی نافرمانی کی اُن میں سے کسی کی نماز نہ پڑھایئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو جیئے۔
(چونکہ آپ کی نماز، اور قبر پر کھڑے ہونے سے قبر کا عذاب نہیں ہوگا) کیونکہ اُنہوں نے
اللہ تعالیٰ (میری) اور اس کے رسول (آپ کی) نافرمانی کی اور وہ اسی بدکاری کی حالت
میں مرے ہیں۔ نکتہ قابلِ غور۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے باتیں کر رہا ہے تو پھر
یہ کیوں نہیں کہا کہ میری اور آپ کی نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے الفاظ
کیوں فرمائے در اصل دونوں کے مرتبے بیان کرنا مدنظر ہے۔ یعنی ان کے احکام اور شاعت
ان کے مرتبوں منصبوں کے لحاظ سے ہوتے ہیں لہٰذا ان کی فرمانبرداری اور نافرمانی بھی
ان کے مرتبوں کے لحاظ ہی سے بیان کی جاتی ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ یا اس کے وزیرِ اعظم
کے احکام کی تعمیل رعایا پر شخصیت اور ذاتیات کے اعتبار سے فرض نہیں ہوتی بلکہ ان
کے مرتبوں اور منصبوں کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اور ذات کا ظہور یا اظہار بھی عام لوگوں
کے نزدیک صفات ہی سے سمجھا اور مانا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اُلوہیت اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا لحاظ فرمایا۔ فرمایا کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ پ۸ یعنی
جھوٹ بولا انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پ۱۸
یعنی جب نصیحت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے نصیحت کرتے وقت بھی
اللہ پاک کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا خیال لازمی قرار دیا بیباک فرمایا

اعمال کا جائزہ بھی رسول اللہ کے ساتھ ہی لیتا ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ پ۱۱
یعنی تمہارے تمام کام اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دیکھیں گے۔
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا
يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ
اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ پ۱۱ سورۂ توبہ۔ اور بہت سے دیہاتی جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر
ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اُس کے رسول کی دعائیں حاصل کرنے کے لئے خرچ
کرتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ کی مقبولیت (نزدیکی) کی وجہ سمجھتے ہیں۔ یقیناً یہ خرچ کرنا اللہ تعالیٰ
ہی کی نزدیکی کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں لے لیگا یعنی ان پر بہت ہی رحم فرمائیگا

حضور اکرمؐ کی خدمت میں نذر و ہدیہ پیش کرنا نجات کا باعث ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ
لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ پ۱۱ ۲ - یعنی اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالوں میں سے
ہدیہ ونذرانہ قبول کیجئے یہ ہدیہ اور نذرانہ ان کے مالوں کو پاک کر دیں گے اور ان کو گناہوں
سے پاک وصاف کر دیں گے۔ اور ان کے لئے دعا کیجئے بیشک آپ کی دعا (یا نماز) ان کے
اطمینان وسکون کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔ مسادات ہدیہ ونذرانہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے بھی بندوں کے اعمال کا معائنہ کریں گے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ
رَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ پ۱۱ ۲ سورۂ توبہ۔ اے نبی کریم آپ
لوگوں سے کہہ دیجئے کہ نیک کام کرو پھر اللہ تعالیٰ اُس کا

رسول۔ اور رسول پر ایمان لانے والے تمہارے کاموں کا معائنہ کریں گے۔ ناظرین اس آیت سے ثابت ہؤا کہ صحابہ۔ اہلِ بیت اور ان کے مبارک طریقوں پر چلنے والے مومنین بھی قیامت میں مخلوق کے اعمال کا معائنہ کریں گے۔ اسی لئے ان مومنوں کے طریقوں کی پیروی بھی قیامت تک آنے والوں پر فرض کی گئی ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں اور جو پارہ گیارہ کے دوسرے رکوع میں بھی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے کسی حکومت کے مرکزی اور صوبائی حکام اپنی رعایا یا پولیس و فوج کے قابل قدر کرتب۔ پریڈ یا اچھائی برائی دیکھنا چاہتے ہیں تو رعایا۔ یا پولیس اور فوج کے حکام ہر طرف سے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تاکہ اپنے اپنے ماتحتوں اور متعلقین کی کارروائیاں دیکھیں۔ اگر کسی صوبے کی رعایا یا فوج ہنر میں جیت جاتی ہے تو اس صوبے کے حکام اعلیٰ و ادنیٰ کو بڑی خوشی ہوتی ہے اسی طرح میدانِ قیامت میں ہوگا۔ کہ تمام مخلوق جمع ہوگی رسول اللہ صلعم تو اس لئے معائنہ کریں گے کہ وہ تمام اپنے صحابہ۔ اہلِ بیت اور ان کے فرمانبرداروں کی گواہی دیں گے۔ اور اہلِ بیت اور صحابہ اور ان کے فرمانبردار دوسری مخلوق کی گواہی دیں گے۔ اور ہر گواہ کی موجودگی اور معائنہ لازمی ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے آیاتِ قرآنی سے ثابت کیا ہے۔

فرمایا اللہ تعالےٰ نے لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پ ۶ ع ۱۰ اس کیلئے عذاب ہے جس نے لڑائی کی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ سے فرمایا وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ پ ۱۸ یعنی اور لوگ کہتے ہیں کہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کا حکم مان لیا۔ پھر ان میں سے ایک جماعت (منکرینِ حدیث منافقین) نافرمانی کرتی ہے اقرار کے بعد بھی پھر گئے وہ لوگ ایمان والے نہیں رہے۔ یہاں اطاعت نبی کریم بھی اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے ساتھ فرض ثابت ہوئی اور حضورؐ کی اطاعت حدیثوں سے سرتابی کفر ثابت ہوا۔ اور فرمایا وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ

پ ۱۲۔ یعنی جب ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ (قرآن وحدیث) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان میں اللہ کے رسولؐ وحی کے مطابق حدیثوں کے ذریعے احکام صادر فرمائیں تو ایک گروہ روگردانی کرتا ہے۔ اور فرمایا اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ پ ۱۲۔ یعنی کیا ان (منافقوں) کے دلوں میں بیماری ہے یا شک کرتے ہیں (کہ قرآن حدیث سچے نہیں) یا خوف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ ان پر ظلم کریں گے (نعوذ باللہ خدا رسول تو ظلم نہیں کرتے) بلکہ وہی ظالم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن وحدیث سے انکار کرتے ہیں۔ دیکھا کہ اللہ پاک نے کسی بات میں بھی اپنے رسولؐ کو اپنے سے جدا نہیں کیا ہر جگہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام ضرور لیا ہے۔ یہاں تک فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہی ایمان کی اصل ہے

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پ ۱۳۔ سورۃ نور۔ یعنی مومن۔ ایماندار تو صرف وہی ہیں کہ جب اُن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کو اللہ کے رسول حکم دیں تو وہ ایماندار کہتے ہیں ہم نے سنا اور اطاعت کی اور حقیقت میں وہی لوگ فلاح پانے والے ایماندار ہیں۔ ناظرین اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا حقیقت میں رسولؐ اللہ کی طرف بلانے ہی کا نام ہے اور رسولؐ اللہ کی طرف بلانا ان کے حکم کی تعمیل کرانے کے لئے ہے کیونکہ اوپر کی آیتوں میں لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ موجود ہے یعنی تاکہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرمائیں۔ اور آپ کے احکام یعنی حدیثیں ہی اصل میں اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں۔ قرآن پاک مراد نہیں لیا جا سکتا چونکہ وہ حکم خدا ہی کہلاتا ہے حکم رسولؐ قرآن پاک کو قرآن میں کہیں بھی نہیں کہا گیا بلکہ حُکْمِ اللّٰهِ کہا گیا ہے جہاں جہاں بھی قرآن میں اطاعتِ رسول یا حکم رسول کے الفاظ ہیں ان کا مطلب صرف وحض ارشاد رسولؐ یعنی حدیث ہی ہے ہاں اگر حدیث کو بھی اس اعتبار

سے قرآن کہا جائے تو درست ہے کہ قرآن بھی حضور ہی کی زبانِ مبارک اور دہنِ پاک سے نکلا ہے جیسا کہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کو بہت دفعہ قرآن میں حدیث کہا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حدیث عام ہے۔ قرآن اور غیر قرآن وحی غیر متلو و بصیرتِ رسُول کو بھی شامل ہے۔ اس اعتبار سے حدیث کا انکار قرآن کا بھی انکار ثابت ہوا۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ پ ۱۸ ع ۱۳۔ یعنی جو آدمی اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اس کا خوف کرتا ہے۔ وہ اور اس کی مثل لوگ ہی بھلائی پانے والے ہیں۔ ناظرین رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت ہی اللہ پاک سے ڈرنے کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ۔ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ پ ۱۸ ع ۱۳۔ یعنی اے نبی کریم آپ لوگوں سے فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسُول (میری) اطاعت کرو۔ پھر اگر تم رسُول کی اطاعت نہیں کروگے تو رسُول نے تو اپنا فرضِ تبلیغ ادا کر دیا مگر تم نے اپنا فرض اطاعت رسُول ادا نہیں کیا اس کی تم سے پُوچھ گچھ ہوگی۔ اور اگر تم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کروگے حدیثوں کو مانو گے تو تم صراطِ مستقیم کامل ہدایت پاؤ گے۔ اور ہمارے رسُول کا کام تو فقط اپنے ارشاد اور عمل کے ذریعے دین کا پہنچانا ہے سو ان کے تمام ارشادات و اعمال حدیثوں میں موجود ہیں۔

ہدایت اور رحمت صرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی سے ہے

فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ پ ۱۸ ع ۱۳ سورۂ نور یعنی نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اطاعت کرو یقیناً تم پر رحم کیا جائیگا۔ ناظرین یہ ہے قرآن شریف جو

نماز۔ روزے۔ زکوٰۃ اور تمام عبادتوں میں حضرت رسول کریم کی تابعداری کو فرض قرار دیتا ہے۔ ایمان اور اسلام کی شرطِ اوّل بتاتا ہے۔ اب اہلِ قرآن کہلاتے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو شرک اور کفر بتانے والے اور حدیثوں کے احکام سے سر پھیرنے والے پرویز۔ برق اور دوسرے منکرین حدیث گریبانوں میں منہ ڈالیں اور ذرا سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں کہ وہ بدترین مشرک اور کافر ہیں یا نہیں ہیں؟ چونکہ ان کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں انہیں تو کافروں کی ایجنٹی کرکے کفر پھیلانے سے غرض ہے اس لئے یہ کسی عالم دین اور ماہرِ قرآن کریم کے سامنے لب کشائی نہیں کر سکتے۔

چیلنج مَیں نے پرویز وغیرہ سے بارہا کہا اور اب پھر کہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس اپنے باطل عقیدوں کے ثبوت میں ایک آیت یا عقلی دلیل بھی ہے تو پھر دُم دبا کر کیوں بھاگتے ہیں۔ سامنے آئیں۔ مردِ میدان بنیں۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان بے دینوں اور قرآن سے مطلق جاہلوں میں ایک فردِ بشر بھی ایسا ممکن نہیں ہے جو میرے سامنے پانچ منٹ بھی لب کشائی کی طاقت رکھتا ہو۔ اگر یہ پانچ منٹ بھی بات چیت کرلیں تو مَیں ان کو مسلمان بنائے بغیر نہ چھوڑوں مَیں ہوں سیف الاسلام فلسفیٔ اعظم ادیان۔ اور اگر یہ جہالت اور تعصب کی عینک اُتار کر میری اس کتاب کو بغور پڑھ لیں تب بھی انشاء اللہ تعالےٰ دولتِ ایمان سے مالا مال ہو کر غلامانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہو کر عنایاتِ ربانی کے حقدار بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کے بغیر نجات ناممکن ہے

فرمایا خالق کون ومکان مالک دوجہان نے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پ۱۸۔ یعنی جو اللہ کے رسول کی اجازت سے ہی کام کرتے ہیں وہ مومن ہیں۔ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ

شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پ۱۸ع۱۵۔ یعنی ایماندار تو صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پس اے نبی کریمؐ جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اجازت طلب کریں۔ تو جس کو آپ چاہیں اجازت دے دیجئے۔ اور ان کے لئے (ان کی بھول چوک کی) غلطیوں کی بخشش کے لئے دُعا بھی کیجئے تو اللہ پاک بڑا بخشنے والا مہربان ہے ان کو بخش دیگا۔ اور فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا پ۵ع۶ یعنی اے نبی کریمؐ اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا (آپ کی کوئی نافرمانی کی۔ آپ کے پاس آجائیں اور اللہ تعالےٰ (بھی) سے معافی مانگیں اور اللہ کا رسول (آپ بھی) ان کی سفارش کر دیں تو اللہ پاک ان کی خطائیں معاف فرمائے گا وہ بڑا بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ ؏

ناظرین آپ نے دیکھا کہ گناہوں سے معافی مانگنے کے لئے بھی حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ اور حضورؐ کی سفارش بھی لازم ہے بغیر حضورؐ کی سفارش شفاعت کے بخشش ناممکن ہے۔

تنبیہہ شدید بعض مسلمان کہلانے والے خوب شرابیں پیتے ہیں۔ زنا کرتے ہیں چوری جھوٹ۔ دغا فریب۔ چور بازاری۔ گراں فروشی۔ حق تلفی۔ سُود خوری۔ غیبت چغلی تہمت۔ ظلم وستم۔ لُوٹ مار۔ لوٹ کھسوٹ۔ دلآزاری کے کام رات دن جان بُوجھ کر کرتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرض کی ہوئی عبادت اور اطاعت سے بھاگتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بخشوا لیں گے۔ ایسا خیال سخت گمراہی اور بے دینی ہے چونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں خود فیصلہ کر دیا ہے کہ توبہ اور معافی۔ سفارش ان کے لئے ہے جو اپنے گناہوں پر اِصرار نہیں کرتے یعنی بھول چوک سے گناہ ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ جان بُوجھ کر بہادری

سے گناہ کر کے بھی بخشش کی اُمید رکھتے ہیں وہ ان عیسائیوں کی مثل دُنیا کو گناہوں پر آمادہ کرنے والے ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسےٰ علیہ السّلام گنہگاروں کا کفارہ ہو گئے۔ اب جو کرو پرواہ نہیں قرآن پاک کی بہت سی آیتیں ہم نے اِس کتاب میں ایسی بھی لکھدی ہیں جن میں اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عمداً نافرمانی کو کُفر اور شرک کہا ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رکھنے کی وعید فرمائی ہے۔ پھر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی ارشاد ہے کُلّ اُمّتی یدخلون الجنۃ الا من ابٰی قیل ومن ابٰی یا رسول قال من اطاعنی قد خل الجنۃ ومن عصانی فقد ابٰی۔ (مشکوٰۃ شریف وغیرہ احادیث) ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری تمام اُمت جنّت میں جائے گی مگر جس نے میری نبوّت سے یا میرے نبی ہونے سے انکار کیا وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔ تو حضورؐ سے پوچھا گیا کہ آپ کی نبوّت سے اِنکار کس نے کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنّتی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے میرے نبی ہونے سے انکار کیا۔ واقعی یہ بات تو ہم دُنیا میں بھی دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اپنے ماتحت یا اولاد کو کوئی حکم دیتا ہے اور وہ ماتحت اُس پر عمل نہیں کرتا۔ سنتا سب کچھ ہے مگر کرتا ایک بھی نہیں تو اس کو اپنے آقا یا مالک کی اطاعت سے انکار ہی سمجھا جاتا ہے۔ اگر اسے اپنا افسر۔ حاکم۔ آقا سمجھتا تو فوراً اس کا حکم بجالاتا۔ مسلمان وہی ہے جو شوق سے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک حکموں کو دل وجان سے بجالاتا ہے۔ اور کافر وہی ہے جو ان کے حکموں کو حقیر ناقابلِ عمل سمجھ کر اُن پر عمل نہیں کرتا۔ مولویوں اور واعظوں کو گلے سیدھے کرنے کے لئے آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ ایسا کرنا چاہئے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقصد کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ حضور اکرمؐ تو دُنیا کو گناہوں سے پاک کرنے کے لئے ہی تشریف لائے ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو ان کی سچّی فرمانبرداری

یں چلائے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے آمین ثم آمین۔
قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ پ۲۱ ۱۹ احزاب
یعنی جب ایمانداروں نے غیب کے لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ وہ سچائی ہے جس کا ہم سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور سچ فرمایا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے۔ ناظرین اللہ تعالےٰ وعدہ بھی اپنے رسول کے بغیر نہیں کرتا۔ فرمایا وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پ۲۱ ۱۰۔ یعنی اے نبی کریمؐ کی بیویو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو طلب کرتی ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلب کے بغیر اللہ پاک کی طلب کا دعویٰ ہی غلط ہے وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پ۲۲ ۱۰۔ یعنی تم سے جو فرمانبرداری کرے گی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی۔ اللہ کی فرمانبرداری رسولؐ کی فرمانبرداری کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پ۲۲ ۱ سورۂ احزاب
یعنی اے بیویو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ رسولؐ کی اطاعت بغیر نماز۔ زکوٰۃ کچھ قبول نہیں جو شکل نماز کی جو صورت زکوٰۃ اور دوسری عبادتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمادی وہی مقبول ہے اس کے سوا ہر طریقہ مردود اور کفر یہ ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کے گھروالوں کا مرتبہ۔

فرمایا اللہ تعالےٰ نے يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا پ۲۲ ۱۔ یعنی اے نبیؐ کے گھروالو تم سے اللہ تعالےٰ برائی کو دُور کرنا چاہتا ہے اور تم کو بالکل گناہوں سے پاک کرنا چاہتا ہے۔ ناظرین یہ مرتبہ کسی نبی کو نہیں ملا کہ اس کے گھروالے۔ بیویاں۔ بچیاں بچے بڑے چھوٹے سب کے سب گناہوں سے پاک کئے گئے ہوں یعنی اللہ تعالےٰ نے یہ مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی

عطا فرمایا ہے۔ ایسے پاکبازوں اور نیکوں کی ہی پیروی تو اللہ پاک نے قیامت تک آنے والوں پر فرض کی ہے۔ پرویز اور دوسرے منکرین حدیث جو کہتے ہیں کہ مناقب اہل بیت کی تمام حدیثیں غلط اور بناوٹی ہیں تو بتائیں تو قرآن شریف ان کے نزدیک کیا ہے جس میں اہلِ بیتِ اطہار کی اِس قدر منقبت اور تعریف ہے۔ یہ شان ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور ان کے ساتھ رہنے والوں کی۔ پھر اللہ پاک نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ الی آخرہٖ۔ یعنی حضرت رسالتمآبؐ کے ساتھی کافروں پر ہمیشہ غالب ہیں اور آپس میں رحم و کرم کرنے والے ہیں۔ اب یہ لوگ جو صحابہ اور اہلِ بیت کی تعریفوں کی حدیثوں کا اِنکار کرتے ہیں۔ ان آیتوں پر کس قدر چراغ پا ہوتے ہیں۔ ہاں اگر ان کا قرآن پر ایمان ہے تو پھر اہلِ بیت اور صحابہ کی تعریف پر کس درجہ ایمان لاتے ہیں؟ اب معلوم ہو جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنیوالے گمراہ ہیں وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا پ۲۲ ۲ یعنی جس نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی وہ بہت بڑا گمراہ و بے دین ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا پ۲۲ ۴ یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کو ستاتے ہیں اللہ پاک اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے بہت بڑا دردناک عذاب مقرر کر دیا ہے یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْہُہُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ پ۲۲ ۵۔ جب کافر اور منافق لوگ دوزخ میں مُنہ کے بل گرا کر جلائے جائیں گے تو کہیں گے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم اطاعت کرتے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُول کی۔ فرمایا وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا پ۲۲ ۶ سورۃ سبا۔

یعنی جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا۔ فرمایا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پ۲۶-۹-
یعنی اے لوگو ضرور ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو۔ اور اس کی عزت کرو۔ اور شام اور صبح اس کی تعریف کرو۔ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا پ۲۶-۱۰-یعنی جو ایمان نہیں لایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر پس یقیناً ہم نے اس کے لئے جہنم ہی مقرر کر دیا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ پ۲۶-۱۰
یعنی جس آدمی نے اللہ تعالے اور اس کے رسول کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ اس کو نہروں والی جنتوں میں داخل کریگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں کی تعریف لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ پ۲۶-۱۱-یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اُن ایمان والوں سے اے محمد جنہوں نے پیڑ کے نیچے آپ سے بیعت کی۔ یہ وہ حضرات صحابہ و اہلِ بیت ہی تو ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان فرمائی ہیں اللہ پاک نے ان کی پاکیزگی اور اپنی رضامندی کی سندیں ان کو عطا فرما دیں۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا پ۲۶-۱۱-یعنی پھر نازل کیا اللہ تعالے نے اپنا سکینہ یعنی اپنی طرف سے اطمینانِ قلب اپنے رسولؐ اور تمام مومنین پر۔ اور اُن کو پرہیزگاری اور تقویٰ پر پکا کر دیا یا پرہیزگاری ان کے لئے لازم کر دی اور وہ اس کے زیادہ حقدار اور لائق تھے۔

حضور اکرمؐ کے خواب سچے تھے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ پ۲۶-۱۱-
یعنی سچا کر دکھایا اللہ تعالے نے اپنے رسولؐ کے خوابوں کو۔ یہ وہ خواب تھے جو فتح

مکہ کے متعلق حضورؐ نے دیکھے تھے۔ مکہ کی فتح کے پہلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقوں کی پابندی

فرمایا اللہ تعالےٰ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ - پ۲۶ ۱۲ - یعنی اَے ایمان والو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے آگے نہ بڑھو۔ ان کی مقرر کی ہوئی حدوں کو مت توڑو۔ ان کے بتائے ہوئے قاعدوں قانون اور شریعت کی ضروری شکلوں میں کمی بیشی نہ کرو۔ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا پ۲۶ ۱۴ - یعنی اگر تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی تابعداری کرو گے تو اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں کے بدلے میں کمی نہیں کریگا۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا پ۲۶ ۱۴ - یعنی کامل ایماندار تو وہی ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور پھر ان کے حکموں میں کسی قسم کا شک نہیں کیا۔ بے چون وچرا مان لیا۔ فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَاءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ پ۲۷ ۱۷ - یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ صدیق اور شہید ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک۔ اُن کے لئے اچھا بدلہ اور نور ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ پ۲۷ ۲۰ - یعنی اَے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ وہ تم کو دو حصے دیگا (قرآن وحدیث) اپنی رحمت سے۔ اور تمہارے واسطے (شریعت اور طریقہ رسولؐ کا) نور دیگا جس پر چل سکو اور تمہارے (بھول چوک والے) گناہ بخش دیگا۔ ناظرین رسولؐ پر ایمان لانے سے شریعتِ محمدیؐ جو نور کی مثل ہے ملتی ہے۔ ذٰلِکَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پ۲۸ ۱ یعنی یہ اس

لئے ہے کہ تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَادُّوۡنَ اللّٰہَ وَ
رَسُوۡلَہٗ کُبِتُوۡا کَمَا کُبِتَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ پ۲۸ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ہونگے جیسے ان سے پہلے لوگ (رسولوں کے مخالفین)
ذلیل ہوئے وَ یَتَنٰجَوۡنَ بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ وَ اِذَا جَآءُوۡکَ
حَیَّوۡکَ بِمَا لَمۡ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ پ۲۸ ۲۔ منافق لوگ گناہوں۔ سرکشی اور رسول کی
نافرمانی کے لئے آپس میں مشورے کرتے ہیں اور جب وہ۔ اے رسول اللہ آپ کی خدمت
میں آتے ہیں تو ایسے لفظوں سے سلام کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جائز نہیں سمجھا
اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَادُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الۡاَذَلِّیۡنَ پ۲۸ ۳ یعنی جنہوں
نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی وہ ذلیلوں میں ہیں فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ
وَ الۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ وَ تَنَاجَوۡا بِالۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۵ پ۲۸ ۲ یعنی اے
ایمان والو۔ گناہوں کی زیادتی اور رسول اللہ کی نافرمانی یا بے ادبی کرنے کے لئے مشورے
(سرگوشیاں) نہ کیا کرو۔ نیکی اور پرہیزگاری حاصل کرنے کے لئے کانا پھوسی یا مشورے
کیا کرو۔ ناظرین کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خداداد عزت و احترام کے کم
کرنے یا ان کی عزت اور بزرگی لوگوں کے دلوں سے کم کرنے پر مشورے کرنا۔ یا ایسی
مجلسوں اور انجمنوں میں شریک ہونا ایسی کتابوں اخباروں یا رسالوں کی مدد کرنا جن
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے صحابہ کبار اور اہلبیت اطہار اور دوسرے
ائمہ وعلمائے حق کی توہین کی جاتی ہو اور چودہ سو برس کے بزرگان دین کے طریقوں کو مٹانے
کی کوشش کی جاتی ہو شریک ہونا بالکل حرام ہے اور بدترین گناہ ہے۔ شرک۔ کفر بدعت اور
گناہوں کے مٹانے کے سب سے بہتر یہی طریقے ہیں جن کو بزرگان دین نے اختیار فرمایا
ہے۔ بزرگان اسلام کی توہین سب سے بڑا گناہ اور ان کے خداداد مرتبوں کی مخالفت خود شرک
اور کفر سے کم نہیں ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ

اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پ۲۸ ع۲ - یعنی اللہ پاک تم میں سے سچے ایمانداروں اور علم والوں کے درجے بلند کرتا ہے - خدا کے بلند کئے ہوئے درجوں مرتبوں کو پست کرنا شرک اور کفر ہے - كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ پ۲۸ ع۳ سورۂ مجادلہ یعنی اللہ تعالےٰ نے لکھ دیا (فرض کر دیا) ہے کہ میں اور میرے رسولؐ غالب رہیں گے - ناظرین جن رسولوں کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ غلبہ اور بزرگی عطا فرمائے - ان کو عوام کی برابر جاننا اور اُن کی شان میں گستاخی کرنا - خدا کی توہین کرنا ہے - فرمایا لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط پ۲۸ ع۳ - اے پیارے نبی کریمؐ آپ اللہ تعالےٰ اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے مخالفوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پائیں گے - اگرچہ وہ خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالفین لوگ ایمانداروں کے باپ دادا، بیٹے پوتے - بھائی بند اور خاص کنبے ہی کے کیوں نہ ہوں - ناظرین صحابہ رض اہلبیت رض - ائمہ و مجتہدین - علماء و اولیاء علیہم التحیہ سے محبت بھی صرف اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولؐ کی کامل طور پر اطاعت کی ہے - اور ان کے دین کی حفاظت کی ہے - اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پ۲۸ ع۳ - سورۂ مجادلہ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے مخالفوں سے دوستی نہ رکھنے والے مسلمان ہی ایسے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے ایمان پکا کر دیا ہے - اور ان کو اپنے غیبی فیض سے قوت دی ہے (یعنی خرق عادات اور کرامات سے نوازا ہے) اور ان کو اللہ تعالےٰ نہروں والی جنتوں میں داخل کریگا اور وہ جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے - اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہوا وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوئے - وہی اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں - یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا لشکر ہی بھلائی پانے والا ہے - ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پ۲۸ ع۴ - یعنی کافروں اور

منافقوں پر عذاب دائمی اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کی۔ وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پ۲۸ ع۴۔ یعنی مہاجرین وانصار کی بزرگی اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی مدد کی اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ پ۲۸ ع۴۔ وہی لوگ سچے ہیں۔ ناظرین تمام حدیثیں مہاجرین وانصار کی ہی بیان کی ہوئی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھتے اور دوسروں تک پہنچاتے تھے اللہ تعالیٰ اُن کو سچا فرماتا ہے مگر پرویز اور منکرین حدیث ان کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اسی لئے پرویز اور منکرین حدیث اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن پاک کے بدترین مخالف مانے جاتے ہیں۔ فرمایا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا پ۲۸ ع۱۵۔ یعنی ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر اور اُس نور پر جو ہم نے نازل کیا (قرآن وحدیث) فرمایا وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا پ۲۹ ع۱۲۔ یعنی جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرتا ہے تو یقیناً اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہیگا۔ ناظرین ایماندار کا فرض ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل وجان سے عزت کرے اور حکموں حدیثوں پر سچے دل سے بےچون وچرا پورے طور سے عمل کرتا ہے اور یقین کامل رکھے کہ ان کا ایسا بڑا رتبہ ہے کہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں سینکڑوں جگہ ان کے مبارک نام کو اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے اور ان کی محبت اور اطاعت ہی کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔ اور قرآن کے تمام مسائل سمجھانے کے لئے ان کو وہ غیبی علوم عطا فرمائے جن کو انسان اپنی ذاتی طاقت سے معلوم نہیں کر سکتا پس حضورؐ کی تمام شریعت اللہ تعالیٰ ہی کی تعلیم کے مطابق بنی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ پ۲۹ ع۱۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ غیب کا عالم ہے۔ تو وہ اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ مگر رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب کا علم دیتا ہے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تمام مفید باتیں جن کو کوئی انسان نہیں جان سکتا تھا اللہ تعالیٰ کے بتانے

سے حدیثوں میں بیان فرما دی ہیں یعنی ان کی رُو سے قیامت تک آنے والوں کے لئے قانون کامل اور شریعت بنا دی ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ اس شریعت پر عمل کر کے خدا کا فرمانبردار بندہ بن جائے۔ دُنیا اور آخرت کو بنائے۔ جن برادرانِ اسلام نے اس کی تیاری میں مدد کی ہے اللہ تعالےٰ ان کو دونوں جہان میں خوش و خرّم رکھے۔ آمین۔

دعائے عاجزانہ

اَے تمام مخلوقات کے خالق و مالک۔ پالنے والے اللہ تعالےٰ سب تیری رحمت کاملہ کے اُمیدوار ہو کر تیری درگاہِ عالی میں دُعا کرتے چلے آئے ہیں تو نے اپنے مخلص بندوں کو محروم نہیں فرمایا پس اُنہیں کے صدقے میں میری یہ عاجزانہ دُعا قبول فرما کہ میری قوم اور مُلک کو اپنا اور اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانبردار بنا دے۔ دُنیا سے افلاس جرائم اور بے دینی کی لعنت کو دُور فرما۔ اور اپنے طاقتور بندوں کو اس کام کے لئے آمادہ کر دے تو جانتا ہے کہ یہ کتاب "قرآنی تعزیرات" مَیں نے صرف تیری اور تیرے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم پاک پھیلانے اور بے دینی سے بچانے کے لئے لکھی ہے تو اس کو ایسا ہی بنا دے۔ اور مُسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک طریقے پر چل کر تیری رضامندی حاصل کرتے رہیں اور مجھ کو تو ایسی طاقت اور اسباب عطا فرما کہ تمام علائق و تفکرات سے مُنہ موڑ کر تیرے دین کی تبلیغ اور تیرے بندوں کی بھلائی کی کوشش میں مصروف رہ سکوں۔ آمین یا ربّ العالمین۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیْرٌ۔

بندۂ ناچیز خادمِ علمائے و مُسلمین منوّر حسین سیف الاسلام دہلوی
شیش محل روڈ۔ ۲۳ پیر مکّی بازار۔ لاہور۔
۱۲ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۵۷ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں

غلام احمد پرویز صاحب کون ہیں؟

بر ناصیہ اش دم ولادت
مے تافت ستارۂ حماقت

ان کے دادا خدا بخشے منشی رحیم بخش صاحب موضع را ئے چک ضلع بٹالے کے رہنے والے تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شیفتہ پابند شرع مسلمان تھے اور بٹالے میں لالہ گنڈامل کے ہاں منشی تھے۔ اس وجہ سے زیادہ تر یہیں رہتے تھے مسٹر غلام احمد صاحب پرویز کے والد ماجد کا اسم گرامی فضل دین تھا۔ علم و ہنر سے بالکل لگاؤ نہ تھا۔ یہاں تک کہ حروف ابجد ہوز بھی ان کی نظر عنایت سے محروم رہے۔ مگر کسی چکڑالوی کے نور نظر بن گئے تھے کہ ہر بات میں قرآن شریف کی آیت ہی مانگتے تھے۔ نماز روزے سے بھاگتے تھے۔ چونکہ لکھے پڑھے نہیں تھے۔ سیر سپاٹے کا شوق تھا اس لئے یکہ بانی کا پیشہ اختیار کیا۔ لوگ ان کو یکہ پنجہ کہتے تھے۔ پھر بچوں کی تعلیم کے خیال سے منشی رحیم بخش صاحب نے میاں پنجہ کو بٹالے بلالیا۔ یہیں مسٹر پرویز نے میٹرک کیا۔ اور خلافت کمیٹی کے دفتر میں ۱۵ پندرہ ماہوار کی کلرکی کر لی۔ ان کے دادا کے ملنے والے ایک اوورسیر دہلی میں ملازم تھے وہ بٹالے آئے تو جاتے وقت منشی صاحب مرحوم نے اپنے پوتے پرویز کو ان کے ساتھ دہلی بھیج دیا اوورسیر صاحب نے ان کو وہاں ہوم ڈیپارٹمنٹ میں کلرک رکھوا دیا۔ پھر یہ فارسی یا اردو کے کسی امتحان میں پاس ہو کر پرائیویٹ تیاری کر کے بی اے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ اپنے والد امجد چودھری پنجہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار اور دیگر اسلاف و بزرگان دین سے بے تعلقی ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ قرآن پاک کے ترجمے پڑھ پڑھ کر خیالی گھوڑے

دوڑانے لگے اور وہم کے تیتے چلانے شروع کیے۔ دہلی کونسل چیمبر کی مسجد کے امام بیچارے ایک پٹھان طالب علم تھے اُن کو اُردو میں تقریر کرنی نہیں آتی تھی مسٹر پرویز کو اُلٹی سیدھی گویائی سے کچھ مَس تھا انہوں نے جمعہ کی نماز کے پہلے تقریر کرنی شروع کر دی۔ اور آیات کے ترجمے اپنی اُفتاد کے مطابق کرنے لگے۔ آپ جانتے ہیں اس زمانے میں انگریزی تعلیم یافتوں میں مذہبی علوم سے ناآشنا زیادہ تھے۔ ان کی تخریبی چالوں سے بےخبر رہے مگر چور کی ماں کبتک خیر منائیگی آخر ایک دن ان کے دل کا چور پکڑا گیا۔ مسٹر پرویز نے کہا کہ دین کو اسلاف اور خصوصاً ائمہ نے خراب کر دیا اور قرآن کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا۔ اس خلافِ اسلام تقریر پر جناب سید بدرالدین بہاری نے مسٹر پرویز کو مسجد سے نکال باہر کیا۔ اور تمام نمازیوں کے اتفاق سے مولانا احتشام الحق صاحب کو خطیبِ مسجد مقرر کیا مسٹر پرویز اپنے عقائد باطلہ اور ارادہائے فاسدہ کو ظاہر کرنے کے لئے مخالفین اسلام آریوں اور بے دینوں کے آلۂ کار بن گئے۔ اور انہوں نے قرآن شریف کی تحریف۔ انبیاء علیہ السلام کی توہین اور اسلاف کی تذلیل میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اور ایک پرچہ "طلوعِ اسلام" کے نام سے جاری کر دیا۔ "طلوعِ اسلام" کے نام سے ظاہر ہے کہ اب اسلام نکلنا شروع ہوا ہے الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے جو دین اُمّتِ مکرمہ میں رائج ہے وہ اسلام نہیں ہے۔ پھر کراچی میں آ کر مخالفینِ اسلام اور بے دینوں کی مدد سے مسٹر پرویز نے تخریبِ دین کا پروپیگنڈا زیادہ کر دیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آریہ۔ یہود۔ نصاریٰ اور تمام مخالفینِ اسلام چاہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے نورِ ایمان نکل جائے اور اس کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان بزرگانِ دین کی عظمتِ شان مسلمانوں کے دماغوں سے نکال دی جائے جنہوں نے دُنیا میں کفار و مشرکین کے منصوبوں کو مٹا کر دُنیا کے ہر گوشے میں اسلام کی عظمت اور صداقت کا جھنڈا بلند کیا اور ہر جگہ مخالفینِ اسلام کو اسلام کے قدموں پر لا ڈالا۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کبار۔ اہلبیتِ اطہار۔ اور ان کے جاں نثار بزرگانِ دین کی

سی فتوحات۔ شجاعت۔ عدل و انصاف۔ رحم و کرم۔ اور قابلِ قدر کارنامے کسی قوم سے ظاہر ہوئے ہرگز نہیں۔ یہ غلامانِ محمدی ہی کی خصوصیت ہے اور ابھی تک اُن کے غلامانِ غلام دُنیا میں حکومتوں سے سرافراز ہیں۔ اور انشاءاللہ تعالےٰ ہمیشہ رہینگے۔ اب پرویز کی مخالف اسلام بانیانِ اسلام تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ جن کی وجہ سے ان کو مسلمانوں نے کافر۔ ملحد۔ بے دین۔ مخالفین اسلاف کے مبارک خطابات سے نوازا ہے۔ دیکھئے خود غلام احمد پرویز مسلمانوں کے بخشے ہوئے خطابات کو یُوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسلمان مجھ کو کہتے ہیں کہ یہ پرویز کافر ہے۔ بے دین ہے۔ ملحد۔ خدا رسُول کا دشمن ہے۔ اسلاف کی عزت پر حملہ کرنے والا ہے کسی نئے دین کا مدعی ہے۔ مقام حدیث جلد اوّل صفحہ ۲۶۳۔ شائع کردہ ادارہ طلوعِ اسلام کراچی۔

ؔ سہی نیکیاں بدی ہی سہی
نام روشن کیا زمانے میں

پرویز نام مت رکھو برادرانِ اسلام۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ پرویز آتش پرست ایرانِ کے بادشاہ ہرمز کا بیٹا تھا۔ جس کو خسرو بھی کہتے تھے۔ جب سردارِ دوجہان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پرویز کو مُسلمان ہونے کے لئے اپنا ہدایت نامہ روانہ فرمایا تو پرویز نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد صحابی رضی اللہ عنہٗ سے بہت بدسلوکی کی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک پھاڑ ڈالا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرفتار کرنے کو چند آدمی مدینہ شریف بھیجے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی شان دیکھئے کہ پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا۔ اور آنحضرت۔ نے مدینہ میں آئے ہوئے لوگوں سے فرمایا کہ جس نے میری گرفتاری کے لئے تم کو بھیجا تھا اُس کو اس کے بیٹے نے ہی مار ڈالا۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے تحقیق کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سچ نکلا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ مسلمان ہو گئے
پرویز نے چونکہ سردارِ دو جہان سے دشمنی کی تھی اسی طرح اس کا ہمنام یہ پرویز
حضور اکرمؐ کے ارشادات احادیث کا جانی دشمن ہے اور حضور اکرم کی توہین
میں رات دن مصروف ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے بچوں کا نام کبھی
پرویز نہ رکھیں۔ نام میں اثر ہوتا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بُرے ناموں کو بدلنے اور اچھے نام رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

آپ کا دُعاگو مُنور حسین مُحِب الاسلام لاہور
مششش محل ۱/ ۳۲ پیر مکی بازار لاہور

(دلبسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس اُردو بازار لاہور)

فہرست مضامین قرآنی تعزیرات بجواب پرویزی خرافات

صفحہ	مضمون
۲	اوّلین فرض
۳	پرویزی خرافات
۴	پرویز نے قرآن کی مخالفت کی اور نبیوں کی شان میں بدترین گستاخی کی
۵	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی سیدھا راستہ ہے
۶	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پرویز کی گستاخی
۷	قرآن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ عالی۔
۱۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے متعلق قرآنی احکام
۱۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایمان کی شرط ہے۔
۱۴	قرآن پاک اور بزرگان دین کی پرویز نے توہین کی
۱۶	پرویز نے قرآن کے اصلی معنی اور احکام دین سے انکار کیا۔
۱۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہیں
۱۸	اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے معنی سمجھائے۔
۱۹	پرویز نے خدائے تعالیٰ کے بتائے ہوئے معنی سے انکار کیا۔
۲۱	پرویز کفر کی مشین ہے اور کافروں کا آلۂ کار
۲۲	پرویز نے قرآن پاک میں تحریف اور اس کی توہین کی
۲۵	صحابہ و اہل بیت کی پیروی کے قرآنی احکام
۲۶	قرآن میں اسلاف کی اطاعت کا حکم
۲۸	پرویز نے فرشتوں اور نبیوں کی سخت توہین کی
۳۰	پرویز نے اسلاف انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین کی سخت توہین کی
۳۱	اسلاف کی پیروی فرض عین ہے
۳۲	پرویز نے تمام مسلمانوں کو مشرک اور

صفحہ	مضمون
	انبیاء علیہم السلام کو حجت بنا دیا
۳۳	پرویز کا خدائے قدوس اور قرآن سے انکار
۳۴	سب سے پہلے اسلاف انبیاء علیہم السلام ہیں
۳۶	پرویز علمِ لدنی اور اولیائے کرام کا منکر ہے
۳۸	قرآن میں انبیاء ؑ اولیاء رضؓ کی تعریفیں
۳۹	پرویز نے اولیاء اللہ رضؓ کا مطلق انکار کیا
۴۱	اولیاء اللہ کی فضیلت قرآن شریف میں
۴۳	علم لدنی اور اولیاء اللہ کی اطاعت کا قرآن پاک سے ثبوت
۵۵	تنقید
۵۶	پرویز کی حدیثوں سے دشمنی
۵۹	حدیثوں کی عظمت اور ان کی حفاظت اللہ پاک کی طرف سے
۶۱	رسول کریم ؐ اور صحابہ ؓ کا بہترین زمانہ
۶۳	روایت حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے میں ہوئی۔
۶۵	حدیث شریف نبی کریم ؐ کے علوم ہیں
۶۵	خدا نے خود حدیث بیان کرنے کا حکم دیا
۶۷	رسول اللہ پر صرف کتاب ہی نہیں اتری
۶۹	خدائے تعالیٰ نے نبیوں پر کتاب کے ساتھ دوسری چیزیں بھی اتاریں
۷۰	منکرینِ حدیث کی سزائیں
۷۷	اسلاف و بزرگانِ دین کی پیروی نجات کا سبب ہے۔
۷۸	پرویز نے حدیثوں کی توہین کی ہے۔
۸۰	پرویز نے سنی اور شیعہ کو شک میں ڈال دیا
۸۳	خدائے تعالیٰ ہی نے فرقے بنائے
۸۴	آسمانی کتابوں کے ماننے والوں نے بھی آپس میں اختلاف کیا
۸۵	نبیوں کے طریقوں میں بھی خدائے تعالیٰ نے فرق رکھا۔
۸۶	حدیثوں پر عمل کرنے والے ہی رسول اللہ کے طریق پر ہیں۔
۸۸	مہاجرینؓ و انصارؓ کے مرتبے
۸۹	قرآن کے ماننے کا دعوے کرنے والوں میں فرقہ بندی۔
۹۱	محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے خدائے تعالیٰ کی پہچان اور قرآن پاک کی حقیقت معلوم ہوئی۔

صفحہ	مضمون
۹۳	اہل قرآن کہلانے والوں میں فرقہ سازی
۹۴	محدثین حدیث کی بصیرت
۹۶	عبداللہ چکڑالوی اور پرویز کی مخالفت اہل قرآن کہلانے والوں میں
۹۹	چکڑالوی اور پرویز اسلام اور حکومت اسلامی کے دشمن ہیں۔
۱۰۱	پرویز اور چکڑالوی قرآن پاک کو بدنام کر رہے ہیں۔
۱۰۳	پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل بیت اور صحابہ کرام کو بد اخلاق بتایا۔
۱۰۴	حدیثیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائیں۔
۱۰۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں لکھنے کا حکم دیا۔
۱۰۶	پرویز کا عامیانہ شبہ اور اس کا ازالہ
۱۰۷	حدیثیں خدائے تعالیٰ اور قرآن کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔
۱۰۹	پرویز کے حدیثوں پر اعتراضات
۱۱۴	حدیث منکرین حدیث کے نزدیک دین نہیں ہے۔
۱۲۱	قرآن مجید حدیث کے یقینی ہونے کا گواہ ہے۔
۱۲۴	پرویز نے قرآن پاک اور حضور کی رسالت کا انکار کر دیا۔
۱۲۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی اور مرشد ہیں۔
۱۲۸	حدیث شریف قرآن کریم کی تشریح ہے
۱۳۰	حدیث شریف کے یقینی ہونے پر شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحبان کی شہادتیں۔
۱۳۱	پرویز نے بخاری شریف پر جھوٹی تہمت لگائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا کہا۔
۱۳۵	پرویز کا بخاری شریف پر بدترین اعتراض اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین
۱۳۷	تقاضائے نظام حکومت۔
۱۴۰	منافقوں کا سچ بھی خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ ہے۔

صفحہ	مضمون
۱۴۱	منکرین حدیث کا حضرت امام بخاری پر اتہام
۱۴۲	قرآن شریف میں اماموں، مجتہدوں اور عالموں کی تعریف اور منکرین حدیث کی مذمت۔
۱۴۵	اماموں اور عالموں کی توقیر قرآن پاک سے
۱۴۷	قرآن پاک میں وحی کے اقسام
۱۵۰	قرآن میں وحی کی دوسری قسمیں اور حدیث بھی وحی ہے۔
۱۵۲	حدیث قرآنی وحی ہے۔
۱۵۳	حدیث قرآن میں ہے۔
۱۵۴	قرآن میں وحی کی خفیہ قسم بھی ہے
۱۵۷	قرآن میں دو قسم کی وحی کی آیتیں۔
۱۵۹	عبداللہ چکڑالوی اور پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چٹھی رساں کہا ہے۔
۱۶۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مراتب [illegible]
۱۶۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کمالات
۱۶۵	پرویز نے قرآنی وحی سے انکار کیا اور اس کی توہین کی۔
۱۶۷	قرآن پاک میں وحی کی کئی قسمیں ہیں۔
۱۶۸	وحی متلو اور غیر متلو کی حقیقت۔

صفحہ	مضمون
۱۶۹	قرآن میں اور عقل کی رو سے وحی غیر متلو خفیہ و آیات قرآنی سے مقدم ہے۔
۱۷۲	وحی کی قرآن میں چند قسمیں اور ہیں۔
۱۷۵	نبیوں کی دو وحی کی آیتیں۔
۱۷۷	منکرین حدیث کا دوسرا شکوہ اور جواب۔
۱۷۸	نبی کی خاص وحی کی عقلی دلیل۔
۱۷۹	پرویز کا حدیثوں کا انکار، بخاری شریف کی صحت پر اعتراض۔
۱۸۳	منکرین حدیث نے اللہ تعالیٰ اور قرآن پر [illegible] کیا
۱۸۴	ایک حدیث بھی قرآن کے [illegible]
۱۸۷	فرض نماز [illegible]
۱۸۹	ہر گز [illegible] سے بنتا ہے۔
۱۹۱	[illegible]
۱۹۳	اجماع اور قیاس کی حقیقت
۱۹۴	ائمہ مجتہدین اور علماء کی قرآنی فضیلت
۱۹۶	علمائے دین کی عزت واجب اور توہین حرام ہے۔
۱۹۷	علمائے دین ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں
۱۹۸	قرآن میں محدثین اور فقہاء کی تعریفیں

صفحہ	مضمون
٢٠٠	تفسیر حدیث قرآن میں غور وخوض کرنے والوں کی برائی قرآن میں ہے۔
٢٠٣	اللہ تعالےٰ نے قرآن میں حدیث نازل کرنیکا اقرار کیا اور حدیث نازل کی
٢٠٥	منکرین حدیث کی قرآنی سخت ترین سزائیں۔
٢٠٦	حدیثوں کے قرآنی آیات ہونے کا اور بھی ثبوت لیجئے۔
٢٠٧	قرآن کی رُو سے حدیثوں کی سند خدائے تعالےٰ تک جا پہنچی۔
٢٠٩	قرآن کی رُو سے حدیث گھڑی نہیں جاسکتی۔
٢١٢	قرآن میں حدیث اُترنے کا دوسرا ثبوت۔
٢١٣	پرویز نے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی توہین کی۔
٢١٤	حضرت امام ابوحنیفہ رح کے متعلق چند جملے اِسی عبارت کے
٢١٥	قانون کی صحیح پوزیشن۔
٢١٧	قانون کی قسمیں۔
٢١٨	قانون کی اصلی صورت۔
٢١٩	پرویز نے تینوں بزرگوں پر غلط تہمت لگادی۔
٢١٩	قرآن میں فقہاء یعنی دینی مسئلے نکالنے والوں کی تعریفیں ہیں۔
٢٢٠	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل۔
٢٢٤	حضرت علی ابن عثمان جلابی (رحمۃ اللہ علیہ) وکشف المحجوب
٢٢٥	حضرت امام ابوحنیفہ رح کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے ہیں
٢٢٦	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رح کے متعلق فرماتے ہیں۔
٢٢٨	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رح اور حدیثوں کے متعلق فرماتے ہیں۔
٢٣٠	حضرت امام ابوحنیفہ رح حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کی نظر میں۔

صفحہ	مضمون
۲۳۰	حضرت امام اعظمؒ اور دوسرے امام بھی حدیثوں کے خلاف نہیں۔
۲۳۲	تقلید شخصی کے وجوہات۔
۲۳۴	حدیث کے خلاف کسی کا قول بھی مقبول نہیں ہے۔
۲۳۶	پرویز کے استاد اسلم جیراجپوری نے حضرت امام ابوحنیفہ رح اور امام بخاری رح کی توہین کی۔
۲۳۸	منکرین حدیث کا کفر و نادانی۔
۲۴۰	نبیوں کے معجزات۔
۲۴۲	ملک الموت کو تھپڑ مارنا۔
[illegible]	حضرت آدم علیہ السلام کے ساٹھ گز قد کی حقیقت۔
۲۴۶	تحقیق سے حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز ثابت ہے۔
۲۴۷	منکرین حدیث کے شدید ترین فریب۔
۲۴۹	تمام حدیثوں، ان کے راویوں اور علمائے دین کی صداقت کی قرآنی شہادتیں۔
۲۴۹	موجودہ حدیثوں کے یقینی ہونے کی عقلی دلیل یہ ہے۔
۲۴۹	چکڑالوی اور منکرین حدیث قرآن شریف کے بدترین دشمن ہیں۔
۲۵۱	قرآن میں منکرین حدیث کی مذمت۔
۲۵۱	حدیث و فقہ کے ماننے والے مسلمانوں کا مبارک طریقہ۔
۲۵۱	سنی اور شیعہ دونوں پر پرویز کے اتہام لگائے۔
۲۵۳	مسلمانوں میں فرقہ بندی اور دشمنی پھیلانا خلاف قرآن ہے۔
۲۵۴	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مومنو! آپس میں صلح کراؤ۔
۲۵۵	سنی او شیعہ کی اخوت کی تازہ مثال۔
۲۵۶	حدیثوں کو متضاد اور مخالف بتانا بے دینی ہے۔
۲۵۶	منکرین حدیث یہودیوں اور عیسائیوں کے پیرو
۲۵۸	منکرین حدیث کا بدترین فریب۔
۲۵۸	حدیث مذکور کی حقیقت۔
۲۵۹	اختلافات کی معقول وجوہات۔

صفحہ	مضمون
۲۶۱	حدیثوں کے دین ہونے کا ثبوت
۲۶۳	سُنّی اور شیعہ دونوں کی حدیثوں پر منکرینِ حدیث کا زبردست اعتراض
۲۶۴	سُنّی شیعوں کی حدیثیں آپس میں متضاد اور مخالف نہیں ہیں۔
۲۶۴	سُنّی شیعہ کی حدیثوں میں موافقت
۲۶۷	شیعوں کی حدیثیں
۲۷۱	بخاری شریف کی روایتوں پر اعتراضات اور ان کے جوابات
۲۷۳	بخاری شریف پر دوسرا اعتراض
۲۷۳	بخاری شریف پر تیسرا اعتراض۔
۲۷۴	قرآن شریف سے جوابات۔
۲۷۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔
۲۷۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ پر منکرینِ حدیث کے اعتراضات۔
۲۷۷	قرآن کریم سے اُن کے مدلل جوابات
۲۷۸	حضرت آدم علیہ السلام۔
۲۸۰	دوسری اور تیسری آیت کا مطلب
۲۸۱	تیسری آیت۔

صفحہ	مضمون
۲۸۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکرین حدیث کے اعتراضات و اُن کے جوابات۔
۲۸۴	عذاب قبر کا قرآن سے ثبوت۔
۲۸۵	چند مسائل حدیثی پر منکرین حدیث کی حیرانی۔
۲۸۸	قرآن شریف میں رسول اللہ کی بصیرت کا بیان۔
۲۹۱	پرویز نے رسول اللہ پر غلط کاری کا الزام لگایا۔
۲۹۲	اس کا جواب باصواب۔
۲۹۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر پرویز کے دوسرے اعتراضات
۲۹۴	اور اگلے قرآن سے جوابات۔
۲۹۷	قرآن میں فدیہ لے کر قیدیوں کے چھوڑنے کا حکم۔
۲۹۹	منکرینِ حدیث کے حضور اکرم پر مخالفانہ اعتراضات۔
۳۰۰	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکرینِ حدیث کی بڑی تہمت اور اس کا جواب

صفحہ	مضمون
۳۰۴	روایت مذکورہ کی حقیقت۔
۳۰۴	پرویز کی دہوکا دہی کا ثبوت۔
۳۰۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گندگی کا الزام لگا دیا۔
۳۰۶	حضور اکرمؐ سے مشورہ لینے کو کیوں فرمایا گیا۔
۳۰۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے
۳۱۰	پرویز نے خدائے تعالیٰ اور قرآن کو جھوٹا ٹھہرایا۔
۳۱۱	حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کی تہمت اور اس کا قرآن سے جواب۔
۳۱۴	مشوروں اور فیصلوں کی عقلی، مثالی دلیلیں۔
۳۱۵	حکومت کے اختیارات۔
۳۱۶	پرویز کے نزدیک حضور اکرمؐ کی حیثیت۔
۳۱۷	اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسول اللہ کی حیثیت۔
۳۱۹	نبی کے احکام کی تعمیل فرض ہے

صفحہ	مضمون
۳۲۰	پرویز نے ظاہری طور سے قرآن کریم کا انکار کیا۔
۳۲۱	حضرت زیدؓ و حضرت زینبؓ کا اصلی واقعہ۔
۳۲۳	حضور اکرمؐ کی شان میں گستاخی اور اس کا جواب۔
۳۲۵	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم۔ اور مشوروں کی حقیقت۔
۳۲۶	حدیثوں سے انکار کا بدترین طریقہ
۳۲۸	حضرت آدم علیہ السلام کے قد سے انکار کی وجہ۔
۳۲۹	پرویز نے آنحضرتؐ کی شریعت اور ان کے معجزات سے انکار کیا۔
۳۳۰	قرآن سے آنحضرتؐ کی بصیرت اور معجزات اور پیروی کا نہایت مدلل ثبوت
۳۳۱	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزات
۳۳۲	قرآن مجید سے حضورؐ کے معجزوں کی تفصیل۔
۳۳۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا طریقہ صراط مستقیم ہے۔

صفحہ	مضمون
۳۴۰	حضورؐ کی خدمت میں جنوں کی حاضری اور ان کا طریق موجودہ
۳۴۱	پرویز نے کتے۔ ریچھ اور گدھ وغیرہ حرام بھی حلال کر دیے۔
۳۴۳	حدیثوں کی روایت پر اعتراض اور اس کا جواب
۳۴۴	جواب روایتِ مذکورہ
۳۴۴	حدیثوں پر قرآن کی مخالفت کا الزام۔
۳۴۷	حدیث پر اعتراض کے قرآن پاک سے مدلل جوابات
۳۴۹	جواب دوم۔
۳۵۰	نکاحوں کا بیان۔
۳۵۲	لونڈیوں کے ساتھ خاص رعایت۔
۳۵۳	حدیث شریف میں قیدیوں غلاموں اور لونڈیوں کے احکام۔
۳۵۴	جواب سوم مرتدین کا بیان۔
۳۵۵	خدا کے نافرمانوں سے جہاد۔
۳۵۶	جواب چہارم دیت کے متعلق۔
۳۵۸	پانچواں جواب یتیموں کے متعلق۔
۳۶۱	حدیثوں میں یتیموں کی قدر۔
۳۶۲	حدیث میں یتیم بچے کا حق
۳۶۴	چھٹا جواب حرام چیزوں کا قرآن سے بیان
۳۶۴	پرویز نے خدا کے حرام و حلال سے انکار کر دیا۔
۳۶۴	اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور حلال کرنے کا پورا اختیار دیا۔
۳۶۷	پرویز کا حضور اکرمؐ کی پیروی سے انکار۔
۳۶۸	میاں پرویز پر حضور اکرمؐ کی توہین کا مقدمہ اور پرویز کا دھوکا دیکر بچ جانا۔
۳۷۱	ساتواں جواب۔
۳۷۲	آٹھواں جواب۔
۳۷۲	حدیث شریف سے انکار کی وجہ
۳۷۳	اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو کیا کیا دیا۔
۳۷۱	نہر کوثر اور نعمتوں کی زیادتی دی۔
۳۷۵	حضور اکرمؐ کے علوم اور رموز نکات۔
۳۷۶	معراج شریف۔
۳۷۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے۔
۳۷۹	اللہ تعالیٰ نے چاند کو حضورؐ کا فرمانبردار بنا دیا
۳۸۰	اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو اپنے ہی ساتھ رکھا۔
۳۸۱	قرآن میں دین سے پھرنے والے مرتدوں کی سزائیں۔

صفحہ	مضمون
۳۸۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عذاب نہیں آتا۔
۳۸۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کی سزا۔
۳۸۶	اللہ تعالےٰ اعمال کا جائزہ بھی حضور اکرمؐ کے ساتھ فرماتا ہے۔
۳۸۶	حضور اکرمؐ کی خدمت میں ہدیہ اور نذرانہ پیش کرنا نجات کا سبب ہے۔
۳۸۷	حضور اکرمؐ پر ایمان لانے والے بھی مخلوق کے اعمال کا جائزہ لیں گے
۳۸۸	رسول اللہ کی اطاعت ہی ایمان کی اصل ہے۔
۳۸۹	حضورؐ کی اطاعت ہی رحمت اور ہدایت ہے
۳۹۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش بغیر نجات ناممکن اور محال ہے۔
۳۹۱	تنبیہہ شدید۔
۳۹۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کا مرتبہ قرآن پاک میں
۳۹۴	حضور اکرمؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے یقیناً گمراہ ہیں۔
۳۹۵	حضور اکرمؐ کے فرمانبرداروں کی تعداد۔
۳۹۵	حضورؐ کے خواب سچے ہوتے تھے۔
۳۹۶	حضورؐ کے طریقوں کی پابندی۔
	فہرست کتاب ہذا ختم شد

اعلانِ عام

جن حضرات کو اسلامی مسائل۔ قرآنی احکام۔ حدیثی روایات یا بزرگانِ دین کی عملی زندگی پر کسی قسم کا بھی شک و شبہ ہو۔ یا آیات و احادیث میں کسی قسم کا تضاد یا تعارض معلوم ہوتا ہو۔ یا کوئی مسئلہ کوئی کسی اعتبار سے بھی عقل سلیم پر مفید اور ... سے عاری یا دُور از کار نظر آتا ہو۔ تو وہ بڑے شوق سے لکھ کر بھیج دیں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی دل تسلی اور تشفی کر دی جائیگی۔ صرف جواب کے لئے ڈیڑھ آنے کا ٹکٹ روانہ فرمائیں اور گھر بیٹھے ہر مشکل سے مشکل مسئلہ کا تفسیر اور رموز و نکات معلوم کرلیں۔ دعاگو منور حسین سیف الاسلام لاہور

عاشقانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و

محبانِ بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین

آپ کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں بے دینی الحاد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیتِ اطہار و صحابۂ کبار۔ ائمۂ نامدار۔ اور اولیائے ذیشان و قار کی خداداد عزت و حرمت کو لوگوں کے دلوں سے نکال کر ان کے مبارک طریقۂ صراطِ مستقیم سے دور کرنے کی بہت ہی زیادہ کوشش ہو رہی ہے۔ کفار و مشرکین اور ان کے ایجنٹ منافقین و مرتدین۔ تحریروں اور تقریروں کے ذریعے سے ان کوششوں میں مصروف ہیں۔ مغربی ممالک۔ یورپ۔ امریکہ اور انڈیا اور پاکستان کے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کو انگریزی کی کتابوں۔ رسالوں کے ذریعے گمراہ کیا جا رہا ہے۔ محبانِ اسلام و عاشقانِ رسولِ انام صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ اولین ہے کہ وہ بے دینوں کی ناپاک کوششوں کو ناکام بنانے میں انتہائی جدوجہد کر کے حبِ ایمانی کا ثبوت دیں۔ اور صحیح عقائد اور نیکیوں کی طرف لانے کے واسطے اس کتاب "قرآنی تعزیرات بجواب پرویزی خرافات" کے انگریزی میں ترجمہ کرا کر تقسیم کرنے اور اردو میں بھی زیادہ سے زیادہ چھپوانے اور تقسیم کرنے میں ہر ممکن امداد فرما کر اشاعتِ دینِ متین کا ثوابِ عظیم حاصل کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کے احترام اور ان کے مبارک طریقوں کی حفاظت کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

آپ سب کا دعاگو خادم منور حسین سیدۃ الاسلام شیش محل روڈ

۲۳ پیر مکی بازار۔ سابق گرونانک بازار۔ لاہور

حکومتِ اسلامیۂ پاکستان و برادرانِ مُلک کا اہم ترین فرض!

حکومتِ عالیۂ اسلامیہ کا خصوصاً اور تمام باشندگانِ پاکستان کا عموماً اہم ترین فرض ہے کہ وہ مُلک سے افلاس۔ جرائم۔ بے دینی۔ اور مُلک و قوم کو کمزور اور بدنام کرنے والے طریقوں کو جلد از جلد دُور کریں۔ اور اس کا بہترین طریقہ صرف یہی ہے کہ مصلحِ عالم۔ ہادئ کُل حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر پُورے طور سے عمل کیا اور کرایا جائے۔ چونکہ تمام کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے اور اسی نے اپنی مخلوق کی حفاظت اور انسانوں کی فلاح و بہبود کے بہترین طور طریقے بتانے اور عمل کرکے دکھانے کے واسطے سب نبیوں اور ہادیوں۔ ریفارمروں کے بعد قیامت تک ہونے والوں کی رہنمائی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ان کی پیروی تمام انسانوں پر فرض کر دی۔ حکومت۔ سیاست۔ معاشرت و معاد۔ عدل و انصاف۔ جُود و کرم۔ حاکم و محکوم۔ فرائض اعلےٰ و ادنےٰ کی زندگی کے تمام شعبوں کی رہنمائی فرمائی جس کی بدولت عرب جیسی مفلس جرائم پیشہ ظالم و سفاک قوم بھی مسلمان خدا کا فرمانبردار بن کر تھوڑی سی مدت میں ایران طوران۔ شام و مصر۔ ترک تاجیک۔ چین اور ہندوستان جیسے دُور و دراز ممالک پر بھی حکمران رہی۔ اور ان کی قائم کی ہوئی حکومتیں ابھی تک دُنیا والوں کو اپنی تہذیب و تمدن۔ جہانداری اور جہانگیری کا زبانِ حال سے پتہ دے رہی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ دین و دُنیا کی عزتیں۔ اور کمالاتِ رُوحانی۔ اور باطنی و ظاہری تمام قوتیں حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق مبارک ہے اس کا قائم اور جاری کرنا اسلام یعنی دُنیا کی بھلائی ہے اور اس کا چھوڑنا یا اس سے دُور کرنا بدترین جرم اور ایمان کی خرابی کا باعث ہے جو حضور کے طریق کے دُشمن ہیں وہ منسد اعتقادات ہیں ان کا انسداد بھی ضروری ہے
وما علینا الا البلاغ۔ دُعاگو منور حسین سیف الاسلام لاہور

حکومتِ اسلامیۂ پاکستان و برادرانِ ملک کا اہم ترین فرض!

حکومتِ عالیۂ اسلامیہ کا خصوصاً اور تمام باشندگانِ پاکستان کا عموماً اہم ترین فرض ہے کہ وہ ملک سے افلاس۔ جرائم۔ بے دینی۔ اور ملک و قوم کو کمزور اور بدنام کرنے والے طریقوں کو جلد از جلد دور کریں۔ اور اس کا بہترین طریقہ صرف یہی ہے کہ مصلح عالم۔ ہادیٔ کل حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر پورے طور سے عمل کیا اور کرایا جائے۔ چونکہ تمام کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے اور اسی نے اپنی مخلوق کی حفاظت اور انسانوں کی فلاح و بہبود کے بہترین طور طریقے بتانے اور عمل کرکے دکھانے کے واسطے سب نبیوں اور ہادیوں۔ ریفارمروں کے بعد قیامت تک ہونے والوں کی رہنمائی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ان کی پیروی تمام انسانوں پر فرض کر دی۔ حکومت۔ سیاست۔ معاشرت و معاد۔ عدل و انصاف۔ جود و کرم۔ حاکم و محکوم۔ فرائض و اعلےٰ ادنےٰ کی زندگی کے تمام شعبوں کی رہنمائی فرمائی جس کی بدولت عرب جیسی مفلس جرائم پیشہ ظالم و سفاک قوم بھی مسلمان خدا کا فرمانبردار بن کر تھوڑی سی مدت میں ایران طوران۔ شام و مصر۔ ترک تاجیک چین اور ہندوستان جیسے دور و دراز ممالک پر بھی حکمران رہی۔ اور ان کی قائم کی ہوئی حکومتیں ابھی تک دنیا والوں کو اپنی تہذیب و تمدن۔ جہانداری اور جہانگیری کا زبان حال سے پتہ دے رہی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ دین و دنیا کی عزتیں۔ اور کمالات روحانی۔ اور باطنی و ظاہری تمام قوتیں حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق مبارک ہے اس کا قائم اور جاری کرنا اسلام یعنی دنیا کی بھلائی ہے اور اس کا چھوڑنا یا اس سے دور کرنا بدترین جرم اور ایمان کی خرابی کا باعث ہے جو حضور کے طریق کے دشمن ہیں وہ مفسد اعتقاد ہیں ان کا انسداد بھی ضروری ہے

وما علینا الا البلاغ ۔ دعاگو منور حسین سیف الاسلام لاہور

اے بشر دل سے محمدؐ کی غلامی کر لے
ملت احمدِ مرسل کو دوامی کر لے

قرآنی تعزیرات

بجواب

پرویزی خرافات

مصنفہ
خادم دین متین
منور حسین سیف اسلام دہلوی

ادارہ فلاح دارین بیرکی بازار
لاہور